اُردو فلمی گیت نگاری: فن اور معیار

(پاک و ہند کے تناظر میں)

مقالہ برائے ایم ایس (اُردو)

مقالہ نگار:

خلیق الرحمٰن

39-FLL/MSURDU/F08

نگران مقالہ

ڈاکٹر محمد ندیم اسلم

(ڈاکٹر روش ندیم)

شعبۂ اردو

کلیۂ زبان وادب

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۱ء

International Islamic University
CENTRAL LIBRARY
Islamabad

Accession No TH-17706

PhD

891.4391

خ ل ا

اردو شاعری - گیت و نغمے

بسم الله الرحمن الرحيم

تصدیق نامہ

اس امر کی تصدیق کی جاتی ہے کہ ایم۔فل اُردو کے سکالر خلیق الرحمٰن نے تحقیقی مقالہ بہ عنوان ''اردو فلمی گیت نگاری: فن اور معیار'' میری نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ میں سکالر کے تحقیقی کام سے مطمئن ہوں اور اس امر کی اجازت دیتا ہوں کہ مقالہ ہذا ایم فل (اُردو) کی ڈگری کے حصول کے لئے جمع کروادیا جائے۔

ڈاکٹر ندیم اسلم (روش ندیم)

پروفیسر

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

تاریخ : 25 فروری 2011ء

ACCEPTANCE BY THE *VIVA VOCE* COMMITTEE

Title of the thesis: *Urdu Filmi Gheet Nagari: Fun aur Mey'ar*

(اردو فلمی گیت نگاری: فن اور معیار)

Name of student: **Khaleeq ur Rehman**

Registration No: **39-FLL/MSURDU/F08**

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfilment of the requirements for the MS degree in Urdu with specialization in Literature.

Viva Voce Committee

External Examiner
(Dr. Arshad Mahmood Noshad)
Associate Professor
Department of Urdu. AIOU
Islamabad

Internal Examiner
Dr. Kamran Abbas Shah Kazmi
Assistant Professor
Department of Urdu. IIUI

Supervisor
Prof. Dr. Muhammad Nadeem Aslam
Professor (Urdu)
Govt Postgraduate College. Asghar Mall
Rawalpindi

Dr. Aziz Ibnul Hasan
Chairman
Department of Urdu

Prof. Dr. Munawar Iqbal Ahmad
Dean
Faculty of Languages & Literature

July, 2017

فہرست عنوانات

پیش لفظ ۳

باب اول: گیت نگاری: تعارف وتاریخ ۶

ا: گیتوں کا ادبی تہذیبی، لسانی اور تہذیبی پہلو ۱۲

ب: موسیقی میں گیتوں کی اقسام ۱۵

ج: گیت میں زبان کا ارتقاء اور لہجے ۲۳

د: لکھنو کا تہذیبی دور اور گیت کی روایت ۳۴

باب دوم: فلمی اُردو گیت نگاری: پس منظر ۵۱

ا: موسیقی اور گیت ۵۱

ب: ہندوستانی موسیقی میں راگوں کی اقسام ۵۹

ج: برصغیر کا سینما اور فلم کی موسیقی ۶۸

د: بھارتی فلمی گیتوں کی موسیقی ۷۲

باب سوم: فلمی اُردو گیت نگاری کے تخلیق کار ۸۷

ا: بولتی فلموں کا عہد ۸۷

ب: کمرشل سینما ۹۲

ج: بھارتی سینما اُردو زبان اور مسلمانوں کا حصہ ۱۰۰

د: فلمی نغمہ نگاروں کی خدمات ۱۰۵

باب چہارم: فلمی اردو گیت نگاری کے موضوعات	۱۷۹
ا: فلمی اُردو گیت نگاری	۱۷۹
ب: فلمی گیتوں میں شعری خوبیاں	۱۹۰
ج: فطرت اور موسموں کے گیت	۱۹۷
د: ادبی گیت	۲۰۹
باب پنجم: محاصل	۲۴۴
کتابیات	۲۵۱
ضمیمہ۔۱: ہندوستانی فلمی گیتوں کی فہرست	۲۵۷
ضمیمہ۔۲: پاکستانی فلمی گیتوں کی فہرست	۳۵۹

پیش لفظ

شعروادب سے فطری لگاؤ کے علاوہ گیت اور سنگیت سے مجھے ہمیشہ ہی ایک گونا رغبت رہی ہے۔ اچھے گیت سننا، تلاش کرنا اور یاد رکھنا میری پسندیدہ عادت رہی ہے۔اس بات کو اُس وقت مزید تقویت ملی جب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم ایس کے لئے مقالہ لکھنے کا مرحلہ آیا۔ مقالے کے لئے ہر سکالر کی طرح مجھے بھی موضوع چننے کے لئے دشواری کا سامنا تھا۔دل کے کسی کونے میں فلمی گیتوں اور شاعری سے متعلق کسی موضوع پر کام کرنے کی خواہش موجود تھی۔ ایک روز مَیں نے جھجکتے ہوئے اپنے نگران اور اُستاد ڈاکٹر روش ندیم سے اس موضوع پر کام کرنے کا اظہار کیا۔ انہوں نے حیرت انگیز طور پر اپنی آمادگی ظاہر کی۔لیکن فکیلٹی کے صدرنشین سے بھی اس کی اجازت حاصل ضروری تھی۔مختصراً یہ کہ اُس وقت کے صدر شعبہ جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل نے بھی حامی بھر لی اور اُنہوں نے مجھے اس موضوع پر کام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

ہر طالب علم سکالر کی طرح مجھے اس موضوع پر مواد جمع کرنے اور تحقیق میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔اُردو فلمی شاعری پر تحقیق وتنقید کے ضمن میں مستند اور معیاری مواد اور لٹریچر حاصل کرنا ہی اس موضوع کا سب سے کٹھن مرحلہ تھا۔خاص طور پر گیتوں اور فلموں کی پیشکش کے ادوار اور سال کی جانچ پڑتال ایک مشکل اور صبر آزما کام تھا ۔ مجھے اس کے تقابل کے لئے بہت سی کتابوں، انٹرنیٹ کی سائٹوں کا تفصیلی جائزہ لینا پڑا۔اور قدم قدم پر ماہ سال کی لغزشوں کو پرکھنا اور مستند مواد کا اعادہ کرنا پڑا۔

اس مقالے کی تیاری میں جس چیز نے مجھے دلی طمانیت بخشی وہ موضوع سے متعلق نئی معلومات ،نئی آگہی ،شعور اور علم تھا جس نے مجھے علمی طور پر سیراب کر دیا۔شعر، گیت ،فلم ،سنیما، موسیقی اور گیتوں سے جڑی روایت اور امکانات کے ایسے بے شمار گوشے تھے جن سے میرا پہلے واسطہ نہ پڑا تھا۔اس موضوع کو لے کر مجھے کتابوں سے ہی نہیں ،بلکہ انٹرنیٹ کے وسیع وعریض سمندر کی گمنام دُنیا میں جانے اور اسکے امکانات میں جھانکنے کا موقع ملا۔ریڈیو، ٹی

وی، رسائل اور آڈیو، وڈیو سی ڈیز کی دشت نوردی کرنا پڑی، یہی نہیں بلکہ سب سے قیمتی بات جو اس عمل سے گزرنے میں ہوئی وہ چند ایسے لوگوں سے ملاقات تھی جو اس کام میں چلتے پھرتے انسائیکلو پیڈیا تھے۔ مجھے فلمی، گیتوں اور فلموں کے بارے میں لوگوں کے علم اور معلومات دیکھ کر حیرت ہوئی۔ لیکن یقینی طور پر کسی کے حافظے پر میں نے کبھی اعتبار نہیں کیا کیونکہ یہ بات ایک محقق کے مقام و مرتبہ کے خلاف ہے۔

ایم فل کے اس مقالے کی بدولت مجھے علمی اور تحقیقی حوالے سے صبر و استقامت کا قیمتی سرمایہ ہاتھ آیا جو زندگی کے ہر مرحلے پر میری رہنمائی کرئے گا۔ گیت کی تاریخ، گیت کے ماخذات، اور گیت کی روایتوں کی جان کاری میری علمی پیاس کو سیراب کرتی اور میرے شعور و آگہی کو ثروت مند کرتی رہی۔ اس مقالے کی بدولت مَیں نے موسیقی کی تاریخ اور روایت کا مطالعہ کیا اور فلم اور سنیما کو گیت اور موسیقی کے حوالے سے جاننے اور سمجھنے کی استعداد بھر کوشش کی۔

میں سمجھتا ہوں گیت میں عمدہ اور اعلی شاعری کی تمام خوبیاں اور اوصاف موجود ہیں۔ ضروری بات یہ ہے کہ اس صنف کو برتنے والا کتنا ہنر مند اور تخلیقی سطح پر کتنا توانا ہے جس طرح نظم کہنے کے بہت سے ڈھنگ اور انداز موجود ہیں اس طرح گیت کی صنف بھی اپنے اندر وسیع امکانات رکھتی ہے۔ ہم گیت کو نظمیہ پیرایہ دیں یا غزلیہ، پابند رکھیں یا آزاد انداز میں لکھیں، ٹیپ کے مصرعے لائیں یا چند سطروں میں بات ختم کر دیں گیت ہم سے کسی بات کا تقاضا نہیں کرتے، البتہ گیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں لوچ، نغمگی، مٹھاس اور کوملتا موجود رہے جو گیت کو دوسری اصناف شعر سے جُدا کرتا ہے۔ گیت کی روایت نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے اور یہ روایت اب اس قدر مضبوط جدید اور ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اگر ہم نے ان پہلوؤں کو نظر انداز کیا تو یہ صنف ہماری تخلیقی توانائی اور آگ کو بہت جلد دوسروں پر آشکار کر سکتی ہے۔ آج کا گیت کلیشے اور روایتی پہلوؤں سے بہت آگے کی چیز ہے۔

گیت، زبان، لہجے، علاقے اور اُن سے وابستہ ثقافتوں کے آئینہ دار ہیں۔ گیت بولیوں، ٹھولیوں اور عوام کے دل کی آواز بن جاتے ہیں۔ ہمارے موسموں، صبح شاموں، راتوں اور جگ راتوں کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں گیت لوری سے جڑ کر ہمارے بچپن کی یادوں کا سرمایہ بن جاتے ہیں اور زندگی کے انجام پر ماتمی دھنوں میں بجنے اور گانے والے نوحوں کا دل خراش نغمہ بن کر ہمیں سوگوار کر جاتے ہیں۔

میں اس مقالے کی تیاری کے لئے جن لوگوں کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اُن میں میرے ساتھی اور رفیق کار بدر چوہان ہیں جن کی معاونت اور مشورے ہمیشہ میرے شامل حال رہے، بدر چوہان نے اس مقالے کے لئے ہمیشہ مجھے وقت مہیا کیا اور نیٹ پر بہت سے سائٹس سے متعارف کروایا اور اخبارات و جرائد کی کھوج اور تلاش میں خاص طور پر میری مدد کی جس کے لئے مَیں ہمیشہ اُن کا ممنون رہوں گا۔مَیں اُردو کے ممتاز افسانہ نگار اور اپنے چہیتے ماموں منشا یاد مرحوم کا بھی احسان مند ہوں جو انٹرنیٹ کی سائٹوں کے حوالے سے میری رہنمائی کرتے رہے۔وہ موسیقی کے رسیا تھے اور عمدہ گیتوں بہت شوقین تھے، یہ مقالہ مَیں اُن کی محبت اور گیت و موسیقی سے اُن کی خصوصی لگاوٹ کے نام کرتا ہوں۔ یہ مقالہ لکھ کر مَیں اُن سے داد حاصل کرنا چاہتا تھا مگر کاتب تقدیر نے اس بات کے لئے وقت اور مہلت نہ دی اور وہ اچانک دُنیا سے رخصت ہو گئے اور میرے دل کی بات دل ہی میں رہ گئی۔اس مقالے کے چند ابواب مَیں نے حلقہ اربابِ ذوق اسلام آباد کی تنقیدی نشستوں میں منشا یاد کی موجودگی میں پڑھے تھے جس کے باعث مجھے منشا یاد اور دیگر ناقدین کی قیمتی رائے اور مشورے میسر آئے اور مجھے اپنے کام کا جائزہ لینے کا موقع ملتا رہا۔آخر میں مَیں اپنے مقالے کے رہنما اور نگران ڈاکٹر روش ندیم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے ہمیشہ نہایت تحمل ،خلوص اور دوستانہ انداز میں میری رہنمائی کی اور مجھے کسی موقع پر اُلجھن کا شکار نہیں ہونے دیا۔میں کامران کاظمی کی محبتوں کا بھی اسیر ہوں جنھوں نے ہر مرحلے پر میری رہنمائی اور مدد کی ۔شعبہ اُردو کے صدر نشین ڈاکٹر رشید امجد اور یونیورسٹی کے ریکٹر پروفیسر فتح محمد ملک کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے ہمیشہ مجھے سے محبت اور شفقت کا برتاو کیا اور مَیں حوصلے اور استقامت سے اپنا کام مکمل کر پایا۔

خلیق الرحمٰن

باب اول:

گیت نگاری: تعارف و تاریخ

اُردو کی تہذیب وتمدن اور شعر و ادب کی روایت میں گیتوں کی صنف ہمیشہ معتبر رہی ہے۔ اُردو شاعری میں لاتعداد اصناف وجود میں آئیں اور فنا ہوگئیں یا پھر وقت کے ساتھ متروک یا غیر مقبول ہوتی چلی گئیں، لیکن گیت آج تک ذوق وشوق سے سنے جاتے ہیں۔ گیتوں کی صنف میں ایسی خوبی موجود ہے جس کی بدولت اس میں کچھ ایسے ابدی عناصر ظہور پذیر ہو چکے ہیں جو ہماری زندگی کے ساتھ چلنے اور ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔ شاعری کی طرح گیتوں کے ادب کا بھی ایک مقام ہے لیکن شاید اُردو میں گیتوں کے حوالے سے ادب کا فقدان ہے۔ دوسری اقوام میں گیتوں کو بہت اہمیت حاصل ہے لیکن بدقسمتی سے اُردو ادب میں گیتوں کی شاعری کو ابھی تک وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے یہ حق دار ہیں، اس میں زیادہ تر اُردو شاعری کی روایت پرستی، تاریخ اور ادب کے مزاج کا بھی کا دخل ہے۔

گیتوں میں دو طرح کی گیت کا ذکر ضروری ہے، پہلے وہ گیت جو ادب کی قدیم لوک شاعری کا حصہ تھے، اس طرح کے گیتوں کے لئے ضروری نہیں کہ اُن کے شاعروں نے انھیں گایا بھی ہو، یا وہ گیت گائے بھی جا سکتے ہوں، دوسری قسم اُن گیتوں کی ہے جن کے ساتھ اگر اُردو کا لفظ نہ لگایا جائے تو ہمارے ذہن میں ایسے فلمی گیت آتے ہیں جو گائے گئے ہیں اور جو لوگوں کی دل و دماغ پر گہرے نقش بنا چکے ہیں۔ گیتوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جنہیں قدیم زمانوں سے عورتوں نے لکھا ہے اور صدیاں گزرنے کے باوجود لوگ اُنہیں گاتے چلے آرہے ہیں، انہیں ہم عوامی گیت کہتے ہیں، لیکن ہم شاید انہیں اُردو کے گیت نہیں کہہ سکتے۔

دیکھا جائے تو تیرہویں صدی عیسوی سے برج بھاشا سنگیت کی زبان رہی ہے اور آج بھی اس کے اثرات اُردو گیتوں کی شاعری پر بہت گہرے ہیں۔ پرانا گیت نگار اپنے گیتوں میں فارسی، عربی الفاظ اور اُن کی بندشوں سے احتراز کرتا رہا ہے۔ پرانا گیت کار برج بھاشا اور اودھی کے الفاظ کو فارسی اور کھڑی بولی کے افعال و الفاظ پر ترجیح دیتا تھا۔ اگر ہم فلمی گیتوں کا ہی جائزہ لیں تو اِن میں موضوعات اور مضامین کے لحاظ سے، زبان، لب ولہجہ اور سنگیت کو ہی مکمل گیت کہا جا سکتا ہے۔ ان گیت کاروں میں، شکیل بدایونی، مجروح سلطانپوری، ساحر

لدھیانوی، قتیل شفائی، تنویر نقوی، راجہ مہدی علی خان، علی سردار جعفری، حسرت جے پوری، سیف الدین سیف، شیلندر، اسد بھوپالی، مسرور انور، جاں نثار اختر، کیفی اعظمی، ندا فاضلی، تسلیم فاضلی، گلزار اور جاوید اختر وغیرہ کے گیت آتے ہیں، اور ان شاعروں کے گیت ان کے دیوان اور مطبوعہ مجموعوں میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

دوسرے طرح کے گیت جو سب سے مقدم گیت تسلیم جاتے ہیں اور جو گائے نہیں جاتے اور نہ ہی ان کے لئے گانا یا سنگیت کسوٹی قرار دیا جا سکتا ہے، یہ شعری اظہار، کتابوں اور مجموعوں کی زینت بنتے ہیں، دراصل یہ کتابی گیت ہیں، ہم انہیں چاہیں تو کئی خانوں میں بانٹ بھی سکتے ہیں، جیسے آرزو لکھنوی اور حفیظ جالندھری کے گیت وغیرہ، اور میرا جی، مقبول حسین احمد پوری، اندر جیت شرما، عرش ملیانی، امر چند قیس، فرید مطلبی، سید محمد خلیل وغیرہ کے گیت شامل ہیں، ان شاعروں کے گیت زیادہ تر، ہمایوں لاہور، ریاست دہلی، چنگاری لاہور، ادبی دنیا لاہور، ہل آلہ آباد وغیرہ جیسے رسائل میں (۱۹۳۰ تا ۱۹۳۶) کے مختصر عشرے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

عوامی گیت دیہاتیوں کے جذبات اور احساسات کے ترجمان ہیں۔ ان کے قلبی جذبات کے مظہر ہیں، کہا جاتا ہے کہ احساس جب الفاظ کا جامہ پہن لیتا ہے تو شعر بن جاتا ہے، دیہاتیوں کے جذبات نے الفاظ کا جامہ پہن لیا خواہ وہ الفاظ مہذب دُنیا کے ہی ہوں، اب آپ کو اختیار ہے کہ الفاظ کے ساتھ ''ایسے'' اور ''ویسے'' کی شرط لگا کر اور شعر کے لئے ردیف و قافیہ اور وزن کی پابندی لگا کر عوامی گیتوں کو شعر کے دائرے سے خارج کر دیں۔ لیکن انہیں گیتوں کے حلقے سے باہر نکال دینا ہمارے اور آپ کے لئے ناممکن ہے۔

عوام کے گیتوں میں عاشق کی آہیں، برہن کے آنسو، ساس و نند کے طعنے اور دُلہنوں کی سرزنش، بانجھ ناری اور بیوہ کے بین، بہو کی خاموش فریاد اور پکار۔ ''ساس موری مارے نند گریاوے'' جیسے بول سننے کو ملتے ہیں ۔عوامی گیتوں میں شوخی شرارت اور چنچل پن دیکھنا ہو تو دو گیت، یعنی (وہ گیت جن میں حاملہ عورتوں کی خواہشات کا بیان ہوتا ہے)، زچہ گیریان، سُوہر، سرپا، اور سہاگ کے گیت سنئے۔ اس سے بھی شوخ بننا چاہیں تو یہ بول پڑھتے چلئے۔

سمدھی میرے گھر آیا ڈالووا کے گلے موتیوں کا ہروا
سات سکھیوں میں ایسا لاگے جیسے ہولی کا بھڑوا (محلہ درگا پرشاد پیلی بھیت)

دُھوپ کا تاپ اور بجلی کی کڑک دیکھنا ہو تو ''ساکھا''، ضلع جھانسی میں واقع موضع لوہاری کے رجب خان اور انگریزوں کی مڈبھڑ کے گیت پڑھیے جس نے ۱۸۵۷ کے ہنگامے میں جھانسی کی رانی کا ساتھ دیا تھا۔

''رجب کے گبرو جو دھا پہنچے بھاگے فرنگین دُور
کڑ کڑ کڑ کڑ بولیں تلواریں بھئے فرنگین چور
مر مرمر مر ڈھالیں بولیں دکیں تیگا اور تلوار
گھم گھم گھم گھم بجیں نگاڑے فرنگیں ہو گئے چکنا چور''

عوامی گیتوں میں سہانی شامیں ہیں۔''ساونی ملہار'' میں رم جھم میگا برسے کی تانے سنائی دیتی ہیں اور موری لال چندریا بھیجی جائے کی دہائی اور التجا ہے۔''کھول دے کوریا ساجنا'' اور ساجن کی گود میں گیندا بنی جاتی ناری ہے۔''سیاں کی گودی میں گیندا بن جاؤں گی''، عوامی گیتوں میں روزگار یا نوکری کے ساتھ ساتھ پردیس براج کی باتیں دکھائی دیتی رہی ہیں۔

کہی کے ہاتھ چٹھی لکھ بھجوں کہی کے ہاتھ سندیس؟
کاگا ہاتھ چٹھی لکھ بھجوں پنچھی ہاتھ سندیس؟

اُس دور کے معاشرے میں عورتوں کو ہمارے آج کے سماج کے موافق سماجی مرتبہ حاصل نہ تھا لیکن اُس دور کے عوامی گیتوں کی خالق عورتیں ہی تھیں، اگرچہ گیتوں کے نصف موضوعات، اسلوب، زبان و بیان کا موسیقیت سے گہرا تعلق ہے، لیکن ادبی روایت پرستوں نے جس میں شاعر، ادیب، تذکرہ نویس اور نقاد شامل ہیں، نے ہمیشہ اِن گیتوں کے ادب کو سطحی اور کم تر ادب جانا ہے۔ اُردو کی مروجہ شاعری اور ادب ابتدا ہی سے اونچے اور اعلیٰ طبقہ کی میراث رہا ہے لیکن ایسا ادب جسے سماج کے نچلے طبقے یا پھر عورتوں نے تخلیق کیا جو اُن کے جذبات واحساسات، قلبی ورُوحانی رجحانات کا عکاس تھا، اور اُن کے تصورات وخیالات کا تھا وہ سب کسی تحریری شکل میں تو ہم تک نہیں پہنچا، نہ ہی ادب کے کسی بڑے دھارے کے ساتھ آگے بڑھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ عوامی ادب برصغیر پاک و ہند کا ایک بہت ہی قیمتی اور گراں قدر سرمایہ ہے۔ اختر اورنیوی کے مطابق:

''بہار میں ''بدیسیا'' کے جذباتی گیت، ''بیج بھولا'' رانی کی کہانی ''اور'' گھا کر'' کی کہاوتیں بہت ہی عام پسند ہیں۔ (دہلی، آگرہ، اودھ) کے علاقے میں ساون کے لہکتے ہوئے گیت، ہولی کے گیت اور سوانگ ہمارے ادب وآرٹ کے بہت ہی واضح اور غیر واضح نقوش کی چھاپ لئے ہوئے ہیں۔ عورتوں کے گانوں اور گیتوں میں ہجر و وصال کے قصے، مظالم و بیداد کی داستانیں، ارمان وتمنا کی نیرنگیاں، من کی موج اور جی کا سوگ، چنچل پن، بیواؤں کا بروگ، زندگی کی مسکراہٹ اور موت کے آنسو سب

ہی کچھ پائے جاتے ہیں''(۱)

نظیر اکبر آبادی (متوفی ۱۶اگست ۱۸۳۰) نے اپنے معاشرے اور سماج کو نچلے طبقے کی سطح پر آ کر دیکھا اور اپنی شاعری میں اس کا اظہار بھی کیا۔ انہوں نے اونچے طبقے کا نمائیدہ ہونے کے باوجود اپنے فن اور زبان و بیان کو عوام کا ترجمان بنالیا۔ اگر چہ نظیر گیت نویس نہیں تھے لیکن اُن کی شاعری میں موضوعات اسالیب اور زبان کے سہاروں نے آنے والے گیت نویسوں کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔ موجودہ دور نے جہاں پچھلے وقتوں کے بہت سے بتوں کو توڑا وہاں ایک بت گیتوں کی مخالفت کا بھی ٹوٹا۔ گذشتہ ساٹھ ستر سالوں میں بہت سے مقتدر شاعروں نے گیت تخلیق کئے ہیں یہ سب شاعر ادب میں اونچے استھان پر براجمان تھے اور یہ وہ لوگ تھے جن کے فنی بت خانے غزل، نظم اور دیگر اصناف شاعری سے مزین تھے۔

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اس سلسلہ میں ایک بہت ہی اہم بات کہی ہے، اُن کا کہنا ہے کہ:

''یہ بحث بالکل الگ ہے کہ نظیر کے اسلوب کو ہم عظیم یا ارفع کہہ سکتے ہیں یا نہیں، عظمت اور رفعت کے تصورات بنیادی نہیں اضافی ہیں، جو لوگ عظمت کے ساتھ ایک ذہنی، بلندی اور جذباتی ترفع کا تصور وابستہ کرتے ہیں اُن کے لئے نظیر کی شاعری اپنے موضوعات اور اسالیب دونوں کے اعتبار سے بڑی پست سطح رکھتی ہے۔ وہ نظیر کا مقابلہ غالب یا اقبال سے کرتے ہیں اور ان کے لئے نظیر کو اس سطح تک لے جانا ناممکن ہو جاتا ہے، نظیر بلا شبہ عظمت اور رفعت سے محروم نظر آتے ہیں، لیکن جو لوگ شاعری کا مقصد زندگی کی بھرپور ترجمانی سمجھتے ہیں اور شاعری جن کے لئے اپنے تخیل کی دُنیا نہیں بلکہ گردوپیش کے حالات اور واقعات سے خام مواد لے کر نئے پیکر تراشنا ہے وہ اسی کو سب سے بڑا آذر سمجھتے ہیں جہاں شاعر کی آواز اُن کے دل کی آواز سے اور مغنی کا نفس اُن کے نفس سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے وہی اُن کے نزدیک شاعر اور مغنی کی معراج ہے اور آج بھی ہزاروں پڑھنے اور سننے والوں کے لئے نظیر کی یہ معراج بہت معتبر ہے''(۲)

برصغیر پاک و ہند میں صدیوں پہلے سے گیتوں کے سوتے برابر رِس رہے تھے لیکن یہ پانی گمنام گوشوں میں جمع ہوتے ہوئے ایک پوشیدہ ذخیرے کی شکل میں پڑا تھا لیکن اس ذخیرے کو ایک لمبے عرصے تک اپنا اصل اور صحیح مقام نہ مل پایا، بہت عرصے بعد یہ وقت آیا ہے جب معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ہماری زندگی اور ہمارے ادب

میں گیتوں کی صنف کا کتنا عمل دخل ہے اور اسے کتنا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

گیت شاعری کی وہ قسم ہے جس میں گیت کہنے والا اپنے فطری جذبات کا اظہار کرتا ہے، یہ جذبات یا تصورات عموماً رقص اور موسیقی کے لوازمات کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔ برصغیر میں عوام کا ایک بہت بڑا طبقہ چاہے وہ مردوں پر مشتمل ہے یا عورتوں پر گیتوں کا شیدائی ہے۔

ابھی تک کی تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ اُردو زبان میں کوئی ایسا رسالہ یا کتاب دستیاب نہیں ہو سکی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ پاک وہند میں گیتوں کا آغاز کب اور کس طرح ہوا، کون کون سے گیت کب تصنیف ہوئے اور کس نے کئے اور اُن کی تصنیف کی وجہ کیا تھی، اور ان گیتوں کی تصنیف کے کیا اصول تھے، یا اُن کے امتزاج اور اُردو زبان کے ارتقا نے ان پر کیا اثرات مرتب کئے اور کس طرح ان گیتوں نے ہماری زبان میں اتنی مقبولیت حاصل کی۔ البتہ پچھلی صدی سے کہیں کہیں برسبیل تذکرہ گیتوں کے متعلق چند مصنفین نے کتابی دلچسپی کا اظہار کیا ہے، مثلاً عبدالقادر سروری اپنی کتاب ''جدید اُردو شاعری'' میں لیریکل شاعری کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

> ''یہ وہ نظمیں ہیں جو عموماً موسیقی اور رقص کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں اور اِن میں زیادہ تر حسن وعشق کے داخلی جذبات اور قلبی واردات کا بیان ہوتا ہے۔ لیریکل شاعری عموماً کسی غور وفکر کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اس پر جوش جذبات کے رجحانات زیادہ پُراثر دکھائی دیتے ہیں''۔(۳)

سرور صاحب نے شاید اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ گیتوں میں زندگی کے دقیق اور اہم مسائل ہمیشہ پیش کئے جاتے رہے ہیں، عورتوں کے گھریلو گیت یا میرابائی اور صوفیائے کرام کے گیتوں کو پڑھ سن کر کون یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ فلسفہ اور کائنات کے اہم ترین رازوں سے ہمیں رُوشناس نہیں کراتے، فرق صرف اتنا ہے کہ گیتوں کی زبان عام فہم، سادہ، تشبیہات واستعارت عام فہم ہیں اور عوام کی روز مرہ زندگی سے حاصل کئے گئے ہیں۔ انگریزی شاعری کے ایک مجموعے کے خالق ''پیل گریو'' نے لیریکل شاعری کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ''ایک خیال کو ایک جذبہ کے تحت کسی ایک موقعہ یا محل پر سلاست کے ساتھ بیان کر دینا لیریکل شاعری ہے''(۴) حوالہ (پیل گریو۔ گولڈن ٹیریژری۔ پیش لفظ)۔

(I) اُردو گیت اور مغربی لیریکل شاعری:

دیکھا جائے تو اُردو کے گیت انگریزی ادب کی ''لیریکل'' شاعری سے ملتے جلتے ہیں، یہ گیت اپنی

ظاہری شکل وصورت، جس میں بحر، وزن، ردیف، قافیہ اور موسیقیت آواز کا زیروبم وغیرہ شامل ہیں اپنی معنوی خصوصیات کے لحاظ سے بھی سب کچھ وہی ہیں جو انگریزی ادب میں ''لیریکل'' کے نام سے موسوم ہے بلکہ اُردو کے گیت میں لیریکل سے بھی کچھ زیادہ خواص ہیں مثلاً گیت میں وہ جلوے بھی نظر آتے ہیں جو سانٹ SANNET پیسٹورل سانگ PASTORAL SONG اور نرسری رائم NURSERY RHYME میں موجود ہیں۔ لیریکل شاعری اُس تمام قسم کی شاعری کے لئے ایک اصطلاح ہے جو باجے پر گائی جاسکے۔ ابتدا میں ہر طرح شاعری حقیقتاً لیریکل ہی تھی۔ یونان میں مذہبی گیت اور عاشقانہ و بیانیہ اشعار سب کے سب گائے جاتے تھے۔ لیکن بیانیہ اور غنائی شاعری میں ایک فرق قائم کر دیا گیا تھا۔ لیریکل شاعری ایک بلند آرٹ کا نام ہے جس میں انسان اپنی زندگی کے سربستہ رازوں، اپنی اُمیدوں، اپنی نااُمیدیوں اپنے، رنج وغم اور اپنی والہانہ کیفیات کو پردے سے باہر لاتا ہے۔ اُردو کے گیتوں کو اس معیار پر جانچیں تو گیت نہ صرف شاعری کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں بلکہ آرٹ کی حیثیت سے وہ اُردو شاعری کی ہر صنف سے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ ''اوڈ'' لیریکل شاعری کی ایک مرصع اور پرشکوہ شکل ہے۔ انگیریزی شاعروں بلکہ تمام مغربی ممالک کے شاعروں نے (اوڈ) کے معاملے میں (پنڈار) کو اس صنف کا پہلا اُستاد قرار دیا ہے۔ اور یورپ میں لیریکل شاعری ابھی تک ''پنڈار اور سیفو'' کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن ہے۔ یہ دونوں جذبات کی رو میں بہہ کر عروض کے تمام قوانین سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق (اوڈ) لامحدود شعریت کے بلند ترین ہیجان کا مرقع ہے۔

اُردو کے گیتوں میں (اوڈ) کی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ اُردو گیتوں میں لامحدود شعریت پائی جاتی ہے اور وہ بلند ترین طوفانی ہیجان کا مرقع بھی ہوتے ہیں۔ لیریکل شاعری کی ایک قسم سانٹ بھی، متقدمین میں پیٹرارک، شیکسپر اور سوئن برن کے سانٹ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ البتہ اُردو گیتوں پر نظر ڈالیں تو وہ سانٹ سے بھی زیادہ مختصر ہوتے ہیں۔ ترنم اور شیرینی کے اعتبار سے سانٹ اور گیت یکساں ہیں۔ دوسری طرف انگریزی موسیقی کی صنف (سانگ) کی طرح اُردو گیت میں بھی بے انتہا ترنم اور مٹھاس موجود ہے۔ (سانگ) موسیقی کی وہ صنف ہے جو عموماً گانے والے خود تصنیف کرتے ہیں اور اپنی گائی ہوئی لَے اور دُھن کے ساتھ سازوں پر بجاتے یا گاتے ہیں۔ اُردو کے گیت بھی اس طرح وجود میں آتے رہے ہیں، امیر خسرو، تان سین، محمد شاہ رنگیلا، واجد علی شاہ وغیرہ نے خود ہی گیت تصنیف کر کے آرٹ او ادب پر بڑا احسان کیا ہے۔ اقوام عالم میں کوئی تہذیب وتمدن ایسا نہیں جس کے پاس گیتوں کا کافی ذخیرہ موجود نہ ہو۔ گیت اس اقوام کے مزاج، مذاق

اور اُس کے جذبات اور تمناؤں کے آئینہ دار ہیں۔ ان میں بعض گیت وہ ہیں جو عوام ہی نے تصنیف کئے ہیں اور بعض وہ جنہیں شاعروں نے اپنے شعوری آرٹ کے سہارے تخلیق کیا ہے۔ ادبی حوالے سے ایسے بھی گیت ہیں جو گائے نہیں جاتے اور صرف پڑھے جاتے ہیں۔ دیکھا جائے تو عوام الناس کے دلوں میں گیتوں کی اتنی چاہت اور اُنسیت اِس بات کی غماز ہے کہ گیتوں میں ایک ابدی شعری بلندی اور موسیقیت کے عناصر ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔

(ا) گیتوں کا ادبی، تہذیبی، لسانی اور ثقافتی پہلو:

گیتوں سے زیادہ اُردو شاعری کی کسی صنف میں تہذیب و ثقافت کی آئینہ داری نہیں ملتی۔ گیتوں میں تہذیب و ثقافت کے وہ پہلو موجود ہیں جن کا تعلق زیادہ تر عورتوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی سے ہے۔ مثلاً بالی عمر کی لڑکیوں کا ہم جولیوں کے ساتھ کھیلنا کودنا، ساون، اور ساون بھادوں کے جھولا جھولنا، شادی بیاہ، بابل اور رخصتی کے حوالے سے گیت، ماں باپ، بہن بھائی، دادا، دادی، نانا، نانی، خالہ پھوپھیوں کا ذکر، اوس پڑوس والیوں کا ذکر، غرض خیالات و جذبات اُمیدوں، تمناوں کا ایک جم غفیر اِن گیتوں میں دکھائی دیتا ہے۔ رسم ورواج، جغرافیائی ماحول، لباس، زیوارت، طعام و اقسام، غرض تہذیب وثقافت کا ایک ہجوم اکھٹا کر دیا گیا ہے۔ اتنی زیادہ تصویریں اور اس کی اتنی تفصیلات ہیں کہ اُردو کی کسی دوسری صنف شاعری میں دکھائی نہیں دیتیں۔ رومان بھرے گیتوں میں پنگھٹ اور میلے ہیں اور مرد وعورت کی جنسی محبت کے چھوٹے بڑے خطوط جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ ان گیتوں میں سوکن سے نفرت، ساس کا خوف اور اسے بیزاری، دیواریوں، جیٹھانیوں، پر غصہ اور پیچھا چھڑانے کی تگ ودو دکھائی دیتی ہے۔

گیت ہمارے سماج کی ایک مکمل تصویر دکھا دیتے ہیں یہ شادی بیاہ کی انفرادی اور اجتماعی کیفیات کا مکمل مرقع ہیں۔ ساس سسر جیٹھ، جٹھانی، دیور، دیورانی، بھائی بھاوج، اور نندوں کے چونچلے، رشتوں ناتوں کی آپسی ریشہ دوانیاں، اچھے برے برتاوے سب کچھ موجود ہے۔ غزل میں اگر محبوب کے ہرجائی پن، اور ہجر و فراق سے پیدا ہونے والے معاملے کی کہانی ہے، تو گیتوں میں بھی برہا کا سوز و گداز پایا جا تا ہے۔ گیتوں میں مشرق اور خاص طور پر ہندوستان اور اس پورے علاقے کی مشرقی تہذیب اور ثقافت کی ترجمانی دکھائی دیتی ہے۔ اس میں ہند و پاک کا وسیب اور اس کے باسیوں کا مکمل عکس جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اُردو کی جدید شاعری، نظم اور غزل میں اپنا سماج اور عصر پہلے کے مقابلے میں ابھر کر سامنے آنے لگا ہے، لیکن اُردو کی پرانی خصوصاً ایک صدی

قبل کی شاعری جس میں غزل، نظم ،مثنوی یا مرثیہ سبھی اصناف ادب شامل ہیں، خارج یعنی، سماج اور فطرت کے بیان میں گیت کے ہم پلہ دکھائی نہیں دیتے۔ ایسا نہیں کہ ان اصناف میں یہ موضوع سرے سے موجود ہی نہیں لیکن جس تسلسل اور تواتر کے ساتھ اُردو گیتوں اور عوامی گیتوں میں یہ لوازمات دکھائی دیے ہیں وہ ساون ، بھادوں، اور پھاگن کے گیتوں اور تہواروں سے مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں اور اُردو کی روایتی شاعری سے اپنا ایک الگ منظر نامہ بناتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اُردو گیتوں کی ادبی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ کہ اُن میں ایک ہمہ گیریت ،ابدیت اور آفاقیت پائی جاتی ہے۔ گیتوں کے موضوعات اور جذبات ابدی اور اساسی ہیں اور گیت سننے والے کی آپ بیتی اور جگ بیتی بن جاتے ہیں ۔ گیت کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ اس میں خارج کے ساتھ ساتھ داخلیت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے اور یہ بات بھی گیتوں کا اختصاص بن جاتی ہے۔

گیتوں کے بول میٹھے، رسیلے، اور سریلے ہوتے ہیں۔ ان کی زبان کتاب اور مطالعہ کی زبان نہیں اور نہ ہی گیت محض خواص کی زبان ہیں، نہ ہی انہیں عوام تک محدود کیا جا سکتا ہے ۔ گیتوں کی زبان نازک، لطیف، لچکدار، سبک اور رسیلی ہے۔ گیت کی تشبیہیں ، استعارے ،اشارے کنائے اثر انگیز ہوتے ہیں اور اپنے ماحول اور اشیا و واقعات سے اخذ شدہ ہوتے ہیں۔ گیتوں کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اسکی زبان اُردو کی مروجہ شاعری کی طرح ٹھیٹ عربی الفاظ فارسی اضافتوں، نامانوس ترکیبوں، بھاری بھرکم مفاہیم، بوجھل لغات، اور دُور از کار تشبیہات و استعارت سے پاک ہوتی ہے۔ ان کی زبان اور بول چال کی زبان میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ گیتوں کی زبان ادبی سے زیادہ عوامی سہی، لیکن ان کی ادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دیکھا جائے تو گیت اُردو شاعری کی وہ صنف ہے جس میں موسیقیت ، داخلیت ،عروضی قیود سے آزادی بھی موجود ہے اور زبان کی سادگی، طرز ادا اور موضوعات میں تنوع بھی پایا جاتا ہے۔ گیت عوامی چیز ہے جس کی تخلیقی ارتقا کی منزلیں عوام کے ہاتھوں طے پائی ہیں، اس کی مقبولیت کا پرچم عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ گیتوں کی منطقی تعریف عوامی شاعری ہی ہے۔ گیتوں کی ابتدا ،اِس کے ارتقا اور اس کی مشاطگی میں عوام، گمنام عورتیں اور مرد شامل ہیں ۔اس میں امیر خسرو بھگتی کال کے شاعروں، اور صوفیائے کرام کی کرم نوازیوں کا بڑا عمل دخل ہے ۔ ان میں نظیر اکبر آبادی جیسے مست والست شاعروں اور قدیم و جدید اُردو شعر و ادب کے جنم داتاؤں کا حصہ ہے ۔ نیز عظمت اللہ خاں، زمانہ حال کے رومانوی نظم نگاروں، ترقی پسند شاعروں اور سنیما کے لئے پس پردہ لکھنے والے گیت کاروں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ گیتوں میں عروضی پابندی سے آزاد رہ کر اور مروجہ میٹر اور

عروض کی ڈگر سے ہٹ کر صرف لے اور موسیقیت کی دُھن کے سہارے جو نغمگی پیدا کی جاتی ہے وہ بھی عوام کی بخشی ہوئی ہے۔ اس کا فن سادگی و پرکاری، دلکشی اور نیرنگیوں سے بھرا پڑا ہے۔ غرض گیت کی ساری تکنیک عوامی ہی ہے۔

ترنم اور شیرینی میں غزل اُردو کی دیگر اصناف شاعری میں معتبر مانی جاتی ہے لیکن گیت کے مقابلے میں غزل کے ترنم اور موسیقی کے سانچے تعداد میں محدود ہیں اور موسیقی کے تمام لوازم کو پورا نہیں کرتے۔ گیتوں کا تعلق ایک طرف شاعری سے تو دوسری طرف موسیقی سے جڑا ہے، کچھ گیت ایسے ہیں جو محض گائے جاتے ہیں علمی و ادبی سطح پر انہیں ادبی اہمیت نہیں دی جاتی، لیکن کچھ ایسے گیت بھی ہیں جو بلند ادبی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور عروض اور موسیقی کے اصولوں کے مطابق تصنیف کئے گئے ہیں۔

عام طور پر ناقدین نے گیتوں کو ادبی اور فنی اہمیت نہیں دی، اگر گیتوں کے مجموعے شائع ہوتے اور اس کے ناقدین بھی ان کا فنی وفکری جائزہ لیتے، تو شاید گیتوں کی موجودہ اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہوتا۔ اگر چہ گذشتہ ساٹھ ستر سالوں میں گاہے گاہے بڑے ادبی شعراء نے گیت بھی لکھے اور بہت سوں نے مجموعے بھی شائع کئے، لیکن غزل اور نظم کے مقابلے میں گیت پر عموماً تسلسل سے کام نہیں ہو پایا۔ البتہ فلمی گیتوں کی دُھوم ہر طرف پھیلتی رہی، سینما نے اس غریب پرور صنف کو زندہ رکھنے میں بہت اہم کردار نبھایا۔ گیت نہ تو درباروں میں شاعری کی حیثیت سے بار پا سکے اور نہ موسیقاروں اور اساتذہ فن کے لئے درخور اعتبار بن سکے۔ موسیقی کی دُنیا میں آج بھی غزل، گیت اور پکے گانوں کا امتیاز قائم ہے۔ گیتوں کی اعلیٰ شاعری کو یکجا کرنے کی کسی نے خصوصی کوشش نہیں کی۔ ہلکی پھلکی اور سستی مطبوعہ کتابیں فٹ پاتھوں اور پرانی کتابوں کی دکانوں سے تو مل جاتی ہیں جنہیں گیتوں کی شاعری سے زیادہ ان کی فلمی ٹیون اور دُھنوں کو مدنظر رکھ کا شائع کیا جاتا ہے یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ گیت اپنے مخصوص انداز میں شاعری بھی ہیں اور موسیقی بھی۔ گیتوں میں شاعری اور موسیقی کا یوں اکٹھے ہو جانا کوئی اتفاقی بات نہیں تھی، قدیم ہندوستان میں مذہب، سماج، تہذیب وتمدن اور ادب کی اٹھان ہی ایسی تھی کہ گیت میں شاعری اور موسیقی کا امتزاج قائم ہو گیا اور یہ کوئی انہونی بات نہیں تھی بلکہ ایسا ہو جانا ایک فطری اور لازمی امر تھا۔

موسیقی ہندو مذہب سماج اور تہذیب وتمدن کے مزاج میں شامل رہی ہے۔ علم وفن پر ہندو پنڈتوں، برہمنوں اور پروہتوں کی اجارہ داری تھی۔ اس تہذیب وتمدن میں تلسی داس، سورداس، اور میرابائی جیسے سکالر پیدا ہوئے جن کی تصانیف میں گیتوں کا بہت عمل دخل ہے۔ ان گیتوں میں شعریت اور ادبیت بدرجا اُتم موجود

ہے۔ یہ گیت راگ راگنیوں میں گائے جاتے رہے ہیں اورعوام کے پسندیدہ گیت شمار ہوتے رہے ہیں، یہ شعرا اپنے موحول اورعوام کی دلچسپی اور مزاج کو پرکھ کر گیت لکھتے تھے۔ ہندی شاعری میں بھگتی کال کی اس تحریک کے علاوہ مسلمان صوفیائے کرام کی ایک بڑی تعداد نے اسلام کے پیغام کو عام کرنے لئے گیت اورعوامی شاعری کو اپنا ذریعہ ءاظہار بنایا، اور لوگوں کو اپنا گروید بنائے رکھا۔ بھگتی کال کی تحریک کے شعراء اور مسلمان صوفیائے کرام کے گیتوں میں شاعری اور موسیقی کا امتزاج ایسا تھا جس سے عوام اُن کی جانب کھنچے چلے آئے۔ درباروں میں شاعر اور موسیقار دونوں طرح کے اہل فن کو عزت و احترام سے نوازا جاتا تھا۔ درباروں اور درگاہوں میں دونوں طرح کے اہل فن کا گزر تھا، خواص اورعوام میں شعرا اور موسیقی سے وابستہ فنکاروں کو تکریم حاصل تھی۔ شاعری میں موسیقی اور موسیقی میں شاعری کی ضرورت کے تحت ادبی و علمی سطح اُس وقت کی روایت میں شامل تھی۔ گیت ایک ایسی صنف ہے جس نے وقت کے ساتھ کچھ ایسے لوازمات بھی خود میں شامل کر لئے جس کی بنا پر موسیقی، شاعری اور رقص تینوں فنون لطیفہ اس میں شامل ہوتے گئے اور ہمارے تہذیب وتمدن میں شعر، موسیقی اور رقص نے مل کر ایک نیا کرشمہ پیدا کر دیا۔

(ب) موسیقی میں گیتوں کی اقسام:

عموماً گیت تین طرح کے ہوتے ہیں۔ کلاسیکی گیت جو پکے گانے کی ذیل میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ کسی نہ کسی راگ راگنی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں، ان گیتوں کے خالق کلاسیکی گیتوں کے مصنف شاعر یا ماہران موسیقی ہوتے ہیں، ان گیتوں میں موسیقی اور شاعری کے اصولوں کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ دوسری طرح کے گیت وہ ہیں جنہیں نیم کلاسیکی گیت کہا جا سکتا ہے۔ یہ کچے پکے راگوں یا گانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ راگ راگنیوں کے سانچے میں ڈھلے یہ گیت شعری اوزان یا اصولوں کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔ نیم کلاسیکی گیتوں سے موسیقی کے اہل فن بدمزہ ہوجاتے ہیں لیکن عوام میں اِن کی کشش زیادہ ہوتی ہے۔ تاہم نیم کلاسیکل گیتوں میں فن کے اصولوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور سُر تال سے انحراف نہیں کیا جاتا۔ تیسری قسم عوام پسند گیتوں کی ہے جس میں لوک گیت ہیں جنہیں فوک گیت بھی کہا جاتا ہے، انہیں گیتوں میں سینما کے گیت بھی شامل ہیں جوعوام الناس کے بے حد پسندیدہ ہیں۔ اِن میں نت نئے راگوں کو پیش نظر رکھ کر گیت بنائے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں اُردو زبان، شاعری، اور موسیقی نے ہندوستانی زبانوں ایران اور قدیم ہندوستانی زبان سنسکرت سے استفادہ کیا ہے۔

موسیقی میں گیتوں کے اوقات اور گیتوں کی اساسی اجزا گیت نگاری اور گیت سازی کی عمل میں اہم ترین ہیں۔ گیتوں کے رس میں کئی کئی راگ راگنیاں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ جیسے بھیروین، گوری، شری راگ وغیرہ رجائی اور عشقیہ، بزمیہ راگوں کی ذیل میں رکھے گئے ہیں، جب کہ بھیروین، جوگیا، مالکونس، پوریا، وغیرہ المیہ راگوں کی ذیل میں شامل ہیں۔ انہیں سُن کر سامع پر وہی کیفیت طاری ہوتی ہے جو اس راگ یا راگنی کے رس میں شامل ہے۔ اِن راگوں کے اوقات بھی الگ الگ ہیں، جیسے موسموں اور دن اور رات کے راگوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس لئے صبح کے راگوں میں بھیروین، جوگیا، ٹوڈی، اور بلاول گائے جاتے ہیں، جب کہ شام کے وقت پیلو، درگا، مالکوس، سارنگ، جب کہ رات کے وقت پوریا اور ہمیر گائے جاتے ہیں۔

اُردو ہندی گیتوں کے مصنف مرد نہیں بلکہ عورتیں ہوا کرتیں تھیں، جن کا جنگی زندگی سے تعلق نہ تھا بلکہ وہ سماجی اور عائلی زندگی کی نمائیدہ تھیں۔ رقابت، نفرت، غصہ، رشک، حسد، خوشی، غمی، اپنائیت اور جلاپے کا دخل اِن کی زندگی اور کیفیات کا بیان اِن کے بنائے ہوئے گیتوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ ساس، نند کا ظالمانہ رویہ، شوہر کی بے اعتنائی، بے توجہی، سوکن کا جلاپا، اور رقابت اپنی پوری بوقلمونی اور رنگا رنگی کے ساتھ گیتوں میں جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔

(I) گیتوں کا عروضی تنوع:

گیت بنیادی اور اساسی طور پر موسیقی کے ہی پروردہ ہیں۔ جہاں تک گیتوں کی شاعری کا تعلق ہے اِن میں عوامی سطح پر عروض کی پابندی اُس نہج کی نہیں جیسی مستند شعرا کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔ اِن میں اوزان کے قاعدے، ردیف اور قافیہ کی پابندی، بحروں کی تشکیل سازی اتنی شدید اور بے لچک نہیں جیسی عموماً غزل یا نظم کے حوالے سے ہمارے ہاں رائج ہے۔ عام طور پر گیتوں کے گمنام لکھنے والے بحروں اور اوزان کے مروجہ سانچوں سے نا آشنا تھے۔ اُن کے ہاں تصنع، صنائع وبدائع اور عروض و قوائد کی پابندیاں اُن کے راستے کی روکاٹ نہیں بنتیں تھیں، وہ اپنے شعری اظہار میں فطری قوانین کے تحت شعر کہا کرتے تھے۔

دیکھا جائے تو ہندی شاعری کی بحریں اُردو شاعری کی عام بحروں یا اوزان سے زیادہ ہیں، لیکن ہندی شاعری بھی اب شکستگی سے دوچار ہے، اور فنی سطح پر کچھ محدودسی ہو کر رہ گئی ہے، ورنہ اس میں بھی فنی اعتبار سے بہت امکانات موجود تھے۔ اُردو میں آواز کی چھوٹے سے چھوٹے حرف کو رکن کہتے ہیں، جس میں ''مفعول، فاعلات، مفاعیل، اور فاعلن'' وغیرہ ہیں، جب کہ ہندی میں آواز کے اسی چھوٹے سی چھوٹے عنصر کو گنتر کہتے ہیں اور گنتر کے اجزاء ماترائیں کہلاتی ہیں جن کہ عددشماری کی جاسکتی اور حسابی انداز میں گنی جاسکتی ہیں لیکن

جب شاعری مروجہ بحروں، اوزان یا میٹر سے گریز کر کے فطری بہاو اور آزادی کے ساتھ آگے بڑھتی ہے تو ایک آفاقی اور سرمدی نغمہ بن جاتی ہے، گیتوں کی شاعری بھی اسی فطری بہاو میں لکھی ہوئی شاعری ہے۔ ویدوں کی پچانویں فیصد شاعری اسی طرز کی شاعری ہے۔ وقت اور تہذیب وتمدن کے ارتقا کے ساتھ انسانی فنون میں بے بہا اضافے ہوئے ہیں اور شاعری کے فن نے بھی یہاں تک ترقی کی، کہ فن کاروں کے تخلیقی شعور میں نقاشی اور مصوری کے رجحانات اس قدرے بار پا گئے کہ شاعروں کے شعروں میں ان کا عمل دخل شامل ہونا شروع ہوگیا۔ سنسکرت میں اس ترقی کا اثر یہاں تک ہوا کہ ہندی شاعروں نے سنسکرت کے اثر کے تحت ریت کال کی شعرا میں صنائع و بدائع میں ''چتر النکار'' جیسی عجیب وغریب صفت ایجاد ہوگئی۔ جس میں نظمیں کنول کے پھول، تلوار اور چھتری کی شکل کے انداز میں لکھی جا سکتی تھیں۔ ان نظموں کی ترتیب ایسی ہوا کرتی تھی کہ انہیں کسی طرف سے بھی پڑھا جاتا اُن کو معنی اور مطلب میں ذرا برابر فرق نہ ہوتا تھا۔ اُردو کے لکھنوی شعراء میں بھی ایک وقت ایسا آیا جب وہ صنائع و بدائع کی ایسی پابندیوں میں گرفتار ہو گئے کہ شاعری مکڑی کی طرح خود اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ گئی۔ بہت بعد میں اُردو شاعری کو اِن قیود اور مروجہ قافیہ وردیف، بحر و اوزان سے چھٹکارہ پانے کے لئے بہت تگ و دو کرنا پڑی۔

ہندی شاعری کا عروضی سانچہ ماترک چھند ہے، عروض کی اس اکائی کو ہندی میں ماترا کہا جاتا ہے۔ ایک ماترا ''لگھو'' کہلاتا ہے جب کہ دو ماترائیں مل کا آواز دیں تو اسے ''گرو'' کہتے ہیں۔ ماترک چھند ہندی میں ایک ایسی نظم ہے جس میں کلام کے ایک مصرع یا مصرعوں یا ٹکڑوں کی ماترائیں گنی ہوئی اور مقررہ تعداد میں ہوتی ہیں۔ یہ تعداد کم یا زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔ اس میں سانس کا ٹھہراو جسے ''وشرام'' بھی کہا جاتا ہے قافیہ یا ہم آواز لفظ ہر شعر کے ہر مصرعے میں آنے سے موزونیت اور نغمگی پیدا ہو جاتی ہے۔ عام طور پر ایک مصرعے چار یا اُس سے زیادہ یا کم بھی ہوسکتے ہیں۔ ان میں بعض بحروں کی چاروں مصروں کی ماترائیں برابر ہوتی ہیں، بعض میں پہلے اور تیسرے دوسرے اور چھوتھے مصرعے کی ماتراوں کی تعداد برابر نہیں ہوتی۔ ان ''ماترک چھندوں'' میں سے کچھ بہت مشہور ہیں اور کچھ غیر معروف ہیں۔ ان چھندوں کے علاوہ ان گنت چھند ایجاد کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اُردو شاعری کے مقابلے میں ہندی شاعری میں عروضی تنوع زیادہ ہے۔ اُردو گیتوں نے عروض کے ضمن میں ان ہندی عروضی سانچوں کو زیادہ اپنایا ہے۔ لے اور دُھن ہندی چھندوں کا اصل جوہر ہے اور اگر گیتوں کے مشہور اور غیر معروف چھندوں کا جائزہ لیا جائے تو عروضی سانچوں میں اِن چھندوں کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

''ماترک'' چھندوں سے ہٹ کر ایک اور قسم ''ورنک چھند'' کی ہے جو گیت سے زیادہ قریب ہے۔ ماترک چھند جس کی اکائی ''ماترا'' ہے اور جو عروض کی اکائی ہے، اور ورنک چھند کی اکائی ''ورن'' ہے جو کسی بھی آواز کا نام ہے۔ چنانچہ تین ورنوں کی مجموعے کو ہندی میں ''گنتر'' کہتے ہیں۔ گنتر یعنی تینوں ورنوں کے مجموعے کا خاص تسلسل اور ترتیب میں جو تکرار کی جاتی ہے وہ ورنک چھند کہلاتی ہے۔ یہ گنتر آٹھ ہیں جن میں لگھ اور گرو کے تمام عناصر کو شامل کیا گیا ہے۔ ماترک چھندوں کے مصرعوں میں ماتراؤں کی تعداد اور ورنک چھندوں میں الفاظ کی ترتیب دونوں ایک ہی ہوتی ہیں۔ لیکن ہندی میں چند چھند ایسے بھی ہیں جن میں شعری مصرعے میں نہ ماتراؤں کی تعداد کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور نہ ورنوں کی خاص ترتیب اور سلیقے کا۔ ان میں قاعدے اور پابندیاں کم ہوتی جاتی ہیں اور شاعر کے لئے دقت اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔ اس میں تک بندی یا الفاظ کے اُلٹ پھیر سے کام نہیں چلایا جا سکتا۔ اس میں صحیح لے، موسیقیت اور شعریت کا اصل ذوق ہی کام آسکتا ہے، اس میں شاعری جتنی عروض کی پابندیوں سے آزاد ہوتی ہے اتنی ہی شاعری کی ترقی یافتہ شکل حاصل کر سکتی ہے۔ اس کی ایک مثال ورنک چھندوں میں ایک قسم کبت کی ہے، جس کی ایک شکل من ہرم ہے جسے ''دلفریب'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ قدیم زمانے سے ہی ہندوستان کے دیہی علاقوں میں عوام تمام اصناف شاعری میں سے ''کبت'' کو زیادہ پسند کرتے رہے ہیں۔ ہندوں شاعروں نے عروضی آزادی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کبت چھند کی لے پر نظم کاری میں بہت سی کوششیں کی ہیں۔

شاعری لے اور دُھن کی دُنیا میں سانس لیتی ہے اور ترنم اس کا ایک خاص جزو ہے۔ گیتوں کی شاعری میں خیالات و جذبات ایک قدرتی بہاو اور ترنم کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔ اس کا ترنم بحروں اور اوزان کا پابند نہیں ہوتا جب کہ عروض ترنم پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ ترنم کی مختلف شکلوں کو دیکھ کر اِن کے سانچوں کی شکلیں ترتیب دیتے ہیں اور اس کے ڈھنگ اور اصول بناتے ہیں۔

زبان، شاعری اور موسیقی سے پہلے وجود میں آئی، جبکہ شعری عروض اور راگ راگنیوں کے نام اور سانچے بعد میں بنائے گئے۔ یہ عروض اور اس کے قوانین وقت اور زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے اور اس میں اضافے ہوتے رہتے ہیں۔ ان گیتوں کے عروض کی تدوین و ترکیب کے لئے وہی لوگ کارآمد ہو سکتے ہیں جو گیتوں کے ادب کو اس کا صحیح مقام عطا کرنا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں عظمت اللہ خان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے سریلے بول (صفحہ ۴۷) میں اس کا ذکر کیا ہے:

''ہمارے گیتوں میں ایک ترنمی جسد بھی ہے، مصرعے چھوٹے بڑے بھی ہوتے ہیں۔

قوافی کی ترتیب ہوتی بھی ہے اورنہیں بھی ہوتی، پورا گیت ایک سڈول جسم ہوتا ہے۔ جس میں تناسب اور نغمے کی اُمنگ ہوتی ہے۔ گیت اگر ترنم اور بجلی بھری ہستی نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔ گیت کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں ان میں قوس قزح کی بہار ہے"۔(۵)

(II) گیتوں کے موضوعات:

ہندوستان کی ہندی شاعری میں شاعری کی اصناف کی بنیاد نو رسوں پر رکھی گئی ہے، مثلاً بزمیہ، المیہ، رزمیہ، سکون، اضطرب، نفرت، غصہ، خوف اور اعتقاد۔ اُردو گیتوں کے موضوعات میں بہت تنوع پایا جاتا ہے ،گیتوں کی یہ رنگا رنگی بہت دلچسپ بھی ہے اِن میں جنسی محبت بھی ہے، ماں، باپ، بھائی بہن بیوی اور خاوند کی محبت بھی ہے۔ بابل کے گھر سے رُخصتی، میکے اور سسرال کی سرگذشت، رقیب سے نفرت، سوکن کا جلاپہ، ساس کا ڈر، نند سے غصہ، دیور جیٹھ، دیورانی، اور جٹھانی اوس پڑوس کی حالت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اُردو گیتوں میں مناظر فطرت کا بیان ملتا ہے۔ سنسکرت کے زمانے سے ہی رامائن اور مہا بھارت کے گیتوں میں افلاس، تنگ دستی، فاقہ مستی اور بھوک کے ماحول کی عکاسی ملتی ہے۔

لوگوں نے گیتوں کے ساتھ اس قدر والہانہ اپنا ئیت کا اظہار کیا ہے کہ شاعروں، ادیبوں، اخبارات ،ادبی رسائل، فلم، ٹی وی، ریڈیو، موبائل، نیٹ ورک اور ہر قسم کے جدید تکنیکی روابط نے گیتوں کو اپنایا لیا ہے۔ اگر چہ گیتوں کا رواج ہمارے دیہاتوں اور شہروں میں قدیم وقتوں سے چلا آتا ہے،لیکن گیتوں کو رائج کرنے اور پھیلانے میں فلم اور ریڈیو کا بہت عمل دخل رہا ہے۔ گیتوں کی دُھنیں اتنی دلکش ہوتی ہیں کہ اِنہیں ہر خاص و عام اسے اپنا لیتا ہے۔

(III) گیتوں میں مقامی رنگ:

ہمارے گیتوں میں طبقاتی نفرت اور طبقاتی معاشرت کا اظہار بھی ملتا ہے۔ مثلاً شمالی ہندوستان یا، یوپی ،بہار کے اُردو گیتوں میں اپنے علاقے کی تاریخ ، جغرافیہ، تمدن اورمعاشرت کی عکاسی جھلکتی نظر آتی ہے۔ ہندوں دھرم کے گیتوں میں ان کا فلسفہ، ربانیت، اور ہندوں کا مذہبی عقیدہ نظر آتا ہے۔ مسلمان صوفیائے کرام کے گیتوں میں توحید، معرفت، رشدو ہدایت، پیغمبروں اور بزرگان دین کی تعریف تو صیف دکھائی دیتی ہے۔ عوامی گیتوں میں جاڑے ، گرمی اور ساون بھادوں کی کیفیات، ساون کے جھولے، درختوں کی گھنی چھاؤں، بگلوں کی قطاریں، کوئل کی کوک، پپیہے کی آواز، سماجی بندھنوں رشتہ داریوں ، اور گھر آنگن کی تصویریں

جھلکتی دکھائی دیتی ہیں۔خوشی و مسرت ، میلے ٹھیلے، جذبات ، زچگی کے مواقع ،لوریاں ، کن چھیدن، شادی بیاہ، پردیسی کی محبت، تہوار اور چوپال کی جمگھٹے ، کھیت کھلیان، چاند کی چودھویں راتوں ،اور گرمی کی چاندی راتوں کا ذکر ملتا ہے ۔صبحیں اور شامیں دکھائی دیتی ہے اور شکر دوپہروں کی شدت محسوس کی جا سکتی ہے ۔نند بھاوج، جیٹھ، جیٹھانی ،اور دیورانی کی شکوے طعنے شامل ہیں اور اِن جھگڑں کی تلخیاں ہیں۔

''گاؤں کے آس پاس بہتی ہوئی ندیاں، اِن ندیوں میں چھوٹی کشتیاں ، ٹیڑھے میڑے گھاٹ، مانجھیوں کے آوارہ نغمے، ننگ دھڑنگ بچے، کالے اور لال کناروں کی ساڑھیوں میں ملبوس دوشیزائیں، مٹی اور بھوس کے جھونپڑے ، ٹین اور کھپریل کی چھتیں، آنگن میں یا پائیں باغ میں کیلے اور ناریل کے درخت، چند ہی قدم پر ندی کی دوسرے طرف لہلہاتے ہوئے کھیت ، کھیتوں میں بارش کی کثرت سے ڈوبی ہوئی دھان کی فصلیں ، بھری برسات میں ندی، نالوں میں طغیانی ،ان میں مچھیروں کے جال ، مچھر، جھینگر، اور مینڈک، رسم و رواج ،شادی بیاہ، پیار محبت کی باتیں، ہجر وفراق کے افسانے ،غرض گاؤں کی روزمرہ کی زندگی ان گیتوں میں موجود ہے''۔(۶)

(IV) گیتوں کا تاریخی پس منظر:

ہندوستانی گیتوں کی جڑیں آریاوں کی آمد سے جڑی ہوئی ہیں ۔آریوں کے مذہبی وید حقیقی معنوں میں گیتوں کا مجموعہ ہیں ۔ سام وید اور رگ وید ایسے مذہبی صحیفے گیتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ آریوں میں گیت گانے کا راواج عام تھا، بعد میں رام چندر جی کے زمانے میں ہندوں کی حقیقی مذہبی کتاب'' والمیک'' کی رامائن ہے جو آریوں کی زبان سنسکرت میں لکھی گئی۔ والمیک کی رامائن اور تلسی داس کی رامائن میں بہت فرق ہے۔ والمیک کی رامائن رام چندر جی کے زمانے کی ایک دستاویزی تاریخ ہے جس میں اُس زمانے کی سماجی زندگی کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں۔ویدوں کی طرح والمیک کی رامائن میں گیت تو نہیں ملتے لیکن اس معاشرے میں گیتوں کی مقبولیت کا پتہ ضرور دیتے ہیں۔تلسی داس کی رامائن والمیک کی رامائن کے بہت بعد لکھی گئی، جب کہ تلسی داس کی رامائن اودھی زبان میں تحریر کی گئی ۔تلسی داس مغل بادشاہ اکبر اعظم کا ہمعصر ہے۔تلسی داس کی رامائن میں تاریخی عناصر سے زیادہ عقیدت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ یہ ہندی ''اودھی'' کی دوہوں اور چوپائیوں پر مشتمل ہے۔

رام چندر جی کے بعد کرشن جی کا زمانہ آتا ہے، اگر چہ دونوں زمانوں میں فاصلہ بہت ہے ۔کرشن جی

کے زمانے کے مقدس امور مذہبی کتاب ''سری بھگوت گیتا'' میں درج ہیں۔ ''بھگوت گیتا''یعنی بھگوان کی زبانی بیان کی ہوئی ''کتھا'' ہے۔ اگر'' گیتا'' کے معنی'' گیت'' کے لئے جائیں تو خود'' گیتا'' کا نام ہی ایسا ہے کہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہ مجموعہ گیتوں پر مشتمل تھا، یعنی شاعری کا نام ہی گیت تھا۔

> ''اردو گیت'' کی مصنف کا کہنا ہے کہ''اصل میں گیتا'' گیت گانا، گاتھا، کتھا، سب ایک ہی مصدر کے مشتقات ہیں۔ رامائن اور مہابھارت کی کتابیں'' کتھا'' بھی کہلاتی ہیں۔ کتھا کے ایک معنی کہانی کے بھی ہیں۔'' گیتا'' کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں گیت ہی گیت ہوں گے۔ لیکن اصل میں بھگوت گیتا میں مہا بھارت کے زمانے کی ہندوؤں کا علم، فقہ، ویدانت، مذہبیات، مہا بھارت کی جنگ کا احوال، اور مہاراجہ کرشن اور ارجن کے درمیان اس گفتگو کا لب لباب ہے جس کے ذریعہ کرشن چندر جی نے ارجن کو جنگ، سیاست، نظام سلطنت، جیسے امور کی بنیادی نظریاتی اور عملی تعلیم دی تھی''۔(۷)

تاریخ، تحقیق، اور تنقید کی روشنی میں بھگوت گیتا میں بھی والمیک کی رامائن کی طرح ایک داخلی شہادت ہے کہ گیت، ناچنا، گانا، بجانا، مذہبی امور کی سطح سے نیچے اُتر کر خواص اور عوام کی مجلسوں کی رونق بھی تھے۔ اُردو گیت میں بیگم بسم اللہ نیاز اپنی کتاب بھگوت گیتا کے مصنف ''ویاس مُنی'' بھاگوت میں سری کرشن جی کی پیدائش کے بیان میں لکھتے ہیں:

> ''ایک دن سری کرشن جی کے یوم پیدائش منانے کے سلسلے میں نند جی (یعنی۔سری کرشن جی کے والد) کے یہاں جلسہ ہوا۔ اس میں (برج)، یعنی (متھرا کا قدیم علاقہ جہاں کرشن جی کی پیدائش ہوئی، اور انہوں نے جہاں اپنا بچپن اور جوانی کے دن گزارے) اس میں برج کی سب گوپیاں آئیں۔ گانا بجانا ہوا۔ گیتا کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کرشن جی جنہیں ہندو بھگوان کا اوتار مانتے ہیں اپنی جوانی کے زمانے میں گانے بجانے اور ناچنے کی محفلوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ بھگوت گیتا کے مصنف ''ویاس مُنی'' ایک اور موقع کے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ''سری کرشن مالا پہنے ہوئے ان لاتعداد بنتیاوں کے گروہ میں کبھی آپ گاتے اور کبھی اُن کا گانا سنتے ہوئے اِدھر اُدھر گھوم کر بَن کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے، تو کوئی کوی محبت سے بھرے

ہوئے آہستہ آہستہ اور میٹھے سروں میں سری کرشن کے دل کو لبھانے والے گیت گانے لگتا ہے"۔(۸)

سنسکرت کی ایک شاعرہ (بجکا) جو کالی داس کی ہم عصر ہے، اُس نے اپنے ایک گیت میں دھان کو کٹنے والیوں کا ذکر کرتی ہے، دھان کوٹنے والیوں کے موسل اُٹھانے اور گرانے سے چوڑیوں کی جھنکار اور کھنا کھن سے اُن کے گانے میں ایک خاص طرح کی موسیقیت اور ردھم پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض والمیک، ویاس منی، بجکا، سب نے نٹوں، گندھرووں، گوپیوں اور بنتاؤں کے گیتوں کے گانے کا تذکرہ کیا ہے۔ قرون وسطی میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے کے دور میں ہندوستان بھر میں چھتری، بدھ اور راجپوت راجاؤں مہاراجوں کی حکومت تھی۔ قرون وسطی کے زمانے میں سنسکرت اور بعد کی پراکرت زبانیں، جن میں سورسینی، مگدھی اور برج بھاشا وغیرہ کا رواج زور پکڑ گیا تھا، اس کے بعد اَپ بھرنش، یعنی پراکت کی دوسری بگڑی ہوئی عوام پسند زبانیں، جن میں شاعری نے ہندوستان میں رواج پایا وہ گیت یا پھر گیتوں کی ہی شاعری تھی۔ زمانہ قدیم سے ہی گاندھرووں کا فرقہ بالکل جدا تھا۔ اس فرقہ کے افراد گانے کے کام سے مخصوص ہو گئے تھے۔ ابتداء میں عام طور پر سام وید کے گیت مذہبی تہواروں پر گائے جاتے تھے، بعد میں میلوں اور شادی بیاہ پر بھی گیت خاص و عام میں گائے اور پسند کئے جانے لگے جس کے باعث گیت اور گانے کا رواج مذہبی سطح سے ہٹ کر معاشرتی سطح تک پھیل گیا اور اِن میں تقدس اور عقیدت کے ساتھ ساتھ تفریح اور کھیل کود کا عنصر بھی شامل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ گانوں کے ساتھ ناچنا اور نقلیں کرنا بھی عام ہو گیا۔ ناچ گانوں اور نقلوں نے ناٹک کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ سنسکرت کے ناٹکوں میں گانے کا عنصر زیادہ ملتا ہے۔ یہاں راجہ اور مہاراجہ تک سبھی ناٹک نویس اور اداکار تھے جو خود اس فن کو سیکھتے اور اچھے اداکار بننے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ درباروں میں ہی نہیں، محفلوں اور شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی ناٹک کا رواج عام تھا۔ اس کا ثبوت بدھوں کے زمانے کی ایک کتاب (اوودان کلپنا) میں ملتا ہے جس میں مہاراجہ اشوک کے بیٹے کنڈال کی شادی کے موقعہ پر ایک ناٹک کھیلے جانے کا ذکر آیا ہے، اس میں ناٹکوں کے اداکاروں میں مرد اور عورتوں کا تناسب تقریباً برابر ہے۔

بدھ راجاوں کے بعد گپت راجاؤں کا زمانہ آیا۔ راجاوں میں سمدر گپت خود ایک بڑا موسیقار اور اداکار گزرا ہے۔ بعد میں چندر گپت وکرمادیتۂ کا زمانہ ہے جو ایک بہت با اثر راجہ شمار کیا جاتا ہے، اس کا زمانہ ناٹک نویسی، اداکاری اور موسیقی کا زریں عہد شمار کیا جاتا ہے۔ ناٹک کے ڈرامہ میں اداکاری کے ساتھ ساتھ ناچنے اور گانے میں گیت بھی گائے جاتے تھے۔ سنسکرت کے ان ناٹکوں میں "رس" کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی

تھی۔کردار نگاری اور پلاٹ کی نسبت شاعری یعنی گیتوں اور گانوں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔سنسکرت کی شاعری کی اصل بنیاد گیت تھے جو موسیقی کے اصولوں پر تحریر کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ راجوں مہاراجوں کی درباری اور ذاتی زندگی میں بھی ان کا بہت عمل دخل تھا۔ بہت بعد میں مسلمان حکمرانوں کے دور میں شہنشاہ اکبر کی موسیقی سے لگاوٹ اور سنگیت پروری، اور اُودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ کی موسیقی کے ساتھ والہانہ لگاو، ان کے ٹپے ٹھمریاں اور گیتوں کی تصنیف اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ گیتوں کو زمانہ قدیم، قرون وسطی اور ہندوستان کے نشاۃ الثانیہ کے زمانہ میں ایک بہت وقیع مرتبہ حاصل تھا۔ یوں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ گیتوں کا ایک رشتہ اگر موسیقی سے جڑا ہے تو دوسری طرف اِس کا رشتہ براہ راست ادب سے جڑا دکھائی دیتا ہے۔

سنسکرت کے ڈراموں اور ناٹکوں میں گیت اپنے پورے عروج پر پہنچے ہوئے تھے کہ مہاراجاوں کے تخت اُلٹنے لگے اور ناٹک کے عام طور پر رواج پاجانے کے باعث عوام میں اِس کا سماج کے اخلاق پر برا اثر پڑنا شروع ہوا۔عوام کی گھریلو اور خانگی زندگی پر بھی اِس کے منفی اثرات پڑنا شروع ہو گئے یہی وجہ ہوگی کہ بادشاہ اور اُمرا،اور عوام سب نے ناٹکوں کی کنارہ کشی اختیار کرنا شروع کر دی۔ یوں ناٹک کے پیشہ ور گویے بے کار ہو گئے۔ یہ لوگ پتر کہلاتے تھے جب کہ گانے والیاں پاتر کہلاتی تھیں بگڑتے بگڑتے ان کا نام ''پتریاں'' پڑ گیا۔ آج بھی اودھ کے علاقے میں کم درجہ بازاری گانے اور ناچنے والیوں کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔لیکن اس میں آرٹ ،موسیقی اور گیتوں کا کیا دوش۔ انہیں جب غلط جگہ اور غلط مقام پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں تو آرٹ خود کو ایک نئے جسم اور نئے پیراہن میں جلوہ گر ہوجاتا ہے۔

انہیں حالات میں سنسکرت میں گیتوں اور شاعری کے ایک نئے دبستان کی بنیاد پڑنا شروع ہوئی جس میں گیتوں نے کھیل تماشے اور تفریح سے ہٹ کر روحانیت ،عقیدت،اور تقدس کی فضا اپنا لی۔اس دور کے نمائندہ شاعر اور گیت نویسوں میں (جے دیو) ہے اس کی تصنیف ''گیت گووند'' ایسے گیتوں کا مجموعہ ہے جو رادھا اور کرشن کی محبت میں ڈوب کر تصنیف کئے گئے۔ رادھا اور کرشن کی محبت میں آفاقیت اور پریم کی رمزیت شامل کرتے ہوئے شاعر نے مشکل بحروں میں حسین بندشیں شامل کرنے کا کمال دکھایا ہے۔منشی پریم چند نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

> ''شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دیکھایا ہے۔ اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ اُس کے گیت بے انتہا شیریں اور پُر تاثیر ہو گئے ہیں۔اور ان کو مختلف راگوں میں

لوگ گا بھی سکتے ہیں''(۹)

(ج) گیت میں زبان کا ارتقا اور لہجے:

سنسکرت کی اس شاعری نے آنے والے دور میں دُور رس اثرات پیدا کئے۔ اس تحریک پر بہت سے پراکرت زبانوں میں بھگتی کال کے شعرا، جن میں ''ودیا پتی، سورداس، اور میرابائی'' کے گیتوں کی عمارت کھڑی ہے۔ سنسکرت کے اس دور میں گیتوں پر کئی تباہ کن اثرات پڑے، یہ صنفِ شاعری محض عقیدت، تقدس اور مخصوص قسم کے رمزو کنایہ کی لونڈی بن کر رہ گئی، اور ''جے دیو'' جیسے شعرا نے اس میں اتنی آرائش اور مشکل پسندیاں پیدا کر دیں کہ سنسکرت جیسی زبان اپنی بے حیثیتی سے سسکنے لگی۔ ۶۰۰ ء سے ۱۰۰۰ء تک سنسکرت کے ساتھ ساتھ بہت سی پراکت زبانیں عروج پا چکی تھیں اور پراکرت کے شعراء اور علما راجاؤں مہاراجوں کے دربار میں عزت حاصل کرنے لگے تھے۔ پراکرت کی کئی شاخیں تھیں جو سنسکرت سے ماخوذ تھیں اِن میں سب سے پرانی پراکرت پالی تھی۔ جو مگدھی پراکرت کی ترقی یافتہ شکل تھی۔ مہاتما بدھ نے مگدھی میں ہی اپنے وچار لوگوں تک پہنچائے تھے، چنانچہ بعد میں مگدھی کی جگہ بدھ تصانیف پالی میں ملتی ہیں۔ یہ علمی زبان اس حد تک بڑھی کہ بنگال اور بہار تک اس کا دائرہ پھیل گیا۔ پالی نے سنسکرت کی جگہ لی تو عوام وخواص کی بول چال اور ادب اسی میں لکھا جانے لگا۔ پھر بھی اشوک کے زمانے تک سنسکرت اور پالی زبان کا بہت قریبی تعلق رہا اور یہ دونوں زبانیں دوش بدوش موجود رہیں۔ جب بدھ مذہب زوال پذیر ہوا اور ہندو برہمنوں کو پھر سے عروج حاصل ہوا تو انہوں نے ہندو مذہب کے مکمل احیاء میں اپنے تقدس کے دائرے کو محدود کر لیا اور سنسکرت کو صرف اونچی ذات کے برہمن پجاریوں، عالموں اور راجہ مہاراجاوں کے درباروں تک محدود کر لیا جس سے عوام سنسکرت سے دُور ہو گئے اور اُنھوں نے بول چال کی عوامی زبان (پالی) کو اپنا لیا۔ اسی طرح میرٹھ اور اس کے گردونواح کی زبان (سورسینی) کہلائی، راجپوتانہ کی زبان راجستھانی، ملتان کی زبان ملتانی، سندھ کی سندھی اور مہاراشٹر کی زبان مہاراشٹری کہلائی۔ فارسی اور برج بھاشا کے شمالی ہندوستانی زبانوں کے امتزاج سے جو زبان بنی اور جو بعد میں ''اُردو'' کہلائی، اسے ابتداء میں ریختہ کے نام سے پکارا گیا۔ یہ زبان شمالی ہندوستان کی قدیم ہندی اَپ بھرنش کی آخری شکل ہے جو ہندستان میں عوام کی زبان بن کر پھیل گئی۔

ڈاکٹر عبدالحق ایک جگہ لکھتے ہیں ''موجودہ اُردو دراصل ہندی نژاد ہے اور قدیم ہندی یا پراکرت کی آخری اور سب سے شائستہ صورت ہے''(۱۰)

سلطان خلجی کے زمانے میں اُردو گجرات اور دکن پہنچی تو اہل گجرات نے اسے پہلے دہلوی کے نام سے

پکارا اور بعد میں اسے گجری اور کبھی گوجری کہا گیا۔ اہل دکن نے اسے زبان ہندوستان کہا پھر اسے دکھنی کہنے لگے۔ خود دہلی والوں نے اسے پہلے ہندی پھر ریختہ بھی کہا۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں ہر اُس گیت کو اُردو گیت مانا جائے گا جو خواہ ٹھیٹھ برج بھاشا میں ہو یا اودھی میں، پوربی میں ہو یا کھڑی بولی میں۔ غالب اور مومن کے دور میں اِسے ریختہ اور اُردو کے نام سے پکارا گیا۔ انگریزوں کے زمانے میں یہ اُردو اور ہندوستانی کہلائی۔ اور پاکستان بننے سے پہلے یہ ہندی اور ہندوستانی کہلاتی تھی۔ تقسیم کے بعد پاکستان میں اسے سرکاری طور اُردو کے نام سے تسلیم اور رائج کر لیا گیا۔ یوں گیتوں کی تعریف اُردو کے حوالے سے پوری اُترتی ہے۔ دیکھا جائے تو اُردو، ہندی کی سب سے زیادہ تہذیب یافتہ شکل ہے۔ لیکن گیتوں کے حوالے سے اس پر ایسی کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی کیونکہ جو گیت خسرو کے زمانے سے لوگوں کو پسند آتے تھے وہ آج بھی پسند کئے جاتے ہیں۔ ''چھاپ تلک سب چھین لی رے موسے نینا ملائی کے''۔ خسرو کے دور سے اب تک گیتوں کی زبان اور طرزاد، اُن کے مضامین اور پسندیدگی کے حوالے سے ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا جس کی ایک جست نے زمانوں کا فاصلہ طے کر لیا ہے۔ دیکھا جائے تو امیر خسرو موجوہ زمانے کے گیتوں کے بھی موجد ہیں، امیر خسرو نا صرف حضرت نظام الدین اولیا کے چہیتے مرید تھے بلکہ فارسی کے صوفی غزل گو بھی، موسیقی کے راگوں اور سازوں کے موجد تھے اور باکمال شاعر تھے جنہوں نے ہندی فارسی کے آہنگ کو یکجا کر کے ریختہ کی بنیاد مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اُنہوں نے گیتوں کے ساتھ ساتھ کہہ مکرنیاں، دوہے اور پہلیاں لکھیں۔ امیر خسرو کے دوہوں نے ہمارے گیتوں کی شاعری میں اپنے لہجے کی بے پناہ آمیزش کی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادبی ہند (سنسکرت کے الفاظ سے مغلوب) شاعری میں عورت کا خطاب مرد سے ہے لیکن اُردو کے گیت میں دونوں رنگ ہیں۔ وہ گیت بھی جن میں عورت مرد سے مخاطب ہے اور وہ گیت بھی جس میں مرد عورت سے مخاطب ہے۔ جیسے امیر خسرو اپنے مرشد کی وفات پر یہ دوہا لکھتے ہیں:

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس، چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چوندلیس

امیر خسرو کے گیتوں میں تصوف کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے گیتوں میں موسیقیت کا عنصر شامل کیا اور گانوں کو اپنے ایجاد کردہ نئے راگ اور راگنیوں میں لکھا، اُن کی شعری راستوں پر کوئی دوسرا اپنی ڈگر نہیں بنا سکا۔ خسرو نے ہولی، رنگ، بسنت کے تصوفانہ گیت، قل، قلبانہ اور قوالی کو بہت آگے بڑھا دیا۔ موسمی گیتوں میں اُن کے ہاں بارہ ماسے، ملہار، جھولے کے گیت، سوان کے گیت، برہا اور جدائی کے گیت ہیں۔ یوں کہ خسرو ہر قسم کے گیتوں میں بعد میں آنے والوں کے پیش رو ہیں، دیکھا جائے تو خسرو کے ہاں جتنا

تخاطب عورتوں سے ہے مردوں سے نہیں۔ اُن کی زبان کی ملائمت اور مٹھاس اُن کے گیتوں سے ظاہر ہے۔ اُنہوں نے اپنے گیتوں اور قوالیوں میں تصوف اور وجدان کا بے بہا چشمہ جاری کیا۔ اُن کے گیتوں میں شعری اظہار بادشاہ متغزلین شیخ سعدی شیرازی کی گہری چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ امیر خسرو کو بادشاہ وقت غیاث الدین نے ''طوطی ہند'' کا خطاب دیا۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نینا ملا کے
نینا ملا کے، سینا لڑا کے، اپنی سے کرلینی رے، موسے نیناں ملا کے
چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نینا ملا کے
پریم گلی کا مدھوا پلا کے
اپنی متوالی کرلینی رے، موسے نیناں ملا کے
چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناں ملا کے
بَل بَل جاؤں تورے رنگ رجوا، اپنی سی رنگ لینی رے، موسے نینا ملا کے
خسرو نظام کے بَل بَل جاؤں موہے سہاگن کینی رے
موسے نیناں ملا کے
چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نینا ملا کے۔ (۱۱)

سسرال میں بیٹھی بیٹی ساون کی رُت آنے پر اپنے میکے اور ماں باپ سے یوں مکالمہ کرتی ہیں کہ جدائی اور دُوری کا احساس دو چند ہو جاتا ہے، اس گیت سے نہ صرف ایک دُکھ اور کسک کا احساس جاگتا ہے بلکہ ہندوستانی سماج میں موسموں اور آنے والی رُتوں کی اہمیت اپنی پوری شدت کے ساتھ جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ امیر خسرو کا یہ گیت دیکھئے۔

اماں میرے باوا کو بھیجو ری کہ ساون آیا
بیٹی ترے باوا تو بڈھا ری کہ ساون آیا
اماں میرے بھیا کو بھیجو ری کہ ساون آیا
بیٹی تیرا بھیا تو بالا ری کہ ساون آیا
اماں میرے ماموں کو بھیجوری کہ ساون آیا
بیٹی ترا ماموں تو بانکا ری کہ ساون آیا (۱۲)

درج ذیل گیت میں خسرو نے بیاہے جانے والی بیٹی کی کیفیت اور بہت خوبصورت انداز سے پیش کیا ہے، وہ کبھی خود کو بابل اور میا سے گلہ کرتی ہے کہ ہمیں خود سے جدا کر کے بدلیس کو ہماری تقدیر کیوں کیا۔ کبھی وہ خود کا گھر میں بندھی گا ہے سے تشبیع دیتی ہے اور کہتی ہے کہ جس کا جس چاہے ہمیں ان کی طرح باندھ کر لے جائے۔ ہم تو چڑیوں کی مانند ہیں چند دن تمہارے گھر میں قیام کیا، دانہ دنکا چگ کر اُڑ گئی، وغیرہ یعنی پورے سماج کی تہذیبی شکل پڑھنے والے کوان اشعار میں جھلکتی نظر آتی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

کاہے کو بیاہی بدیس رے لکھی بابل مورے

بھائیوں کو دیئے محلے دو محلے ہم کو دیا بدیس رے، لکھی بابل مورے

ہم تو ہے بابل بیلے کی کلیاں، گھر گھر مانگی جائیں رے، لکھی بابل مورے

ہم تیرے انگنا کی بھولی چڑیاں چگیں پئیں اُڑ جائیں رے، لکھی بابل مورے

ہم تیرے کھونٹے کی بھولی رے گیّاں ہانکے جدھر ہک جائیں رے، لکھی بابل مورے

طاق بھری مَیں نے گڑیاں جو چھوڑیں چھوٹا سہیلی کا ساتھ رے، لکھی بابل مورے

سونا بھی دینو دپیا بھی دینو، دینو رتن جڑاؤ رے، لکھی بابل مورے

ایک نہ دی مورے سر کو رے کنگھی، ساس نند ٹونے ماریں رے، لکھی بابل مورے

ننگے ننگے پاؤں میرا بابل دوڑا، سدھی ڈولا تھام رے، لکھی بابل مورے

ڈولی کا پردہ اُٹھا کر جو دیکھا آیا پیا کا دیس رے، لکھی بابل مورے (۱۳)

امیر خسرو کا یہ گیت بابل کے گیتوں کے حوالے سے ہمہ گیر اور لافانی ہے۔ ہر زمانے میں یہ گیت اتنا مقبول عام رہا کہ ہر شادی خواہ امیر گھرانوں کی ہو یا غریب گھروں کی، بولوں کے کچھ اختلاف کے ساتھ ہمیشہ گایا سنایا جاتا رہا ہے۔ بعض ناقدین کا خیال ہے کہ تصوف کی زبان میں حضرت امیر خسرو نے اس میں انسان کی دُنیا سے رُخصت ہو جانے کا نقشہ کھینچا ہے، یہ گیت عام طور پر کھماچ راگ میں گایا جاتا ہے۔

(I) بھگتی کال کے شعرا کا حصہ:

خسرو کے بعد یعنی ۱۳۳۵ء سے اس وقت تک جب اُردو شاعری نے دکن، پنجاب، سندھ اور دہلی میں جنم لیا، سلاطین گول کنڈہ محمد قلی قطب شاہ، ۱۶۱۱۔۱۵۸۱ء اور سلطان محمد قطب شاہ، ۱۶۲۵۔۱۶۱۱ء اور اُس کے سلاطین بیجا پور نے علم پروری کی وجہ سے اپنے عہد کے شعرا کے ہاتھوں اِسے پروان چڑھانا شروع کے۔ گویا

تین سو سال کا زمانہ ایسا گزرا جس میں مسلمانوں کی سلطنت قائم جانے سے ہندوؤں میں مذہبی احساس پیدا ہوگیا تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی فضا اور مقبولیت کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے ایک نئی تحریک شروع ہوئی، اسے ہندوں کا مذہبی نشاۃ الثانیہ کہہ سکتے ہیں۔ اس تحریک میں مذہبی مصلحین، مبلغین اور ہندو شعراء نے مل کا کام کیا ۔ چودھویں صدی عیسوی میں ایک طرف راما نند، رامانج اور اس کے معتقدین نے شمالی ہندوستان میں اور چے تنبیہ مہار پربھو، اور ان کے شاگردوں اور چیلوں نے مل کر پندرھویں صدی میں بہار اور بنگال میں کام کیا۔ ایک طرف بابا گرونانک پنجاب میں ہندو مذہب کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو پار لگانے میں مصروف تھے، دوسری طرف اِس بھگتی تحریک کو عوام میں مقبول بنانے میں وڈیاپتی، چنڈی داس، گورکھ ناتھ، نابھ داس، دادو دیال، تُلسی داس، سورداس، کبیر، میرابائی وغیرہ مصروف عمل تھے۔ اِن کی شاعری سے بھگتی تحریک کو جلا ملی، یہ شاعری تقدس بھری اور اعتقادانہ تھی، جس میں اہم اور مشترک جذبہ ترک دُنیا اور عبادت تھا۔

ترک دُنیا بدھ مذہب کا جزو تو ضرور تھا لیکن ہندو مذہب کا حصہ نہ تھا۔ لیکن وقت اور حالات کے پیش نظر اُن میں بھی مایا اور کایا سے نفرت بڑھ گئی اور انہوں نے اِن نظریات کو اپنانا شروع کر دیا۔ بہر حال ہندو دھرم کا پرچار کرنے والوں میں کچھ کا رجحان رام چندر جی کی بھگتی کی طرف تھا اور بعض کا کرشن جی کی طرف۔ رام چند رجی اجودھیا کے رہنے والے تھے اس لئے رام بھگتی والوں نے جن میں تلسی داس سب سے نمایاں ہیں اُددھی زبان میں شاعری کی اور کرشن جی متھرا کے رہنے والے اس لئے ان کے معتقدین نے برج بھاشا میں اُن کے گیت گائے۔ یوں اُودھی اور برج بھاشا کا طوفان اپنی رو میں سب پراکرتوں کو بہا کر لے گیا۔ اگر چہ میرابائی نے راجستھانی میں اور کبیر داس نے کھڑی بولی میں بھی عقیدت کے گیت تحریر کئے ہیں۔

(II) وڈّیاپتی اور ہندی کے شاعر:

چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے وڈیاپتی کو بنگالی اپنا شاعر سمجھتے تھے۔ بہار کے علاقے میں اُن کے لکھے گیت اتنے مقبول ہوئے جتنے میرا جی، تلسی داس اور سور داس کے گیت ہندوستان کے صوبہ متحدہ میں۔ وڈیاپتی کی شاعری کی بنگالی عالم بڑی تکریم کرتے ہیں۔ بنگالی گیتوں میں آج بھی وڈیاپتی کے فن کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ ودیاپتی کی شاعری رادھا اور کرشن کے قدموں پر عقیدت اور عبودیت کی ایک پیش کردہ نذرانہ ہے۔ وڈیاپتی ''کیرت لتا'' میں لکھتے ہیں:

> ''سنسکرت کی زبان عالموں کو پسند ہے۔ پراکرت کی زبان اکھڑ ہے اور اس میں رسیلا پن نہیں ہے۔ دیسی بولی سب کو میٹھی لگتی ہے اس لئے مَیں ادھٹھ بھاشا (اَپ بھرنش کی

TH-17706

ایک بگڑی ہوئی شکل''میں شاعری کرتا ہوں''(۱۴)

ان کے مجموعوں میں چوپائیوں اور دوہوں کے علاوہ گیت کافی تعداد میں ہیں، خاص طور پر سورداس، تلسی داس، میرابائی اور کبیر داس کے کلام میں۔ ہندو شاعروں کے مزاج میں بھگتی یا عقیدت کا رنگ زیادہ گہرا تھا اور چونکہ گانا ہندوؤں کی عبادت کا جزو لانیفک ہے اسی لئے ہندو شعراء کے یہاں گیتوں کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ مسلمان شعرا فارسی کے شاعر بھی تھے اِس لئے اُردو کی ارتقائی شکل بنانے میں رباعی، مثنوی اور غزل کو فارسی شاعری میں زیادہ دخل ہے۔اس لئے مسلمان شعرا کی طبیعتوں میں چوپائیوں اور دوہوں میں زیادہ نزدیکی محسوس ہوتی ہوگی۔ اور وہ ہندی کی انہی اصناف کی طرف چل پڑے جس میں جدید فارسی کا اظہار بھی ہو سکے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ولی دکنی کے بعد دیسی زبانوں میں اُردو شاعری نے چولا بدلا اور بعد میں اُردو شاعری ہندی شاعری سے ممیز ہوگئی۔ لیکن چھ سو سال تک بھاشا اور فارسی کے ملاپ سے اُردو زبان کا تانا بانا تیار رہوتا رہا۔ یہاں مثالوں کے لئے شاعری کے چند حوالے دیے جا رہے ہیں۔

(III) دوہے:

چلتی چاکی دیکھ کر دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہا نہ کوئے
بُرا جو دیکھن مَیں چلا بُرا نہ دیکھا کوئے
جب دل کھوجا آپنا مجھ سا بُرا نہ کوئے (کبیر داس) (۱۵)
پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی اچّھر پریم کا پڑھے تو پنڈت ہوئے (کبیر داس) (۱۴)

ان دوہوں مین کبیر داس کی زبان بیان میں دیس اور مالک کی فضا سے استفادہ کیا گیا نظر آتا ہے۔

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھیئو مانس
دوئے نیناں مت کھائیو پریا درشن کی آس (میرابائی) (۱۷)
جومَیں ایسا جانتی رے پریت کئے دُکھ ہوئے
نگر ڈھنڈوا پھیرتی رے پریت کرو مت کوئے (میرابائی) (۱۸)

(IV) سورداس:

سورداس کا زمانہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ ہے۔ سور داس ہندوستان کے وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے برج

بھاشا کو گیتوں کی زبان کے اعتبار سے ادبی حیثیت دی۔ اس سے پہلے برج بھاشا محض متھرا کے گرد و نواح کی ایک بولی تھی یا پھر گیتوں میں استعمال ہوتی تھی۔ سور داس کے گیت راگ راگنیوں میں ہیں۔ زبان و بیان کے حوالے سے سور داس کی برج بھاشا عام برج بھاشا سے مختلف ہے اس میں ادبی رنگ نمایاں ہے اور سنسکرت کی آمیزش ہے۔ سور داس کے گیتوں میں بزمیہ اور شانتی (سکوت) کا رس نمایاں ہے تاہم اس میں المیہ رس بھی ہے۔ یہ گیت رادھا کی جدائی کا حزن اور کرب لئے ہوئے ہیں۔ سور داس کے ایک گیت کے چند بول دیکھئے۔

''نِس دن بَرست نین ہمارے

سدا رہت ساون رُت ہم پر، جب تے شیام سُدھارے...

نِس دن برست نین ہمارے'' (۱۹)

سور داس کے گیتوں میں فطرت کی عکاسی بھی ہے اور کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ بھی ہے جزئیات سے ان کے اشعار بھرے پڑے ہیں۔

(V) میرا بائی کے گیت:

سور داس کی طرح جو شخصیت بھگتی تحریک کی روح رواں ہے وہ میرا بائی ہے۔ بھگتی تحریک کی شاعرہ میرا بائی کی زبان راجستھانی اور برج بھاشا سے قدرے مختلف ہے لیکن وہ سور داس کی نسبت عوام کے زیادہ قریب ہے۔ سورداس کے گیت ادبی ہونے اور شیرینی اور مٹھاس رکھنے کے باوجود محدود ہو کر رہ گئے، جب کہ میرا بائی کے گیت بازاروں گلیوں اور سینماؤں میں گائے جاتے رہے۔ ان میں ایک والہانہ پن اور وجدانی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ میرا بائی کے گیتوں میں ریت شاستر (قواعد و عروض) ہے اور نہ النکار شاستر (تشبیہ و استعارات) کی بھرمار ہے۔ اس کے یہاں جذبات اور احساسات دل کی گہرائیوں سے نکلتے دکھائی دیتے ہیں اور شعریت کے اُونچے استھان پر پہنچ جاتے ہیں۔ میرا بائی کو کرشن اپنے محبوب کے رُوپ میں نظر آتے ہیں۔ وہ کرشن کے سامنے شکوہ شکایت کا بھنڈار کھول دیتی ہیں، اور اُس کے فراق میں روتی تڑپتی ہے۔ وہ محبت سے لبریز اپنے محبوب اور دیوتا کی جوگن اور داسی ہے۔ بھگتی تحریک کے دوسرے شعرا ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے کہیں تھک کر سو رہتے ہیں لیکن میرا بائی راتوں کی تاریکی میں ''پیہو، پیہو'' پکارتی دیکھائی دیتی ہے۔

ہولی پیا بن موہے نہ بھاوے

گھر آنگن نہ سہاوے

دیپک جوئے کہا کروں ہولی

پیا پردیس رہاوے
سونی سیج جہر جون لاگ سسک سسک جیا جاوے
نیند نین نہیں آوے
کب کی ٹھاری میں پگ جوؤں نِس دن برہ ستاوے
کیا کہوں کچھ کہت نہ آوے، ہیروات اکولاوے
پیا کب درس دکھاوے (۲۰)

(VI) کبیر داس:

تلسی داس سور داس اور میرا بائی کی طرح کبیر بھی ہندی کے بھگتی تحریک کے شعراء کی اگلی صف میں کھڑ ے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایک موحد شاعر ہیں اور خدا کی کوئی تصویر بناتے نظر نہیں آتے۔ ان کی پرورش مسلمان گھرانے میں ہوئی تھی اس لئے اُن کے دل و دماغ میں توحید اور واحدنیت کا اثر نظر آتا ہے۔ کبیر کی شاعری زیادہ تر دوہوں پر مشتمل ہے۔ گیت دوہوں کی نسبت بہت کم ہیں، لیکن زبان و بیان اور لہجے کا خوشبو سب گیت سے قریب ہے۔ ان کے ہاں بھی بھگتی کے دوسرے شاعروں کی طرح پریم روگ کم اور ترک دُنیا کی باتیں زیادہ ہیں۔ اُن پر صوفیائے کرام اور ہندو مصلحین دونوں کا اثر پڑا۔

میری چنری میں پر گیو داغ پیا
پانچ تت کی بنی چنریا سورہ سے بندلاگے جیا
یہ چنری مورے میکے سے آئی سسرے میں منوا کھوئے دیا
میری چنری میں پر گیو داغ پیا
مَل مَل چھیئ، داغ نہ چھوٹے گیان کو صابن لائے پیا
کہت کبیر داغ تب چھٹت ہیں جب صاحب اپنائے پیا
میری چنری میں پر گیو داغ پیا (۲۱)

(VII) گیت اور صوفیائے کرام:

مسلمانوں کی ادبی اور مذہبی زبان فارسی اور عربی تھی۔ صوفیائے کرام کے گیتوں نے بہت مقبولیت حاصل کی ہے۔ اِن گیتوں میں اللہ اور اُس کے رسول کا عشق، بزرگان دین سے عقیدت، دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا توشہ کمانے کے مضامین عام ہیں۔ گیت میں ردیف، قافیہ اور مقررہ بحر اور وزن کی موجودگی ایک حد

تک اسے غزل کی زمرہ میں بھی شامل کرسکتی ہے۔صوفیا کے بہت سے گیت غزلوں کی شکل میں ہوتے تھے جو مختلف راگ راگنیوں میں گائے جاتے تھے۔صوفیائے کرام کے گیت اکثر غزل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اُنہوں نے عوام کو اِن گیتوں کے ذریعہ ہی مخاطب کے کیا۔صوفیاء نے عوام کو روحانی فضا میں سانس لینا سکھایا اور عشق حقیقی کی طرف متوجہ کیا۔

چھوڑ و نہ میری بہیّاں اجمیری سیّاں
پاس بلاؤ درس دکھاؤ پڑوں تمہارے پیاں
اجمیری سیّاں چھوڑ و نہ میری بہیّاں
روٹھ رہے رے بالم موسے کروں میں کیسی گیّاں
اجمیری سیّاں
مَیں دُکھیاری اوگن ہاری کون پہ چھاؤں چھیّاں
اجمیری سیاں (۲۲)

شادی بیاہ اور پنگھٹ کے علاوہ میلے کے گیت بھی بہت پسند کئے جاتے تھے۔ یہ گیت تفریحی حوالے کے تحت لکھے جاتے ہیں لیکن اِن میں زندگی پوری آب وتاب سے جھلکتی نظر آتی ہے۔

جھمکا گراری بریلی کے بازار میں
ساس میری ڈھونڈے، نند ڈھونڈ وائے
سیّاں ڈھونڈین رے گلے میں بیاں ڈال کے
جھمکا گراری بریلی کے بازار میں (۲۳)

بعض گیت محض تفریحی کے غرض سے اور تان سے تان ملا کر گانے کے لئے گائے جاتے ہیں جیسے ’’پیارے نندویا، سرؔ تا کہاں بھول آئے‘‘ وغیرہ۔

جلاپے کے گیت:

سوتن گھر نہ جارے مورے سیّاں
ہمار جیا ترسے ہمار لڑکیّاں
سوتن گھر نہ جا مورے سیّاں
کب سے توری ارج کرت ہوں

اور پڑوں توری پیّاں

سوتن گھر نہ جا مورے سیّاں (۲۴)

(VIII) نظیر اکبر آبادی:

نظرا کبر آبادی نے اُردو کی رسمی شاعری سے بہت حد تک بغاوت کی اور جرات سے کام لیتے ہوئے ہوئے عوامی شاعری کی راہیں ہموار کیں۔نظیر کے دور میں ادبی شاعری سے ہٹ کر غیر رسمی عوامی شاعری یعنی گیت پورے شمالی ہندوستان کے گوشے گوشے میں گونج رہے تھے۔ جب کہ اُردو کے ادبی پنڈت شعر کو بنانے سنوارنے اُس کی آراستگی و مشاطگی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان حالات میں جب کہ اُردو شاعری کے دو دھارے الگ الگ بہہ رہے تھے،نظیر نے اس صورت حال میں مجتہدانہ کوشش کر کے تن تنہا غزل اور مسدس کو اپناتے ہوئے عوام کی زندگی سے قریب تر شاعری کو وسیلہ اظہار بنایا۔انھوں نے غزل کے بندھے ٹکے بحور اور اوزان کی تعداد میں اضافہ کے۔ ردیف اور قافیہ کے التزام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گیتوں کی موسیقیت اور موزونیت کے قریب تر کیا۔ اُنہوں نے اپنی شاعری میں وہی موضوعات شامل کئے جو گیتوں کی شاعری میں شامل تھے۔ انھوں نے غزل کے تشبیہات اور استعارات کو چھوڑ کر رسمی شاعری اپنائی اور شاعری میں طمطراق کو چھوڑ کر سیدھا سادہ عوامی لہجہ اختیار کیا۔ اس طرح انہوں نے اُردو کی مرجہ شاعری کو عوام کے دلوں سے قریب کر دیا اور دوسرا اُن کا کلام گیت کی صنف نہ ہو کر بھی گیت کے قریب ہو گیا اور گائے جانے والی شاعری بن گیا۔

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی رائے وزن رکھتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''نظیر نے ان استعاروں اور کنایوں کو چھوڑ کر جو غزل گوشعرا استعمال کرتے تھے صاف گوئی کا ایک طرز اختیار کیا اور غالبًا اسی وجہ سے انہوں نے ان خیالات کے اظہار کے لئے مسدس یا مخمس کو اختیار کیا مخمس کو خاص طور پر اس وجہ سے کہ اس میں پانچواں مصرعہ اس خاص جذبہ یا حالت کے تاثر میں تسلسل قائم رکھتا ہے''۔ (۲۵)

نظیر کے مسدس اور مخمس اور قطعات کے آخری مصرعے گیتوں کے ٹیپ کے بند کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ شاعری ترنم رکھتی ہے اور گیت کی طرح گائے جانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دیکھا جائے تو نظیر اکبر آبادی کی شاعری اور نظموں پر اُردو کی مرجہ گیتوں اور اُردو ہندی شاعری دونوں کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ وہ عام زندگی اور عوام الناس سے متعلق زندگی کے مسائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان

کے موضوعات اور زبان دونوں مقامی رنگ، مقامی اثرات اور مقامی روایات، میلوں ٹھیلوں، تماشوں، تہواروں، اور تقریبوں کا ذکر تے نظر آتے ہیں۔ نظیر کی شاعری، نظموں اور عوامی شاعری یا گیتوں میں ایک مماثلت ملتی ہے لیکن ان تمام مماثلتوں کے باوجود نظیر اکبرآبادی کی نظموں کو گیت نہیں کہا جا سکتا، اس کے برعکس ہمارے اُس دور کے دوسرے شعرا جیسے سودا، رنگین، انشا، محسن کاکوروی اور کچھ دوسرے شامل ہیں جن کی شعری مزاج میں آج کے گیتوں کی جھلکیاں کم کم ہی نظر آئیں گی۔

اگر جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس دور کے شعراء میں صرف ایک شاعر امانت لکھنوی ایسا شاعر ہے جس نے گیتوں کو غزل کے برابر لاکھڑا کیا۔ امانت کی ''اندر سبھا'' کے گیت اور لکھنو کے تہذیبی دور کے گیت ہی گیتوں کی تاریخ میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔

(د) لکھنو کا تہذیبی دور اور گیت کی روایت:

اٹھارویں اور انیسویں صدی ہندوستان کی تاریخ کا وہ دور ہے جب مغلوں کے سیاسی انحطاط، معاشی زوال اور سیاسی بے چینی جنم لے رہی تھی۔ ملک کو تاریک مستقبل کی پریشانیوں لاحق تھیں۔ شاعری میں اس صورت حال میں ایک طرف غزل کی اشاریت و رمزیت اور کنایہ نے جنم لیا اور مثنوی اور حکایات میں فوق الفطرت واقعات اور کہانیوں کا سہارا ڈھونڈا گیا جب کہ دوسری طرف ان تلخیوں کو گوارا بنانے کے لئے تفریح اور دلچسپیوں کو زندگی کی طاقت دینے کے لئے رہس، نوٹنکیوں اور قوالیوں اور رقص و سرود کی محفلوں اور گیتوں نے توانائی فراہم کی، جب کہ دوسری طرف اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ لکھنو کہ درباروں میں دہلی اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے شاعر، قصیدہ گو، مطرب، فن کار اہل علم غرض قدر خواہوں کا ایک جم غفیر اودھ کے نوابوں اور عمائدین کے دامن میں قدر شناشی کے تحت پناہ لئے ہوئے تھے۔

ایسے میں سید مسعود حسین رضوی لکھتے ہیں کہ ''واجد علی شاہ والی اودھ کے حالات کون نہیں جانتا...اس دور کا دربار عیش وعشرت کا گہوارہ تھا۔ سب اس دُھن میں لگے رہتے تھے کہ رنگیلے پیا کے لئے کوئی نیا سامان تفریح پیدا کریں''۔(۲۶)

(I) رہس، راس اور اندر سبھاوں میں گیتوں کا عروج:

سید مسعود حسن رضوی ''لکھنو کا عوامی اسٹیج'' میں امانت اور اندر سبھا کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ''اندر کی سبھا، اکھاڑا اور اس کی پریاں یا اپسرائیں، امانت سے بہت پہلے اُردو ادب میں جگہ پا چکے تھے۔ ولی دکنی، کی غزلوں میں اور گلزار نسیم مصنف دیا شنکر نسیم میں، اور

نثر نگاروں میں نہال چند لاہوری کی کتاب ''مذہب عشق'' ۔آرائش محفل، اور شیر علی افسوس اور فسانہ عجائب میں اندر سبھا کا حوالہ ملتا ہے۔اندر سبھا کے وجود میں آنے سے کم از کم ڈیڑھ سو سال پہلے اُردو کے شاعر اور نثر نگار اندر کی سبھا کا ذکر کرتے چلے آئے تھے اور پری اور پرستان کو اندر سے متعلق جانتے تھے''۔(۲۷)

اندر سبھا کی مقبولیت کی بڑی وجہ یہ مانی گئی ہے کہ اندر سبھا کے گیت اور اس کی گائی ہوئی غزلیں اور اسٹیج کا اہتمام وہ چیزیں تھیں جن کی وجہ سے ''اندر سبھا'' گھر گھر گائی جانے لگی تھی۔گیتوں اور گائی ہوئی غزلوں کا اس طرح ایک جگہ جمع ہوجانا لوگوں کو جوق در جوق اپنی طرف کھینچتا تھا۔گو یا ''اندر سبھا'' کی مقبولیت اصل میں گیتوں اور رقص و موسیقی کی مقبولیت کے باعث تھی۔

لکھنو کے تہذیبی دور میں رہس کی ایک ترقی یافتہ شکل نمودار ہوئی۔ ہندوؤں کے راسخ العقیدہ طبقہ میں مذہبی اور اساطیری قصوں والے رہس یکساں ہر دلعزیز رہے۔ رہس کھیلنے والے پیشہ ور رہس دھاری رہس منڈل بنا کر یو پی اور شمالی ہندوستان میں شہر شہر اور قریہ قریہ ایک قسم کی گشتی تھیٹر کی شکل میں رہس کھیلتے تھے، اور ہندوستان کے عوام و خواص کی سر پرستی حاصل کرتے رہے۔اس طرح لکھنو کے تہذیبی دور کے زیر اثر رہس میں تین تبدیلیاں پیدا ہوگئیں۔

۱۔ مذہبی اور اساطیری قصوں کے کرداروں کے بجائے اُردو کی مثنویوں ،رائج فوق الفطرت کہانیوں کے موضوعات اور کرداروں کو اِن رہسوں میں داخل کر دیا گیا۔

۲۔ مذہبی رہسوں اور ناٹکوں میں اپسرا، گندھرب اور اندراسن دیوتا کی جگہ پری، دیو، اور پرستان اور فوق الفطرت ماحول پیدا کئے گئے۔انہوں نے کوشش کی کہ ہندو مسلم تخیل کا ایک سنگم بنائیں تا کہ ہندو مسلم دونوں ان ڈراموں سے محظوظ ہوسکیں۔چنانچہ ''پری، دیو، پرستان کی تبدیلی کی وجہ سے اندر سبھا، ہندو مسلم تخیل یا ہندوستانی و ایرانی تخیل کا سنگم بن گئی۔

۳۔ ہندو مسلم تخیل یا ہندوستانی اور ایرانی تخیل صدیوں پرانی تحریک تھی جو کئی پہلوؤں سے کارفرما تھی۔اس تحریک کا سب سے بڑا مظہر خود اُردو زبان تھی۔اور قدیم ہندو رہس کا راس، ناٹک اور نوٹنکی کی زبان میں تبدیلی بھی۔(۲۸)

رضوی صاحب نے اندر سبھا کے تتبع میں جو رہس یا سبھائیں تصنف کی گئیں اُن کے نام یہ دیئے ہیں۔

''(۱)مداری لال کی اندر سبھا۔ (۲)فرخ سبھا ۔(۳) راحت سبھا۔(۴) جشن پرستان۔ (۵)ہوائی مجلس جدید۔ (۶)ناٹک جہانگیر۔ (۷)بندر سبھا۔ (۸)لیلی مجنوں۔(۹)علاء الدین (۱۰)طلسمی چراغ۔(۱۱) نورالدین اور حسن افروز۔ (۱۲)تحفہ دلکشا۔ (۱۳)بزم سلمانی۔(۱۴) ناگر سبھا۔ (۱۵)عاشق سبھا۔ (۱۶)نیچر سبھا۔(۱۷) نشاط عشق۔(۱۸)مثنوی اندر سبھا۔(۱۹) کرزن سبھا''۔(۲۹)

رہس کی منڈلیاں اور نوٹنکیاں بنتی اور ٹوٹتی رہیں اور ان پیشہ وروں کی اُجرتیں زمانہ کے ساتھ بڑھتی رہیں۔ یوں دھیرے دھیرے ان کھیل تماشوں میں ٹکٹ فروخت ہونے کا رواج شروع ہوا۔عوام ان تماشوں کو دیکھنے جوق در جوق آتے اور اس تجارت کو فروغ ملنے لگا۔ یہاں تک کہ پہلی جنگ عظیم تک ان کا فروغ رہا۔ پھر بمبئی کی تھیٹریکل کمپنیوں نے اس بڑھتی ہوئی تجارت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے سرمایوں سے کاروبار شروع کر دیا لیکن قصبوں اور دیہاتوں میں رہس کی منڈلیاں اور نوٹنکیاں برابر مقبول عوام بنی رہیں۔

''لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواص میں اندر سبھاؤں کی مقبولیت عرصہ تک قائم نہ رہ سکی اس کی وجہ یہ تھی کہ تھیٹر کی کمپنیوں نے اندر سبھا کو نفیس پردوں اور قیمتی ،ساز و سامان کے ساتھ مشاق ایکٹروں کے ذریعہ پیش کرنا شروع کیا تو اس کے پرانے طرز کے جلسے نامقبول ہو کر رفتہ رفتہ متروک ہوگئے۔ پھر جب ان کمپنیوں نے نئے نئے ڈرامے پیش کئے جن کے قصے انسانی زندگی سے متعلق تھے اور وہ اندر سبھا سے کہیں زیادہ دلچسپ تھے...تو یہ پرستانی جلسہ نئے اسٹیج سے بھی رخصت ہوگیا۔(۳۰)

اُردو زبان و بیان میں اندر سبھا اپنے رنگ کی پہلی تصنیف تھی۔ زبان و بیان کی خوبیوں کے علاوہ اس میں موسیقی کے لحاظ سے بھی امانت نے ہولی، ٹھمری۔ بسنت ، ملہار، ساون، غزل، چوبولہ ہر قسم کی چیزیں لکھیں، اور ایسی لکھیں کہ موسیقی کی دُھنوں پہ گائی بھی جا سکیں۔اندر سبھا کے گیت اور غزلیں بھی امانت نے خود لکھیں ۔ اندر سبھا کے گیتوں کی یہ اہم خوبی ہے کہ گیت اُردو زبان میں ہیں۔ ان میں معاشرے کے اجتماعی مزاج کی نمائندگی ملتی ہے ان میں زبان و بیان کی خوبیوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔موسیقی کا با سلیقہ التزام موجود ہے اور اس موسیقی میں راگ اور راگنیوں کا تنوع بھی ہے۔ یہ سب گیت رہس کے منظروں اور کرداروں کے حوالے سے بر محل بھی ہیں اور سب سے بڑھ کر ان میں فکری تہذیب اور ادبی شان پائی جاتی ہے۔

اندر سبھا کے گیت سماج کے اجتماعی رنگ ، مزاج اور عوام کے مذاق کی نمائیدگی کرتے ہیں ۔ان رہسوں

کی ساری دلچسپی گانوں کے گرد گھومتی ہے چنانچہ اس کی غزلیں، ٹھمریاں، بسنت اور ہولیاں سبھی گائی جانے والی ہیں، یہ سب عوام کی پسندیدہ راگ راگیناں ہیں، واجد علی شاہ نے رہسوں میں ٹھیٹھ کلاسیکی موسیقی کا التزام قائم کیا ہے۔

اندرسبھا کے پندرہ ٹھٹھ ہیں، گیتوں میں سب سے زیادہ تعداد ہولی اور ٹھمری کی ہے۔

امانت کی اندرسبھا میں ہندوستان کے موسم کی تمام رعنائیاں اور رنگینیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بسنت بہار کے ساون کی بہاریں اور ہولی کی ترنگیں قابل دید ہیں پکھراج پری کا گایا گیت دیکھئے:

شیام موسے کھیلو نہ ہوری — پالا گی کر جوری، شیام موسے کھیلو نہ ہوری
گوان چراون میں نکسی ہون — ساس نند کی چوری
سگری چنزیا رنگ میں بھجیو — اتنی سنو بات موری
شیام موسے کھیلو نہ ہوری — پالا گی کر جوری، شیام موسے کھیلو نہ ہوری
چھین چھپٹ مورے ہاتھ سے گاگر — جور بیاں مروری
دل دھرکت ہے سانس چڑھت ہے — دیہہ کپت گوری گوری
شیام موسے کھیلو نہ ہوری — پالا گی کر جوری، شیام موسے کھیلو نہ ہوری
عبیر گلال لپیٹ گیو مکھ پر — ساری رنگ میں بوری
ساس ہجازن گالی دے گی — بالم جیتا نہ چھوری
شیام موسے کھیلو نہ ہوری — پالا گی کر جوری، شیام موسے کھیلو نہ ہوری
بھاگ کھیل کے تم نے موہن — کا گت کینی موری
سکھین میں استاد کے آگے — ہوئی ہوں میں تھوری تھوری
شیام موسے کھیلو نہ ہوری — پالا گی کر جوری، شیام موسے کھیلو نہ ہوری (۳۱)

اندرسبھا کے گیتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے گیت اپنے دور کے لکھنو سماج اور تہذیب کے عکاس ہیں اور لوگوں کے اجتماعی مزاج کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ لیکن گیتوں کے حوالے سے اُردو ادب کے تبصرہ نگاروں، تنقید نگاروں اور تذکرہ نویسوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ اُردو گیت نہ تو اخلاق سے گرے ہوئے ہیں اور نہ ذوق میں پستی رکھتے ہیں اور نہ ہی وقتی طور پر جذباتی اظہار کا ذریعہ ہیں۔ ان میں فطرت اور انسانی محسوسات و جذبات کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ امانت کے گیت اور جان عالم پیا کے تمام گیت مٹیا برج کی

مٹی کی تہوں میں چھپ گئے اور کچھ انگریز قابضین کے کتب خانو ں کی زینت بن گئے ، اور ہندو پاک کے گیتوں کے شائقین آج تک ان سے محروم ہیں۔ بہادر شاہ ظفر نے بھی گیت لکھے ہیں جن کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔

نئے دور میں محققین نے اُردو ادب اور اُردو شاعری کی گدڑی سے گیتوں کا لعل ڈھونڈ کر نکالا ۔ طباطبائی، چست ،مسعود حسن رضوی، وقار عظیم اور ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے بہت محنت سے اس کی تلافی کر دی ہے، جن کی تنقید نے یہ بات ثابت کی کہ گیتوں کی زبان ادبی ہے اور عوام اس کو سن کو محظوظ ہوتے ہیں۔ ان گیتوں میں زبان و بیان کی بے حد خوبیاں ہیں اور اُردو ہندی کا ایسا امتزاج اور کسی صنف شاعری میں دیکھنے سے بھی نہیں ملتا۔ ایک اور خوبی ان گیتوں کی یہ ہے کہ ان میں موسیقی کی راگ راگنیوں اور دُھنوں کے علاوہ یہ گیت خواص پسند بھی تھے اور عوام پسند بھی۔ بہادر شاہ ظفر نے بھی گیت تحریر کئے ہیں ،ظفر بذات خود موسیقی کا اعلیٰ مذاق رکھتے تھے۔ ان کی بنائے ہوئی ٹھمریاں، ملہاریں، خیال، اور ہولیاں آج بھی کلاسیکی گھرانوں کے شائق گاتے اور محفلوں میں سناتے ہیں۔

بول	**معنی**
جھولا کن ڈارورے امّریاں	امریاں۔وہ جگہ جہاں درختوں کے جھنڈ ہوں
جھولا کن ڈارورے امریاں	
باگ اندھیرے تال کنارے مرلا جھنکارے	تال کنارے۔تالاب کنارے۔ مرلا۔جھینگر
بادرکارے برسن لاگیں بندیاں پھیاں پھیاں	بندیاں۔ بوندیں
جھولا کن ڈارورے امریاں	
دو سکھی جھولیں دو ہی جھلاویں	
چاروں مل گیاں بھول بھلیاں	گیاں۔گئیں
بھولی بھولی ڈولیں شوق رنگ سیاں	شوق رنگ۔ بہاردشاہ ظفر کا گیتوں میں تخلص
جھولا کن ڈارورے امریاں	

....

سکل بن پھول رہی سرسوں	سکل۔سبھی جگہ
اموا بورے ٹیسو پھولے	امبو۔آم۔ بورے۔بورنکل آیا ہے۔

ٹیسو، جنگل کا سرخ اور پیلے رنگ کا ایک پھول

کوئل کوکت ڈار ڈار — کوکت۔شور مچارہی ہے۔ ڈار ڈار۔شاخ شاخ
اور گوری کرت سنگار
مالنیاں گڑوالے آئی کرسوں — گڑوا۔پیتل کا برتن۔ کرسوں۔ہاتھ میں
سکل بن پھول رہی سرسوں

طرح طرح کے پھول لگائے
لے گڑوا ہاتھن میں آئے
نظام الدین کے دروازے پر
آوان کہہ گئے عاشق رنگ اور بیت گئے برسوں — عاشق رنگ۔ظفر کا تخلص
سکل بن پھول رہی سرسوں (۳۲)

(II) عوامی اور رومانی گیت:

دوسری جنگ عظیم کے بعد برصغیر پاک وہند میں ایک سیاسی بے چینی اور اصطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔چنانچہ مروجہ شاعری میں شاعروں کے استعارے استبداد کے خلاف اور طوق غلامی اتار پھینکنے کے جذبے سے معمور تھے۔ان کی شاعری میں تہذیب وتمدن، اجتماعیت اور اشراکیت شامل ہوگئیں۔۱۹۳۵ سے ۱۹۴۷ تک یہی جذبہ اُردو شاعری میں شامل تھا۔آزادی اور انقلاب کی شاعری ہونے لگی، جس میں ترقی پسندی کا عنصر بھی شامل ہوگیا۔ان ترقی پسند شاعروں میں فیض احمد فیض نے آزادی اور انقلاب کی بہت نظمیں لکھیں۔اُن کی تمام تر شاعری گیت نہ ہوتے ہوئے بھی گیت کے آہنگ اور مزاج سے قریب تر رہی۔ان کی نظموں کا مواد گیتوں کی آب یاری کرتا ہے۔فیض نے اپنے کلیات نسخہ ہائے وفا میں چند گیت بھی شامل کئے ہیں، اگر چہ اُن کی بہت سی نظمیں فلم اور ریڈیو میں گیت کی صورت گا کر پیش کی جاتی رہی ہیں، یہ نظمیں گیت کا پیرایہ لئے ہوئے ہیں اور ان میں جذبات کی فراوانی، تندی، شدت اور ایک خاص انداز کا درد بھی پایا جاتا ہے۔کچھ گیت دیکھئے:

گیت

جلنے لگیں یادوں کی چتائیں
آو کوئی بَیت بنائیں

جن کی رہ تکتے جگ بیتے
چاہے وہ آئیں یا نہیں آئیں
آنکھیں مُوند کے نت پل دیکھیں
آنکھوں میں اُن کی پرچھائیں
اپنے دردوں کا مُکٹ پہن کر
بے دردوں کے سامنے جائیں
جب رونا آوے مسکائیں
جب دل ٹوٹے دیپ جلائیں
پریم کتھا کا انت نہ کوئی
کتنی بار اسے دھرائیں
پریت کی ریت انوکھی ساجن
کچھ نہیں مانگیں سب کچھ پائیں
فیض اُن سے کیا بات چھپی ہے
ہم کچھ کہہ کر کیوں پچھتائیں (۳۴)

چلو پھر سے مسکرائیں
چلو پھر سے دل جلائیں
جو گزر گئی ہیں راتیں
انہیں پھر جگا کے لائیں
جو بسر گئی ہیں باتیں
انہیں یاد میں بُلائیں
چلو پھر سے مسکرائیں
کسی شہ نشیں پہ جھلکی
وہ دھنک کسی قبا کی

کسی رگ میں کمسائی
وہ کسک کسی ادا کی
کوئی حرفِ بے مروت
کسی کُنج لب سے پھوٹا
وہ چھنک کے شیشہ دل
یہ بام پھر سے ٹوٹا
یہ ملن کی نامِلن کی
یہ لگن کی اور جلن کی
جو سہی ہیں وارداتیں
جوگزر گئی ہیں راتیں
جو بسر گئی ہیں باتیں
کوئی اُن کی دُھن بنائیں
کوئی اُن کا گیت گائیں
چلو پھر سے مسکرائیں
چلو پھر سے دل جلائیں (۳۴)

فیض احمد فیض کے علاوہ دیگر ترقی پسند شاعروں میں مخدوم، مطلبی فرید آبادی، عبدالمجید بھٹی، ساحر لدھیانوی، اختر حسین جعفری، مجروح سلطان پوری، کیفی اعظمی، جانثار اختر، نے بھی گیت لکھے اور ان میں سے بہت سے تو فلمی گیت بھی لکھتے رہے۔

عبدالمجید بھٹی کے گیتوں کا مجموعہ ''اچھے گیت'' بچوں کی نغموں کا گلدستہ ہے، عبدالمجید بھٹی اسماعیل اور افسر کے ہمعصر گیت نگار ہیں جنھوں نے بچوں کے لئے بہت سی نظمیں اور گیت تخلیق کئے۔ عبدالمجید بھٹی کا ایک گیت جس میں وہ بھگوان سے شکوہ کررہے ہیں اُن کا ایک مقبول گیت ہے۔ چندسطریں پیش ہیں۔

گیت کا عنوان ہے ''بھگوان''

راگ، رنگ اور بھینٹ بھوگ کے موہ نے تجھ کو رجھایا
اس لیلا کے پھیر میں تجھ کو لے آیا انسان

اے میرے بھگوان
مَیں حیران ہوں اس پر تجھ کو اُلجھن کیوں نہیں ہوتی
توڑ پھوڑ کر دوار دھنش سب کر دے ایک سمان
من مندر میں بس نہ سکے تو مت کہلا بھگوان
اے میرے بھگوان (۳۵)

میرا جی نئے گیت کے سرخیلوں میں اولین ناموں میں سے ایک ہے۔ اُن کے گیتوں کا مجموعہ ''میرا جی کے گیت'' نام سے شائع ہوا۔ انہوں نے گیتوں کی نمود میں بہت بڑھ چڑھ کر کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں میرا جی کے گیت ''گیت مالا'' کے دیباچہ سے جس کا نام انہوں نے ''گیت کی ریت'' رکھا ہے گیت کے جواز کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ گیتوں سے اُن کی اُنسیت اور محبت کی واضح دلیل ہے لکھتے ہیں:

''چاند کو نگاہوں سے اوجھل رکھ کر قدرت گیت بناتی ہے۔ صبح سویرے سورج اپنی کرنوں سے گیت سے دھرتی کے سینے میں ایک گونج پیدا کر دیتا ہے۔ دھرتی پر پیڑ لہراتے ہیں۔ ہوا ان کے پتوں سے اٹھکیلاں کرتی ہے ڈالیوں پر پنچھی چہچاتے ہیں اور قدرت کے یہ گیت سن کر ہمارا دل بھی گانے لگتا ہے۔ ...ساون آتا ہے، بسنت رُت کی بہار چھا جاتی ہے۔ کوئی من موہنی صورت من کو بھا جاتی ہے۔....دُنیا کے جھمیلے، اُلجھاو، تھکن، کٹھن حالات جب ہمیں ہنسنے کے قابل نہیں رکھتے، گیت ہمیں ان بندھنوں سے چھڑا کر اور تازہ دم کر کے زندگی میں مٹھاس پیدا کر دیتے ہیں''۔(۳۶)

من کی کوِڑیاں کھولو کہ رس کی بوندیں پڑیں
کھولو کوِڑیاں بالم! رس کی بوندیں پڑیں
ساون آیا، بادل چھایا   گرجا چمکا مینہ برسایا
بوندیں بنیں اب دھاریں، ہاں رس کی دھاریں بنیں
کھولو کوڑیاں من کی، رس کی بوندیں پڑیں
رین اندھیری چمکے بجلی   گھر سے باہر بھگیوں اکیلی
کھولو کوڑیاں ساجن! ساری بھیگ گئی

من کی کوڑیاں کھولو کہ رس کی بوندیں پڑیں
من میں ہو تم، من میں رکھنا　　　دُور نہیں تم، دور نہ رہنا
کھولو کوڑیاں بالم، تم سے ہار گئی
بوندیں پڑیں جب رس کی تن من وار گئی
من کی کوڑیاں کھولو کہ رس کی بوندیں پڑیں
مہاراج رس کی بوندیں پڑیں (۳۷)

میرا جی ہمارے موجودہ دور کے گیت نویسوں کے پیشوا اور موجودہ رومانی گیتوں کے اصل جنم داتا ہیں۔ لیکن میرا جی کے اس ادبی اجتہاد کو دیکھتے ہوئے ہم جوش کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جوش ملیح آبادی کی شاعری اور گیتوں کو نئے سرے سے ادبی گیت نوسیوں کے دامن میں اُجاگر کیا۔ جوش شاعر انقلاب بھی تھے اور شاعر شباب بھی۔ انہوں نے غزل، رُباعی، مسدس اور نظم کے علاوہ گیت کی صنف کو بھی جلا بخشی۔ جوش کے گیت ادبیت کے اونچے سنگھاسن پر براجمان ہیں ایک طویل گیت کے چند بند پیش خدمت ہے جس میں لفاظی اور جزیات اور منظر کشی عروج پر ہے۔

داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھن گھور
آئے سبھا میں گانے والی　　　بہکی بہکی بھولی بھالی
جیسے ہلتی کومل ڈالی　　　مکھڑا گورا زلفیں کالی
گورا مکھڑا ایسے چمکے جیسے بن میں مور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور
باندھے گوری جوڑا کس کے　　　انگڑائی لے چولی مسکے
دوہری ہو جائے ہنس ہنس کے　　　پلٹے ناگن جیسے ڈس کے
مستی سارے انگ سے ٹپکے چٹکے ہر اک پور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور
کوئل کوکے دادر بولے　　　من برمائے موتی رولے
کانوں میں رس بوندیں گھولے　　　سندر تا تا کا گھونگھٹ کھولے
من میں گھومے بارہ ماسا تن میں جھومے شور

داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور

جو دارو کو شرماتے ہیں مستی سے جن کے ناتے ہیں
جو شیشوں کو درکاتے ہیں مدھ شالوں پر چھا جاتے ہیں
ڈوبیں میرے ہردے میں بھی وہ نیناں چت چور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور

گال بھبوکا جیسے کولے جن کے آگے سورج سنولے
آنچیں ناچیں ہولے ہولے جب منہ دھووے پانی کھولے
جن کی لالی سے ڈھے جائے کندن کا بھی زور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور

کوئی البیلی مدھ ماتی آنکھیں ملتی مکھ سہلاتی
نیندیں اوڑھے جھونکے کھاتی دہنے مڑتی بائیں جاتی
تڑکے جائے رس برساتی جمنا جی کی اور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور

مدرا سے ہر مکھڑا دہکے مُدری لودے بیندی جھمکے
پُروا گونجے بادل گمکے بادل میں یوں بجلی چمکے
کالی ساری میں لہرائے جیسے جھل جھل کور
داتا ایسی رُت بھی آئے چھائے گھٹا گھنگھور (۳۸)

عبدالمجید بھٹی نے گیتوں کے مجموعے ''نام ونگ'' میں ایک گیت جس کا عنوان ''دان'' میں معاشرے کے اجتماعی مزاج پر لکھا ایک گیت درج کیا ہے۔ یہ گیت اس بات کا غماز ہے کہ گیتوں میں شعراء نے سماجی اور سیاسی موضوعات کو پیش کیا ہے، گیت ہمیشہ لوگوں کی ذہنی و جذباتی کیفیات کی تصویریں پیش کرتے رہے ہیں اس گیت کی ہر سطر ایک سوال ہے۔ گیت ملاحظہ ہو:

کس کی اُٹھی ہے یہ ارتھی؟
کملا؟
سیٹھ پچھمن کی پڑوسن، بیوہ؟

سیٹھ دو گھوڑوں کی بگھی میں آتا ہے ادھر؟
شہر کا سب سے بڑا دانی ؟
دیالو؟
دھنوان؟
جس نے سونے کا چڑھایا ہے کلس مندر پر؟
جس نے گئیو شالا بھی بنوائی تھی؟
جس کی مِل میں ابھی پرسوں ہی چلی تھی گولی ؟
جس کے دروازے پر مل جاتی ہے بھکشا لیکن
بھوکی مرجائے جو اک بیوہ پڑوسن؟
پیٹ بھرتا نہیں مزدور کا سات آنے میں، گولی چل جائے ؟
دان دیتے ہیں دیالو!
دھنوان
عزت نفس کے ڈاکو!
شیطان!
کپڑے کی مِل کے مالک۔آٹے کی مِل کے مالک (۳۹)

ایک گیت سلطانہ قمر کا لکھا ہوا بھی عشرت رحمانی کے اُردو ادب کے آٹھ سال میں درج ہے۔

عنوان ہے "انت یہی ہے" چند سطریں پیش ہیں
نِس دن دیپ جلائے پگلی پائے گھور اندھیرا
کون کہے اب اسے ہٹیلی انت یہی ہے تیرا
رین کی گودی خالی کر کے چاند ستارے بھاگے
اندھیرے میں پیچھے پیچھے جوتی آگے آگے
چھایا گھور اندھیرا
انت یہی ہے تیرا
دُور دُور کی ایک اُداسی سڑی بُسی اِک چھایا

دھرتی سے آکاش تک اُڑ کے آشا نے کیا پایا
چاروں کھونٹ چلی اندھیاری چنتاؤں نے گھیرا
چھایا گھور اندھیرا
انت یہی ہے تیرا
کون چنے اب ٹوٹے تارے جوت کہاں سے آئے
کون گگن پر سیج بچھائے؟ پھول تو ہیں مرجھائے
کون ہے جو اس نگری میں اب آکر کرے بسیرا
نسدن دیپ جلائے پگلی پائے گھور اندھیرا
کون کہے اب اسے ہٹیلی انت یہی ہے تیرا (۴۰)

گیت نگاروں میں میرا جی، اندر جیت شرما اور مقبول حسین احمد پوری کا دبستان ترقی پسندوں سے الگ شعرا کے دبستان سے وابستہ ہے۔ اسے حلقہ ارباب ذوق کا دبستان بھی کہا جاتا ہے جو ادب برائے ادب سے وابستہ ہے، یہ ادب جہاں کسی حد تک لطف ادب اور رُومانوی ادب کی طرف مائل تھا تو وہیں دوسری جانب اس کا جھکاؤ ہمیشہ نئے ادبی رجحانات اور جدیدیت کی طرف بھی رہا ہے۔ دیگر گیت نگاروں میں قیوم نظر، ادا بدایونی، یوسف ظفر اور قتیل شفائی کے نام اہم ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت برصغیر جن نازک حالات سے گزرا اُسے بھی شاعروں نے گیتوں اور نظموں کا موضوع بنایا ہے۔ الطاف مشہدی کی تحریر کردہ ایک نظم جس کا تمام تر پیرایہ گیت سے بے حد مماثلت رکھتا ہے، شاعر اپنے اس نظمیہ گیت کے ذریعے تاریخ کی پوری کہانی کو ہمارے سامنے اُجاگر کر کے رکھ دیتا ہے اور یہ اجتماعی کرب پچھتاوے اور شرم سے ہمارے سر کو جھکانے کے لئے کافی ہے۔ یہ شاعری حقیقت کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جی چاہتا ہے کہ یہ گیت نما نظم پوری کی پوری یہاں پیش کی جائے۔

پچھّم نے پورب کے اندھے سورج کو بخشا اُجیارا
ڈگمگ ڈگمگ کرتی نیّا کو سونپا مضبوط کنارا
دیکھ سمے کو اِک رنگے سہ رنگے پرچم جوش میں آئے
کرودھ کپٹ کے خونیں طوفاں نیند سے چونکے ہوش میں آئے
تسبیحوں اور مالاؤں کی دُنیاؤں میں بھونچال آیا
مندر سے مسجد ٹکرائی، مسجد سے مندر ٹکرایا

اکتا کی ارتھی کو لے کر کاندھوں پر نکلے ہمسائے
اپنوں نے اپنوں کی لاشوں سے جنگل میں شہر بسایا
من میں لے کر کرودھ کی اگنی ہونٹوں پر زہریلی بولی
انسانوں نے مل کر کھیلی انسانوں کے خون کی ہولی
سندر اور شرمیلی دھرتی کے ہونٹوں پر چیخیں کانپیں
لالچ کے بیاکل دروں میں پیت لتائیں تھک کر ہانپیں
مذہب کی اندھیاری اُٹھی شعلوں کی مالائیں لے کر
شہروں کو شمشان بنانے کی من میں آشائیں لے کر
گل رویوں نے توڑ کے رکھ دی سندرتا کی سندرتائی
بھیڑوں کی سب رکھوالوں نے بھیڑیے بن کر کی رکھوالی
لاشوں کی سیڑھی سے ہو کر اونچائی کی گود میں پہنچے
اونچے ہونے والے گویا گہرائی کی گود میں پہنچے
آشاؤں کے سورج راہوں میں اجیارا بن کے پھیلے
ظلم کے بادل لیکن دھرتی پر اندھیارا بن کر پھیلے
پورب کے بنیوں نے جیون کی دیوی کو پتھر مارے
اب میں مانا پچھم والو پچھم جیتا اور ہم ہارے (۴۱)

قتیل شفائی نے فلمی شاعری اور فلمی گیتوں کے حوالے سے بہت نام پیدا کیا گیت نگاری سے خصوصی انسیت رکھتے تھے۔ اُن کے دو مجموعے ہریالی اور جھومر صرف گیتوں پر مشتمل ہیں۔ لیکن ایک مجموعہ ’گجر‘‘ جو کہ غزلوں نظموں پر مشتمل ہے، اُس کے ابتدائیہ صفحات کی ایک دُعا میں جو اشعار پیش کئے گئے ہیں وہ گیت کا پیرایہ لئے ہوئے ہیں۔ اس میں قتیل نے دیہی زندگی اور فطرت اور انسانی خواہشات و جذبات کو کس ہنرمندی سے یکجا کر دیا ہے، یہ گیت نما اشعار پیش خدمت ہیں:

نقرئی جھانجھنوں کی چھنن چھن چھنن دودھ سے پاؤں کو گدگداتی رہے
گنگناتی رہیں کانچ کی چوڑیاں ہر کلائی نئے گیت گاتی رہے
ہر جوانی سدا مسکراتی رہے

گاؤں سے دُور کھیتوں کے اُس پار صاف وشفاف چشمہ اُبلتا رہے
شوخ پنہاریوں کا حسین جمگھٹا گاگریں لے کے راہوں میں چلتا رہے
حُسن منظر کے سانچے میں ڈھلتا رہے

گرمیوں کی کڑی دُھوپ میں جھوم کر پیڑ سائے لٹاتے رہیں
ٹھنڈی ہواوں کے پالے ہوئے مست جھونکے شرابیں پلاتے رہیں
نیند بن کر نظر میں سماتے رہیں

چودھویں رات کے چاند کی چاندنی کھیتوں پر ہمیشہ بکھرتی رہے
اونگھتے رہگزاروں پہ پھیلے ہوئے ہر اُجالے کی رنگت نکھرتی رہے
نرم خوابوں کی گنگا اُبھرتی رہے

عید کا دن یونہی روز آتا رہے ڈھولکوں پہ یونہی تھاپ پڑتی رہے
منچلی لڑکیوں میں ہنسی کھیل پر نت نئے ڈھب سے بنتی بگڑتی رہے
کوئی مانے تو کوئی اکڑتی رہے

شہر سے لوٹ کر آنے والے جواں گاؤں میں جوق در جوق آتے رہیں
اپنی اپنی دلہن کے لئے نت نئے سونے چندی کی سوغات لاتے رہیں
زندگی کے محل جگمگاتے رہیں (۴۲)

منیر نیازی بھی نئی شاعری کے سرخیل تصور کئے جاتے ہیں اُن کی شاعرانہ تخیل آفرینی منفرد بھی ہے اور دلنشین بھی۔ اس انوکھے لہجے اور آواز کی بازگشت دیر تک پڑھنے والے کو مسرور کئے رکھتی ہے۔ منیر نیازی نے اپنے شعری مجموعوں میں گیتوں کو اہتمام سے شائع کیا ہے، وہ گیتوں کے رسیا تھے اور اُن کی نظموں کا پیرایہ بھی گیت سے بہت قریب تھا۔ منیر نے فلمی گیت بھی لکھے لیکن وہ ادبی رنگ کے گیت لکھنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے، یہاں مثال کے لئے اُن کے دو ایک گیت پیش کئے جا رہے ہیں۔

نیل گگن کا گہرا ساگر
تارے بہتے جاتے ہیں
اپنے اپنے دُکھ کی کہانی
مجھ سے کہتے جاتے ہیں

ان کے جی کو روگ لگا ہے
چندر ماں کی دُوری کا
لیکن کس سے ٹوٹ سکا ہے
بندھن اس مجبوری کا
اسی اُداسی کے تیروں کو
دل پہ سہتے جاتے ہیں
نیل گگن کا گہرا ساگر
تارے بہتے جاتے ہیں (۴۳)

گیت:

گیت گانا چاہتا ہوں حسن دلآرام کا
وصل گل کی صبح کا عہد وفا کی شام کا

مَیں نے جو دیکھے نہیں اُن منظروں کے درمیاں
ایک چہرہ ہے مثال نور زیر آسماں
منتظر جس کی ہے ہستی اُس رُخ گلفام کا

اس کی آنکھوں کی چمک ہونٹوں کی رنگت میں کہیں
سحر ایسا ہے جو دُنیا کی کسی شے میں نہیں
ہوش کی حد سے پرے کیفیتِ بے نام کا

گیت جو لاتا ہے کشتِ زندگی میں تازگی
جس کو سُن کر دُور ہوتی ہے اُداسی رات کی
جو مداوا ہے جہاں میں سختیٔ ایام کا (۴۴)

حوالہ جات

(۱) اختر اورینوی، ڈاکٹر، تنقیدی مقالات مرتبہ مرزا ادیب، لاہور، مطبع اشرف پریس، ۱۹۸۸، ۶۴، ص ۲۸۲

(۲) ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، نظیر اکبر آبادی ان کا عہد اور شاعری'' لاہور، اُردو مرکز، ۱۹۶۳، ص ۱۳۱

(۳) عبدالقادر، جدید اُردو شاعری، طبع سوم، لاہور، مطبوعہ عالمگیر اکیڈمی، اکیڈمک پریس، ۱۹۴۵، ص ۴۶

(۴) بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، اُردو گیت :تاریخ، تحقیق اور تنقید کی روشنی میں، کراچی، مکتبہ نیادور، ۱۹۸۶ء، ص ۳۹

(۵) ایضاً، ص ۷۸

(۶) کلیم اللہ، مشرقی پاکستان کے لوک گیت، ماہنامہ خاور، کراچی، اپریل ۱۹۵۳، ص ۱۶

(۷) بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، اُردو گیت، ص ۸۷

(۸) ایضاً

(۹) گوری شنکر اوجھا، قرون وسطی میں ہندوستانی تہذیب، مترجم منشی پریم چند، الہ آباد، ہندوستانی اکیڈمی ۱۹۳۱، ص ۸۸

(۱۰) مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اُردو، ''مقدمہ'' کراچی، مطبوعہ انجمن ترقی اُردو، ۱۹۵۱ء، ص ۳

(۱۱) خان بہادر محمد نقی خان خورجوئی، حیات امیر خسرو، کراچی، ٹائمس پریس، ۱۹۵۶ء، ص ۹۶

(۱۲) بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، اُردو گیت، ص ۱۳۸

(۱۳) ایضاً، ص ۱۴۰

(۱۴) اعظم کریوی، ڈاکٹر، ہندی شاعری، الہ آباد، مطبوعہ ہندوستانی اکیڈمی، ۱۹۳۱، ص ۷

(۱۵) بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، اُردو گیت، ص ۱۴۷

(۱۶) ایضاً، ص ۱۴۸

(۱۷) ایضاً، ص ۱۵۱

(۱۸) ایضاً، ص ۱۵۱

(۱۹) ایضاً، ص ۱۵۶

(۲۰) ایضاً، ص ۱۶۱

(۲۱) ایضاً، ص ۱۶۵

(۲۲) ایضاً،ص۱۷۴

(۲۳) ایضاً،ص۲۵۸

(۲۴) ایضاً،ص۲۵۹

(۲۵) ابواللیث صدیقی،ڈاکٹر،نظیر اکبر آبادی ان کا عہد اور شاعری"،ص ۱۴۸

(۲۶) مسعود حسن رضوی،سید، لکھنو کا عوامی اسٹیج اور اندر سبھا، لکھنو(بھارت)، کتاب نگر، ۱۹۵۷ء،ص۳۹

(۲۷) ایضاً،ص

(۲۸) ایضاً،ص،۶۷

(۲۹) ایضاً،ص۔۳۱۔۱۲۱

(۳۰) ایضاً،ص۱۴۶

(۳۱) ایضاً،ص ۳۰۸

(۳۲) بیگم بسم اللہ نیاز احمد،ڈاکٹر، اُردو گیت ،ص۲۳۵

(۳۳) فیض، احمد فیض، نسخہ ہائے وفا،ایجوکیشن،دہلی ، پبلشنگ ہاوس،کوچہ پنڈت لال کنواں،۱۹۹۳،ص ۶۷۶

(۳۴) ایضاً،ص۵۳۴

(۳۵) ایضاً،ص۵۵۴

(۳۶) میرا جی، گیت مالا، دیباچہ،گیت کی ریت، لاہور، کتب خانہ ادبی دُنیا، مال روڈ، ۱۹۳۹،ص ۶

(۳۷) جمیل جالبی،ڈاکٹر،مرتب، کلیات میرا جی ،مرتب، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۹۶،ص، ۶۵۷

(۳۸) جوش ملیح آبادی، گیت، نیا دور،شمارہ ۱۵، کراچی، پاکستان کلچرل سوسائٹی ۔۱۹۶۴ء،ص۱۹۳

(۳۹) عبدالمجید بھٹی، نام وننگ،لاہور، سنگم پبلشر،۱۹۴۶،ص ۳۷

(۴۰) بیگم بسم اللہ نیاز احمد،ڈاکٹر، اُردو گیت،ص۵۵۲

(۴۱) ایضاً،ص۵۵۰

(۴۲) ایضاً،ص۵۹۴

(۴۳) منیر نیازی، کلیات منیر نیازی، جنگل میں دھنک،لاہور،خزینہ علم وادب اُردو بازار،۲۰۰۲ء،ص ۶۱

(۴۴) ایضاً،ص۵۲

باب دوم

فلمی اُردو گیت نگاری: پس منظر

(ا) موسیقی اور گیت:

برصغیر پاک و ہند کے سنگیت کو دُنیائے موسیقی میں ایک الگ اور منفرد مقام حاصل ہے۔صدیوں پہلے سے یہاں کے علمائے فن نے موسیقی میں وہ مقام اور عروج حاصل کرلیا تھا جس کا باقی دُنیا نے ابھی خواب بھی نہ دیکھا تھا۔دریائے نیل اور دجلہ وفرات کی تہذیبوں کا بیشتر علم اُن تہذیبوں کے مٹتے ہی نابود ہوگیا۔لیکن ہڑپہ ،موہنجوداڑو، اور ٹیکسلا کے بہت سے علوم وفنون سینہ بہ سینہ سفر کرتے ہوئے قدیم ہندوستان میں پھلتے پھولتے رہے،اور ہزاروں سال کے اِن طویل وقفوں میں اپنے نقش اور خدوخال بدلتے ہوئے زندگی پاتے رہے۔علم نجوم،ستارہ شناسی، علم ہندسہ و اعداد وشماری، موسیقی، مصوری، شاعری،مجسمہ سازی، دیومالاوں کی لوک کتھائیں،اور اِسی نوع کے دوسرے علوم قدیم ہندوستان میں پرورش پاتے ہوئے ہم تک پہنچے۔

(I) ہندوستانی موسیقی ویدک عہد میں:

علی عباس جلالپوری کا کہنا ہے کہ:

> ''ہندوستانی موسیقی کی تاریخ دو سے تین ہزار سال سے بھی قدیم ہوسکتی ہے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ فیثا غورث جس وقت انسانی آواز کو تین سروں میں تقسیم کر کے ابتدائی تجربات میں مصروف تھا، ہندوستانی اسے سات سروں میں تقسیم کر چکے تھے۔یہاں موسیقی کے فن کو''فن عالیہ'' کا درجہ حاصل تھا۔ہندوستان کے اہل فن کے علاوہ رشی، منی اور راجا مہاراجہ بھی سنگیت سے اکتساب کے لئے عمریں وقف کر دیتے تھے۔
> یہاں ساز،سنگیت اور گانے کی طرف یکساں توجہ دی جاتی تھی۔''(ا)

ہندوستان میں قدیم وقتوں ہی سے ساز اور سنگیت میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ گانے اور آواز کو پختہ بنانے کا جنون رہا ہے۔آواز میں لچک اور لوچ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے سنوارنے نکھارنے کی طرف بھی بھرپور توجہ دی جاتی رہی ہے۔رفتہ رفتہ رُتوں اور موسموں کے ساتھ ساتھ پہر کے اوقات،صبح اور شام، دوپہر،اور رات کے مطابق راگ، راگنیاں ترتیب دی جانے لگیں۔

ہندوستانی موسیقی کا سراغ قدیم مذہبی صحیفوں میں ملتا ہے جن کا تعلق ویداس سے ہے جو ہندو عقائد کا حصہ ہیں۔ سماء ویدا، جو ویدوں میں چوتھا ویداس ہے موسیقی کو تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ ہندوستانی موسیقی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے حصے کا تعلق شمالی ہند سے جب کہ دوسرے حصے کا تعلق جنوبی ہندوستان سے ہے۔ ہندوستانی موسیقی پر جنوبی حصے کرناٹک کی موسیقی کی گہری چھاپ ہے۔ قدیم ہندوستانی موسیقی کی راگ راگنیوں میں نمایاں طور پر کرشنا کی راس لیلا اور فطرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ کرناٹک میوزک ہندوستانی موسیقی جیسا ہی ہے لیکن تھیوری کے لحاظ سے سخت بندوشوں میں گھرا ہوا ہے۔ یہاں کی موسیقی ساز سے زیادہ آواز کی پختگی پر زور دیتی ہے۔ ابتدائی موسیقی دیویوں کی پوجا، رام کی پوجا، مندروں میں عبادات کے بیان اور حب الوطنی کے نغمات پر مشتمل ہے۔

ہندوستانی موسیقی کا قیمتی ورثہ صدیوں کے طویل سفر پر پر محیط ہے، اور موسیقی کا یہ ارتقائی سلسلہ دو ہزار سال قبل مسیح ودیدک زمانوں سے جا ملتا ہے۔ قدیم ہندوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ موسیقی کے حقیقی اور فطری سُر ''نارادھا'' کو دیوتاوں نے جنت سے زمین پر اُتارا تھا۔ ویدک نظریے کے مطابق ''نارادھا''، برہما کی وہ آواز تھی جس نے پوری کائنات کا احاطہ کیا اور فطرت کی طاقتوں کا مظہر بنی۔ سام وید کو جدید ہندوستانی موسیقی کا پہلا اور بنیادی عنصر مانا جاتا ہے۔ ہندووں کے عقیدے کی مطابق کائنات کی تمام آوازیں اور موسیقی قدیم لفظ (اُوم) سے نکلی ہیں۔ قدیم ہندوستانی موسیقی کے مطابق ''وید'' سات نوٹس پر مشتمل ہوتے ہیں، جو دیوتاوں کی جانب سے نزولی کے اعتبار سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اولین راگ ''سام ویدا'' سے نکلا ہے جس کا سب سے پہلا حوالہ ۵۰۰ سال قبل مسیح پانینی نے دیا تھا۔ ''بھارتیا نتایا ستھرا'' جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں لکھی گئی، موسیقی کے بہت سے ابواب پر مشتمل ہے۔ اور غالباً اسے ہندوستانی موسیقی پر با قاعدہ تحریر کیا جانے والا پہلا کام تصور کیا جاتا ہے جس نے موسیقی کی ''آکٹیو'' کو آٹھ اور ۲۰ کی (کیز) میں تقسیم کیا۔ ڈیڈلن نے ایک آکیٹو میں ۲۲ سُر تیاں بیان کی ہیں۔

ہندووں کے قدیم مذہبی تصورات کے مطابق یہ ۲۲ سُر تیاں وہ ہیں، جنہیں انسان نے خود بنایا ہے۔ مشہور موسیقار'' سارنگا دیوا'' نے بھی اپنی کتاب (سنگیتا) میں اس خیال کی تائید کی ہے۔ ''سارنگا دیوا'' نے تقریباً ۲۶۴ راگ شناخت کیے جن میں شمالی اور جنوبی موسیقی کا امتزاج نظر آتا ہے۔ اُس نے دیگر سُروں اور بہت سی یک آوازوں کو بھی دریافت کیا اور اُن کی مختلف سطحوں میں درجہ بندی کی ہے۔ ہندوستانی موسیقی کی تاریخ بیان کرنے کے لئے بہت سا کام ملتا ہے جس میں (برت دسائی) جو کہ ''ماتنگا'' نے نویں صدی عیسوی

میں لکھی جس میں اُس نے راگ کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں (سنگیتا مرکنڈا) جو کہ (نارادھا) نے لکھی، اس میں تقریباً 93 راگ تفصیل سے بیان کئے اور راگوں کی تانیث کے لحاظ سے درجہ بندی بھی کی۔

ابتداء میں موسیقی عقیدت مندانہ تھی اور مذہبی رُسومات پر مشتمل تھی اور صرف مندروں میں گائی بجائی جاتی تھی۔ ہندوستانی موسیقی کے عالموں کا خیال ہے کہ آخری وید تین ہزار سال سے بارہویں صدی قبل مسیح تک موسیقی ''سامگانہ'' کے طور پر مروج رہی جو کہ واضح طور پر مصروں کو موسیقی کی طرز پر گانے پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد موسیقی کچھ تبدیل ہوئی اور اس آسان قسم نے دھر پد کو جنم دیا۔ گیتا کا دور ہندوستانی موسیقی کی ترقی میں ایک سنہرا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس عرصہ کے دوران (نتایا شاشترا) اور (بھرید دسائی) جیسے اصول وضوابط بنائے گئے۔ برصغیر کی موسیقی نے بیرونی اثرات قبول کرتے ہوئے اپنی اشکال تبدیل کیں۔ ہندوستان کی موسیقی پر ایرانی موسیقی کے اثرات دیرپا اور سب سے نمایاں تھے جس نے ہندوستانی موسیقی کے شمالی آہنگ کو کافی حد تک تبدیل کر دیا۔ اس دور میں موسیقی کو شاہی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ سولہویں صدی عیسوی تک عقیدت مندانہ اور کلاسیکی گائیکی میں تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ''خیال'' گائیکی کی ایک نئی قسم کے طور پر سامنے آیا۔ کلاسیکی موسیقی اور رسمی موسیقی نے لوک موسیقی سے مل کر موسیقی کی نئی قسموں کو جنم دیا جس نے مقامی موسیقی کا رنگ ہی بدل کر رکھ دیا۔ ہندوستانی کلاسیکی اور کرناٹک موسیقی کی تاریخ کی جڑئیں ابتدائی ہندوستانی ''نتایا شاشترا'' سے جا ملتی ہے۔ موسیقی کے یہ دو قسمیں چودھویں صدی عیسوی کے لگ بھگ الگ ہونا شروع ہوئیں، جس میں کرناٹک کلاسیک (کریتی) عام طور پر (ساہتہ) یا مصروں بحروں پر مشتمل تھی جب کہ ہندوستانی موسیقی، موسیقی کی جزیات پر زور دیتی ہے۔ ہندوستانی موسیقی نے سپتک، اور آکٹیو کے فطری سکیل کو اپنایا، جب کہ کرناٹکی موسیقی نے ایک رسمی آکٹیو کو اپنایا۔

> ''کرناٹک موسیقی کو جنوبی ہندوستان کی قدیم موسیقی کی حیثیت سے مانا جاتا ہے جو شمالی ہندوستانی موسیقی کی روایتی حریف بھی ہے۔ کرناٹک کی موسیقی کی بنیاد دو ہزار سال قبل مسیح میں پڑی، اور یہ ابتداء میں ہندومت کے روحانی موسیقی کے طور پر وجود میں آئی۔ یہ ہندو مذہبی رسم ورواج اور عقائد مندانہ موسیقی ہے۔ اس طرز کی موسیقی میں اکثر نغمات ہندو دیوی دیوتاؤں سے متعلق ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے نغمات بھی مل جاتے ہیں جن میں محبت اور دوسرے سماجی مسائل کا اظہار بھی موجود ہے۔ ہندوستانی موسیقی

کی طرح کرناٹکی موسیقی بھی سُر اور تال پر مشتمل ہے،لیکن اس کا اختصاص انسانی آواز کو پختہ اور گائیکی کے نقطہ نظر سے مضبوط بنیاد فراہم کرنا ہے ۔کرناٹک کی موسیقی ہندوستانی موسیقی کے ساتھ ہی پروان چڑھی یہاں تک کہ اسلام کی آمد کے ساتھ عربی رنگ ، بارہویں صدی کے اختتام اور تیرویں صدی کے آغاز تک شمالی ہندوستان میں پھیل گیا۔ تیرویں صدی کے بعد ہندوستانی موسیقی میں تہہ داری اور رنگوں کا امتزاج نظر آنے لگا۔شمالی موسیقی کے رنگ پر عربی موسیقی کا رنگ بھی چڑھنے لگا۔کرناٹک کی موسیقی کو یہ نام برصغیر کے جنوبی خطے'' کرناٹک'' کے حوالے سے دیا گیا۔عصر حاضر میں بھیم سین جوشی، روی شنکر، ہری پرساد چوراسیہ، اور ذاکر حسین کرناٹکی موسیقی کے بہت معروف فنکار ہیں''۔(۲)

ویدوں کی ابتدائی عہد بالترتیب،آرسک ،گاتھا اور سامک کہلاتے تھے،جن کا خواص اور براہمنی زندگی سے تعلق تھا۔اُس دور میں مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے جومنتر پڑھے جاتے تھے، اُن میں صرف تین سُر ،اتادت ،انودت اور سریت استعمال کئے جاتے تھے،جن کے متبادل سُر آج کل کے سکیل ''ٹھاٹھ'' کے مطابق مدہم پنچم اور کھرج ہیں۔لیکن تین سُروں سے کسی دُھن میں وہ رنگارنگی پیدانہیں کی جاسکتی جوسات سُروں کے تال میل سے پیدا ہوسکتی ہے،چنانچہ آریاوں نے اپنی موسیقی میں عوامی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے دڑاوی سماج کی لوک دھنوں کے ذخیرے سے ایسے عوامی گیتوں کو چنا جن سے فائدہ اُٹھا کر اُنھوں نے ایک ایسی موسیقی تشکیل دی، جسے بعد میں ''مارگ'' کہا جانے لگا۔اِن علاقائی موسیقی اور مارگ راگوں کے ملاپ سے موسیقی نے جونئی شکل اختیار کی اُسے'' گندھرو'' موسیقی کہا جانے لگا۔ گوسامی اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''ہندوستانی موسیقی کی کہانی'' میں لکھتا ہے:

''گندھرو موسیقی کو یہ نام اس لئے دیا گیا تھا کہ یہ گندھارا کے علاقے ''قندھار، پشاور، ٹیکسلا ، اٹک اور راولپنڈی وغیرہ'' میں پروان چڑھی۔اسی خطے کے فنکاروں نے ہندوستان کی سرزمین کو پہلی مرتبہ مجسمہ سازی کا فن دیا جسے ہم گندھارا آرٹ کے نام سے جانتے ہیں۔ اگر چہ اُن کی موسیقی بعض وجوہات کی بنا پر اپنی انفرادیت برقرار نہ رکھ سکی لیکن ہندوستانی موسیقی کی بنیادیں اسی نے استوار کیں اور کلاسیکی میں مدغم ہوکر اِس کے رگ وپے میں سرایت کرگئی۔''(۳)

فن موسیقی کی خدمات میں گندھارا کا بہت بڑا حصہ ہے۔ سجاد سرور نیازی ''تمدن عالم اور موسیقی'' میں لکھتے ہیں:

''وادی سندھ کے باشندے ماتا دیوی اور ایک دیوتا کی پوجا کرتے تھے جو شیو جی کے مترادف ہے۔ اسی دیوتا کے نمونے پر ہندوں نے شیو جی کی مورتی بنا لی۔ ہندوستانی دیومالا میں شیو جی کا برصغیر کی موسیقی کے ساتھ کئی طرح سے تعلق ہے۔ مشرقی گندھارا وادی، جو سندھ کے مشرق میں ٹیکسلا اور راولپنڈی کے علاقوں پر مشتمل تھا، اس کا دارالخلافہ ٹیکسلا ایک خوب صورت اور خوش وضع شہر تھا۔ تجارت کے علاوہ یہ شہر علم وفضل کا مرکز تھا اور مختلف شہروں اور ملکوں سے طالب علم تین ویدوں اور علوم وفنون کے اٹھارہ شعبوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مشہور رزمیہ نظم مہا بھارت پہلی مرتبہ اسی شہر میں پڑھی گئی تھی۔ سنگیت کے ماہر گورو بھی یہاں موجود تھے اور اعلی درجے کے گویوں اور گائنوں کی کمی بھی نہیں تھی''۔(۴)

دیکھا جائے تو دوسرے علوم فنون کے ساتھ ساتھ کسی ملک یا علاقے کی تاریخ اس کے گیت اور نغمے سے بھی مرتب کی جاسکتی ہے۔ ہندوستانی فنون لطیفہ مختلف ادوار میں گہرے معاشرتی اثرات قبول کرتے رہے ہیں۔ کلاسیکی موسیقی کے مختلف اسالیب میں بھی اِن اثرات کی بہت سی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔

(II) مسلمانوں کے ہندوستانی موسیقی پر اثرات:

عنایت الٰہی ملک، اپنی کتاب ''برصغیر کی موسیقی'' میں لکھتے ہیں:

''موسیقی کا سارا علم وفن گویوں کے سینوں میں محفوظ ہوا کرتا تھا۔ جو نسلاً بعد نسل شاگردوں میں منتقل ہوتا رہا، پیشہ ور گویوں نے موسیقی کی کتابوں کے ذریعے اِس فن کے سیکھنے کو ناممکن قرار دیا۔ اُن کے اِس رویے کی بظاہر بہت سی وجوہ ممکن ہیں لیکن میرے نزدیک اِس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ برصغیر پاکستان و ہند میں زیادہ تر مسلمان گویوں نے یہ فن پھیلایا۔ وہ لوگ سنسکرت زبان سے عدم واقفیت کی بنا پر سنگیت شاستروں، برہادیشی، سنگیت رتناکر اور اِس قسم کی بے شمار دوسری کتابوں سے جو بر

صغیر میں مسلمانوں کی آمد کے ابتدائی دور میں ناقدری کا شکار ہوگئیں، فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ ظاہر ہے کہ وہ گویے اِس فن کے بارے میں جس قدر معلومات رکھتے تھے۔ وہ بہت محدود تھیں۔'' (۵)

ہندوستانی کلاسیکی موسیقی یک صوتی ہے اور صرف ایک میلوڈی لائن پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی کپوزیشن کو بناتے اور ادا کرتے وقت موسیقی ایک مخصوص راگ اور ایک مخصوص تال پر قائم ہوتی ہے، لیکن رفتہ رفتہ آرٹسٹ مخصوص راگ اور تال کے روایتی حد بندی کو توڑتا ہوا اپنا ہنر دکھانے لگتا ہے اور سازوں اور ہمنواؤں کے ساتھ راگ اور تال کو آگے بڑھاتا ہے۔ کلاسیکی موسیقی میں یہ عمل سازندوں کے ساتھ مدغم ہو جاتا ہے۔ وینا، مری دانگم، طبلہ، کنجیر ہ، تان پورہ، بانسری، ستار، وائلن اور سارنگی ہندی موسیقی کے روایتی سازوں میں شامل رہے ہیں۔

(III) ہندوستانی راگ:

راگ ہندوستانی موسیقی کی بنیاد ہے، اور راگ مالا کے اشعار جن میں راگوں کی لفظی تصاویر ملتی ہیں، پندرہویں صدی عیسوی میں نظم ہو چکے تھے۔ دراصل ہر راگ کسی ایک انسانی جذبے کی تحریک سے اور شعروں کی صوتی کیفیات کو اُجاگر کرنے کا نام ہے۔ ہندوستانی موسیقی میں کُل نو ایسے رس یا جذبے ہیں، جن میں انسانی جذبات کی حالتیں ملتی ہیں جنہیں اِن ناموں سے یاد کیا جاتا تھا،

''ا۔سنگھار رس (جذبہ محبت)۔۲۔ویررس (جذبہ شجاعت)۔۳۔بیبتھس رس (جذبہ نفرت)۔۴۔رددررس (جذبہ غصب و غصہ)۔۵۔بھیانک رس (جذبہ خوف)۔ ۶۔ ہاسیارس (جذبہ سُرور)۔ ۷۔ کرون رس (جذبہ رحم)۔ ۸۔ اوبھت رس (جذبہ حیرت)۔ ۹۔شانت رس (جذبہ سکون وتحمل)۔ اب اگر اِن راگوں کے پس منظر میں قدیم شعرا کے کلام کا جائز لیا جائے تو سب سے قابل ذکر شاعر، ابراہیم عادل شاہ (۱۶۲۷۔۱۵۸۰) ہے۔اس کے فارسی زبان کی شاعری تو دست بردِ زمانہ کا شکار ہوگئی لیکن اُس کی ایک اہم تخلیق اُس کی کتاب ''نورس'' آج بھی دستیاب ہے۔ اِس کتاب میں اُس نے راگ راگنیوں کو عنوان قرار دے کا اُس کے تحت شاعری کی اور گیت لکھے ہیں۔ اِس کتاب میں سترہ راگ ہیں، جن میں، بھوپالی، مارو، آساوری، دیسی، پوریا، رام کلی، بیرو، حجاز، براری، ٹوڈی، نوروز کلیان، دھنا سری، کانہڑا اور کیدار کے

تحت ۵۹ گیت اور سترہ دوڑھے ہیں۔ عادل شاہ کو ''کانہڑا'' راگ سب سے زیادہ پسند تھا، چنانچہ اس نے اپنی کتاب میں ۵۹ گیتوں میں سے سترہ راگ 'کانہڑا'' میں دیے ہیں۔ شہنشاہ اکبر کا سب سے زیادہ پسندیدہ راگ ''درباری'' کانہڑا راگ کی قدرے مختلف شکل ہے جسے تان سین نے کانہڑے میں معمولی ردوبدل کر کے ترتیب دیا تھا۔ عادل شاہ کو بھیرو راگ بھی بہت پسند تھا۔ جس میں اس نے چھ گیت دیے ہیں''(۶)

(IV) صوفیائے کرام اور موسیقی:

دوسری جانب مسلمان صوفی شعرا نے موسیقی کے احیاء اور بڑھوتری کے لئے نا قابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں۔ اُنھوں نے ہندوستانی سماج کے مزاج اور رنگ و رُوپ کو اس انداز میں اپنایا کہ مذھب نے تصوف کا پیراہن اوڑھ کر کشادہ دلی اور وسعت نظر پیدا کر دی۔ عقیدت مندوں نے خانقاہوں، مزاروں اور تکیوں پر قوالیوں اور حمد و ثنا میں موسیقی کے عنصر کو یوں رلا ملا دیا کہ یہ ہندوستان میں اسلامی ثقافت کی پہچان بنتی چلی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابتداء میں سندھ کی تاریخ ثقافت میں شاہ عبداللطیف بھٹائی موسیقی کے بہت دلداہ اور رسیا تھے، اُن کی کاوشیں موسیقی پر ایک بہت بڑا احسان مانی جاتی ہیں۔ جب وہ ''۱۷۴۲'' عیسوی میں مستقل طور پر بھٹ شاہ میں مقیم ہوئے تو اُنھوں نے موسیقی کے احیا کے لئے باقاعدہ ایک ادارے کی بنیاد ڈالی اور ایک خاص قسم کا تانپورہ ایجاد کیا، جس سے اُنھوں نے اپنے مریدوں کو گائیکی کے ایک نئے انداز کی تربیت دی اور ہندی راگ راگنیوں کی طرزوں پر اپنی نظمیں ترتیب دیں۔ جنہیں وہ ''سُر سوہنی''، سُر کانہڑا'' ''سُر ملہار'' وغیرہ کہا کرتے تھے۔ اپنی نظموں میں خاص طور پر جہاں تک ''رسالو'' کا تعلق ہے اُنھوں نے کُل (۳۶) راگوں کا انتخاب کیا۔ چھتیس راگوں کا انتخاب برصغیر کی موسیقی کے چھ راگ اور چھتیس راگنیوں کی روایتی تعداد کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے، جس سے شاہ عبدالطیف بھٹائی کی روایت پرستی کا اندازہ ہوتا ہے۔

صوفی شعرا میں، خواجہ فرید، بابا بلھے شاہ، اور مادھولعل حسین خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنھوں نے موسیقی اور شاعری کی ہم آہنگی اور بڑھاوے کے لئے بے حد اہم خدمات انجام دیں۔ اِن شعرا کے ہاں بھی زیادہ تر قافیوں کے عنوانات راگ راگنیوں میں ہی دیے گئے ہیں۔ بابا بلھے شاہ کے ہاں بھی شاعری اور موسیقی یکجا دیکھائی دیتے ہیں، اُن کا کلام موسیقی سے اُن کی گہری وابستگی کا غماز ہے بلکہ بلھے شاہ کے اشعار میں تو حال اور رقص کی کیفیات بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں:

چھیتی بوڑیں وے طبیبا نیں تاں میں مر گیاں　　تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا
کنجری بنیا میری ذات نہ گھٹ دی　　مینوں نچ کے یار مناون دے

مادھولعل حسین کو بھی راگوں کا گہرا اور منجھا ہوا شعور حاصل تھا۔ اپنی شاعری میں اُنھوں نے قافیوں کی طرزیں ٹھیٹ کلاسیکی اور مشکل راگوں میں باندھی ہیں۔ اُنھوں نے ایسے راگ راگنیاں جن کا پنجاب کی طرف رواج کم تھا، اور جو زیادہ تر شمالی اور مشرقی ہندوستان میں ہی گائی جاتی تھیں مثلاً، سری راگ، جھن جھوٹی، دیوگندھاری، وڈ ہنس، جے جے ونتی، گونڈ، بلاول رام کلی بسنت ہنڈول اور للت، راگوں کو اُنھوں نے پنجاب کی مٹی سے رَلا ملا دیا۔ اُنھوں نے بعض علاقائی راگوں میں کافیاں مرتب کیں جو خالصتاً علاقائی راگ ہیں، مثلاً ''آسا''۔ ''سورٹھ تلنگ''۔ ''سندھڑا'' وغیرہ۔

پنجابی کے شیکسپئر وارث شاہ کے بارے میں بھی یہ بات روایت ہے کہ اُنھوں نے ''ہیر'' کی موجودہ طرز خود ہی بنائی تھی۔ یہ بات سچ بھی معلوم ہوتی ہے کیوں کہ جو حزن اور سوز و گداز اِس طرز میں پایا جاتا ہے اُس کی مثال کسی بھی علاقے کی لوک دُھن میں مشکل سے ہی دکھائی دے گی۔ ''ہیر'' غیر فانی شاعری اور ناقابل فراموش نظم ہے، جس کی مشہور طرز میں راگ ''بھروی'' کا رنگ نمایاں ہے اور یہ ایک سدا سہاگن راگنی مانی جاتی ہے۔ وارث شاہ کی ''ہیر'' کی شاعری میں اپنے دور کے رسم و رواج، رہن سہن، اور تہذیب و تمدن سمٹ کر یکجا ہو گئے ہیں۔ وارث شاہ کو بھی موسیقی اور راگ راگنیوں کا پکا اور گندا ہوا شعور حاصل تھا۔ ہیر کے ایک مقام پر جہاں رانجھا پنج پیروں کو بانسری سناتا ہے، محض تیرہ اشعار میں وارث شاہ نے (۴۳) رائج الوقت راگوں کے نام گنوا ڈالے ہیں۔

ٹوڈی میگھ ملہار تے گونڈ سری تے دھنا سری نال رلاوندا اے

یہیں پر اُنھوں نے موسیقی کی ٹھیٹ اصطلاحوں، آڑ کواڑ، سم پورن، گرام اور مرجہ تالوں کا ذکر بھی کیا ہے جس سے اُن کی ہندوستانی موسیقی سے گہری وابستگی ظاہر ہوتی ہے۔
سترہوں اور اٹھارویں صدی میں ہمیں موسیقی کے حوالے سے نہایت بلند پایہ کتابیں اور اساطیر دیکھنے کو

ملتے ہیں، جن میں راگ مالا اور سنگیت رتنا کر، راگ درپن، تحفتہ الہند، اور نغمات آصفی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ''راگ درپن'' کا خالق، فقیر اللہ، مغل بادشاہ شاہجہان کا درباری ملازم تھا۔ فقیر اللہ نے یہ کتاب لگ بھگ ۶۳۔۱۶۶۲ میں مکمل کی تھی۔ وہ ایک ماہر موسیقی تھا اور دربار کے موسیقاروں کا سرپرست تھا۔ اُس نے خود بہت سے راگ ایجاد کئے تھے، یہ کتاب بنیادی طور پر راجا مان سنگ کے دور میں لکھی گئی ایک کتاب ''مان کوتوہال'' کا ایک مفسرانہ ترجمہ تھی، جو راجہ مان سنگھ کے عہد میں (۱۵۱۸۔۱۴۸۶) کے دوران لکھی گئی تھی۔ راجہ مان سنگھ موسیقی کا عالم اور رسیا تھا۔ اُس نے اپنے دربار میں بہت سے باکمال موسیقار اکٹھے کر رکھے تھے، جن میں خاص طور پر نائیک بھانو، نائیک بخشو، نائیک پنڈوی شامل تھے۔ اتنے نائیکوں کے اکٹھ سے موسیقی پر بحث و مباحثہ کراوئے جاتے اور انہیں ریکارڈ بھی کیا جاتا۔ موسیقاروں کے انہیں خیالات کو بنیاد بنا کر راجا مان سنگھ کے نام سے ''مان کوتوہال'' کتاب مرتب کی گئی۔ فقیر اللہ ''راگ درپن'' میں لکھتا ہے کہ مَیں نے اس کتاب کو ترجمے کے لئے اس لئے بھی چنا کہ یہ دوسری کتابوں، ''بھارت سنگیت''۔ ''سنگیت درپن'' اور'' سنگیت رتنا کر'' جیسی کتابوں سے پڑھنے والے کو بے نیاز کر دیتی ہے۔ فقیر اللہ کے مطابق اس عہد کے سازوں میں سُر بین رُباب، سُر منڈل طنبورہ، پکھارج اور جل ترنگ کا ذکر ملتا ہے۔ مصنف اس دور کے آرکیسٹرا کا ذکر بھی کرتا ہے جس میں شاستروں کے مطابق گویے اور سازندے سُر ملا کر ایک ساتھ نغمے پیش کرتے ہیں۔

(V) موسیقی کی چند قدیم کتب:

ایک دوسری کتاب ''تحفتہ الہند'' ہے، جو اورنگ زیب عالم گیر کے عہد حکومت میں لکھی گئی۔ اس کے مصنف میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ یہ کتاب مرزا خان عبدالرحیم خانخاناں کے پوتے نے لکھی تھی جب کہ ایک خیال ہے کہ اس کا مصنف اورنگ زیب عالم گیر کا تیسرا بیٹا محمد اعظم ہے۔ اس کتاب میں موسیقی سے تعلق رکھنے والے دیوی دیوتاؤں کا ذکر ہے، گانے کے سات رائج الوقت اندازاور سٹائل بیان کئے گئے ہیں۔ موسیقی کے مشہور نائیکوں، مثلاً، گوپال، امیر خسرو، بیجو، بھانو، پندوی، بخشو، لوہانگ، چھرجو، بھگوان، دھونڈی اور دھانو، کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس کتاب میں راگ راگنیوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

> ''ماہرین موسیقی کے مطابق ''نغمات آصفی'' پٹنہ کے محمد رضا نے لکھی تھی۔ پنڈت وی این بھاتکھنڈے، جو موجودہ نظام موسیقی کے راگ راگنیوں کی تقسیم کے لحاظ سے ٹھاٹھ یا سکیل کے بانی سمجھے جاتے ہیں، نے بھی ''نغمات آصفی'' کو بہت سراہا ہے۔ محمد رضا نے اپنے وقت کے بہترین موسیقاروں سے مشورے کے بعد اس کتاب کی تکمیل

وتدوین کی تھی۔موجودہ دور کے زیادہ تر ماہرین موسیقی نے اپنی تحقیق کی بنیاد ''نغمات آصفی'' پر ہی رکھی ہے، جن میں ''معارف النغمات'' کے خالق راجا نواب علی اور ''ہندوستانی موسیقی'' کے منصف ہربرٹ پوپلے شامل ہیں۔''(۷)

(ب) ہندوستانی موسیقی میں راگوں کی اقسام:

ہندوستانی موسیقی میں راگ کی اصطلاح پہلی بار متنگ کی کتاب ''برہادیشی'' میں ملتی ہے،اس سے پہلے کی کتابوں میں ''راگ'' کا ذکر کہیں نہیں ہے بلکہ ''جاتی'' کا لفظ آتا ہے۔''راگ'' اور ''جاتی'' میں کوئی ایسا فرق بھی نہیں بلکہ ''راگ''، ''جاتی'' کی ہی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔اگر چہ یہ ایک بڑا اختلافی مسئلہ ہے مگر ''جاتی'' کو ''راگ'' سمجھے بغیر بھی چارہ نہیں اور موسیقی کے بیشتر نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ ''راگ''، ''جاتی'' ہی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔''برہادیشی'' میں راگ کی تعریف کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ ''راگ سروں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو آواز کے زیرو بم کے ساتھ روح میں ایک خوش گوار سی سنسنی پیدا کر دیتا ہے۔

بعد کے موسیقاروں نے بھی راگ کی اس تعریف کو معمولی ردوبدل سے قبول کیا ہے۔ابتداء ہی سے ہندوستانی موسیقی میں راگ کی دو قسمیں مانی جاتیں تھیں جنہیں ''مارگ'' اور ''ویشی'' کا نام دیا گیا۔''مارگ'' راگ کو دیوتاؤں سے منسوب کیا جاتا تھا جب کہ ''ویشی'' راگ وہ راگ ہے جسے عوام نے تخلیق کیا۔راگوں کی اس اِرتقاء میں نئی نئی اصناف بنتی اور مٹتی رہیں۔مسلمانوں کی آمد کے بعد ہندوستانی موسیقی مندروں کی محدود فضا سے نکل کر کھلے میدانوں میں پروان چڑھنے لگی، اور عوامی زندگی سے اس کا تعلق گہرا ہونے لگا اور لوک دُھنوں کو گرائمر کے اصولوں کا پابند بنا کر راگ راگنیوں میں ڈھالا جانے لگا، جسے ہم آج کلاسیکی موسیقی کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ راگ راگیناں شروع میں لوک دُھنوں کی صورت میں موجود تھیں۔ پیلو، پہاڑی، جوگیا، بسنت، بہار اور ملہار جیسے راگ لوک دُھنوں سے ہی کلاسیکی موسیقی کا حصہ بنے۔آج بھی اِن میں سے بہت سے راگ مختلف علاقوں میں لوک دُھنوں کی ہی طرز میں گائے جاتے ہیں۔مسلمانوں کی آمد کے بعد ہندوستانی موسیقی میں دو قوموں کے ثقافتی میل جول سے موسیقی میں نیا رنگ پیدا ہوا اور مختلف ادوار میں نئے نئے تجربات ہوتے چلے گئے۔اِس سلسلے میں کلاسیکی موسیقی کے تین اہم بنیادی راگوں کا اِرتقائی اور فنی تناظر میں ذکر بے جا نہ ہوگا۔ اور وہ تین راگ ہیں، دھرپد، خیال، اور ٹھمری۔

(I) دھرپد، خیال اور ٹھمری:

دھرپد کلاسیکی موسیقی کی قدیم ترین صنف مانی گئی ہے، اِس کی ابتدا کے بارے میں کسی حتمی زمانے کا ذکر نہیں ملتا۔ اسلامی عہدِ حکومت کے ابتدائی دور میں کلاسیکی موسیقی کی تین اصناف یعنی ''گیت''۔ ''دھرپد'' اور ''چھند'' رائج تھیں۔ دھرپد کے علاوہ باقی دونوں اصناف سرپرستی نہ ہونے کے بنا پر زوال کا شکار ہوگئیں۔ لیکن دھرپد لوک موسیقی کا حصہ بن کر نئے رُوپ میں جلوہ گر ہوئی۔ مختلف علاقوں میں اِس کے مختلف انگ اور انداز پیدا ہوئے۔ آغاز میں دھرپد کو اِس کی ہیت کے اعتبار سے موسیقی کی نظم کہا جاتا تھا۔ اِس کے موضوعات میں حمد و ثنا، بہادری اور شجاعت ہے۔ دھرپد گاتے وقت جمالیاتی پہلوؤں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اِس میں تان مرکی اور زمزمے وغیرہ کی اجازت نہیں ہوتی، سُر کو سیدھے سادے انداز میں گایا جاتا ہے۔ اکبرِ اعظم کا دور دھرپد صنف موسیقی کا سنہری زمانہ مانا جاتا ہے، تان سین جیسے عظیم گائیک نے اِس راگ میں رومانیت اور گہرائی پیدا کی اور اِسے درباری شکوہ اور عظمت کا ترجمان بنایا۔ ہندو پاک کی کلاسیکی موسیقی دراصل دھرپد کے نظام سے ہی مربوط ہے۔ اس میں جو سنجیدگی، متانت، گہرائی گھمبیرتا اور سوز چھپا ہوا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ موسیقی کے نقطہ نظر سے پرکھا جائے تو دھرپد کی بندشوں میں اِس کے متن پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور اِس طرح الفاظ کی دائیگی کو صاف صاف اور واضح طور پر ادا کیا جاتا ہے، جب کہ اِس کے مقابلے میں ''خیال'' کی گائیکی میں اِن باتوں کا زیادہ خیال نہیں کیا جاتا اور تان پلٹے اور الاپ کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔

> ''خیال'' کی نشو و نما میں مسلمان فن کاروں کے حصے سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ چودھویں صدی سے امیر خسرو کے عہد سے لے کر بیسویں صدی میں اُستاد امیر خان تک مسلمان فن کاروں نے کلاسیکی صنف موسیقی ''خیال'' کو اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے۔ ہندوؤں کے ایک بہت بڑے سکالر اور موسیقی کے عالم بھات کھنڈے ''ہندوستانی سنگیت پدھتی'' میں لکھتے ہیں۔ کہ ''ایک ہندو گویا چاہے کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو اُس کا درجہ زیادہ سے زیادہ ایک مندر کے گویے کا ہے اگر وہ یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ وہ کسی مسلم فن کار کا براہ راست یا بالواسطہ اپنے بزرگوں کے واسطے سے شاگرد ہے۔''(۸)

دوسری جانب آگرہ، جے پور، اور کرانہ کے مسلم فن کار، جیسے خدا بخش، نتھن خان، اللہ دیے خان، اور عبدالکریم خان اپنے بزرگوں کے سلسلے پندرھویں صدی کے برہمن دھرویدگانے والے ہندو فن کاروں سے ملاتے ہیں۔ سرودنواز، اُستاد علاؤ الدین خان اِس کی ایک بڑی مثال ہیں جن کے بزرگوں نے ہندو مذہب

چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا۔

''خیال'' کے گانے والوں میں زیادہ تعداد مسلمان فن کاروں کی رہی ہے، یوں بھی ''خیال'' عربی زبان کا لفظ ہے، اِس میں بعض راگوں کے نام بھی مسلم گویوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ موسیقی کے عالموں کا خیال ہے کہ دھرپد پر مذہبی رنگ نمایاں رہا ہے جب کہ خیال ایک سیکولر سا راگ ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ اِس راگ کی ترویج و ترقی میں ہندوں عالموں کا کردار بھی کم اہم نہیں۔ ''سدا رنگ'' جس سے یہ راگ منسوب کیا جاتا ہے، اُس کے بارے میں مشہور ہے کہ اُس نے اِس راگ کو کبھی خود نہیں گایا تھا، بلکہ وہ محمد شاہ کے حرم میں رقصاؤں کو یہ بندشیں سکھایا کرتا تھا۔ پھر بھی ۱۸۵۷ء تک خیال سے زیادہ دھرپد ہی کی حکمرانی دکھائی دیتی ہے۔

خیال کی ابتداء کے ساتھ ہندوستانی موسیقی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا جسے موسیقی کا رومانوی دور بھی کہا جا سکتا ہے۔ ''خیال'' کی ابتداء کے بابت ماہرین موسیقی میں بہت سے اختلاف پائے جاتے ہیں۔ نقادوں کے ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ ''خیال'' حضرت امیر خسرہ کی ایجاد ہے جب کہ دوسرے کا خیال ہے کہ یہ نائیک گوپال کی تخلیق ہے۔ ''خیال''، ''دھرپد'' کی رجعت پسندی کے ردِعمل میں معرض وجود میں آیا۔ اِس کی تشکیل بڑی حد تک دھرپد کی پرانی روایت سے ایک طرح کی بغاوت تھی۔ ابتدا میں خیال کا دھرپد کے سامنے چراغ نہ جل سکا، لیکن عوام میں اِس کو مقبول بنانے میں محمد شاہ رنگیلے کی درباری گویئے ''نعمت خان سدا رنگ'' نے کردار ادا کیا جس نے اِسے باقاعدہ ایک صنف بنا کر ہی چھوڑا۔ شروع میں دھرپد گانے والوں نے خیال کو کلاسیکی موسیقی کا درجہ نہیں دیا اور اِسے کم تر اور حقیر سمجھا گیا۔ اِس صف موسیقی میں راگ کی تزئین و آرائش، تان، پلٹوں، مرکیوں اور زمزموں سے کی جاتی ہے۔ خیال میں ہیئت کے جتنے تجربے ہوئے وہ شاید ہی کسی دوسری صنف موسیقی میں ہوئے ہوں گے۔ خیال جس شکل میں آج ہمارے سامنے ہے وہ سدا رنگ کے ایجاد کردہ خیال سے بہت مختلف ہے۔ آج خیال اور دھرپد ہیئت کے اعتبار سے بڑی حد تک مشابہہ ہیں۔ اِس میں بڑی تبدیلی یہ آئی کہ خیال میں بول کم ہوتے چلے گئے اور اِس کی بجائے تانوں کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ صرف ایک لفظ کی گردان جو پلٹوں اور تانوں سے کی جاتی رہی ہے، اِس بدعت نے خیال کا ناطہ عوام سے توڑ دیا اور دھیرے دھیرے ''خیال'' نے دھرپد سے رشتہ توڑ کر ''ٹھمری'' سے جوڑ لیا جو موسیقی کے اُستادوں کے نزدیک عام طور پر پسندیدہ نہیں سمجھی جاتی تھی اور یوں راگ ''خیال'' ابتذال اور سستے پن کا شکار ہو گیا۔

خیال کی گائیکی کو جلا دینے والوں میں برصغیر کے دو عظیم موسیقار خان صاحب عبدالکریم خان اور آگرہ

سکول کے ایک ستارے فیاض خان کے نام قابل ذکر ہیں ۔ اُنہوں نے ایک بار پھر خیال کی گائیکی کو جلا بخشی ۔''کرانہ گھرانے'' کے عبدالوحید خاں بھی خیال گانے میں اپنا ایک الگ انداز رکھتے تھے۔ پنجاب کے ''پٹیالہ گھرانہ'' نے بھی خیال گانے میں جو مہارت حاصل کی وہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہو سکی۔ فتح علی اور علی بخش کرنیل جرنیل کے ناموں سے دُنیائے موسیقی میں جانے جاتے تھے ۔ فتح علی خان کے فرزند خاں صاحب عاشق علی خان جیسا گویا بھی صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اُنہیں خیال گانے میں عبور حاصل تھا، سرگم کہتے تو کمال کی کہتے اوراُن کی گمک کی تانوں میں بلا کی گھبیر تا تھی۔ پٹیالہ گھرانے میں خیال کی گائیکی میں چند دھائیوں پہلے تک بہت بڑے گویئے جن کی لتا منگیشکر بھی بہت عزت کرتیں ہیں، وہ خاں صاحب بڑے غلام علی خاں تھے جو بجا طور پر اِس گھرانے کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے تھے۔

خیال ابھی عروج پر ہی تھا کہ شوری میاں نے اُنیسویں صدی کے آغاز میں پنجابی ساربانوں کی ایک لوک دھن ''ٹپہ'' کو ترقی دے کر'' خیال'' کے مقابل لا کھڑا کیا، اور یہ اِس حد تک ترقی کر گیا کہ اِس نے'' خیال '' کی گائیکی کو بھی ماند کر کے رکھ دیا۔''ٹپہ'' کا بنیادی خیال تو ہیر رانجھے کی داستان عشق پر اُستوار کیا گیا ہے اور اِس کے بیشتر بول بھی پنجابی زبان میں باندھے جاتے ہیں۔لیکن''ٹپہ'' تیاری کا گانا کہلاتا ہے،تان اور مرکیوں کا آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے۔گاتے وقت سُر پر قیام کرنے کو گانے والے کی خامی جانا جاتا ہے۔اپنی مشکل پسندی کے باعث یہ صنف اب تقریباً ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں رسولن بائی اور گرجا دیوی''ٹپہ'' گانے میں اپنا خاص مقام رکھتی تھیں لیکن پاکستان میں جہاں اِس صنف نے جنم لیا، اِس کا گانے والا کوئی نامور گائیک نہیں ملتا۔

شاہانہ اُودھ کے دور میں موسیقی اپنے بلند مقام سے گرنے لگی تھی اور واجد علی شاہ کے عہد میں تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ موسیقی جو کبھی عبادت کا درجہ رکھتی تھی، بازاری عورتوں ،رنڈیوں ،اور بیسواؤں کے ہاتھوں میں جا کر روایتی پاکیزگی اور تقدس کھو بیٹھی۔ٹھمری کلاسیکی موسیقی کی سب سے ہلکی ،آسان صنف سمجھی جاتی رہی ہے۔خیال میں ایک سے زیادہ''رس'' بھی ہو سکتے ہیں لیکن ٹھمری کا بنیاد رس یا جذبہ''سنگار'' ہے۔ اِس کے موضوعات میں عام طور پر جنسیات کا عمل کارفرما ہوتا ہے۔اِس میں لگاوٹ اور مرد کا ہرجائی پن ،مردوں کی بے وفائی اور کج ادائی کے گلے شکوے بیان کئے جاتے ہیں۔ٹھمری کی ہیئت پر عام طور پر مختلف علاقوں کی لوک دُھنیں اثر انداز ہوئی ہیں۔ اِس کے بنارسی انگ پر بنارس کی لوک دُھنوں'' کجری'' اور'' چیتی'' کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ پنجابی انگ میں ٹپہ، مائیا اور پہاڑی جیسی لوک دُھنوں کا اثر نمایاں ہے۔تقریباً نصف صدی پہلے تک

سدھیشوری دیوی اور بڑے غلام علی خاں ٹھمری گانے میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ ابتداء میں ٹھمری کا گانا صرف عورتوں کے لئے مخصوص تھا، لیکن گزشتہ پانچ چھ دھائیوں میں تو تقریباً سبھی کلاسیکی گانے والے ٹھمری گانے میں اپنا اپنا مقام رکھتے تھے، اِن میں اہم نام کیسر بائی، ہیرا بائی بڑودکر، ملک ارجن منصور، بھیم سین جوشی، سلامت علی، نزاکت علی، امانت علی، فتح علی، کمار گیندھروا، سدھیشوری دیوی، اور بڑے غلام علی خان ٹھمری گانے والوں میں اہم نام سمجھے جاتے تھے۔

(II) موسیقی میں گھرانوں کا حصہ

راگوں میں ترقی ہو جانے کے باعث راگوں کو الگ الگ انداز میں گانے کے سٹائل بننے لگے، اور یو ں موسیقاروں کے مختلف حلقے بنتے چلے گئے، جنہوں نے مختلف مکتب خیال یا گھرانوں کی بنیادیں رکھیں۔ ہندوستانی موسیقی میں مختلف گھرانوں کی بنیاد اٹھارویں صدی عیسوی میں کے آخر میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمان گویوں نے رکھی، جن کی سر پرستی مختلف ریاستوں کے نواب اور راجے، راجے کیا کرتے تھے۔ اکبر اعظم کے دور ہی سے دھرپد گانے والے کئی ایک گھرانے تھے جو اپنی گائیکی پیش کرنے کے طریقے کو اصطلاحاً ''بانی'' کہا کرتے تھے۔ جیسے ''کھنڈاری بانی'' اور ''ڈاگر بانی'' وغیرہ۔ آج بھی موسیقی کے بہت سے گھرانے مشہور ہیں جیسے (کرانہ گھرانہ)، (تلونڈی گھرانہ)، (پٹیالہ گھرانہ)، (شام چوراسی گھرانہ)، (گوالیار گھرانہ)، (جے پور گھرانہ)، (دہلی کا گھرانہ) اور (آگرہ گھرانہ) وغیرہ۔

(کرانہ گائیکی) کو جو عروج حاصل ہوا وہ عبدالکریم خان ''۱۸۷۲۔۱۹۳۷'' جیسے عظیم فن کار کی بدولت ہوا۔ اُنہوں نے کرناٹک راگ راگنیوں کو کلاسیکی موسیقی کے سانچے میں ڈھال دیا، یہ ایک ایسا کارنامہ تھا جس کی مثال موسیقی کی تاریخ میں مشکل سے ہی ملے گی۔ اُن کے شاگردوں میں بہترین گانے والے شامل تھے وہ یا تو اُن کے براہ راست شاگرد رہے ہیں یا اُن کے شاگردوں کے شاگرد، مثلاً روشن آرا بیگم، سوئی گندھروا، سیش بابو مانے، پنڈت بال کرشن، اور مشہور طبلہ نواز شمس الدین خان یہ سب لوگ اپنے وقتوں کے اُونچے پائے کے فن کار مانے جاتے رہے ہیں۔ (کرانہ گائیکی) کے فنکاروں میں شکور خان جیسے سارنگی نواز، ولایت خاں اور عبدالحلیم جعفر خاں جسے عالمی شہرت کے ستار نواز اور استاد امیر خاں اندور والے گائیک بھی شامل ہیں، جنہوں نے (کرانہ گھرانے) سے فیض حاصل کیا۔

روشن آراء بیگم نے موسیقی کی تعلیم عبدالکریم خاں سے حاصل کی تھی۔ انہیں عبدالکریم خاں کی اولاد معنوی بھی کہا جاتا ہے، روشن آراء کا فن اُن کی گائیکی کے اعتبار سے بلمپت لے کی گائیکی ہے۔ اگر (آگرہ)، (کرانہ

)اور(جے پور) گھرانوں کا تقابل کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اِن تینوں گھرانوں میں آواز کو سُر کرنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

پٹیالہ گائیکی دراصل کلاسیکی موسیقی میں (پنجاب کا گھرانہ) ہے جسے تقسیم سے پہلے مہاراجہ پٹیالہ کی سر پرستی حاصل تھی، پنجاب کے صفحہ اول کے گائیک فتح علی خان اور علی بخش خان اسی گھرانے کے بانی تھے۔ مہاراجہ پٹیالہ نے اُن کی موسیقی میں خدمات کے سلسلے میں فتح علی خان کو کرنیل، اور علی بخش کو جرنیل کا اعزازی خطاب بھی دیا تھا۔ اِن دونوں کا آپس میں خونی رشتہ نہ تھا مگر وہ تمام عمر حقیقی بھائیوں کی طرح ساتھ ساتھ رہے، آج بھی لوگ اُنہیں سگے بھائی ہی تصور کرتے ہیں۔ علی بخش خان، بڑے غلام علی خاں کے والد گرامی تھے۔ فتح علی خان اور علی بخش نے موسیقی کی تعلیم بہادو شاہ ظفر کے درباری گائیک ان رس خان سے دس سال تک حاصل کی تھی۔ اِس عظیم اُستاد نے اِن دونوں کے فن کو ایسی جلا بخشی کہ اُن کی شہرت اپنے وقت میں ہندوستان کے کونے کونے تک پھیل گئی۔ فتح علی خاں الاپ اور بلمپت میں ماہر سمجھے جاتے تھے اور علی بخش کا راگ کی بڑھت اور تان لگانے میں کوئی ثانی نہ تھا۔ ''بڑے غلام علی خان نے ٹھمری پر زیادہ توجہ دی اور سچ تو یہ ہے کہ ٹھمری گانے میں اُن کا کوئی ثانی نہیں ہے''۔ (۹)

کالے خاں جو کہ علی بخش خاں کے بھائی تھے، فتح علی خاں کے شاگرد تھے، خیال اور ترانہ گانے میں لاجواب تھے۔ عوام الناس تک پٹیالہ گائیکی کا جو انداز پہنچا ہے اُس کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فتح علی خان اور علی بخش کی ہی گائیکی ہے، اس درمیانی عرصے کی بہت سے کڑیاں گم ہو چکی ہیں۔ عاشق علی خان جو کہ فتح علی خان کے بیٹے تھے اُنہوں نے باپ کی وفات کے بعد کم عمری میں اپنے ماموں مہربان خان سے تعلیم حاصل کی۔ وہ پنجاب گھرانے کے بہت بڑے گویے ثابت ہوئے، سرگم کہنے میں ہندوستان بھر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اگر چہ وہ اپنے باپ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہے لیکن اُنہوں نے تمام عمر پنجاب گھرانے کا نام اُونچا رکھا۔ عاشق علی خان نے ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔ اُن کے شاگردوں میں مختار بیگم، ملکہ پکھراج، فریدہ خانم اور زاہدہ پروین کے نام شامل ہیں، البتہ مرد شاگردوں میں کوئی قابل ذکر معروف نام سامنے نہیں ہے۔

جرنیل علی بخش کے بیٹے اختر حسین خان کو اپنے گھرانے کی بہت سی بندشیں یاد تھیں، مگر وہ اپنے بھائی بڑے غلام علی خاں اور عاشق علی خاں جیسی شہرت حاصل نہ کر سکے، لیکن اختر حسین خاں کے دو بیٹوں امانت علی خاں اور فتح علی خاں نے پاکستان میں بہت نام کمایا یہ دونوں بھائی پٹیالہ گھرانے کے صحیح نمائیدے ثابت

ہوئے۔ بڑے غلام علی خاں ہندوستان میں اپنے گھرانے کی بلند روایات کے علم بردار تھے۔ آپ کے والد نے اُنہیں ریاست پٹیالہ کے مشہور گائیک خان صاحب کلن خان کا شاگرد کرایا، اُس کے بعد اُنہوں نے موسیقی کا فن اپنے چچا کالے خان سے سیکھا۔ آپ نے خاں صاحب عبدالوحید خاں سے بھی گائیکی کے رموز سیکھے۔ بڑے غلام علی خاں کی آواز میں ایک گھومتا سا ارتعاش تھا، پٹیالہ گھرانے کے صحیح نمائیدے بڑے غلام علی خاں ہی تھے، عبدالکریم خان کے بعد بڑے غلام علی خان ہی تھے جنہوں نے سُر کی صحیح ادائیگی پوری گہرائی اور گیرائی کے ساتھ کی۔ وہ کرانہ گھرانے والوں کی طرح ناک سے آواز نکالنے کے الزام سے بھی مبرا تھے۔ اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کی آواز کا دائرہ تین سپتک تک پھیلا ہوا تھا، گاتے وقت تان کا استعمال زیادہ کرتے تھے۔ خاص طور پر ٹھمری گانے میں تو اُن کا کوئی ثانی ہی نہیں تھا۔

(جے پور کا گھرانہ) سُر اور لے کو مربوط کر کے پیش کرنے میں اپنی ایک الگ شناخت رکھتا تھا۔ آگرہ گائیکی کی لے کاری اور کرانہ گھرانہ کا سُر پر انحصار جے پور گھرانے میں یکجا ہو گیا تھا۔ گوالیار گھرانہ کے بانی ''بڑے محمد خان'' تھے جن کے صاحبزادے ''مبارک علی خان'' تھے، اِس گھرانے میں ''اللہ دیے خان'' اور ''مبارک علی خان'' کا نام سب سے معتبر مانا جاتا ہے۔ ''اللہ دیے خان'' کے گانے میں خاس پہلو سُر کا ارتباط تھا جو بعد میں اُن کے گھرانے کا نمایاں رنگ سمجھا جانے لگا تھا یہ ''مبارک علی خان'' کا مرہون منت تھا۔ ''اللہ دیے خان'' جب گاتے تو کسی سُر کو اُجاگر کر دیتے اور اُس کی اہمیت بڑھا دیتے۔ وہ کسی لمبی تان کے دوران کسی ایک سُر پر غیر معمولی طور پر قیام کر لیتے تھے۔ اُن کا انداز عام فہم نہ تھا اور صرف خاص سننے والے ہی اُن کے گانے کی فنی باریکیوں کو جان پاتے تھے۔ (اندرور گھرانہ) کے مایہ ناز گائیکوں میں ''امیر خاں'' کا نام اہم ترین سمجھا جاتا ہے، امیر خان نے موسیقی کی تعلیم اپنے والد ''شمشیر خان'' سے حاصل کی تھی۔ لیکن بعد میں وہ (کرانہ گھرانے) کے گویئے'' عبدالوحید خان'' کے زیر اثر آ گئے، جنہوں نے سُر کو بہت اہمیت اور پاکیزگی عطا کی تھی۔ اگر چہ امیر خان نے عبدالوحید خاں سے براہ راست تربیت حاصل نہیں کی تھی، مگر اُن کی گائیکی کا سارا حسن اور نکھار عبدالوحید خان کے انداز ہی کا مرہون منت تھا۔ وحید خان خود امیر خان کی گائیکی کو بہت سراہتے تھے۔ امیر خان زیادہ تر الاپ چاری کے راگ مثلاً سمدہ کلیان، درباری، مالکونس، بھیم پلاسی، ملانی ٹوڈی، اور آساوری کو پسند کرتے تھے۔

(III) فوک موسیقی:

گھرانوں کی اس پیشہ ور موسیقی سے الگ فوک موسیقی جسے عوامی موسیقی کہا جاتا ہے ہندو پاک کے وسیع

وعریض علاقوں میں پروان چڑھتی رہی ہے۔ ہندوستان کے جنوب سے شمال تک یہ موسیقی اپنے تہذیبی اور ثقافتی رنگوں کی ترجمان ہے۔ سندھی اور راجستھانی لوک موسیقی آج بھی اپنے رنگ ڈھنگ سے الگ مزاج اور پہچان بناتی رہی ہے۔ تقسیم سے پہلے اور بعد میں ہندوستان اور پاکستان میں اس موسیقی کے بہت نامور اور مقبول نام سامنے آتے رہے ہیں، پاکستان میں عابدہ پروین، علن فقیر، وغیرہ۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کی موسیقی بھی دو واضح حصوں میں بٹ گئی، یہ قدیم پنجاب کی روایتی موسیقی کی نمائیدہ رہی ہے۔ یہ موسیقی ،ٹپہ، ماہیہ اور بھنگڑے کی موسیقی ہے، جو زرعی دور کے معاملات سے وابستہ اور فصلوں کی کٹائی اور بساکھی کے گیتوں سے بھری پڑی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد فوک گلوکاروں میں بہت بڑے بڑے نام سامنے آئے جن میں طفیل نیازی، عالم لوہار، عارف لوہار، پٹھانے خان، شوکت علی، دوسری جانب شمالی ہندوستان جس میں کشمیر، سرحد، گلگت اور چترال کے علاقوں کی لوگ موسیقی کے رنگ شامل ہیں، موسیقی کے قدیم اور ارتقا کے عظیم دھارے اس میں ہمیشہ دکھائی دیتے رہے ہیں۔ کرناٹک، دکن اور بنگال کی موسیقی نے ہندوستانی موسیقی میں بیش بہا اضافے کئے ہیں۔ تامل اور تلنگو کی موسیقی آج بھی ہندوستانی موسیقی کے مزاج میں موجود ہے۔ بنگال نے ہندوستان کی روایتی موسیقی اور کلاسیکی موسیقی سے استفادہ کرتے ہوئے اس میں نئے رنگوں اور مزاجوں کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا ہے یہاں تک کہ جب مقبول موسیقی جسے پاپلولر اور فلمی موسیقی کا نام دیا جاتا ہے، ہندوستان بھر میں مقبول ہونے لگی اور ابتدائی فلمی موسیقی بنگال کی موسیقی سے زبردست متاثر نظر آتی تھی۔ فلمی موسیقی میں بنگال کے موسیقاروں اور گائکوں نے بڑھ چڑھ کی حصہ لیا تھا۔

(IV) فلموں پر رہس، اندرسبھاوں اور نوٹنکیوں کے اثرات :

اندرسبھا میں پریوں اور اپسراؤں کا ذکر ملتا ہے۔ ولی دکنی کی غزلوں اور دیاشنکر نسیم کی گلزار نسیم میں اندر سبھاوں کا حوالہ نظر آتا ہے۔ نہال چند لاہوری کی مذہب عشق اور شیر علی افسوس اور فسانہ عجائب میں بھی اندرسبھا کے باقیات دکھائی دیتے ہیں۔ اندرسبھا کے گیت اور اس میں گائی جانے والی غزل کے انداز نے اسے عوام الناس میں محبوب بنادیا اور اندرسبھاوں میں گائے جانے والی غزلیں اور گیت لوگوں کو اس قدر لبھائے کہ گلی محلوں اور گھر گھر ان گیتوں کا شہرہ ہوگیا۔ ''اندرسبھا'' کی مقبولیت دراصل گیتوں اور رقص وموسیقی کی مقبولیت کی وجہ سے بڑھنے لگی جس کے اثرات بہت بعد میں فلموں اور فلمی موسیقی پر بہت دیرپا ثابت ہوئے۔ رہس کھیلنے والے پیشہ ور منڈلیاں بنا کر اور رہس دھاری پیشہ ور خاص طور پر یوپی اور شمالی ہندوستان میں گشتی تھیٹر کی شکل میں رہس کھیلتے، عوام کو یہ رہس اس قدر پسند تھے کہ لوگ جوق در جوق یہ رہس اور تھیٹر دیکھنے کے لئے دور دراز کا سفر کر

اکھٹا ہوتے اور ان سے لطف اندوز ہوتے ۔

رہس میں ابتدا میں تو مذہبی اور اساطیری قصوں کے کرداروں کا غلبہ رہا لیکن بعد میں یہی کردار فوق الفطرت کہانیوں کے موضاعات کے برعکس اُردو مثنویوں کے کرداروں کی اماجگاہ بن گیا۔ ان میں ہندو مسلم تخیل کا ایک سنگم بنتا نظر آنے لگا اور اپسراوں اور گندھرب ، قدیم مذہبی کرداروں کے بجائے اب ان میں مثنویوں کی پریاں دیو اور پرستان شامل ہوتے چلے گئے۔ ہندوستانی اور ایرانی ثقافت کا ایک دیر پا رنگ اندر سبھاوں میں دکھائی دینے لگا اور قدیم ہندو رہس کی جگہ ناٹک اور نوٹنکی کی زبان بھی بہت تبدیل ہوگئی۔

ان نوٹنکیوں میں تبدیلیاں آنے لگیں اور پیشہ ور فن کاروں کے معاوضے بڑھنے لگے ، یہی نوٹکیوں کا طریقہ کار بعد میں فلمی سینما کے سسٹم کا حصہ بنا جہاں پہلے پہل کام کرنے والے ماہنا نہ معاوضہ حاصل کرتے تھے اور فلم کا ہر فن کار فلم کے سب شعبوں سے وابستہ ہوتا تھا۔ کسی فن کار سے کوئی کام بھی لیا جا سکتا تھا۔ جب نوٹنکیوں میں کھیل تماشے شروع ہوئے اور ٹکٹ فروخت کا رواج عام ہونے لگا، تو عوام میں ان تھیٹروں کو دیکھنے کا رحجان فروغ پاتا چلا گیا۔ پہلی جنگ عظیم تک ان تھیٹروں اور نوٹنکیوں کی عوامی پذیرائی مقبولیت حاصل کئے ہوئے تھی۔

جب بمبئ جیسے شہروں کی تھیٹریکل کمپنیوں نے اس تجارت سے فائدہ اُٹھانا شروع کیا اور بڑے بڑے تاجر اور سرمایہ داروں نے اسے ایک منافع بخش کاروبار سمجھ کر فروغ دیا تو نئی سینما بینی کے لئے رستے ہموار ہونے لگے۔ سینما کی ٹکنالوجی اور آمد ہندوستان میں کئی دھائیوں سے اپنے پاؤں مضبوط کرنے کے لئے رستے تلاش کر رہی تھی۔ یہ خاموش فلموں کے دور کا آغاز تھا۔

> ’’لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواص میں اندر سبھاوں کی مقبولیت عرصہ تک قائم نہ رہ سکی اس کی وجہ یہ تھی کہ تھیٹر کی کمپنیوں نے اندر سبھا کو نفیس پردوں اور قیمتی ،ساز و سامان کے ساتھ مشاق ایکٹروں کے ذریعہ پیش کرنا شروع کیا تو اس کے پرانے طرز کے جلسے نامقبول ہو کر رفتہ فتہ متروک ہوگئے۔ پھر جب ان کمپنیوں نے نئے نئے ڈرامے پیش کئے جن کے قصے انسانی زندگی سے متعلق تھے اور وہ اندر سبھا سے کہیں زیادہ دلچسپ تھے...تو یہ پرستانی جلسہ نئے اسٹیج سے بھی رخصت ہوگیا‘‘۔(۱۰)

(ج) برصغیر کا سینما اور فلم کی موسیقی :

تھیٹر، نوٹنکی ، رہس، اور اوپیرا کی موسیقی نے جدید ہندوستانی سنیما کے ابتدائی میوزک میں اپنا خوب رنگ جمایا۔ جب پہلی بار مغرب میں فرانس کے لومیر برادز نے پیرس میں دسمبر ۱۸۹۵ میں گرنڈے کیفے میں اپنی پہلی مختصر فلم کی نمائش کی اُس سے اگلے ہی سال اُنہوں نے اِس فلم کی نمائش ہندوستان میں بمبئی کے واٹسن ہوٹل میں ۷ جولائی ۱۸۹۶ میں کی۔ یہ چھ فلموں کا ایک پیکج تھا جسے نمائش میں پیش کیا گیا۔ ۱۸۹۶ سے ناولٹی تھیٹر میں یہ نمائش ہر روز پیش کی جانے لگی۔ اِن فلموں کا ٹکٹ چار آنے سے ایک روپیہ تک تھا۔ لاہور میں پہلی فلم جس کی نمائش کی گئی وہ ایک خاموش فلم ''ڈاٹر آف ٹوڈے'' کے نام سے ریلز کی گئی۔ ۱۹۳۱ میں بنائی جانے والی فلم ''عالم آرا'' پہلی بولتی فلم تھی جسے ہندوستان میں عوام کے لئے پیش کیا گیا ورنہ خاموش فلمیں جو درجنوں کے حساب سے بن رہی تھیں عوام میں بے حد مقبول تھیں۔ فلم ''عالم آراء'' کی ہیروین زبیدہ نے اِس فلم میں گیت گائے۔ مردانہ آوازوں میں وزیر محمد خان جو اِس فلم میں اداکار بھی تھے اُن کے گائے ہوئے گیت اس فلم میں شامل تھے۔

ابتدا میں ہندوستانی تھیٹر کی نقل میں فلموں میں نغمات شامل کیے گئے لیکن موسیقی کا یہ انداز وقت کے ساتھ ساتھ ہندوستانی فلم کا روایتی چلن بنتا چلا گیا۔ آج یہی موسیقی ہندوپاک کی مقبول موسیقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ فلمی صنعت میں موسیقی نے روایتی یعنی کلاسیکی موسیقی سے آغاز کیا اور بہت تیزی سے اِس میں تبدیلیاں ہونے لگیں۔ ۱۹۴۱ میں بنے والی اپنے وقت کی میگا ہٹ فلم ''خزانچی'' کی موسیقی نے اپنی گذشتہ دھائی کی فلمی موسیقی میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی، فلم ''خزانچی'' کے موسیقار ماسٹر غلام حیدر تھے، جنہوں نے اب تک کی فلموں میں پیش کی جانے والی روایتی اور کلاسیکی بنگالی موسیقی کے رنگ کو یکسر تبدیل کر کے اُس میں پنجابی فوک میوزک کا رنگ شامل کر دیا۔ ماسٹر غلام حیدر نے بے بی نور جہاں کو پلے بیک سنگر کی حیثیت سے پہلی بار فلموں میں متعارف کروایا اور اُنہوں نے ہی ۱۹۴۸ میں لتا منگیشکر کو بھی دریافت کیا اور اُن سے پہلی بار فلم ''مجبور'' میں گیت گوایا۔

فلموں میں روایتی موسیقی نے مغربی اثرات جلد ہی کشید کر لئے اور فلموں کی موسیقی قوس قزا کے رنگوں کی مانند ایک سے دوسرے رنگ میں شامل ہوتی چلی گئی اور دھیرے دھیرے اِس کے آفاق وسیع ہوتے چلے گئے۔ برصغیر کی فلمی موسیقی نے سامعین و ناظرین کی ایک بہت بڑی تعداد کو ابتداء سے ہی اپنا اسیر اور گرویدہ بنا رکھا ہے۔ فلمی گلوکاروں کو اُن کی شخصیت سے زیادہ اُن کے عمدہ گانے کی صلاحیت کی بنا پر اہمیت دی جاتی ہے۔

اگر چہ فلمی گانے والے اپنے انفرادی ''سولو'' ریکارڈ بھی بازار میں لاتے رہے ہیں لیکن فلمی نغمات دُور دراز علاقوں تک اپنی رسائی اور پھیلاؤ کے باعث ہمیشہ سے اہمیت حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔ابتدا میں فلمی موسیقی ہندوستانی موسیقی تھی، وقت کے ساتھ ساتھ مغربی عنصر بھی اِس میں شامل ہوتا تھا۔لیکن فلمی نغمات اِس موسیقی سے بہت مختلف رہے جس کی مثالیں فلمی تاریخ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

فلمی سنگیت کی اصطلاح ہندوستانی فلمی صنعت کی موسیقی سے مخصوص ہے۔تجارتی حوالے سے اس کا موازنہ (مغربی موسیقی کے ٹاپ ۴۰) سے کیا جا سکتا ہے۔فلمی گیت کی اصطلاح آہستہ آہستہ اپنا بلند معیار کھو رہی ہے جس کی وجہ اس صنعت میں وقت کے ساتھ ساتھ ایسے بہت سے نغمات شامل ہو چکے ہیں جن کا آج سے پہلے فلم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔فلمی گیتوں کے فنکارانہ پہلوؤں پر بہت سے اعتراضات کئے جا سکتے ہیں لیکن فلمی گیتوں کی مقبولیت کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں۔اگر چہ عام طور پر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ فلموں میں تصورات کا عمل دخل بہت زیادہ ہے اور حقیقی زندگی سے ان کا کوئی واسطہ نہیں پھر بھی یہ دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا کہ برصغیر پاک و ہند میں عام آدمی اور خاص طور پر نوجوانوں کے لئے فلم تفریح کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

برصغیر کے فلمی گیتوں کی تاریخ غیر منقسم ہندوستان کی پہلی بولتی فلم ''عالم آرا'' سے شروع ہوتی ہے جو ۱۹۳۱ میں ریلیز کی گئی۔اس فلم کی بدولت برصغیر میں جدید سینما کو ایک نئی جہت ملی اور اسی کی بدولت ہند و پاک موسیقی میں ایک نئی صنف ''فلمی گیت'' نے بھی جنم لیا۔۱۹۳۰ کے لگ بھگ برصغیر میں چار بڑے فلمی مراکز بمبئی، کلکتہ، لاہور اور مدراس وجود میں آئے۔اِن مراکز میں بمبئی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی جہاں سے پورے ملک میں فلمیں تقسیم کی جاتی تھیں، جب کہ مدراس اور کلکتہ علاقائی فلموں کے لئے مشہور تھے۔فلمی صنعت کے ابتدائی سال بہت ثمر آوار تھے،صرف ۱۹۳۱ سے ۱۹۴۰ تک نو سال کے عرصے میں ہندوستان نے (۹۳۱) اُردو ہندی فیچر فلمیں پروڈیوس کر لی تھیں جن میں اوسطاً دس گانے ہوا کرتے تھے۔لاہور، مدراس اور کلکتہ سے بنائی جانے والی علاقائی فلمیں بہت کم تھیں،لیکن موسیقی سب میں ایک جیسی ہی تھی۔یہ عرصہ بڑے گانے والے اور نامی گرامی فنکاروں کے لئے مشہور ہے، جنھوں نے نئے ذہنوں کے لئے راہیں ہموار کیں۔لیکن فلم کے اُس ابتدائی دور میں (پلے بیک) پس پردہ گلوکاروں کے حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی تھی۔اُس دور کے زیادہ تر اداکار فلم کے لئے گیت خود ہی گاتے اور اداکاروں کو اُن کے گانے کی صلاحیت کی بنا پر ہی فلم کے لئے چنا جاتا تھا،جن میں اُس دور کے چند بڑے نام جن میں کے ایل سہگل، میڈم نور جہاں، لتا منگیشکر کے علاوہ بال گندھاروا اور بابوراو پنداھکر اِس کی بہترین مثالیں ہیں۔۱۹۴۰ اور ۱۹۵۰ کی دھائی میں فلمی کاروبار بڑے فلمی سٹوڈیوز سے انفرادی اور ذاتی پرڈیوسروں میں منتقل ہونا

شروع ہوا، جس کے باعث فلمی گیتوں کی ضرورت کے حوالے سے اِس صنعت نے بہت سے نئے موسیقاروں کے لئے دروازے کھولے۔ ابتدا میں اِس کے اثرات مثبت نہ تھے۔ فلم میں تقسیم روایتی انداز کی تھی یعنی فلم میں موجود بڑے اداکاروں کی تعداد، نغمات کی تعداد اور ناچ اور رقص کی تعداد روایتی انداز ہی کی تھی۔ ہندوستان میں سینما کے حوالے سے ایسی روایتی فلموں کو مسالہ فلم کہا جاتا رہا ہے۔ ابتدا ہی سے یہ فارمولے تجارتی بنیادوں پر استوار ہو گئے تھے، چنانچہ اُس وقت سے فلم میں روایتی موسیقی نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں اور فلم میں نغمات کی تعداد مخصوص ہو کر رہ گئی۔

۴۰ سے ۵۰ کی دھائی پلے بیک سنگر (پس پردہ گلوکاروں) کے تعارف کے حوالے سے بے حد اہم ہے جب کہ اس سے پہلے کے دور میں اداکار فلم میں اداکاری بھی کرتے اور نغمے بھی گاتے تھے۔ اس دور کی فلموں نے اُن اداکاروں کو رواج دیا جو خود نہیں گاتے نہیں تھے بلکہ دوسرے گلوکار اُن کے لئے پہلے سے گیت ریکارڈ کرواتے تھے، یہ پس پردہ موسیقی تھی۔ اس عرصے میں بھارت میں بہت سے نامور گلوکار سامنے آئے جن میں لتا منگیشکر، ہمنت کمار، محمد رفیع، کشور کمار گیتا دت، اور آشا بھونسلے جیسے پلے بیک سنگرز نمایاں ہیں۔ عمومی طور پر بڑے بڑے موسیقاروں میں نوشاد، سی راما چندرا، ایس ڈی برمن، ماسٹر غلام حیدر، شنکر جے کشن، فیروز نظامی، بابا جی اے چشتی، خواجہ خورشید انور، اور مدہن موہن کے نام اہم ترین ہیں۔

۶۰ اور ۷۰ کی دھائیوں کا عرصہ نسبتاً غیر تغیر پذیر تھا، خاص طور پر بھارت میں اِس عرصے میں ریکارڈنگ کی کوالٹی کے معیار میں بہت اضافہ ہوا جو کہ نئی ٹکنالوجی کی بدولت ممکن ہوا۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہر دور میں ایسے فنکار سامنے آتے رہے جو آئے اور چھا گئے۔ لیکن بعض پس پردہ گلوکاروں نے جن میں ہندوستان میں، ،لتا منگیشکر، محمد رفیع، شمشاد بیگم، ہمنت کمار، آشا بھونسلے او رکشور کمار اہم ہیں۔ پاکستان میں نور جہاں، مہدی حسن، سلیم رضا، احمد رشدی، نسیم بیگم، زبیدہ خانم، مالا، رونا لیلیٰ، مسعود رانا، اخلاق احمد، وغیرہ جیسے گلوکاروں نے خود کو ایسے مقام پر پہنچا دیا جہاں کسی اور کے پہنچنے کی گنجائش بہت کم رہ گئی۔ اسی دور میں چند ایسے موسیقاروں نے بھی ہندوستانی موسیقی میں قدم رکھا، جن کے بغیر فلمی گیتوں کی سدابہار دُھنوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، جن میں کلیانت جی آنند جی، آر ڈی برمن، اور لکشمی کانت پیارے لعل شامل ہیں۔ پاکستان، میں رشید عطرے، ماسٹر عنایت، جیسے اہم ترین نام ہیں۔

(I) ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی آمد

ہندی فلمی صنعت نے اسّی اور نوے کی دھائی میں نیا رُخ اختیار کیا، اور بہت سی نئی تبدیلیاں روایتی

کاموں پر بری طرح اثر انداز ہوئیں لیکن ان تبدیلیوں کے باعث کچھ لوگوں کے لئے نئے مواقع بھی ہموار ہوئے۔ بھارت اور پاکستان میں ٹیلی ویژن کا آنا ایک بہت بڑی تبدیلی ثابت ہوا۔ ۱۹۷۰ کی دھائی میں بھارتی حکومت نے ٹی وی کو پورے ہندوستان میں پھیلانے کا پروجیکٹ شروع کیا، اور دوسرے ممالک کے برعکس ٹیلی ویژن کو دُور درشن کا نام دیا گیا۔ پاکستان میں ٹی وی سرکاری ادارہ تھا، اور یہ ہندوستان سے پہلے ۱۹۶۴ میں آچکا تھا، پاکستان میں ٹی وی کو حکومت نے سرکاری مشنری کا ذریعہ بنانے کے علاوہ تعلیم بالغاں کے لئے استعمال کیا۔ ہندوستان میں بھی یہ ادارہ حکومتی ملکیت میں تھا اور ابتداء میں اسے ملکی سطح پر تعلیمی مقاصد کے لئے شروع کیا گیا۔ ٹیلی ویژن کا اصل مقصد فلمی صنعت کے تجارتی پہلو کو نقصان پہنچانا نہیں تھا، بہر حال ۸۰ اور ۹۰ کی دھائیوں میں سیاسی اور معاشی وجوہات کی بنا پر ٹیلی ویژن نے پرائیویٹ پرڈکشن کو بڑھاوا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے انفرادی پرڈکشن نے بہت مقبولیت حاصل کر لی جس کے باعث سینما کی صنعت بری طرح متاثر ہوئی۔ لیکن اس نے موسیقاروں کو ایک متبادل جگہ بھی فراہم کی۔ چند دوسری وجوہات جنھوں نے بھارتی فلمی نغمات کو متاثر کیا وہ بمبئ کی فلمی دُنیا کے اندرنی مسائل تھے۔ بہت سے عشروں تک فلمی صنعت نے بھارتی موسیقی پر اپنی اجاردہ داری بنائے رکھی اور فلمی موسیقی کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے قبضے میں رکھا۔ مگر بھارت میں بڑھتی ہوئی لاگت بازی، گروہ بندی اور منظم موقع پرستوں نے جو شیوسینا کے تحت کام کر رہے تھے انڈسری کو تباہ کرنا چاہ رہے تھے سب پیش پیش رہے، اگر چہ شیوسینا پارٹی اقتدار میں نہیں ہے لیکن اس کی اثرات ابھی بھی فلم انڈسٹری میں محسوس کئے جاتے ہیں۔

(د) بھارتی فلمی گیتوں کی موسیقی:

بھارت میں فلمی موسیقی کو پروان چڑھانے میں خاص کلاسیکی اُستادوں نے بھی فلموں میں موسیقی دی اور بہت سے گیت کمپوز کئے، اِن میں پنڈت روی شنکر، استاد ولایت خان، استاد علی اکبر خان، اور پنڈت رام نارائن جیسے نام بھی شامل ہیں۔ ہندوستانی سینما (بھارت) کے مشہور میوزک ڈائریکٹرز میں جو نام بہت اہمیت کے حامل ہیں اُن میں۔ آرسی بورل، پنکج ملک، انیل بسواس، نوشاد اور ایس راجیش ورراؤ (۱۹۴۰) کے مقبول ترین موسیقار میں سے تھے جنہوں نے ۱۹۴۸ء کی دھائی تک یادگار موسیقی بنائی۔ (۵۰ اور ۶۰) کی دھائی فلمی موسیقی شنکر جے کشن، ایس ڈی برمن، او پی نیئر، مدن موہن، سی راما چندرا، روشن، وسانتھ ڈسائی، کلیانت جی آنند جی، ہمنت کمار اور خیام جیسے موسیقاروں پر مشتمل تھی۔ بھارتی سینما کی (۱۹۶۰ اور ۱۹۷۰) کی دھائی تک آنے میں نئی طرز کے موسیقار خاص طور پر آرڈی برمن، جو ایس ڈی برمن کے بیٹے بھی تھے، نے بھارتی فلمی

دُنیا میں ۷۰ کی دھائی میں تہلکہ مچائے رکھا۔فلمی پاپ فنکار، ندیم شیروان اور جتین للت نے بھی اگلے عشرے میں بھر پور فلمی موسیقی دی، جس میں مغربی انگ اور آہنگ بے حد نمایاں تھا۔اس کے لئے ایلیا راجا اور راونندرن کے نام اہم ترین ہیں جنہوں نے ۷۰ءاور ۸۰ءکی دھائی میں تامل کے لئے بے بہا موسیقی دی۔اے آر رحمٰن، شنکر احسان لوئے، وشال شکھیر ۔ یووان شنکر راجہ اور حارث جے راج ۹۰ اور ۲۰۰۰ ء کی دھائیوں کے بڑے مقبول موسیقاروں میں سے ہیں۔

بھارتی سینما کے مشہور اور نامور پس پردہ گلوکاروں (پلے بیک سنگرز) میں جو نام بے حد اہم مانے جاتے رہے ہیں، اُن میں، لتا منگیشکر، محمد رفیع، مکیش، آشا بھونسلے، کشور کمار، طلعت محمود، ہمنت کمار، مناڈے، شمشا د بیگم، گیتا دت، کندن لعل سہگل، پنکج ملک، نور جہاں، مہندر کپور، کانن دیوی، جوتیکا رائے، پرل گوش، امیرن بائی کرناٹکی، سمن کلیانت پوری، یشوداس، ایس پی بالا سبرینم، بھوپندر، اُدت نارائن، کویتا کرشنا مورتی، الکا یاگنی، کمار سانو، سونونگم، شریا گوشل، سونیدی چوہان، ابھیجت بھاتچاریہ، ایم جی سری کمار، ہری ہرن، سکھ وندر سنگھ، شان، عدنان سمیع، راحت علی خان، شفقت امانت، کرشنا کمار مینواور جاوید علی وغیرہ جیسے نام شامل ہیں۔ پاک و ہند میں جدید پاپ موسیقی جس میں راک، جاز، اور الیکٹرانک سازوں کا استعمال کیا جاتا ہے، بھارت میں نئے دور کے آسکر ایواڈ یافتہ موسیقار اے آر رحمان بھی شامل ہیں جنہوں نے کلاسیکی اور جدید موسیقی کا شاندار امتزاج پیدا کیا اور موسیقی کو نئے انداز اور نئے منظر ناموں سے آشنا کیا ہے۔فلموں سے الگ انفرادی موسیقی میں جن گلوکاروں نے اہم کردار ادا کیا ہے اُن میں آشا بھونسلے، جگجیت سنگھ، چترا سنگھ، علی شاہ، شان، مدھوشری، شریا گوشل، نہریا جوشی، کویتا کرشنا مورتی، سونونگم، سکھ وندر سنگھ، کونل گنجاوالا، سوندی چوہان، الکا یانگی، اور راک بنڈ میں انڈس کریڈ، انڈین اوشن جیسے اہم نام شامل ہیں۔

آج کل بہت سے ہندی فلمیں اور ہندی نغمات مدارسی زبان میں بنائے جارہے ہیں جہاں حالات بہت مواقف ہیں اس عمل نے مدراس میں موجود میوزک ڈائیریکٹر کو بہت بڑھاوا دیا ہے جن میں اے آر رحمان اور پس پردہ گلوکاروں میں ایس پی بالا سبرنیم شامل ہیں۔ وی سی آر، سٹلائیٹ اور کیبل نیٹ ورک نے بھارتی فلمی صنعت پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ ٹیلی ویژن کے علاوہ سٹلائیٹ اور کیبل نٹ ورک کے شعبے بھی نجی کمپنیوں کے تحت ہیں۔سٹلائیٹ کے تعارف نے پرڈکشن اور فلموں کی ترسیل اور کھپت کو بین الاقوامی مارکیٹ سے روشناس کروایا ہے۔اس کے ساتھ دیگر عوامل جن میں پرڈکشن سینما گھروں کی بہتات جو ۷۰ سے ۸۰ کی دھائیوں میں ہوئی اور دیگر تفریحی ٹیکسوں نے مل کو سینما مالکان کا جینا عذاب کر دیا۔اس کی وجہ سے تقسیم کا عمل بھی رو بہ زوال

ہے۔ نتیجۃً فلمی موسیقی اپنی شناخت کھو بیٹھی ہے۔

ہندوستان میں ۷۰ اور ۸۰ کی دھائی میں سینما گھروں کی بہتات اور بڑھتے ہوئے تفریحی ٹیکسوں نے اس صنعت سے وابستہ مالکان کو مشکل میں ڈال دیا جس کی وجہ سے تقسیم کا عمل بھی خاصا متاثر ہوا۔ فلمی موسیقی کی جہتوں کے بارے میں کچھ کہنا قریب قریب ناممکن سا ہے، کیونکہ اس میں بہر حال کلاسیکل اور روایتی عناصر بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن غالب رجحان یہی ہے کہ یہ موسیقی اب مغربی موسیقی کی ڈھنگ اور چال و انداز سے، اُس کی طرزوں یعنی، پاپ، جاز، ریپ، اور ڈسکو سے خاصی متاثر نظر آتی ہے۔

(I) پاکستانی فلمی گیتوں کی موسیقی:

۱۹۴۷ میں قیام پاکستان کے بعد جن بڑے اہم موسیقاروں نے فلمی موسیقی کے احیا میں اپنا کردار ادا کیا اُن میں، فیروز نظامی، ماسٹر غلام حیدر، بابا جی اے چشتی، خواجہ خورشید انور، رشید عطرے، عنایت حسین، ماسٹر عبداللہ، طفیل فاروقی، استاد نذر اور ماسٹر تصدق حسین کے نام اہم ترین ہیں۔ اِن کے بعد آنے والے موسیقاروں میں نثار بزمی، ناشاد، سہیل رعنا، اختر حسین، غلام نبی اے لطیف، نہال عبداللہ، عطاالرحمٰن، سی فیاض، سلیم اقبال، کمال احمد، ایم اشرف، دیبو بھٹیا چاریہ، اے حمید، خلیل احمد، رابن گھوش، احمد بشیر، لعل محمد اقبال، علی حسن، نذیر علی، رفیق علی، وجاہت عطرے، امجد بوبی اور طافو کے نام شامل کئے جاتے ہیں۔ پس پردہ (پلے بیک) گلوکاروں میں جو نام سب سے زیادہ اہمیت کے حامل رہے ہیں، اُن میں میڈم نور جہاں، مہدی حسن خان، نسیم بیگم، زبیدہ خانم، منیر حسین، عنایت حسین بھٹی، سلیم رضا، احمد رشدی، مالا بیگم، رونا لیلہ، مسعود رانا، مجیب عالم، بشیر احمد، اخلاق احمد، ناہید اختر، تصور خانم، مہناز، عالمگیر، نیرہ نور اور اے نیئر، غلام عباس، افشاں، حمیرا چنا، انور رفیع وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

(II) غیر فلمی موسیقی:

فلمی موسیقی پاکستان میں بھی ۵۰، ۶۰، اور ۷۰ کی دھائی میں اپنے عروج پر رہی اور اس موسیقی نے بہت سے یادگار گیتوں کو تخلیق کیا۔ لیکن بعد میں ۷۰ کی دھائی میں مذہب کا سہارا لے کے فوجی حکومت نے موسیقی کے ساتھ ساتھ فلم کے شعبے کی ساکھ کو نقصان پہنچایا اور اس پر سنسر کی بہت سی پابندیاں اور ٹیکس عائد کر دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ۱۹۷۷ کے بعد سنیما کی صنعت پاکستان میں زوال پذیر ہی رہی ہے۔ لیکن فلمی موسیقی سے الگ پاکستان میں کلاسیکی موسیقی، غزل کی گائیکی، گھرانوں کی گائیکی، فلمی موسیقی، قوالی اور علاقائی، موسیقی اور

ملی گیتوں نے بہت عروج حاصل کیا۔ پاکستان میں غزل کی گائیکی میں جو بڑے نام سامنے آئے اُن میں مہدی حسن خان، روشن آرا بیگم، ملکہ پکھراج، فریدہ خانم، استاد امانت علی خان، غلام علی، نصرت فتح علی خان، فریدہ خانم، اقبال بانو،، شاہدہ پروین، عابدہ پروین، ثریا ملتانیکر، حبیب ولی محمد، پرویز مہدی، غلام عباس، اور نیرہ نور، ٹینا ثانی اور دیگر بہت سے نام شامل ہیں۔

کلاسیکی گھرانوں اور فنکاروں نے جنہوں نے کلاسیکی گائیکی اور غزل کے رنگ کو پاکستان میں نمایاں کر نے میں بہت حصہ ڈالا، اُن میں مہدی حسن، فریدہ خانم، استاد امانت علی خان، استاد فتح علی خان، نصرت فتح علی خان، عابدہ پروین، اسد علی خان، حامد علی خان، شفقت علی، آصف علی خان، راحت فتح علی خان اور بہت سے شامل ہیں۔ انفرادی گلوکاروں کے علاوہ بینڈ اور میوزیکل گروپس نے بہت شہرت حاصل کی اور فلمی موسیقی کے پیدا ہونے والے خلا کو کسی حد تک پورا کیا۔ اِن انفرادی گلوکاروں میں، عالمگیر، محمد علی شیکی، سجاد علی، نازیہ زوہیب، جنید جمشید، سلمان، عدنان سمیع خان، حدیقہ کیانی، علی حیدر، راحت فتح علی خان، شفقت علی خان، حسن جہانگیر، ابرار الحق، جواد احمد، شازیہ منظور، حمیرا ارشد، شہزاد رائے، نجم شیراز، رحیم شاہ، فاخر اور علی ظفر، عاطف اسلم وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

قوالی کی صنف بھی ہندوستان میں بہت صدیوں سے رائج ہے، خانقاہوں، درباروں، مزاروں کے تکیہ نشیوں کی محفلوں میں سماع باندھا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس موسیقی نے بھی بہت عروج حاصل کیا۔ نئے دور میں صابری برادران، عزیز میاں اور نصرت فتح علی خان جیسے قوالوں اور فن کاروں نے اس فن کی بہت آبیاری کی، عشق حقیقی سے عشق مجازی کے معاملات بھی آج کی قوالی میں دیکھے جا سکتے ہیں بلکہ حال ہی میں راحت فتح علی خان نے تو غالب کی غزلوں کو قوالی کے انداز میں پیش کر کے اس صنف موسیقی کی امکانات کو کچھ اور بھی روشن کر دیا ہے۔

برصغیر کی موسیقی کے مصنف لکھتے ہیں:

> ''میرا پختہ یقین ہے کہ دُنیا کی کوئی موسیقی ایسی نہیں ہے جس کی صتاف نوٹیشن کے ذریعے سے ترسیم نہ کی جا سکے اور اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ ہماری موسیقی دوسرے لوگوں اور قوموں میں مقبول ہو اور اسے سمجھا جا سکے۔ اس کی ایک باقاعدہ تاریخ ہو (جسے مناسب اور بجا طور پر محفوظ کیا جا سکے) اور ہمارے فن موسیقی کو فروغ و ترقی حاصل ہو تو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ سٹاف نوٹیشن کا طریقہ جس سے آج دُنیا

کے ہر مہذب ملک میں موسیقی لکھی اور پڑھی جا رہی ہے اسے اختیار کیا جائے۔''(۱۱)

دُنیا بھر میں ہندوستانی فلم کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ یہاں موسیقی کے بغیر فلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اور اِس میں خاص طور پر ۱۹۴۰ء میں بننے والی فلم ''اندرا صبا'' بھی شامل ہے جس میں (۴۷) فلمی گیت شامل کیے گئے۔ تقسیم سے پہلے ۱۹۴۷ء میں فلمی صنعت کے چار اہم مراکز ،بمبئی ، کلکتہ، لاہور اور مدراس تھے،اور یہ مراکز بہترین فلمیں بنانے ،اداکاروں کو دریافت کرنے اور موسیقی تخلیق کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں مصروف رہتے تھے۔عظیم ڈائریکٹروں کو بنانے اور عظیم گیتوں کی شاعری اور موسیقی کی تخلیق میں یہ تمام مراکز ہی پیش پیش رہے ہیں ۔ایک اندازے کے مطابق ہندوستانی فلموں نے جو گیت تخلیق کئے ہیں وہ اب تک قریباً ایک لاکھ سے بھی تجاوج کر چکے ہیں۔

> ''ہندو پاک میں فلمی موسیقی کے ابتدائی گیتوں اور موسیقی کو سرکاری طور پر مربوط انداز میں محظوظ نہیں کیا گیا، جس سے یہ خدشہ ہے کہ اس سرمائے کا ایک بہت بڑا حصہ دست برد زمانہ کا شکار ہوجائے گا ۔اس سرمائے کو بہرحال سرکاری یا انفرادی طور پر محفوظ کیا جانا چاہئے، خاص طور پر ابتدا سے لے کر ۱۹۶۰ء تک کی موسیقی کی تاریخ کا ایک بے حد قیمتی حصہ لا پتہ ہے،اور اگر چہ اِسے محفوظ بنانے کا اداروں اور لوگوں میں شعور پہلے سے بہت بڑھ چکا ہے، اور اس پر موسیقی کے کئی نجی ادارے کام بھی کر رہے ہیں، لیکن یہ حکومتی سر پرستی کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔ ابھی تک موسیقی کے شوقین حضرات ،جن کے پاس اِن فلمی گیتوں کی کولیکشن ذخیرہ اور گم شدہ کڑیاں موجود ہیں ، وہ ''میرا خزانہ میں نہ بانٹوں'' کی مثل کے مصداق،اِن کی دوسروں تک رسائی میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور یہ سب متروکہ فلمی موسیقی اور اس کے قیمتی سرمائے کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا''۔(۱۲)

(III) پاکستانی فلم اور گیتوں کے ادوار:

چودہ اگست ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت یہاں فلمی صنعت نہ ہونے کے برابر تھی اور یہ فن کاروں کی نقل مکانی کے باعث تباہ حال ہو چکی تھی، صرف ایک فلمی مرکز لاہور تھا جہاں فلمیں بنا کرتی تھیں۔ لاہور میں فلمی اسٹوڈیوز تھے لیکن تقسیم کے فسادات میں یہ راکھ کا ڈھیر بن گئے اور اِن اسٹوڈیوز کی زیادہ تر مشینری تباہ ہوگئی یا ان کے ہندو مالکان اپنے ساتھ ہندوستان لے گئے۔ لاہور کی فلم انڈسٹری نہایت بے

سروسامانی کی حالت میں قائم کی گئی تھی۔

پاکستان کی فلم انڈسری لالی وڈ کے نام سے معروف ہے جس کا مرکز لاہور ہے۔ تقسیم سے پہلے بمبئی ،کلکتہ، مداراس کے ساتھ ساتھ لاہور تھڑیکل کمپنیوں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ یہ تھیٹر کے ڈارمے لاہور کی گلی کوچوں میں کھیلے جاتے تھے۔اس سے الگ کچھ تھیٹر گورنمٹ کالج لاہور کے چند ہونہار طالب علموں کے حوالے سے معروف تھے جن میں ایم اسماعیل ،عبدالرشید کاردار، ایم جمیل ، ہیرالعل،فضل شاہ، پطرس بخاری، امتیاز علی تاج اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔

پاکستان کی فلمی تاریخ ہندوستان کی فلمی تاریخ سے جڑی ہوئی ہے جو ۱۸۹۶ سے ۱۹۴۷تک منسلک رہی۔ لاہور کی فلمی مرکز سے بہت سے فلمیں پرڈیوس ہوئیں اور بہت سے پاکستانی فلمی فن کاروں سے اس دور میں اپنے فلمی کیرئیر کا آغاز کیا۔ پہلی خاموش فلم جو لاہور کی فلمی مرکز سے نمائش کی لئے پیش کی گئی وہ (۱۹۲۴)میں The Daughter of Today کے نام سے پیش ہوئی جب کہ پہلی بولتی فلم جو پنجابی زبان میں بنائی گئی وہ۱۹۳۲میں ''ہیررانجھا'' تھی۔میاں عبدالرشید کاردار ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے لاہور میں فلم بنانے کا کام آغاز کیا۔

ہیررانجھا'' لاہور سے بننے والی پہلی فلم تھی۔ انوری بیگم اور رفیق غزنوی جو کہ ادا کارہ اور گلو کارہ سلمیٰ آغا کے دادا اور دادی تھے اُنہوں نے اِس فلم میں یادگار مرکزی کردار ادا کئے۔ رفیق غزنوی ۳۰ اور ۴۰ کی دھائی کے نامور موسیقار بھی ہیں جب کہ انوری بیگم نے اُس دور کی بہت سی یادگار فلموں میں اداکارہ کی حیثیت سے کام بھی کر چکی تھیں جن میں خاص طور پر قابل ذکر فلم ''انمول گھڑی'' ہے۔ انقلابی میوزک ڈائریکٹر ماسٹر غلام حیدر نے اُردو فلمی انداز گائیکی کو بنگالی کلاسیکی انداز سے بدل دیا اور پنجابی فوک میوزک کا رنگ اس میگا ہٹ فلم سے نمایاں ہوکر سامنے آیا،اس سنہرے دور کے چند دوسرے عظیم موسیقار بھی ہیں جیسے خواجہ خورشید انور، استاد عنایت ، جی اے چشتی ، رشید عطرے، استاد تصدق ، ماسٹر عبداللہ، فیروز نظامی،طفیل فاروقی، اور اُستاد نذر شامل ہیں۔

تقسیم کے وقت پاکستان کا واحد فلمی مرکز لاہور تھا جہاں بیس پچیس فلمیں بن رہی تھیں۔ یہاں فلم سازی کا آغاز ایک فوٹوگرافر عبدالرشید کاردار اوراُن کے مصور دوست ایم اسماعیل نے شوقیہ طور پر مل کر کیا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہ فلم انڈسٹری اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی کیونکہ یہاں بمبئی اور کلکتہ کی نسبت فلم بہت سستی بن جاتی تھی۔ تقسیم کے وقت لاہور میں چھ فلم سٹوڈیوز تھے لیکن فسادات کے باعث سارا نظام تباہ و برباد ہو چکا تھا

اور بہت سے غیر مسلم فن کار اور تکنیکی ماہر ملک چھوڑ کر ہندوستان ہجرت کر گئے تھے۔

''لیکن دیوان سرداری لال کو دہلی جانا راس نہ آیا کیونکہ اُن کی ساری زندگی لاہور ہی میں گزری تھی، چنانچہ وہ لاہور واپس آ گئے اور پاکستان میں ۱۹۵۱ تک رہے پھر دوبارہ ہندوستان چلے گئے۔ اُنہوں نے (پنچولی) کا مشترکہ سٹوڈیو حاصل کیا اور ایک فلم ساز کے طور پر راتوں رات ایک فلم (تیری یاد) کا آغاز کر دیا۔ افراتفری میں بنی یہ فلم سات اگست ۱۹۴۸ کو ریلیز ہوئی، اس فلم کے ڈائریکٹر داود چاند تھے جو پاکستان کے حوالے سے بعد میں چربہ سازی کے پیش امام بھی ثابت ہوئے۔ اسی فلم کے موسیقار ''ناتھ'' تھے جو اس فلم کی ہیروین آشا پوسلے کے والد بھی تھے۔'' (۱۳)

آشا پوسلے کے مقابل ناصر خان نے ہیرو کا کردار ادا کیا، ناصر خان ممتاز اداکار دلیپ کمار کے چھوٹے بھائی تھے۔ ناصر خان بھی پاکستان کے قیام کے تین چار سال بعد ہندوستان روانہ ہو گئے۔ ''تیری یاد'' یہ ایک ناکام فلم ثابت ہوئی یہ ہر لحاظ سے ناقص فلم تھی۔ فلمی ناقدین کا کہنا ہے کہ پرڈیوسر نے محض اولیت اور پہل حاصل کرنے کی غرض سے نامکمل فلم کی ریلیں آگے پیچھے جوڑ کر جلدی میں فلم نمائش کے لئے پیش کر دی اور ایک ناکام فلم سے انڈسٹری کا آغاز کیا۔ چنانچہ پاکستانی فلمی صنعت کی عمارت میں لگی اس ٹیڑھی اینٹ کے اثرات آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگلے دو برسوں میں ''ہچکولے''۔ ''شاہدہ'' اور ''سچائی'' کے نام سے تین فلمیں منظر عام پر آئیں مگر تینوں ہی ناکام فلمیں ثابت ہوئیں، کیونکہ اُن کا مقابلہ بھارت کی مضبوط فلموں اور اس کی مارکیٹ سے تھا۔ ۱۹۴۹ میں ہدایت کار نذیر نے بھارتی کرداروں پر مشتمل پنجابی فلم ''پھیرے'' بنائی جو پاکستان کی پہلی کامیاب فلم تھی، جس نے ہندوستان میں بھی بہت بزنس کیا۔ لیکن پاکستان کی پہلی کامیاب اُردو فلم ''دو آنسو'' تھی جو ۱۹۵۰ میں پیش کی گئی۔

(IV) پاکستانی فلموں اور گیتوں کا عہد زریں:

۱۹۵۰ میں ہی میں مشہور گائکہ ملکہ پکھراج ہندوستان سے نقل مکانی کر کے لاہور آ گئیں اور متروکہ پردھان سٹوڈیو اپنے نام الاٹ کروالیا جو ملکہ سٹوڈیو کے نام سے بہت عرصہ تک کام کرتا رہا۔ اُن کے ساتھ بمبئی سے فلم رائٹر منشی دل بھی پاکستان آ گئے جنہوں نے یہاں آ کر ملکہ پکھراج کے لئے ''شمی'' نام سے ایک بہت اچھی اور نغمہ بار فلم بنائی جو بمبئی کی فلمی مارکیٹ کا مقابلہ نہ کر سکی اور ناکام رہی لیکن دیکھا جائے تو لاہور سے کامیاب فلم بنانے کا سہرا سید شوکت حسن رضوی کو حاصل ہوا جو بمبئی اور کلکتہ کے منجھے ہوئے فلم ساز تھے لیکن ڈائریکشن کے

لئے انہوں نے اپنی بیگم نور جہاں کا نام لکھوایا۔ اگلے سال بھی نور جہاں ہی کی فلم ''دوپٹہ'' کامیاب ترین فلم ثابت ہوئی، سبطین فضلی کی ہدایات میں بنی اس فلم نے بھارت میں بھی خوب بزنس کیا۔ جس نے ہندوستان کی فلم انڈسٹری کے سامنے پاکستانی فلم کی لاج رکھ لی۔ ۱۹۵۰ میں عشرے میں کامیاب ترین ہدایت کار انور کمال پاشا تھے جنہوں نے ''قاتل'' اور ''گمنام'' جیسی کامیاب اور عمدہ فلمیں بنائیں، بعد میں اُنہوں نے ''سرفروش'' اور ''چن وے'' جیسی سپر ہٹ فلمیں بنائیں۔ پاکستان کا ۵۰ کا فلمی عشرہ فلم انڈسٹری میں قدم جمانے کا دور تھا، لاہور کا مرکز ابھی تک بمبئی کے فلمی مرکز کے مجموعی مزاج کے زیر اثر تھا۔ اس دور کی ایک اور کامیاب ترین فلم ''وعدہ'' بھی ان اثرات سے آزاد نہ ہوسکی اِس کے ہدایت کار ڈبلیو، زیڈ احمد تھے۔ پاکستانی فلم کو اس کا خاص انداز سن ۱۹۶۰ کے عشرے میں حاصل ہوا جب ریاض شاہد اور خلیل قیصر جیسے مصنف اور ہدایت کار میدان میں آئے اور ''شہید''، ''خاموش رہو'' اور ''فرنگی'' جیسی فلمیں منظر عام پر آئیں۔

ساٹھ ہی کی دہائی میں کراچی مرکز پاکستان کا ایک اہم فلمی مرکز بن کر اُبھرا، اس عشرے میں کمال کی اداکاری میں ہلکی پھلکی کامیڈی فلمیں بنا کرتی تھیں جو اُس دور کی خوبصورت یادگار ہیں۔ ساٹھ ہی کے عشرے میں اس مرکز سے محمد علی، زیبا، وحید مراد، دیبا، کمال ایرانی، لہری، اور نرالا جیسے اداکار فلمی صنعت کو میسر آئے۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کی بنا پر بھارتی فلموں پر پابندی کے باعث جہاں پاکستانی فلموں کو کاروباری سطح پر کامیابی ملنے لگی وہیں مقابلے کی فضا ختم ہونے کے سبب معیار گرنے لگا۔

پنجابی فلموں کا دور اگر چہ ساٹھ کے عشرے ہی سے شروع ہو گیا تھا، جن میں اداکاروں میں فردوس اور اکمل پیش پیش تھے، اور آدھی سے زیادہ فلمیں صرف ایک ہی شخص حزیں قادری کے زورِ قلم کا نتیجہ تھیں لیکن پنجابی فلموں نے اپنا عروج سن ستر کی دھائی میں دیکھا جسے ہم ''دور سلطانی'' کہہ سکتے ہیں۔ پنجابی اداکار اور ہیرو سلطان راہی ۵۰۰ سے زیادہ فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھا چکے تھے اور اپنی اچانک موت کے وقت بھی اُن کے قریباً ۵۴ فلمیں تکمیل کے مراحل میں تھیں جو کہ ہر لحاظ سے عالمی ریکارڈ ہے۔ سلطان راہی اور مصطفیٰ قریشی کی فلم ''مولا جٹ'' بھی پاکستان کی فلمی تاریخ میں ایک یادگار فلم تصور کی جاتی ہے۔ اگر ایک سنسر شدہ منظر کو دوبارہ شامل کرنے کے الزام میں بین نہ کر دی جاتی تو یہ مرکزی تھیٹر میں پانچ سال تک چلتی رہتی، اور بھارتی فلم ''شعلے'' کا ریکارڈ توڑ سکتی یا برابر کر سکتی تھی لیکن اسے جب ایک پرانی فلم کے طور پر لاہور اور کراچی کے سینما گھر میں پھر سے نمائش کے لئے پیش کیا گیا تو اِس نے ایک بار پھر ڈائمنڈ جوبلی بزنس کیا۔ یہ فلم اپنے دور کی ایک ایسی یادگار فلم ہے جس کی (وی، ڈی، او) بھارت سمگل ہو کر بڑی تعداد میں فروخت ہوتی تھی۔ جس کی

بھارت میں دیکھنے والی ناظرین کی تعداد لاکھوں میں تھی ۔اداکار سلطان راہی کا دور۱۹۷۲ سے لے کر ۱۹۹۶ تک کی ربع صدی تک پھیلا ہوا ہے۔اُن کی موت کے بعد پاکستان کی فلم انڈسٹری ختم ہو کر رہ گئی ۔

۱۹۶۰ میں پہلی بار صدراتی ایوارڈ کی نامزدگی ، اسلامی نقطہ نظر سے سامنے آئی۔جس میں اُس دور کے جید علما سے بھی مشاورت شامل تھی جس میں فلم کے بنانے کے حوالے سے جائز، ناجائز کا معاملہ پیش ہوا۔ پاکستانی فلم کے سنہرے دور کا ذکر ہو تو ۱۹۵۶ سے ۱۹۶۶ تک کا دور اہم ترین سمجھا جاتا ہے۔اس دور میں مرد اداکاروں میں جو بڑے نام سامنے آئے اُن میں سدھیر، سنتوش، محمد علی، وحید مراد، ندیم ، حبیب ، یوسف خان ، اور اسلم پرویز کے نام شامل ہیں۔خواتین اداکاروں میں نور جہاں ،صبیحہ خانم ،شمیم آرا، زیبا،شبنم، دیبا، نیر سلطانہ، رانی، نیلو، بہار وغیرہ اہم آرٹسٹ تصور کی جاتی ہیں۔

''تیری یاد'' ۱۹۴۸ء میں ریلیز ہونے والی واحد پاکستانی فلم تھی،اور اس سال کوئی دوسری فلم ریلیز نہ ہوسکی۔۱۹۵۱ء تک تین سالوں میں اُردو پنجابی کی لگ بھگ ۳۰ فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں اُردو اور پنجابی کو شامل کرتے ہوئے صرف پانچ فلموں کے گیت مقبول ہوئے ،فلمیں تھیں، دو آنسو، بے قرار، پھیرے، لارے، اور چن وے۔ان فلموں کے شاعر تھے طفیل ہوشیار پوری، قتیل شفائی، بابا چشتی، اور ایف ڈی شریف تھے۔

۱۹۵۲ء میں پاکستان میں فلموں اور گیتوں کا اصل دور شروع ہوا،اور فلمی گیت پذیرائی حاصل کرنے لگے۔ہندوستان سے آنے والے نغمہ نگاروں اور فنکاروں نے گیتوں کی موسیقی میں بے حد اہم کردار ادا کیا۔۱۹۴۹ء میں فلمی گیتوں کا ایک یادگار سنہری دور شروع ہوا جو تقریباً ۱۹۷۷ یعنی ۲۸ سال تک اپنی آب و تاب کے ساتھ قائم رہا۔ یہی دور پاکستانی فلمی گیتوں کا سنہری دور کہلایا جانے کے قابل ہے۔۱۹۷۷ میں جب فوجی حکومت اقتدار میں آئی تو فلمسازی کے لئے رجسٹریشن کا قانون نافذ کر دیا گیا جس کے باعث فلمسازی کی رفتار میں بے حد کمی واقع ہوئی اور گیتوں کی مقبولیت بھی کم سے کم ہوتی چلی گئی۔

سقوط ڈھاکہ ۱۹۷۱ء اور ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوری حکومت ۱۹۷۷ء میں ختم کر دیئے جانے کے باعث دو ایسے قومی سانحات رونما ہوئے جن کی وجہ سے پاکستانی فلمی صنعت کا زوال شروع ہوا اور فلم انڈسٹری پر بہت منفی اثرات پڑے ۔ چنانچہ فلمسازوں نے حالات کی نزاکت بھانپ لیا اور اُردو فلمی صنعت کا سارا رجحان پنجابی فلموں کے طرف مڑتا چلا گیا،ساتھ ہی ساتھ پشتو فلموں نے بھی زور پکڑا۔اُردو فلمیں بننا کم ہوئیں اور اداکاروں نے اپنا معاوضہ بہت بڑھا دیا،مشرقی پاکستان میں اُردو فلمیں بننا بند ہوگئیں ،جس کے باعث اُردو فلمی نغمات میں بھی کمی آتی چلی گئی۔ اُردو فلموں کی کم یابی کے باعث صف اول کے نغمہ نگار فلمی صنعت سے الگ ہونا شروع

ہو گئے۔

۱۹۶۰ کی دہائی پاکستانی فلمی صنعت کے لئے بے حد خوش قسمت رہی۔ اس دور میں درجن بھر فلمی شاعر اور نغمہ نگار سامنے آئے، جنہوں نے لازوال گیت تخلیق کئے۔ صہبا اختر نے فلم ''پروفیسر'' میں، مسرور انور نے فلم ''بچارن'' میں، حمایت علی شاعر نے فلم ''آنچل'' میں، خواجہ پرویز نے فلم ''رواج'' میں۔ موج لکھنوی نے فلم ''مسٹر ایکس'' میں، ریاض الرحمٰن ساغر نے فلم ''عالیہ'' میں، شیھی فاروقی نے فلم ''بارہ بجے'' میں، کیف رضوانی نے فلم ''لاڈلا میں، دُکھی پریم نگری نے فلم ''لاکھوں فسانے'' میں، یوسف ہمدم نے فلم ''تم سا نہیں دیکھا'' میں، سعید گیلانی نے فلم ''دل اور دُنیا'' اور تسلیم فاصلی نے فلم ''عاشق'' میں گیت لکھ کر فلمی دُنیا میں قدم رکھا۔

مشرقی پاکستان میں جب اُردو فلمیں بننا شروع ہوئیں تو بہت سے نغمہ نگار اُبھر کر سامنے آئے، جن میں شاعر صدیقی، فلم ''ہمسفر''۔ سرور بارہ بنکوی، فلم ''چندا''۔ اختر یوسف، فلم ''گوری''۔ عشرت کلکتہ وی، فلم ''تلاش''۔ بی اے دیپ (بشیر احمد) نے فلم ''کاروان'' میں گیت لکھ کر فلمی زندگی کا آغاز کیا۔

> ''ساٹھ ہی کی دہائی میں جوش ملیح آبادی نے فلم ''آگ کا دریا'' میں تقریباً بیس سال بعد فلموں کے لئے گیت لکھنے کی حامی بھری اور اس فلم میں یادگار گیت تحریر کئے۔ آگ کا دریا کے تمام گیت باکس آفس پر بے حد مقبول ہوئے جس میں جوش صاحب کا لکھا اور نور جہاں کا گایا ہوا یہ گیت ''ہوا سے موتی برس رہے ہیں'' بھی بے حد مقبول ہوا۔ تاہم اس فلم کے بعد فلمسازوں کے پرزور اصرار پر بھی جوش صاحب نے فلموں میں گیت لکھنے سے انکار کر دیا۔'' (۱۴)

''آگ کا دریا'' کی موسیقی غلام نبی عبداللطیف نے دی تھی۔ ساٹھ کی دہائی ہی میں فلمی نغمہ نگار نخشب اور شیون رضوی بھی بھارت سے پاکستان آ گئے، جنہوں نے بھارتی فلموں میں بڑے ہی مقبول گیت تحریر کئے تھے۔ کراچی کی فلمی صنعت نے بھی بہت سے کامیاب فلمی شاعر متعارف کروائے جن میں سے تسلیم فاصلی، حمایت علی شاعر، کلیم عثمانی اور مسرور انور شامل ہیں، یہ شعراء بعد میں لاہور منتقل ہو گئے۔ کراچی کے دیگر فلمی شاعروں میں، عاجز بدایونی، یزدانی جالندھری، فدا یزادانی، بزم انصاری، وجد چغتائی اور آرزو اکبر آبادی جیسے نام شامل ہیں، لیکن یہ لوگ بہت زیادہ پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ فیض احمد فیض نے فلم ''جاگو ہوا سویرا'' اور ''دُور ہے سکھ کا گاؤں'' نامی دو فلموں کے لئے گیت لکھے جو مشرقی پاکستان میں بنیں۔ مگر بدقسمتی سے ''جاگو ہوا سویرا'' باکس آفس پر فلاپ ہو گئی، جب کہ ''دُور ہے سکھ کا سویرا'' نامکمل رہی۔ اس کے بعد فیض صاحب نے

کبھی فلموں میں گیت نہیں لکھے۔

مشیر کاظمی نے فلم ''دوپٹہ'' اور احمد راہی نے فلم ''باجی'' کے لئے گیت لکھ کر مقبولیت حاصل کی۔ حبیب جالب جو کہ ایک انقلابی شاعر تھے اُنہوں نے فلم ''زرقا'' میں لازوال گیت تحریر کئے، جن میں سے اسی فلم کا ایک گیت تھا جسے مہدی حسن خان نے گایا تھا، نغمہ تھا:

تُو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی　　　رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

سیف الدین سیف کا فلمی زمانہ قتیل شفائی اور طفیل ہوشیار پوری کا زمانہ تھا۔ سیف الدین سیف نے فلم ''سات کالاکھ''۔ ''وعدہ'' اور'' امراؤ جان'' ادا کے لیے یادگار گیت تخلیق کئے۔ انہوں نے اُردو اور پنجابی فلمیں بھی پروڈیوس کیں۔ فضل احمد کریم فضلی اور صبا فاضلی نے اپنی اپنی فلموں کے لئے گیت لکھے۔ فضلی صاحب کا فلم ''وقت کی پکار'' کا گیت جو مہدی حسن اور مالا نے نثار بزمی کی موسیقی میں الگ الگ گایا تھا، بے حد مقبول ہوا۔ ''جان من آج تو جو پاس نہیں''۔

(V) پاکستانی پنجابی فلمیں:

یہاں پنجابی گیتوں کے چند شاعروں کا بھی سرسری ذکر کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، ان شعرا نے بڑی تعداد میں پنجابی فلموں کے مقبول ترین گیت لکھ کر سامعین کی ایک بڑی تعداد کے دل جیت لئے اور فلمی موسیقی کی جانب لوگوں کی توجہ مبذول کروانے میں ان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستانی کی پہلی پنجابی فلم ۱۹۴۹ء میں فلمساز و ہدایت کار، اداکار نذیر نے ''پھیرے'' کے نام سے بنائی۔ اس فلم کے تمام گیت جی اے چشتی نے لکھے اور کمپوز کئے۔ یہ فلم بزنس کے لحاظ سے بھی بہت کامیاب رہی اور اسے پاکستان کی پہلی سلور جوبلی فلم کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ اس فلم کا ایک گیت منور سلطانہ کی آواز میں بہت مقبول ہوا ''مینوں رب دی سوں تیرے نال پیار ہوگیا وے چنا سچی مچی''۔ اور ''نی کی کیتا تقدیرے توں رول بیٹھے دو ہیرے''۔ پنجابی فلموں کے شاعروں میں وارث لدھیانوی، حزیں قادری، احمد راہی اور بابا عالم سیاہ پوش کے نام بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ پنجابی فلموں میں دو اور اہم نام بھی شامل کئے جاتے ہیں، پہلا نام ایف ڈی شرف کا ہے جب کہ دوسرا نام صحرائی گورداسپوری کا ہے۔ ایف ڈی شرف نے فلم ''چن وے'' کے گیت لکھے، اور بہت مقبولیت پائی۔ صحرائی نے صرف آدھی درجن پنجابی فلموں کے لئے گیت لکھے لیکن زیادہ مقبول نہ ہو سکے۔

(VI) پاکستانی فلمی نغمہ نگار:

پاکستان بننے کے بعد دو اہم نام ایسے ہیں جو بمبئی بھارت سے پاکستان آ گئے اور انہوں بہت نام کمایا۔

تنویر نقوی بمبئی میں فلم ''انمول گھڑی'' کے مقبول عام گیت کے خالق تھے۔اس کے علاوہ ان کے کریڈٹ میں ''لیلی مجنوں'' اور'' شیریں فرہاد'' قابل ذکر فلمیں ہیں۔جب کہ دوسرا اہم نام ناظم پانی پتی کا ہے، جنھوں نے فلم'' مجبور'' کے گیت لکھے تھے اور ہندوستان بھر میں شہرت حاصل کی تھی۔ناظم پانی پتی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کا لکھا ہوا گیت لتا منگیشکر نے فلموں کے لئے ماسٹر غلام حیدر کی موسیقی میں پہلی بار گایا، بول تھے۔''دل میرا توڑا، مجھے کہیں کا نہ چھوڑا تیرے پیار نے''۔ولی صاحب بھی ۱۹۵۳ء میں پاکستان آ گئے تھے، ولی صاحب بنیادی طور پر نغمہ نگار ہی تھے مگر بعد میں اُنہوں نے فلموں کی ہدایت کاری شروع کر دی تھی، اور صرف اپنی فلموں کے لئے گیت لکھا کرتے تھے ورنہ پہلے وہ ایک مصروف گیت کار ہی تھے۔ان کی لکھی ہوئی ایک نعت لاہور ریڈیو سے شمشاد بیگم کی آواز میں ریکارڈ ہوئی، جواُن کی شہرت کا باعث بنی، نعت تھی۔'' پیغام صبا لائی ہے دربار نبیؐ سے، آیا ہے بلاوا مجھے سرکار نبیؐ سے''۔

پاکستان کی فلمی دُنیا میں شباب کیرانوی کا نام معروف فلمساز کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، انہوں نے ہدایت کاری کے ساتھ ساتھ نغمہ نگاری بھی کی اور اپنی کئی فلموں کے گیت بھی خود ہی لکھے۔اُن کے مقبول گیتوں کی کثیر تعداد ہے۔نور جہاں کی آواز میں اُن کا لکھا ہوا ایک گیت تو بے حد مقبول ہوا۔گیت تھا۔''تُو جہاں کہیں بھی جائے میرا پیار یاد رکھنا''۔مشہور بزرگ شاعر ظہیر کاشمیری بھی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے ابتدائی دنوں میں فلموں کے لئے گیت لکھتے رہے، اُنہوں نے ۱۹۴۰ سے لاہور میں بننے والی فلموں کے لئے گیت لکھے، مگر وہ فلمی دُنیا میں گیت نگاری میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

پاکستانی فلمی دُنیا میں نغمہ نگاری کے حوالے سے جو نام معتبر مانے جاتے ہیں اُن میں قتیل شفائی، طفیل ہوشیار پوری، سیف الدین سیف، احمد راہی، تنویر نقوی، خواجہ پرویز، مسرور انور، فیاض ہاشمی اور تسلیم فاضلی کے نام بے حد اہمیت حامل ہیں۔ان لوگوں نے قریباً ۲۵ سال تک اپنے فن کا سکہ جمائے رکھا۔تسلیم فاضلی کا زمانہ کچھ کم ہے لیکن اُن کے کریڈٹ پر سینکڑوں مقبول گیت ہیں۔مگر اُن کا لکھا یہ گیت تو امر ہے،''سو برس کی زندگی میں ایک پل، تُو اگر کرلے کوئی اچھا عمل''۔فلمی نغمہ نگاروں کے علاوہ فلمسازوں نے بہت سے ادبی شعراء کی تخلیقات کو فلموں میں شامل کیا بلکہ کبھی کبھار کسی غیر فلمی شاعر سے گیت لکھوائے بھی گئے۔جیسے صوفی تبسم کی ایک غزل، رشید عطرے کی موسیقی میں نسیم بیگم کی آواز میں فلم'' شام ڈھلے'' میں شامل کی گئی۔غزل تھی''سو بار چمن مہکا ،سو بار بہار آئی، دُنیا کی وہی رونق دل کی وہی تنہائی''۔منیر نیازی کی دو غزلیں فلم ''شہید'' اور'' سسرال'' میں شامل کی گئیں۔فلم'' شہید'' میں غزل'' اُسے بے وفا کا شہر ہے اور ہم ہیں دوستو'' اور فلم'' سسرال'' میں، جا اپنی

حسرتوں پہ آنسو بہا کے سو جا'' اور ''جس نے میرے دل کو درد دیا اُس شکل کو مَیں نے بھلا یا نہیں'' شامل گئی گئیں۔

محسن نقوی نے فلم ''بازارِ حسن کے لئے نغمات لکھے۔ ساغر صدیقی نے فلم ''سرفروش'' کے لئے ایک گیت لکھا جس کے بول ہیں۔'' میرا نشانہ دیکھے زمانہ، تیر پہ تیر چلاوں''۔ استاد دامن سے بھی کبھی کبھار فلمسازوں نے گیت لکھوائے، اُن کا ایک گیت پنجابی فلم ''چن وے'' میں کافی مقبول ہوا۔گیت تھا ''تو بیج جا منڈیا موڑتوں''۔ ''احسان دانش کی مشہور نظم کو شباب کیرانوی نے اپنی فلم ''فسانہ دل'' میں شامل کیا۔نظم تھی۔

رو رو کے گزرتی ہیں راتیں آنکھوں میں سحر ہو جاتی ہے

بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے''

فیض احمد فیض کی مشہور نظم فلم ''قیدی'' میں موسیقار رشید عطرے نے شامل کی، نظم تھی، گلوکارہ میڈم نور جہاں تھیں، نظم تھی ''مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ''۔فلمی گیتوں میں موسیقی کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، پاکستانی موسیقاروں اور گلوکاروں نے ہندوستان و پاکستان کی فلمی موسیقی کے حوالے سے بہت نام اور مقام حاصل کیا۔متحدہ ہندوستان میں کلکتہ، بمبئی، اور مدارس کے ساتھ ساتھ لاہور کے مرکز نے سارے ہندوستان کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔ لاہور کے موسیقاروں نے اپنے گیتوں سے برصغیر پاک وہند میں دُھوم مچا دی۔ خاص طور پر ماسٹر غلام حیدر، فیروز نظامی، اور خواجہ خورشید انور نے اُس دور میں بہت شہرت حاصل کی، تقسیم کے بعد یہ موسیقار پاکستان آ گئے۔ پاکستان بننے کے بعد جن موسیقاروں بے بہت نام کمایا اُن موسیقاروں میں بابا چشتی، رشید عطرے، ماسٹر عنایت، ماسٹر عبداللہ، تصدق حسین، خلیل احمد، صفدر حسین، کمال احمد، صلاح الدین دیبو، سہیل رعنا، نثار بزمی، ناشاد، ایم اشرف، اور روبن گھوش کے نام بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ناشاد کا نام تقسیم سے پہلے بھی ہندوستانی سینما میں بہت مقبول تھا۔ دوسری طرف مشرقی پاکستان میں بھی کچھ موسیقاروں نے فلمی گیتوں کو پروان چڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اِن میں روبن گھوش، سبل داس، علی حسین، خان عطاء الرحمٰن، بشیر احمد، اور کریم شہاب الدین کے نام شامل ہیں۔ اِن لوگوں کے علاوہ بھی متحدہ پاکستان میں ہمیں ایسے بہت سے کپوزر اور موسیقار دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے بہت سے مقبول عام گیتوں کو تخلیق کیا اُن کا ذکر آگے آئے گا۔

پاکستانی فلمی گیتوں کے گلوکاروں کی بھی ایک طویل فہرست ہے، لیکن جن گلوکاروں نے پلے بیک سنگر کی حیثیت سے پاکستانی فلمی گیتوں میں نمایاں نام پیدا کیا، اُن میں، میڈم نور جہاں، مہدی حسن خان، سلیم

رضا، احمد رشدی، منور سلطانہ، زبیدہ خانم،نسیم بیگم،منیر حسین، رونا لیلہ، مالا بیگم ،بشیر احمد، مجیب عالم،مسعود رانا، کوثر پروین، آئرن پروین، اقبال بانو، عنایت حسین بھٹی، ناہید اختر، مہناز، اخلاق احمد،غلام عباس، افشاں اور اے نیر کے نام سرفہرست ہیں۔

(VII) ملکہ ترنم نور جہاں: نور جہاں کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ ایسی واحد گلوکارہ تھیں جنہیں نہ صرف ہندوستان و پاکستان کی فلمی دُنیا میں کام کرنے کے مواقع میسر آئے بلکہ اُنہوں نے ہندوستانی سینما کی ابتداء سے ہی فلموں میں اداکاری اورگلوکاری کرنے کا اعزاز حاصل کیا، وہ کے ایل سہگل اور پنکج ملک جیسے اولین گلوکاروں کی ہم عصر تھیں۔ یوں اُنہیں فلمی دُنیا میں اپنی آخری عمر تک تجربہ کار اور سنیئر ترین پلے بیک سنگر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اُنہوں نے کلکتہ سے آٹھ سال کی عمر میں گلوکاری کا آغاز کیا اور اپنا پہلا فلمی گیت ۱۹۳۳ء میں ایک پنجابی فلمی ''پنڈ دی کڑی'' کے لئے گایا۔ بمبئ میں فلم ''جگنو'' اور'' انمول گھڑی'' کے گیت گا کر نور جہاں نے سارے ہندوستان کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔ ''جگنو'' اور'' انمول گھڑی'' سے پہلے اُنہوں نے ۱۹۴۲ء میں لاہور میں بننے والی فلم'' خاندان'' کے گیتوں کے حوالے سے دُھوم مچا دی تھی۔ نور جہاں نے اس فلم میں پہلی مرتبہ بطور ہیروئن کام کیا تھا۔اِس کے علاوہ اُنہوں نے فلم''دل''۔''دوسری ماں ''اور'' گاؤں کی گوری'' کے لئے بھی گیت گائے جن کی یاد آج بھی لوگوں کے ذہنوں میں تازہ ہے۔

پاکستانی فلمی گیتوں کا اہم زمانہ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۷ء تک اہم مانا جاتا ہے، تاہم پاکستانی فلموں کا سنہری دور ۱۹۵۶ سے ۱۹۶۶ تک اہم ترین سمجھا جاتا ہے تاہم اس دور کے فلمی گیتوں نے مقبولیت کے ایسے ریکارڈ قائم کئے جو بھلائے نہیں بھولتے۔ ہندوستانی فلمی گیت مضبوط بنیادوں پر براجمان تھے،لیکن پاکستانی فلمی گیتوں اُسکے شاعروں ،گلوکاروں اور موسیقاروں نے نہ صرف اُن کے مقابل اپنے فن کا لوہا منوایا، بلکہ اِن ادوار میں کئی بار مقبولیت میں ہندوستانی فلمی موسیقی کی ہم سری بھی کی۔

پاکستانی سینما کی دو دہائیاں یعنی ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء اپنے مقبول گیتوں کی وجہ سے یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان بیس سالوں کے عرصے میں یہاں کی فلمی دُنیا کا دامن مقبول گیتوں سے بھر گیا، اس زمانے میں ہندو پاک میں بننے والی فلمیں اپنے خوبصورت گیتوں کی وجہ سے زبردست مقبولیت پاتی تھیں۔ خاص طور پر ساٹھ اور ستر کی دھائیوں میں فلمی گیتوں کے حوالے سے ہندو پاک میں بڑے بڑے نامور موسیقار سامنے آئے ۔ بھارت میں نوشاد، شنکر جے کشن، ایس ڈی برمن، مدن موہن اور او پی نیئر اور کئی دوسرے نام شامل ہیں جنہوں نے بھارتی موسیقی کو چار چاند لگا دیئے اور ایسی بھر پور میلوڈی دُھنیں ترتیب دیں کہ موسیقی کے حوالے سے یہ دور

عہد ساز بن گیا۔ اسی زمانے میں پاکستان میں فیروز نظامی، خواجہ خورشید انور، ماسٹر تصدق، رشید عطرے، ماسٹر عنایت، جی اے چشتی، سہیل رعنا، اور ان جیسے کچھ دوسرے نام سامنے آئے جن کے لاجواب گیتوں کو پاکستانی فلمی دُنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ان کے گیتوں نے پاکستان ہی میں نہیں بلکہ موسیقی کے حوالے سے تمام اُردو دُنیا میں دُھوم مچا دی۔

۱۹۷۷ کی سب سے یادگار فلم ''آئینہ'' جو نغموں کے حوالے سے تو یاد رکھے جانے کے قابل ہے ہی، لیکن باکس آفس پر بھی اس نے گذشتہ تمام فلموں کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ ایک ریکارڈ کے مطابق یہ فلم کراچی کے سینماؤں میں چار سو ہفتے مسلسل لگی رہی۔ ندیم شبنم کی جوڑی نے اس فلم سے بے حد مقبول ہوئی جس نے بعد میں بہت سی یادگار فلموں میں اکٹھے کام کیا۔ ملک میں آمریت کے قیام اور ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد ملک میں سیاسی بدنظمی اور غیر یقینی صورت حال کے باعث اس سال فلموں کی تعداد گھٹ کا (۸۴) رہ گئی تھی۔ فلم ''آئینہ'' ۱۸، اکتوبر ۱۹۷۷ سے ۱۴، جنوری ۱۹۸۲ تک مسلسل کراچی کے سینما گھروں میں چلتی رہی۔ اے آر شمسی کی اس فلم کی ڈائریکشن نذر السلام نے دی تھی۔ نغمہ نگاروں میں تسلیم فاضلی اور اختر یوسف شامل ہیں موسیقی روبن گھوش نے دی تھی۔ گانے والوں میں مہدی حسن، مہناز، نیرہ نور، اخلاق احمد، اور عالمگیر شامل ہیں۔ چند گیت دیکھئے:

کبھی مَیں سوچتا ہوں کچھ نہ کچھ کہوں پھر یہ سوچتا ہوں	مہدی حسن
مجھے دل سے نہ بھلانا، چاہے روکے یہ زمانہ	مہدی حسن
مجھے دل سے نہ بھلانا، چاہے روکے یہ زمانہ	مہناز۔ عالمگیر
مجھے دل سے نہ بھلانا، چاہے روکے یہ زمانہ	نیرہ نور
روٹھے ہو تم، تم کو کیسے مناؤں پیا، بولو نا	نیرہ نور
وعدہ کرو ساجنا، چھو کے مجھے تم ابھی	مہناز، عالمگیر،
حسیں وادیوں سے یہ پوچھو	مہناز، اخلاق احمد

۷۷ کی فلموں میں سریلے گیتوں کی ایک فلم شمع محبت'' بھی تھی۔ جس کی موسیقی بھی ایم اشرف نے دی۔ شاعر تھے۔

مَیں چھپا سکوں گا کیسے ترے پیار کو جہاں سے	مہدی حسن
تُو شمع محبت ہے مَیں ہوں تیرا پجاری	اسد امانت علی خان

میرے محبوب کا آیا ہے محبت نامہ　　　　ناہید اختر

''میرے حضور'' کا ایک گیت، جو ۱۹۷۷ء کے سال منظر عام پر آیا، اس گیت کو میڈم نور جہاں اور مہدی حسن نے الگ الگ گایا، اپنے وقت کا بے حد مقبول گیت تھا۔ بول تھے ''ہماری سانسوں میں آج تک وہ حنا کو خوشبو مہک رہی ہے۔''

فلم ''عشق عشق'' کے دو گیت مہدی حسن کی آواز میں مقبول ہوئے، کمال احمد نے ان کی موسیقی دی تھی۔ دو گیت یہ ہیں

عشق سچا ہے تو پھر وعدہ نبھانا ہوگا، تجھ کو آنا ہوگا　　　　مہدی حسن/ مہناز

نینا رے نینا تم ہی بُرے　　　　مہدی حسن

فلم '' پہلی نظر'' کی دو گیت میڈم نور جہاں کی آواز میں بہت مقبول ہوئے۔ قتیل شفائی ان نغموں کے خالق تھے۔ دُھن ماسٹر عنایت کی بنائی ہوئی تھی۔ بول تھے۔

دُنیا کب چُپ رہتی ہے کہنے دے جو کہتی ہے　　　　میڈم نور جہاں

ساجنا رے کیوں بھیگے تورے نین　　　　میڈم نور جہاں

ڈائریکٹر حسن عسکری کی ایک فلم ''سلاخیں'' بھی بہت ہٹ فلم ثابت ہوئی اس فلم کا ایک گیت جسے مہدی حسن نے گایا بہت مقبول ہوا۔ ''تیرے میرے پیار کا ایسا ناطہ ہے دیکھ کے صورت تیری دل کو چین آتا ہے''۔ فلم ''عاشی'' کے دو گیت کا ذکر بھی ہوجائے جس کا ایک گیت غلام عباس اور ایک ناہید اختر کا گایا ہوا ہے۔ تسلیم فاصلی

کے لکھے ان گیتوں کی دُھنیں نذیر علی نے بنائی تھیں۔ بول ہیں ''پیار کبھی کرنا نہ کم مر جائے گی تری عاشی'' اور غلام عباس کا گایا گیت ''جانے تمنا، کب تک تم نہ پیار میرا پہچانو گے''۔

پاکستانی فلمی گیتوں کے سنہرے دور کے اس آخری سال ۱۹۷۷ء میں جب ضیا الحق نے جمہوری حکومت کو ختم کر کے مارشلا لگا دیا، اور نام نہاد اسلامی حکومت کا ڈھونگ رچا کر فلمی صنعت پر بہت سی پابندیاں لگا دیں۔ فلمسازی کے لئے رجسٹریشن کا قانون بنایا گیا۔ اور فلموں اور فلمی صنعت کے زوال میں آخری کیل ٹھونک دی۔ ۱۹۷۷ء کے سال ایک ہی فلم ''آئینہ'' نے گذشتہ فلمی ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس کے گانوں نے بھی بہت مقبولیت حاصل کی، روبن گھوش کی موسیقی میں شبنم اور ندیم کی اداکاری میں مہدی حسن اور مہناز کی آواز میں یہ گیت الگ الگ ریکارڈ کیا گیا۔ ''مجھے دل سے نہ بھلانا، چاہے روکے یہ زمانہ،، تیرے بن میرا جیون کچھ نہیں

''۔ بعد کے آنے والے سالوں میں گاہے گاہے فلمیں بنتی رہیں۔ ۱۹۸۴ میں (مس) کے نام کے اضافے کے ساتھ بہت سی فلمیں بننے لگیں، جن میں مس ہانگ کانگ، مس کولمبو وغیرہ، لیکن پاکستانی فلمی تاریخ کا جو زوردار اور شاندار تسلسل تھا وہ یکسر ٹوٹ گیا، پنجابی فلموں میں خون خرابے، لڑائی مارکٹائی اور تشدد سے بھرپور فلموں کا دور شروع ہوا، اور ایک ادبی، تہذیبی اور ثقافتی جھلک جواب تک پاکستانی فلموں میں دکھائی دیتی تھی وہ یکسر ختم ہو کر رہ گئی۔ ۸۰ میں کبھی کبھی ایک دو اچھی فلمیں بھی نظر آئیں جیسے بندش، لازوال جیسی نغمہ بار اور اچھی کہانیوں سے مزین فلمیں دکھائی دیں لیکن فلموں کی مجموعی فضا بدل کر رہ گئی۔ ۹۰ کی دھائی میں بلندی اور سرگم نام کی فلموں نے فلموں کی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کی کوشش کی مگر اس عمارت مین جو دراڑیں پڑ چکی تھیں اُنہیں سہارنا آسان نہ تھا۔ ابھی تک ۲۰۱۱ میں بھی ''بول'' نامی فلم کی اشتہار بازی کے باعث اسے آج کل خوب پذیرائی مل رہی ہیں جسے ایک قومی اخبار کی فلم کمپنی نے بنایا ہے، اُمید کی جاسکتی ہے کہ اگر اسی طرح فلم کی پروموشن کی جائے تو پاکستانی فلم انڈسٹری کے مردہ جسم میں زندگی کی حرارت پیدا ہوسکتی ہے۔ ابھی تک تو پاکستانی فلمیں دُنیا میں وہ زندگی دکھائی نہیں دیتی جو ۵۰، ۶۰، اور ۷۷ تک کی فلمی دُنیا میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم تھی۔ آج بھی پاکستانی سینما میں بھارتی سینما جیسی توانائی دیکھنے کے خواہش مند شائقین کی کمی نہیں۔ (۱۵)

حوالہ جات

(۱) علی عباس جلال پوری، سید، فلمی موسیقی، سہ ماہی، خدا کی بستی، شمارہ، اپریل تا ستمبر، لاہور، ۲۰۰۸، ص ۱۵،

(۲) http://en.wikipedia.org/wiki/Music_history_of_india

(۳) عنایت الٰہی، ملک، برصغیر کی موسیقی: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے اور بعد" لاہور،، مجلس ترقی ادب، س۔ن ص ۱۰

(۴) ایضاً

(۵) ایضاً

(۶) ایضاً، ص ۱۷

(۷) ایضاً، ص ۲۵

(۸) ایضاً، ص ۵۷

(۹) ایضاً ص ۸۲

(۱۰) مسعود حسن رضوی، سید، لکھنو کا عوامی اسٹیج اور اندر سبھا، لکھنو، کتاب نگر، ۱۹۵۷ء، ص ۳۷۳

(۱۱) عنایت الٰہی، ملک، برصغیر کی موسیقی: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے اور بعد، ص ۹۸

(۱۲) http://www.suhanegeet.com

(۱۳) زخمی کانپوری، پری چہرے، کراچی، مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۰

(۱۴) بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، اُردو گیت: تاریخ، تحقیق اور تنقید کی روشنی میں، کراچی، مکتبہ نیا دور، ۱۹۸۶ء، ص ۴۴۳

(۱۵) http://mazhar.dk/film/history/1977.htm

باب سوم

فلمی اردو گیت نگاری کے تخلیق کار

(ا) بولتی فلموں کا عہد:

فلموں میں آواز کی آمد ایک حیرت انگیز ایجاد تھی ۔ آواز کو فلم کے ساتھ پیش کرنے اور ناظرین سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ساونڈ کا اہتمام کیا گیا۔اور یہ ''بولتی تصویر'' Talking Pictures یا''Talkies'' کے طور پر مشہور ہوئیں ۔ اُس دور کے فلم بینوں کے لئے یہ ایک اچھوتا واقع اور حیرت انگیز تحفہ تھا۔اس نئی تکنیک کے آنے سے خاموش فلموں کا ایک عہد اختتام پذیر ہوا اور بولتی فلموں کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اب فلم بین اداکاروں کو آپس میں بات چیت کرتے ہوئے دیکھ سکتے تھے:

> ''۱۹۳۱ میں پہلی بولتی فلم ''عالم آراء'' منظر عام پر آئی۔ یہ نئے تصورات اور فنٹسی سے لبریز خوبصورت فلم تھی جس نے خاص طور آواز کی نئی تکنیک کے باعث ناظرین کے جذبات کو مسحور کرنے اور موسیقی کی خوبصورت دُھنوں کو ساعتوں تک پہنچا کے عوام کے دل جیت لئے ۔ یہ فلم ایک خوبصورت میلوڈی ڈرامہ ہی نہ تھی بلکہ اُس دور کے لحاظ سے ایک بڑی اور شاندار کامیابی تھی۔فلم امپریل مووی ٹون بمبئ کی جانب سے پیش کی گئی۔ یہ فلم ۱۴، مارچ ۱۹۳۱ کو میجسٹک سینما بمبئ میں پیش کی گئی۔فلم کے اداکاروں میں زبیدہ، وزیر محمد خان، پرتھوی راج کپور، ماسٹر وتھل ،اور زیلو کے نام شامل ہیں ۔فلم میں سات نغمے شامل کئے گئے اس کے موسیقار فیروز شاہ ایم مستری تھے۔عالم آرا میں پیش کیا گیا کام دلچسپ تھا اور اس میں بہت محنت کی گئی تھی۔ یہ فلم اگلی آئندہ آنے والی فلموں کے لئے ایک معیار، مثال اور ایک سانچے سے کم نہ تھی''۔(۱)

دوسری بولتی فلم تھی ''شیریں فرہاد'' تھی ، یہ فلم ۳۰ ،مئی ۱۹۳۱ کو پیش کئی گئی۔ اس فلم کو کلکتہ کے مدن تھیٹر کے مالک '' جے ، جے، مدن'' نے پیش کی ۔شریں فرہاد میں اٹھارہ گانے شامل کئے گئے، جب کے ۱۹۳۲ میں ریلز ہونے والی فلم ''اندرا صبا'' میں (۶۹) گانے شامل کرنے ریکارڈ ابھی تک قائم ہے یہ فلم بھی جے ، جے مدن نے کلکتہ مدن تھیٹر کے پلیٹ فارم سے پیش کی، اس فلم کے اداکاروں میں ماسٹر نثار، جہاں آرا، کاظم ، مس

سلواسیا، اور کچھ دوسرے شامل ہیں۔ ہندوستان میں پہلی رنگین فلم جو پیش کی گئی وہ ۱۹۷۳ کی فلم ''کشن کنہیا'' تھی جو امیریل فلم اینڈ کمپنی نے پیش کی۔ اسے موتی بی گدوانی نے ڈائریکٹ کیا تھا اور اس فلم کے موسیقار، رام گوپال پانڈے تھے۔ اس فلم میں دس گانے تھے جسے گراموفون ریکارڈر نے ریلیز کیا۔

ہندوستانی فلموں میں ساونڈ اور آواز نے موسیقی اور گانے پر زور دیا۔ عالم آرا کی غیر معمولی کامیابی نے بعد میں آنے والے ڈائیریکٹروں اور فلموں کو تقویت دی اور اپنے کام کی بدولت اُنھیں متاثر کیا۔ موسیقی اور فنتسی ہندوستانی فلموں کے اہم عناصر بن کر ہمیشہ کے لئے اس کا حصہ بن گئے خاص طور پر موسیقی کا عنصر ہندوستانی سنیما پر چھا گیا۔ فلموں کا نیا میڈم عوام الناس میں کامیابی کے ساتھ پہنچا اور فلم ڈائیریکٹرز زیادہ بے باک ہو گئے اور انہوں نے اس نئے میڈیم کے لئے نئے علاقے اور نئے رستے تلاش کر لئے۔ انہوں نے سماجی موضوعات کو زندہ کر کے ہر دن کے ساتھ اس میں بہتری اور مہارت پیدا کی۔

> ''وی ستنا رام نے اپنی ۱۹۳۴ کی فلم ''امریت مانتا'' میں مذہبی جنونیت اور معاشرے میں روا نا انصافیوں کو پیش کیا اور اپنے وقت کی آواز بن کر فلم کا حصہ بنا دیا۔ ۱۹۳۵ کی فلم ''دیوداس'' میں سماج کی روایتی جکڑ بندیوں اور معاشی استحرای قوتوں میں انسانی خودی اور فرد کی حیثیت منوانے کی تگ و دو دکھائی دیتی ہے۔ یہی دیوداس کا کردار بھارتی فلموں میں کئی بار پیش کیا گیا''۔ (۲)

(I) رومانی فلموں کے گیت:

تقسیم سے قبل جب بولتی فلموں کا آغاز ہوا تو فلموں میں رومان تصور اور فنتسی کو فلموں کا ایک کلیدی جز مان لیا گیا اور ہر فلم کی کہانی میں ایسے کردار تخلیق ہونے لگے جس میں عشق ومحبت کی کہانیاں بین السطور ساتھ ساتھ چلتی۔ یہ رویہ اس قدر راسخ ہوا کہ بعد میں جب سنیما کی تکنیک اور فن ماڈرن دور میں داخل ہو گیا تو یہی کلیدی عنصر فلم کا حصہ بنا رہا۔ کہانی خواہ کسی بھی موضوع پر ہوتی، عشق ومحبت کی کہانیاں فلم میں اپنی جگہ قائم رہتیں۔

کمرشل سنیما کا آغاز ہوتے ہی فلم بینی کا رجحان ہر طرف پھیل گیا، لوگوں کے لئے فلم ایک سستا اور آسان تفریح کا ذریعہ بن گیا۔ لوگ جوگ دو جوگ فلمیں دیکھنے کے لئے سنیما گھروں کا رُخ کرنے لگے۔ فلمی تجارت نے فن کاروں کی ایک بڑی تعداد کو اس شعبے کی طرف آنے پر مجبور کر دیا۔ فلمیں تاریخی نوعیت کی ہوتیں خواہ سماجی نوعیت کی، تاریخی ہوتیں یا سیاسی انداز کی، آرٹ ہوتی یا کمرشل رومانوی عنصر فلم بینوں کے لئے ٹانک

کا کام کرتا رہا۔ آج بھی یہ فارمولا نوے سے پچانوے فیصد فلموں پر لاگو ہوتا ہے۔ موسیقی چونکہ ابتدا سے ہی ہندو پاک کی فلموں کا جز و لاینفک تسلیم کر لی گئی تھی چنانچہ اسی مناسبت سے فلمی گیتوں کی دُھنیں ترتیب اور تشکیل دی جانے لگیں۔ آغاز سے لے کر آج تک جو کمرشل فلمیں تجارتی بنیادوں پر بنائی جاتی ہیں وہ خصوصیت سے رومانوی فلموں کی ذیل میں آتی ہیں۔

رومانوی فلموں کا پیرامیٹر زیادہ تر فارمولا ہوتا ہے لیکن اچھے فلم ساز ہمیشہ اچھی کہانیاں، پسندیدہ اور دلچسپ موضوعات لے کر آتے ہیں جن سے فلم بینوں کو لبھایا اور فلم کی جانب متوجہ کیا جا سکے۔ ابتدا ہی سے رومانوی فلموں میں مقابلے کا رجحان نشو ونما پا گیا اور فلم ساز اور فلم ڈائریکٹر اس جانب خصوصی توجہ دینے لگے چنانچہ جلد ہی ''انداز'' اور ''برسات'' جیسی فلمیں منظر عام پر آئیں جن کی فلمی کہانیوں نے ہی نہیں بلکہ فلمی موسیقی نے عوام کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

رومانی فلموں سے پاک و ہند کی فلم کا جو سفر شروع ہوا وہ آج کی فلم کے دور تک آتے آتے بہت تبدیل ہوگیا۔ آج کی بھارتی اُردو فلمیں جسے ہندوستان کی سرکاری زبان میں ہندی فلمیں کہا جاتا ہے ہالی وڈ کی فلموں کی تکنیک سے بہت حد تک متاثر ہیں۔ ان فلموں میں بھی محبت اور رومان کا عنصر قائم رکھا گیا ہے۔ جن رومانوی فلموں نے اپنے دور میں بہت شہرت حاصل کی اُن میں چند ایک فلموں کا ذکر کرنا اہمیت سے خالی نہیں۔ ہندوستان کی اہم رومانوی فلموں میں انمول گھڑی (۱۹۴۶)، بیجو باورا (۱۹۵۲)، شری ۴۲۰ (۱۹۵۵)، برسات (۱۹۵۶)، کشمیر کی کلی (۱۹۶۴)، مغل اعظم (۱۹۶۰)، کٹی پتنگ (۱۹۷۰)، پاکیزہ (۱۹۷۰)، امر پریم (۱۹۷۱)، ابھیمان (۱۹۷۳)، بابی (۱۹۷۳)، شعلے (۱۹۷۵)، کبھی کبھی (۱۹۷۶)، مقدر کا سکندر (۱۹۷۸)، سلسلہ (۱۹۸۱)، امراؤ جان (۱۹۸۱)، پریم روگ (۱۹۸۲)، رضیہ سلطان (۱۹۸۲)، ساجن (۱۹۹۱)، دل والے دلہنیا لے جائیں گے (۱۹۹۵)، دل تو پاگل ہے (۱۹۹۷)، محبتیں (۱۹۹۷)، قیامت سے قیامت تک (۱۹۹۸)، کچھ کچھ ہوتا ہے (۱۹۹۸)، تال (۱۹۹۹)، ہم دل دے چکے صنم (۱۹۹۹)، دیوداس، (۲۰۰۲)، کل ہو نہ ہو (۲۰۰۳) ویرزارا (۲۰۰۴)، راجہ ہندوستانی، فنا (۲۰۰۶)، اوم شانتی اوم (۲۰۰۷)، جودھا اکبر (۲۰۰۸)، رب نے بنا دی جوڑی (۲۰۰۸) اور کاغذ کے پھول وغیرہ جیسی فلمیں شامل ہیں۔

پاکستان میں بھی اسی چلن کا تسلسل قائم رہا اور قیام پاکستان کے بعد جو پہلی فلم ''تیری یاد'' کے نام سے بنی، ایک رومانوی فلم ہی تھی اگر چہ یہ فلم ناکام ثابت ہوئی لیکن بعد میں آنے والی فلمیں بھی رومانٹک اور تجارتی بنیادوں پر ہی بنائی گئیں۔ جن پاکستانی فلموں نے عوام میں خاص طور پر کامیابیاں حاصل کیں اُن میں دوپٹہ

،(۱۹۵۲)، گمنام (۱۹۵۴) ، انتظار (۱۹۵۶)، سرفروش (۱۹۵۶)، سات لاکھ (۱۹۵۷)، انارکلی (۱۹۵۸)، کوئل (۱۹۵۹)، نیند (۱۹۵۹)، غالب (۱۹۶۱)، موسیقار (۱۹۶۲)، گھونگھٹ (۱۹۶۲)، باجی (۱۹۶۳)، نائیلہ (۱۹۶۵)، ارمان (۱۹۶۶)، دوراھا (۱۹۶۷)، دیور بھابھی (۱۹۶۷)، دل میرا دھڑکن تیری (۱۹۶۸)، سالگرہ (۱۹۶۹)، عندلیب (۱۹۶۹)، زرقا (۱۹۶۹)، دوستی (۱۹۷۱)، امراو جان ادا (۱۹۷۲)، بہارو پھول برساؤ (۱۹۷۲)، دامن اور چنگاری (۱۹۷۳)، دل لگی (۱۹۷۴)، میرا نام ہے محبت (۱۹۷۵)، شبانہ (۱۹۷۶)، آئینہ (۱۹۷۷)، بندش (۱۹۸۰)، سرگم (۱۹۹۵) خاص طور پر قابل ذکر فلمیں ہیں۔

(II) محبت اور رُومان کے گیت:

اُردو شعری ادب ہی میں نہیں بلکہ گیتوں اور خاص طور پر فلمی گیتوں میں تو محبت ایک دائمی جذبہ بن کر ظہور پذیر ہوتی ہے۔ فلم کی ہر کہانی محبت کی کہانی ہے، کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں دو چاہنے والے دل ایک دوسرے کو تلاش کر لیتے ہیں اور محبت کی سدا بہار داستان کا آغاز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اظہار محبت، سے لے کر وصال اور پھر فراق و جدائی کی نہ ختم ہونے والی کہانیاں جنم لیتی ہیں۔ فلمی شاعر اس موقعے کا فائدہ اٹھا کر ہزار انداز سے ان کفیات کو اپنے قلم میں محفوظ کرتے چلے آئے ہیں۔ محبت کرنے والا دل پکار اُٹھتا ہے ''مجھے جان سے بھی پیار محبوب مل گیا ہے'' تو کبھی مجروح سلطان پوری کے بقول ''چھپا لو دل میں یوں پیار میرا کہ جیسے مندر میں لو دیے کی''۔ غرض عشق و محبت کی آگ جب بھڑکتی ہے تو بجھائے نہیں بجھتی۔ فلمی نغمہ نگار اس صورت حال کا خوب فائدہ اُٹھا کر خوبصورت گیت تخلیق کرتے رہے ہیں، محبت کے باہمی معاملات کے حوالے سے کچھ گیت دیکھیے۔

گیت	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مشکل ہے بہت مشکل، چاہت کا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطان پوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
مجھے کسی سے پیار ہو گیا	۱۹۵۶	برسات	جلال ملیح آبادی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
چھپا لو دل میں یوں پیار میرا کہ جیسے	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا۔ ہمنت کمار
پیار دیوانہ ہوتا مستانہ ہوتا ہے، ہر	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار

اگر میں بتادوں میرے دل میں کیا	۱۹۷۰	آنسو بن گئے موتی		عنایت حسین	رونا لیلہ
چلتے چلتے یونہی کوئی مل گیا تھا	۱۹۷۱	پاکیزہ	مجروح سلطان پوری	غلام احمد	لتا منگیشکر
مجھے جان سے پیارا محبوب مل گیا	۱۹۷۴	دل لگی			مجیب عالم
جانے کیسے کب کہاں اقرار ہوگیا	۱۹۸۲	شکتی	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا۔کشور کما
دل میں لے کر تمہاری یاد چلے	۱۹۹۰	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
عشق بنا کیا جینا یارا عشق بنا کر مرنا	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	کویتا کرشنا مورتی

(III) محبوب کی حسن و تعریف کے گیت:

تعریف کروں کیا اس کی جس نے	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیئر	محمد رفیع
تم تو پیار ہو، سجنا تم تو پیار ہو	۱۹۶۳	سہرا	حسرت جے پوری	رام لعل	لتا، رفیع
اے پھولوں کی رانی، بہاروں کی ملکہ	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
چندن سا بدن چنچل چتون	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیانت جی آنند جی	مکیش
یوں کھو گئے تیرے پیار میں ہم اب	۱۹۷۰	افسانہ	نامعلوم	ناشاد	مجیب عالم
رفتہ رفتہ وہ میری ہستی کا ساماں ہوگئے	۱۹۷۵	زنجیر	نامعلوم	ایم اشرف	مہدی حسن
یہ تیرا نازک بدن ہے یا کوئی	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
سوہنا تینوں رب نے بنایا، جی کرے	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔ادت
تجھ میں رب دکھتا ہے یارا میں کیا	۲۰۰۹	رب نے بنادی جوڑی	جئے دیپ سہانی	روپ کمار راٹھور	سکھ ویندر سنگھ

(IV) عہد و پیمان اور ملاقاتوں کے گیت:

چپ چپ کھڑے ہو ضرور کوئی بات	۱۹۴۹	بڑی بہن	قمر جلال آبادی	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر، پریم لتا
یہ زندگی اُسی کی ہے جو کسی کا ہوگیا	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتل کر رام چندر	لتا منگیشکر
ہاں اسی موڑ پر اس جگہ بیٹھ کر تم	۱۹۶۶	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
اچھا تو ہم چلتے ہیں پھر کب ملو	۱۹۷۰	آن ملو سجنا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا۔کشور کمار
تم مجھے یوں بھلا نہ پاؤ گے	۱۹۷۰	پگلا کہیں کا	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع

محبت کی قسم تم کو کئے وعدے وفا کرنا	۱۹۷۱	سلام محبت	نامعلوم	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
زندگی میں تو سبھی پیار کیا کرتے ہیں	۱۹۷۳	عظمت	قتیل شفائی	ناشاد	مہدی حسن
تجھے پیار کرتے کرتے میری عمر	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
آپ کہیں اور ہم نہ آئیں، ایسے تو	۱۹۷۸	دیس پردیس	امیت کھنہ	راجیش روشن	لتا منگیشکر
میرے ہم سفر میرے پاس آ، ہمیں	۲۰۰۰	رفیوجی	جاوید اختر	انو ملک	الکا، سونو نگم

(V) نیند، سپنے اور خواب کے گیت:

دو نینوں میں آنسو بھرے ہیں، نندیا	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر۔ڈی۔ برمن	لتا منگیشکر
موہے آنکھوں میں بس گیا کوئی رے	۱۹۵۶	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
ٹوٹے ہوئے خوابوں نے ہم کو یہ	۱۹۵۸	مدھومتی	نامعلوم	سلیل چوہدری	محمد رفیع
خواب بن کر کوئی آئے گا تو نیند	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر

(ب) کمرشل سنیما:

۱۹۶۰ میں جبؔ! رنگین فلم کی تکنیک باقاعدگی کے ساتھ فلم کا حصہ بنی اور فلم سازوں کے لئے اس کے آلات قابل خرید ہوئے تو سنیما عوام الناس کے لئے ایک حقیقی تفریح کا ذریعہ بن کا سامنے آیا۔لوگ فلم کو قابل حصول تفریح میں شمار کرنے لگے اور فلم کی مانگ بڑھنے لگی۔ وقت کے ساتھ ٹیلی ویژن لوگوں کی زندگی کا حصہ بن گیا اور نو دولتیوں کے سنیما ہال ہر جگہ نظر آنے لگے۔ان تبدیلیوں کے ساتھ تعلیم کے لئے ٹرانسپورٹ اور جدید زندگی کی سہولتوں اور اُن کا حصول ہمارے سماج کا حصہ بننے لگے اور ایک سماجی تفریق سنجیدہ مسئلہ بن گئی ۔فلم انڈسٹری میں کثیر سرمایہ لگایا جانے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے نئی اکیسویں صدی کے ''کارپوریٹ'' گھروں کی رقم فلم انڈسٹری میں لگائی جانے لگی۔

ایک نئی تبدیلی ۱۹۷۰ کی دھائی میں اُس وقت آئی جب فلم ساز اور فلم بینوں نے فیصلہ کن حد تک مسائل سے گریزاں فلموں کا تقاضا کرنا شروع کیا لیکن ڈائیریکٹر، پرڈیوسر اور اداکار معیاری اور کوالٹی فلمیں بنانا چاہتے تھے، اس حوالے سے اس دور میں سنیما دو طرح کی فلمی مزاج میں تقسیم ہو گیا جس میں ایک طرف کمرشل اور تجارتی فلمیں بننے لگیں اور دوسری اس کے متوازی آرٹ فلمیں، چنانچہ یہ اختلاف اور فلم بینی کا رویہ آج بھی ایک پُل اور حد فاصل کی حیثیت سے فلم انڈسٹری کو آپس میں جوڑتا بھی ہے اور ایک دوسرے سے جدا بھی کرتا ہے۔

۱۹۷۰ کی دہائی اس بات کی گواہ ہے کہ اس دور میں چند بے حد عمدہ اور یادگار فلمیں تخلیق ہوئیں اور اس میں چند بہت زبردست اداکار اور ستارے بالی وڈ کے بام پر جھلملانے لگے۔ ان بہت ہی اہم سالوں میں ہندوستانی سنیما کا ارتقا ایک اہم اونچائی پر دکھائی دینے لگا اور کمرشل سنیما میں فلمی ستاروں کی درجہ بندی ہونے لگی۔ کمرشل فلموں میں فارمولا سسٹم کو کامیابی سے برتنے اور اس کے خدوخال چند نئی اختراعات کے ساتھ اپنانے کا رواج عام ہونے لگا اور اس فارمولے کو تمام مقامی کمرشل سنیما نے بھی اپنانا شروع کر دیا۔

پاک و ہند کی کمرشل فلموں میں زندگی کو اس طور پر دکھایا گیا کہ برصغیر کا سماج اپنی پہچان منوا سکے اور یہ اس طرح پیش کیا گیا کہ پیچیدہ اور تبدیل ہوتی ہوئی زندگی کے تجربات اس میں سما سکیں۔ اس میں نفسیاتی اُلجھنوں اور سماجی شعور کی عکاسی کمرشل فلموں کی ڈیمانڈ بننے لگی یہ رویہ عوام میں مقبول ہونے لگا اور یہی کمرشل فلموں کی شاندار کامیابی تھی، اپنے اس اچھوتے امتزاج کی بدولت جس میں فنٹسی بھی تھی ماردھاڑ، موسیقی اور ناچنے گانے کا ایک حسین امتزاج تھا، عوام الناس نے اس تفریح کے انوکھے پن کو دل سے اپنا لیا۔ برصغیر کی فلمیں بنیادی طور پر اچھائی اور برائی کے درمیان ایک کشمکش، جیت اور مات پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ سماج میں غلط قوتوں کے خلاف ردِعمل کو پیش کرتی ہیں اور اخلاقی رویوں اور منطق کے ساتھ اُسے زیر کرتی ہیں۔ تفریح اور اخلاقی تعلیم فلم کے اس میڈیم میں اکھٹے ہو گئے اور براہ راست عوام فلمی ذریعہ سے ایک آگاہی حاصل ہونے لگی۔

جیسے کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ کمرشل فلمیں بنیادی طور پر جذبات انگیز اور شورش زدہ واقعات کا مرقع ہوتی ہیں جنہیں انگریزی ڈرامے کی تکنیکی زبان میں ''میلوڈراما'' بھی کہا جاتا ہے۔ برصغیر کی فلمیں مقامی ہوں یا قومی سطح کی، سب کا پیرامیٹر میلوڈراما پر پورا اُترتا ہے۔ اس ڈراما میں برائی ایک قوت کے طور پر مرکزی کردار ادا کرتی ہے، میلوڈراما کے بہت سے ناقدین کا کہنا ہے کہ نئے سماج کے تناظر میں اچھائی اور برائی کو اخلاقی تناظر میں دیکھایا جاتا ہے اور اخلاقی رویے بدی کو آخر کار زیر کر لیتے ہیں۔ میلوڈراما میں سٹریوٹائپ ایسے کردار رکھے جاتے ہیں جو اپنے حلیہ، بول چال اور انداز واطوار سے اچھائی اور برائی کا سمبل بن کر ناظرین کے جذبات کو اُبھارتے ہیں جس کے باعث دیکھنے والے کو اُن سے ایک طرح کی ہمدردی، نفرت یا خفگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کمرشل فلموں میں برائی ایسے اسباب پیدا کرتی ہے کہ میلوڈراما کو اُس کے خلاف اخلاقی اچھائی کا جواز پیدا کرنے کی سند مل جاتی ہے جب ہم ہندوپاک کی فلموں کو اس تناظر میں پرکھتے ہیں تو میلوڈراما کا فارمولا کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

ہندو پاک کی فلموں میں بدی کا مخصوص دائرہ سال ہا سال سے تبدیل ہوتا رہتا ہے کبھی سماج کے رویوں کے خلاف، کبھی ثقافت اور کبھی سیاست کو بنیاد بنا کر، یہ بات ہمیں بھارت کی تین کامیاب ترین کمرشل فلموں میں دکھائی دیتا ہے۔۱۹۴۳ کی ''قسمت''، ۱۹۵۱ کی ''آوارہ''، اور ۱۹۷۵ کی فلم ''شعلے''۔''آوارہ'' کے ڈائریکٹر راج کپور تھے اور یہ شاندار اور کامیاب فلم نہ صرف بھارت میں مقبول ہوئی بلکہ اس نے اس زمانے کے سوویت یونین (روس) میں بھی بہت بزنس کیا۔ اسی طرح ''شعلے'' بھارتی فلمی تاریخ کی سب سے زیادہ کامیاب کمرشل فلم ثابت ہوئی۔

> ''کمرشل فلمیں بھی کئی انداز کی ہوتی ہیں جن میں خاص طور پر دیو مالائی کہانیوں اور قدیم اور یادگار دور کی تاریخی فلمیں ہیں جن میں بہت محنت اور کثیر سرمائے سے سیٹ بنائے جاتے ہیں اور قیمتی لباس اور فطری ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ ان فلموں میں رومانوی کہانیوں پر مبنی فلمیں ہیں جن میں محبت کی لوک راویتوں پر مبنی کہانیاں ہیں انہیں بڑی محنت اور ہنرمندی اور مہارت سے بنایا جاتا ہے۔ سماجی نوعیت کی کمرشل فلمیں جن میں ہمارے اردگرد کی زندگی اور گھریلو اور خاندانی اُلجھنوں اور بکھیڑوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اگر چہ یہ موضوعات اور فلم سازی کی تکنیک بین الاقوامی ہے لیکن برصغیر کے فلم سازوں نے بڑی مہارت سے ان میں اپنے علاقے اور اپنی زمین کی بو باس پیدا کر دی ہے''(۳)

پاک و ہند کی فلموں میں مرد یا عورت میں سے ایک کردار مرکزی قوت کے طور پر کام کرتا ہے یہ کردار تعمیری بھی ہوتا ہے اور ایک طرح کی شعوری اچھائی کا درس بھی دیتا نظر آتا ہے۔ یہ دیکھنے والے کے اندر ایک طرح کا ہیرو ازم، فرض شناسی، ہمت و حوصلہ، اخلاقی رواداری کا درس بھی دیتا ہے اور دیکھنے والے کے دل و دماغ میں ایک سحر پیدا کر دیتا ہے۔ برصغیر کے سنیما کا جدید ماڈرن زندگی سے ہمیشہ ایک گہرا تعلق رہا ہے۔ فلم بین فلموں میں ہمیشہ ایک تبدیلی چاہتے ہیں اور کمرشل فلمیں ان تبدیلیوں کو قبول کرتی رہتی ہیں۔ نئی فلمیں جیسے ''دل چاہتا ہے''۔ لائف از آ میٹرو''۔ ''مسٹر اینڈ مسز ائیر''۔ ''۱۵ پارک ایونیو''۔ ''راک فورڈ''۔ ''اقبال'' اور اسی نہج کی دوسری فلمیں اس تبدیلی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کمرشل فلموں کے انداز بھی بدلتے رہتے ہیں ان میں نظریاتی فلمیں، جنونیت اور پیشہ وارانہ لگن سے متعلق فلمیں ہیں، ایکشن فلمیں، وطن کی محبت سے سرشار فلمیں ہیں، سوشل ڈرامہ اور رومانوی فلمیں موجود ہیں۔ پاک و ہند کی کمرشل فلموں میں سے چند فلموں کے گیت پیش کئے جا رہے ہیں

جن میں رومانی، تجارتی اور اخلاقی عنصر پنہاں ہے، کچھ گیت ملاحظہ کریں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
جس دن سے پیا دل لے گئے	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
او جانے والے رے ٹھہرو	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نا	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
یہ میرا پریم پتر پڑھ کر کہ تم ناراض	۱۹۶۴	سنگم	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
گاتا رہے میرا دل، تو ہی میری	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	کشور۔لتا
اکیلے نا جانا ہمیں چھوڑ کر تم	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی/مالا
کو کو کوری نہ، میرے خیال پہ	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد ررشدی
اُن کی نظروں سے محبت کا یہ	۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	رونا لیلہ
بھولی ہوئی داستاں گزرا ہوا	۱۹۶۷	دوراھا	مسرورانو	سہیل رعنا	احمد رشدی/مالا
ہاں اسی موڑ پر اس جگہ بیٹھ کر	۱۹۶۷	دوراھا	مسرورانو	سہیل رعنا	احمد رشدی
کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	احمد رشدی
کہاں ہو تم کو ڈھونڈ رہی ہیں	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	ندیم۔فردوسی بیگم
یہ گھر میرا گلشن ہے گلشن کا خدا	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
اِک حُسن کی دیوی سے مجھے پیار	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	مہدی حسن
دو نینوں میں آنسو بھرے ہیں نندیا	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آرڈی برمن	لتا منگیشکر
کبھی کبھی میرے دل میں خیال	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	مکیش

(I) المیہ فلموں کے گیت:

تقسیم سے قبل ہندوستان میں جو نوٹنکیاں ، رہس او رتھیٹر پیش کئے جاتے تھے اُن میں جہاں قدیم

داستانوں کی کہانیاں پیش کی جاتی تھیں وہیں قدیم کہانیوں سے لے کر جدید تھیٹروں تک جو سینما سے قبل اختتام پذیر ہوئے، سب میں المیاتی کہانیاں اور ڈرامے دکھائے اور پیش کئے جاتے تھے۔ ان تھیٹروں میں یورپ سے درآمد کردہ کہانیاں بھی شامل تھیں جن میں آغا حشر کاشمیری جیسے جدید تھیٹر کی روایت کے بانی بھی شامل ہیں جنھوں نے شیکسپیئر کے بہت سے ادبی ڈراموں کو ترجمہ کر کے عوام الناس کے لئے دلچسپ بنا کر پیش کیا۔ شیکسپیئر کے ڈارمے المیہ کی بہترین مثالیں ہیں۔ ان ڈراموں اور کہانیوں کی زبردست مانگ نے فلمی کہانیوں میں بھی اس عنصر کو اپنانے پر مجبور کیا اور فلمی کہانیاں المیاتی انجام اور المیاتی گیتوں کا مرکب بن کر رہ گئیں۔ ابتدائی بہت سی فلمی دہائیاں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ فلم بین المیے سے جڑی کہانیوں ہی میں دلچسپی لیتے تھے۔

> ''چنانچہ ''مدرانڈیا'' ہو یا ''مغل اعظم'' جیسی شہرہ آفاق فلمیں، المیاتی فلموں کی بہترین مثالیں کہی جا سکتی ہیں۔ بھارتی المیہ فلموں میں جو چند فلمیں اہم کہی جا سکتی ہیں اُن میں، بیجوباورا (۱۹۵۲)، انارکلی (۱۹۵۳)، امر (۱۹۵۴)، دیوداس (۱۹۵۵)، پیاسا (۱۹۵۷)، عدالت (۱۹۵۸)، مغل اعظم (۱۹۶۰)، گنگا جمنا (۱۹۶۱)، میرا سایہ (۱۹۶۶)، آدمی (۱۹۶۸)، مقدر کا سکندر (۱۹۷۸)، اجازت (۱۹۸۸)، لیکن (۱۹۹۱)۔ (۴)

جب کہ پاکستانی کی المیہ فلموں میں، سرفروش (۱۹۵۶)، انارکلی (۱۹۵۸)، سہیلی (۱۹۶۰)، شہید (۱۹۶۲)، آگ کا دریا (۱۹۶۶)، دوراہا (۱۹۶۷)، زرقا (۱۹۶۹)، پھول میرے گلشن کا (۱۹۷۴)، آئینہ (۱۹۷۷) المیہ فلموں کے حوالے سے یادگار فلمیں کہی جا سکتی ہیں۔

غم زمانہ ہو غم دُنیا ہو یا غم محبت ہو زندگی کا جزو لازم ہیں۔ فلمی کہانیوں میں زندگی کا ہر پہلو پیش کیا جاتا ہے، مصیبتیں، آزمائیشیں، دُکھ اور غم زندگی کا حصہ ہیں۔ راحت وسکون کے ساتھ دُکھ اور تکلیف، خوشی کے ساتھ غم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلمی کہانیوں میں جب بھی انسانی زندگی پر کوئی افتاد پڑتی ہے اور وہ غم کے پاتال میں اُترتا ہے تو اس اظہار کے لئے شاعر کے تخئیل اور ہنرمندی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ فلمی نغمہ نگاروں نے انسانی زندگی کے اس پہلو پر لاتعداد گیت لکھے ہیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک گیت عوام الناس کے ذہنوں میں محفوظ ہے۔ گانے اور گیت کے بول کسی نہ کسی حوالے سے ذہن کے شلف پر محفوظ ہو ہی جاتے ہیں کبھی فلم کے حوالے سے، کبھی فلمی اداکار کی وجہ سے، تو کبھی گانے والے یا پھر موسیقار یا نغمہ نگار کی ہنرمندی کے حوالے سے۔ ہر شخص کا ذہن ہزاروں گیتوں کی آماجگاہ ہے لیکن یہ گیت جب سماعتوں سے ٹکراتے ہیں تو سننے والا کہہ اُٹھتا ہے کہ کیا خوب گیت ہے۔ دُکھ اور غم کا اظہار کرتے یہ گیت زندگی کے ہمہ جہت پہلوؤں سے اس

کیفیت کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ چند گیت ملاحظہ ہوں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
نگری میری کب تک یونہی برباد رہے	۱۹۴۴	من کی جیت	جوش ملیح آبادی	نامعلوم	ستارہ کانپوری
غم دیئے مستقل، کتنا نازک ہے	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطان پوری	نوشاد	کے۔ایل سہگل
جب دل ہی ٹوٹ گیا ہم جی کر کیا	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطان پوری	نوشاد	کے۔ایل سہگل
نہ ملتا غم تو بربادی کے افسانے	۱۹۵۲	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
نگاہیں ہو گئیں پُر نم ذرا آواز	۱۹۵۸	بے گناہ	فیاض ہاشمی	شہر یار	نسیم بیگم
جھانکتی ہے میری آنکھوں سے قضا	۱۹۶۴	دوج کا چاند	ساحر لدھیانوی	روشن	لتا منگیشکر
جب پیار میں دو دل ملتے ہیں مَیں	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
غم اُٹھانے کے لئے مَیں تو جیئے	۱۹۶۸	میرے حضور	نامعلوم	شنکر جے کشن	محمد رفیع

نیر، اشک اور آنسو کے گیت:

آنسو بھری ہیں یہ جیون کی راہیں	۱۹۵۸	پرورش	حسرت جے پوری	لکشمی کانت پیارے لعل	مکیش
مورے نیناں بہائیں نیر	۱۹۷۲	باورچی	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
آج سوچا تو آنسو بھر آئے	۱۹۷۳	ہنستے زخم	نامعلوم	مدن موہن	لتا منگیشکر
کبھی پلکوں پہ آنسو ہیں کبھی لب	۱۹۸۱	ہجرائی	نامعلوم	آر۔ڈی برمن	کشور کمار

(II) آرٹ فلمیں:

آرٹ فلمیں معروف فلموں سے جنہیں عام طور پر پاپولر، یا کمرشل فلمیں بھی کہا جاتا ہے سے یکسر مختلف ہوتی ہیں، عام طور پر یہ فلمیں حقیقت پسندی اور انسانی زندگی کے گھمبیر مسائل کا احاطہ کرتی ہیں۔ برصغیر کی آرٹ فلمیں معاشرتی اور سماجی مسائل کو پیش کرتی ہیں، اس میں گلیمر اور فیشن زدہ رویوں سے کنارہ کشی اختیار کی جاتی ہے اور انسانی زندگی کے مسائل، اُلجھنوں اور دُکھوں کی عکاسی کی جاتی ہے۔ آرٹ فلمیں کم بجٹ کی ہوتی ہیں اور انہیں انٹرنیشنل فلم فسٹیول میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان فلموں کے بنانے والے جانتے ہیں کہ ان کا دائرہ کار محدود اور اِن کی فلموں کے شائقین مخصوص ہیں۔ برصغیر میں ایسی بہت سے عمدہ فلمیں بنتی رہی ہیں جنہیں عوام الناس اور باکس آفس پر تو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی لیکن وہ آج بھی فلمی کلاسیک کا حصہ ہیں۔ مقامی سطح پر اب بھی ایسی بہت سی آرٹ فلمیں بنتی ہیں جن کے دیکھنے والے کثیر تعداد میں تو نہیں لیکن سنجیدہ سینما سے نظریاتی

وابستگی رکھنے والے فلم ساز اپنے اس شوق اور مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔معروف کمرشل فلموں میں فارمولا کے نام پر بہت کچھ شامل کیا جاتا ہے، ایسی فلموں کو مسالہ فلمیں بھی کہا جاتا ہے جس کے باعث پاپولر اور کمرشل فلموں میں کافی حد تک عریانیت کا عنصر در آیا ہے لیکن آرٹ فلموں میں یہ چیزیں کسی مقصدیت کے بغیر نہیں آتیں۔

جب بولتی فلموں کا رواج ہوا پہلی آرٹ فلم جو منظر عام پر آئی اُس کے فلم ساز ''ستیا جیت رائے'' تھے۔ وہ پہلے فلم ساز تھے جنہوں نے ہندوستان میں آرٹ فلموں کی شروعات کی، انہوں نے اپنے کام کی بدولت عالمی سطح پر ناقدین کی توجہ حاصل کی۔ ۱۹۵۵ کی فلم ''پتھر پنچھلی'' اُن کی پہلی آرٹ فلم تھی۔''۱۹۹۲ کے ایک میگزین ''سائٹ اینڈ ساونڈ'' کی رائے شماری کے مطابق ''پتھر پنچھ'' کو ہندوستانی کے دس بہترین آرٹ فلموں میں شمار کیا گیا ہے''۔(۵) اسی فلم کی بدولت فلم بینوں کو پہلی مرتبہ یہ شعور ملا کہ پیشہ وارانہ طور پر آرٹ سنیما، کمرشل سنیما سے کس طرح مختلف ہے۔ ستیا جیت رائے کو آج بھی بہت عظیم اور عمدہ فلم سازوں کے حیثیت حاصل ہے۔اُنہیں ''جین رینوز'' اور ''ویٹروڈی سلوا'' کی طرح عظیم انسانی زندگی کا نباض ڈائریکٹر سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستانی آرٹ فلموں اور سنیما سے وابستہ اعلیٰ پائے کے ڈائریکٹروں میں آدور گوپلا کرشنن، وجے مہتا، بدھا ہپ، دسگپتا، رتوک گھاتک، گوند نہلانی، شیام بنگال، مرنیلسن، کین مہتا، کمار سہانی، منی کول، اپرنا سن، اراونندن، گوتم گھوش، اور شجی کرون ایسے ڈائیریکٹرز ہیں جنہوں نے آرٹ فلموں کے حوالے سے سنجیدگی سے کام کرتے ہوئے ان میں بہتری اور بڑھوتری کے لئے نت نئے گوشے پیدا کئے اور اچھوتے امکانات تلاش کئے ہیں۔ گوپلا کرشنن نے ۱۹۸۱ کی اپنی ایک آرٹ فلم ''رت ترپ'' سے بہت شہرت حاصل کی اور بہت سے ایوارڈ جیتے۔ انہوں نے ۱۹۸۴ کی اپنی ایک اور فلم ''فیس ٹو فیس'' میں جدید دور کی انسانی زندگی کی حقیقت اور تلاش ذات جیسے موضوع پر فلم بنائی اور فلم کی تکنیک میں حقیقتوں کو ایک نئے انداز اور سلیقے سے اُجاگر کیا۔آرٹ فلموں کے حوالے سے جن فلموں نے بہت شہرت کمائی اُن میں اجازت، منڈی، رین کوٹ اور بازار جیسی مقبول عام فلمیں بھی ہیں۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ برصغیر کی سماجی، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کی مکمل اصل جھلک آرٹ فلموں میں ہی اُجاگر نظر آتی ہے۔فلم سازی کی دو شاخیں، پاپولر یا تجارتی بنیادوں پر بننے والی کمرشل فلمیں ہیں یا پھر آرٹ فلمیں۔ اگر چہ دونوں حقیقت، سماجی شعور اور زندگی سے جڑی ہوئی ہیں لیکن اِن کے رستے اور مقاصد مختلف ہیں۔تجارتی یا پاپولر فلموں کا پھیلاؤ زیادہ بھی ہے اور تجارتی نقطہ نظر سے یہ عالمی مارکیٹ رکھتی ہیں جب کہ آرٹ

فلمیں مغربی فلموں کی تکنیک سے متاثر ہیں جن میں باریک بینی سے مشاہدہ کیا جاتا ہے اور چیزوں کو تفصیلات اور گہرائی سے پیش کیا جاتا ہے۔ آرٹ فلم ہندو پاک کے حقیقی زندگی، زمین اور وسیب سے جڑی ہوئی ہیں۔ ان کا نقطہ نظر نئی زندگی کے تجربات کو کھوجنا ہے، یہ پاپلولر اور کرشل فلموں کی تصوراتی فضا اور فنٹسی پیش کرنے کے بجائے انسانی زندگی کی کربنا کی، اُلجھنوں، خوشی اور دُکھ کو بہت قریب سے پوٹریٹ کرتی ہیں۔

(III) جرائم پیشہ اور سیاست کی فلمیں:

ایک اور نئی تبدیلی ۷۰ اور ۸۰ کی دھائی میں پاک و ہند کی فلموں میں اُس وقت آئی جب فلموں میں نئے موضوعات کا دائرہ وسیع کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ اس تناظر میں جرائم اور سیاست کی دُنیا کو فلموں کا موضوع بنانے کا رجحان ترقی پانے لگا۔ جرائم پیشہ ماحول اور زندگی کو تو ہمیشہ ہی فلموں کی کہانیوں میں جگہ ملتی رہی اور فلموں میں اچھائی اور برائی کا امتیاز پیدا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا کردار ضرور کہانی میں شامل کیا جاتا جو جرم کی دُنیا سے وابستہ ہوتا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ رجحان اس قدر ترقی پا گیا کہ فلمیں اسی موضوع پر بننے لگیں۔ مار دھاڑ اور ایکشن فلمیں خاص طور پر جرم کی دُنیا سے وابستہ فلمیں مانی جانے لگیں۔ لیکن ہندوستان جہاں پاکستان کے برعکس فلمی سٹرکچر ہمیشہ کی طرح آج بھی مضبوط ہے، (۹۰) نوے کی دھائی میں جرائم پیشہ موضوعات کا کمال انداز میں احاطہ کیا اور سمگلروں، ذخیرہ اندوزہ، منشیات فروشوں، ڈکیتوں، قتل و غارت گری اور زیر زمین جرائم کی دُنیا کے مافیا کو موضوع بنا کر بہت سی فلمیں بننا شروع ہوئیں، سماجی ناہمواریوں اور ناانصافیوں پر مبنی ایسی فلموں کی ایک طویل فہرست ترتیب پانے لگی جس نے عوام الناس میں زندگی کے اس منفی رویے اور منفی قوت کو لوگوں پر آشکار کر دیا۔ ظلم و جبر اور استمراری قوتوں کے خلاف فلمی میڈیم نے شعور کی ایک رو، سی دوڑا دی۔

نوے اور دو ہزار کی دھائیوں میں سیاست کے خارزاروں سے اُبھرنے والی بہت سے کہانیوں نے فلموں میں جگہ بنانا شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ خاص طور پر بھارتی فلمیں دُنیا کا ایک زبردست اور مضبوط حوالہ بن گئیں۔ بہت سے ڈائریکٹر اس موضوع کی باریک بینی اور تفصیلات کو چابک دستی سے پیش کرنے میں ماہر مانے جانے لگے۔ سیاست کی دُنیا کی کمزرویوں، خامیوں اور منفی قوتوں کو طشت از بام کرنے میں جہاں اخبارات اور دوسرے میڈیم کا بہت عمل دخل ہے وہیں فلموں نے بھی اپنا کردار عمدگی سے نبھایا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے فلموں کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ اس مناسبت سے فلموں میں کہانیوں اور موسیقی کے لئے لکھے گیتوں کا مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ جرم اور سیاست پر مبنی فلمیں اپنے اندر دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرنے لگیں۔ پاک و

ہند کی سیاست میں مفاد پرست طبقات جس طرح منفی قوتوں کا سہارا لے کر اقتدار اور اختیارات کا غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں یہ فلمیں مثبت رویوں اور منفی قوتوں کے مابین ٹکراؤ اور کشمکش کا ایک خوبصورت اظہار ہیں۔ اس حوالے سے سیاست اور جرم وتشدد پر مبنی کچھ فلموں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے برصغیر کی فلمی بساط کو اُلٹ کر رکھ دیا اور ایک بے حد مختلف انداز کا کمرشل سنیما لوگوں میں شعور کا کرنٹ چھوڑنے لگا۔ آندھی (۱۹۷۵)، مشعل (۱۹۸۴)، میں آزاد ہوں (۱۹۸۹)، لیڈر (۱۹۶۴)، ہزار خواہشیں ایسی (۲۰۰۳)، بس اتنا خواب ہے (۲۰۰۱)، شیوا (۲۰۰۶)، قصہ کرسی کا (۱۹۷۷)، سرکار (۲۰۰۵)، گلال (۲۰۰۹) وغیرہ جیسی فلمیں جرم و تشدد کا بہترین حوالہ ہیں۔

(IV) کلاسیکی فلمیں:

برصغیر کی ایسی فلمیں جو اپنی وقت کی مشہور فلمیں تھیں اور گزرتے وقت کے ساتھ فنی سطح پر اُن کی پذیرائی میں کمی نہیں آئی اور عوام کے دلوں میں اُن مقبولیت کم نہیں ہوئی انہیں کلاسیکی فلموں کا درجہ حاصل ہوگیا۔ یہ فلمیں کمرشل فلمیں بھی ہوسکتی ہیں اور آرٹ فلمیں بھی، یہ تاریخی نوعیت کی ہوں یا سماجی یا سیاسی نوعیت کے موضوعات پر مبنی ہوں، امزاحیہ فلمیں ہوں یا سنجیدہ یا المیہ حوالے سے پذیرائی حاصل کر چکی ہوں تمام فلمیں کلاسیکی فلموں کا درجہ حاصل کرسکتی ہیں۔ ہر وہ تخلیق اور فن پارہ جو فن کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو جب وقت اور زمانے کے معیارات کو شکست دے کر اپنی تخلیق کا جواز بن جاتا ہے تو اُسے کلاسیک کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

کلاسیکی فلموں کی بارے میں کلاسیک ہندی فلمز میں لکھا ہے:

> "There is no dearth of classic hindi films in indian cinema. whele some were inspired form literature, others were costume dramas. as time passed by more classic Hindi films came into being based on origianl scripts. This time they were either simple love stories of revenge traedies and even social dramas.(۲)

فلموں میں بھی کلاسک کے بہت سے ایسے شہکار ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ شہکار فلموں کے حوالے سے گیت بھی ہوسکتے ہیں، فلمی کہانیاں بھی اور فن کار بھی۔ چند کلاسیکی فلموں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کی اہمیت وقت کے منہ زور تھپیڑوں کے باوجود آج بھی کم ہونے نہیں پائی۔

انداز (۱۹۴۹)، دیوداس (۱۹۵۵)، شری ۴۲۰ (۱۹۵۵)، پیاسا (۱۹۵۷)، کاغذ کے پھول (۱۹۵۹)، مغل اعظم (۱۹۶۰)، سنگم (۱۹۶۴)، ارادھنا (۱۹۶۹)، پڑوسن (۱۹۶۸)، رام اور شیام (۱۹۶۷)، وقت (۱۹۶۵)،

میرا سایہ(۱۹۶۶)، جنگلی (۱۹۶۱)، گائیڈ، پاکیزہ(۱۹۷۰)، ابھیمان(۱۹۷۳) شعلے(۱۹۷۵)

(ج) بھارتی سینما اُردو زبان اور مسلمانوں کا حصہ:

انڈین فلموں کا یادگار اور سنہرا دور ہندوستانی سنیما کے نام سے پکارا جاتا رہا ہے اس کی وجہ ۱۹۴۰ سے ۱۹۶۰ کی خالص اُردو یا ہندوستانی زبان میں پیش کی جانے والی فلمیں ہیں۔اُردو زبان عام طور پر بھارتی فلموں میں بولی جاتی تھی اور وہ اُردو اور ہندی کا خوبصورت امتزاج رکھتی تھی، یہ زبان خاص طور پر ہندوستان کے جنوبی اور مغربی حصے میں بولی جاتی رہی ہے۔اُردو میں بننے والی فلمیں ہر طرح کی کہانی اور ڈرامے سے معمور ہیں اور ان فلموں میں خاندانی مسائل و معاملات ،میلوڈرامہ، ماردھاڑ سے بھرپور فلمیں، تاریخی نوعیت کی فلمیں، تہذیبی اور روایات کی پاسدار فلمیں ،میوزیکل اور طنز و مزاح پیش کرتی فلمیں شامل ہیں۔ اُردو ہندوستانی سینما اپنا ثقافتی رنگ لے کر آیا اور اس نے انڈین سنیما میں دیرپا اثرات ثبت کئے ۔ ہندوستان کی تقسیم کے باوجود مسلمانوں نے ہندووں کے ساتھ مل کر ہندوستانی سنیما کو مقبول بنانے میں اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کیا۔

اس بات سے قطع نظر کہ ایرانی تہذیب نے ہندوستان کی تاریخ پر گہرے اثرات ثبت کئے ہیں، فلم کے حوالے سے خاص طور پر میوزک اور ڈانس میں یہ اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔اُردو زبان ہندوستان کی مقامی زبانوں سے استفادہ کرتے ہوئے فارسی اور عربی سے بھی مستفید ہوتی رہی ہے ۔ اُردو زبان چودھویں اور پندرھویں صدی میں ہی ایک اعلیٰ پائے کی ادبی زبان بن چکی تھی جب کہ فارسی مسلمان شاہی درباروں اور امراء کی زبان تھی ۔تاریخ کے اس عالیشان دور اور ہندوستانی ناسٹلجیا کو چند اُردو فلموں میں بڑی عمدگی سے پیش کیا گیا ہے جیسے مرزا غالب، پاکیزہ، امراو جان، نور جہاں ،شطرنج کے کھلاڑی اور اسی طرح کی بہت سی دوسری فلمیں شامل ہیں۔

> ''ہندوستانی سنیما اس بات کا بھی گواہ ہے کہ فلموں کی اس سانجھ اور حصے داری میں مسلم فنکاروں اور مسلم کمیونٹی کا بہت ہاتھ رہا ہے۔فلمیں ڈائیریکٹرز میں محبوب خان، کمال امروہوی ، کے آصف پیش پیش ہیں جب اداکاروں اور اداکاراوں میں دلیپ کمار، مدھو بالا، مینا کماری، نرگس، وحیدہ رحمان، اور فلمی موسیقاروں میں غلام حیدر، نوشاد، غلام محمد اور اے آر رحمان کے نام شامل ہیں جب کہ فلمی نغمہ نگاروں کی تو ایک طویل فہرست ہے جن میں خاص طور پر مجروح سلطانپوری، شکیل بدایونی، ساحر لدھیانوی، کیفی اعظمی، جان نثار اختر، جاوید اختر اور بہت سے دوسرے مسلم کمیونٹی کے

بھرپور ٹیلنٹ کا منہ بولتا ثبوت ہیں، خاص طور پر آجکل کے سپر سٹار اداکار، جن میں
شاہ رُخ خان، عامر خان اور سلمان خان جیسے بڑے نام شامل ہیں۔'' (۷)

ہندوستانی سنیما نے گورودت جیسے فنکار کو بھی پروان چڑھایا جس نے تصورات سے الگ حقیقی زندگی اور آپ بیتیوں پر مبنی زندہ اور لافانی فلمیں بنائیں۔ محبوب خان نے مذہب اور مسلک کے نام پر ناانصافی کو بنیاد بنا کر ''مدر انڈیا'' میں حقیقت اور سچائی سے بھرپور زندگی کی عکاسی کی۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ ہندوستانی سنیما کو ابتداء میں اونچائی اور بلندیوں پر پہچانے میں چار عظیم فلمی ڈائریکٹروں کا بہت ہاتھ ہے، جن میں بمل رائے، محبوب خان، گورودت، اور راج کپور کے نام شامل ہیں اس پریڈ کا آخر دور راج کپور پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ سیاسی حوالے سے قطع نظر، یہ فلمی ڈائریکٹرز سماجی مسائل و معاملات کو پیش کرتے رہے اور انہوں نے سنجیدگی کے ساتھ عوام کی سماجی سطح کو اُجاگر کرنے اور اُس کی آزادی اور خودمختاری کے لئے بھرپور آواز بھی اُٹھائی۔

(I) فلمی گیت نگاری:

بولتی فلموں کے ساتھ ہی گیت اور موسیقی بھی فلم کا جزو لاینفک بن گئی۔ آغاز میں تو فلم سازوں نے ہر سطح کے شاعروں سے نغمہ نگاری کا کام لینا شروع کیا۔ لیکن مقابلے کی فضا میں جن فلم سازوں نے اچھے اور معیاری شاعروں سے گیت لکھوائے اُن کے گیت خوبصورت اور اعلیٰ شعری جمالیت سے آراستہ ہوتے تھے، چنانچہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی فلم سازوں اور موسیقاروں نے اچھے شاعروں کو منہ مانگا معاوضہ دے کر فلموں کے لئے گیت لکھنے کی پیش کش کرنا شروع کیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے فلمی گیت ایک دوسرے پر بازی لے جاتے نظر آنے لگے، ۱۹۴۰ کے عشرے میں جب شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، تنویر نقوی، آرزو لکھنوی، راجندر کرشن جیسے نغمہ نگاروں نے فلمی دُنیا کا رُخ کیا تو فلمی گیتوں کا معیار بھی بلند ہونے لگا اور نغمہ نگاروں اور موسیقاروں میں اچھے گیت لکھنے اور اچھی دُھنیں بنانے اور کمپوز کرنے کا ایک تخلیقی رجحان فروغ پانے لگا۔

جلد ہی فلمی گیتوں کے رسیا ہر اچھے گیت پر نغمہ نگار کا نام پڑھنے اور اسے اہمیت دینے لگے۔ گیت عوامی صنف ہے اور اسے پذیرائی دینے والے بھی عوام ہی ہیں۔ ہر شاعر نے اپنے اپنے شعری میلان اور انداز اور لہجوں کے باس اپنے گیتوں میں شامل کرنا شروع کی اور فلمی گیتوں کے امکانات میں اضافہ ہونے لگا، اور رنگا رنگ پھولوں کی مانند اس میں نت نئی خوشبو اور باس شامل ہونے لگی۔ گیتوں میں بے پناہ جاذبیت، شدت اور احساس پیدا ہوا اور گیتوں میں جدید رجحانات اور جدید تصورات پیدا ہو گئے۔ اس دلیل کے ضمن میں جہاں اور بہت سے شاعروں کا حوالے دیا جاسکتا ہے وہاں ادب کے دو بہت ہی ممتاز ناموں میں فیض احمد فیض اور ساحر

لدھیانوی کا ذکر اہمیت سے خالی نہ ہوگا۔

> ''فیض احمد فیض اور ساحر لدھیانوی ان گیت نویسوں میں سے ہیں جنہوں نے گیت پر بلند معیار کی ادبی تنقید کا اضافہ کر کے گیت کو اردو ادب کی کتاب میں ایک مستقل اور وقیع باب کی حیثیت دی ...علامہ آرزو، حسرت جے پوری، جوش ملیح آبادی، فیض، ساحر لدھیانوی، شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، قتیل شفائی، اسد بھوپالی، حمایت علی شاعر، اور فیاض ہاشمی، ان سب نے فلمی گیتوں کی تصنیف کے رستے اس منزل کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ پاکستان کے موجودہ دور کے باقی گیت نویس مثلاً تنویر نقوی، مشیر کاظمی، احمد راہی، حبیب جالب، نخشب، فضل احمد فضلی، احمد ندیم قاسمی، صہبا اختر، سیف الدین سیف، وغیرہ اہم ہیں''۔ (۸)

فلمی دُنیا کے ناقدین کا یہ المیہ رہا ہے کہ وہ روایت پرستی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، اور نئی ایجادات اور ٹکنالوجی سے ہمیشہ احتراز برتتے ہیں۔ عام طور پر ایسے دانشوروں کا خیال ہوتا ہے کہ نئی تبدیلیاں فن کے لئے زہر قاتل ہوں گی اور فن کے راستے مسدود ہو کر رہ جائیں گے۔فیض ایک جدید سوچ اور کشادہ دل و دماغ کے ایسے دانشور تھے جنہوں نے کبھی بھی نئی تبدیلیوں کے آنے پر اعتراض نہیں کیا اور ہمیشہ علم وفن کے لئے نئے رستے اور نئے امکانات کا سواگت کیا۔لیکن ذیل میں دیئے گئے پیراگراف میں ہمارے موسیقی کے ایک جید عالم ماڈرن ٹکنالوجی کو فن کے لئے سم قاتل قرار دے رہے ہیں۔

> ''فلمی موسیقی کے ضمن میں بہت سے خدشات پیدا ہو رہے ہیں اور مغربی موسیقی ہماری فلموں پر بری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ مغربی اصناف موسیقی جن میں جنسی اپیل بہت زیادہ ہے۔ گراموفون ریکارڈوں کے سی ڈی اور ٹیپ کے راستے ہمارے ہاں زہر پھیلا رہی ہیں۔ اس کے اثر سے ایک ایسی دوغلی موسیقی کے جراثیم پرورش پا رہے ہیں جن کے اثرات کا اگر سد باب نہ کیا گیا تو یہ ہماری ثقافت کے لئے مضر ثابت ہو سکتے ہیں۔ راک اینڈ رول، ٹوسٹ اور سونگ تہذیب کی آئینہ داری کرتے ہیں ہماری معاشرتی زندگی سے ان کا کوئی تعلق نہیں، یہ مغرب کی اس زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں جس میں دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک اضطراب اور بے چینی سی پیدا ہوگئی تھی''۔(۹)

فیض اپنے ایک مضمون میں اُردو گیتوں کی حمایت میں کس کشادہ دلی سے عوامی ادب اور ہندی گیتوں کی زبان کی حمایت کر رہے ہیں۔

''موجوہ شاعری کی ایک اور پیداوار گیت ہیں۔ اس صنف میں سب سے زیادہ ممتاز شاعر ابوالاثر حفیظ جالندھری ہیں۔ گیت یوں تو پہلے بھی لکھے جاتے ہوں گے لیکن انہیں ہمارے ادب میں جگہ نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گیت عوام کی زندگی کا جزو ہوتے ہیں اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ پرانی اردو شاعری کو عوام کی زندگی سے علاقہ نہ تھا۔ موجودہ زمانے میں جب شاعر کو عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو گیت بھی وجود میں آ گئے۔ ان گیتوں میں ہمارے ادب کو بڑا فائدہ ہوا کہ ہند ی کے سلیس الفاظ جو ہماری زبان (یعنی اُردو) سے خارج ہوئے جا رہے تھے دوبارہ رائج ہو گئے''۔ (۱۰)

''ہمارے ہاں ابھی تک یہ مغالطہ عام ہے کہ میر غالب اور اقبال کے شعر کو تو ادب کہتے ہیں لیکن مختلف بولیوں کی عوامی کہاوتوں، گیتوں، قصوں اور کہانیوں کو ادب نہیں کہتے، یہ بات صحیح نہیں۔ قومی کلچر کسی شہر، گلی، محلے یا کسی چھوٹے سے طبقے یا گھرانے کی پسند یا ناپسند کو نہیں کہتے۔ سارے معاشرے کے اجتماعی ظاہر و باطن کو کہتے ہیں''۔ (۱۱)

(II) معروف شاعروں کے گیت:

یوں تو فلمی دُنیا سے وابستہ معروف لکھنے والے ادبی دُنیا کے بھی بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے تھے جن میں شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، ساحر لدھیانوی، کیفی اعظمی، جان نثار اختر، قتیل شفائی، سیف الدین سیف، اسرار الحق مجاز جیسے بڑے بڑے لکھنے والے تواتر اور تسلسل سے فلمی گیت لکھتے اور معاوضے اور روزگار کے لئے اس کام سے وابستہ تھے۔ لیکن کبھی کبھار ایسے شاعر بھی فلموں سے عارضی یا وقتی طور پر وابستہ ہو جاتے جو عموماً فلمی گیت لکھنے کی طرف مائل نہ تھے، جن میں فیض احمد فیض، جوش ملیح آبادی، منیر نیازی، یا پھر اسرار الحق مجاز جیسے شاعروں کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر ان کے گیت موسیقار یا فلم ساز اپنی ضرورت کے پیش نظر فلم میں شامل کر لیتے تھے۔ ان اساتذہ ءفن کی معروف غزلیں یا نظمیں فلمی دُھنوں کی شکل میں کمپوز کر لی جاتیں اور بڑے اور نامور گانے والے یہ گیت گا کر اسے عوام الناس میں مقبول بناتے رہے۔ جن میں فیض صاحب کی نظمیں ''مجھ

سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ''۔احمد فراز کی غزل ''رنجش ہی سہی دل ہی دُکھانے کے لئے آ''اور منیر نیازی کی غزل ''اُس بے وفا کے شہر ہے اور ہم ہیں دوستو'' یا ''زندہ رہیں تو کیا ہے مر جائیں ہم تو کیا'' جیسی مقبول ادبی تخلیقات فلمی گیتوں کی زینت بنائی گئیں۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ فلمی گیت ادبی گیتوں کی نسبت کم معیاری اور فنی بُعد کا شکار ہوتے ہیں، ان کی فنی سطح کمزور ہوتی ہے، عام طور پر فلمی گیت گیتوں کے انداز ہی میں لکھے جاتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فلمی نغمہ نگاروں نے رعایت لیتے اور نت نئی اختراعیں کرتے ہوئے گیتوں اور نغموں کی شکل بدل ڈالی ہے، گیت مختلف انداز اور ہیتوں اور اصناف میں لکھے جاتے ہیں۔کبھی انھیں غزلیہ پیرایہ دے دیا جاتا ہے اور کبھی نظمیہ ۔یہ فلمی نغمے کبھی آزاد نظم کا انداز لئے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی پابند نظم کے انداز میں لکھے جاتے ہیں۔لیکن گیت چونکہ سُر اور لے سے بھی تعلق رکھتے ہیں چنانچہ غزل کا فطری آہنگ گیت سے بہت میل کھاتا ہے۔ایسے گیتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا جو غزل کے رنگ میں لکھے گئے، یا دراصل وہ تھے ہی غزلیں، مگر موسیقاروں نے انھیں فلموں کا حصہ بنا کر ہمیشہ کے لئے گیتوں کی صف میں امر کر دیا۔اسی طرح نظموں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے، یہ نظمیں فلموں میں شامل ہو کر گیت کے طور پر عوام الناس میں مقبول ہو گئیں، اگر چہ ادبی کتابوں اور مجموعوں میں ان کی ادبی حیثیت کسی طور بھی کم نہیں سمجھی جاتی، بلکہ یہ کہنا چاہیے ان کی بدولت فلمی گیتوں نے اپنے رتبہ بلند کر لیا۔ چند فلمی گیت نمونے کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اے غم دل کیا کروں، اے وحشت	۱۹۵۳	ٹھوکر	اسرار الحق مجاز	سردار ملک	آشا۔طلعت محمود
الفت کی نئی منزل کو چلا	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	اقبال بانو
پریشاں رات ساری ہے ستارو تم تو	۱۹۵۷	عشق لیلی	صفدر حسین	قتیل شفائی	اقبال بانو
یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دُنیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار	۱۹۵۸	مَیں نشے میں ہوں	غالب	شنکر جے کشن	اُوشا منگیشکر
یوں حسرتوں کے داغ محبت میں	۱۹۵۸	عدالت		مدن موہن	لتا منگیشکر

سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی	۱۹۶۰	شام ڈھلے	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	رشید عطرے	نسیم بیگم
مجھ سے پہلی سے محبت میرے	۱۹۶۲	قیدی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	نور جہاں
اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں	۱۹۶۲	گھونگھٹ	فیض احمد فیض	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن	۱۹۶۲	شہید	فیض احمد فیض	رشید عطرے	منیر حسین
چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں	۱۹۶۳	گمراہ	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
اک چمبیلی کی منڈوے تلے	۱۹۶۴	چاچا چا	مخدوم محی الدین	اقبال قریشی	رفیع۔آشا
گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار	۱۹۶۴	فرنگی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	مہدی حسن
گیت کے بول	**سال**	**فلم**	**شاعر**	**کمپوزر**	**گلوکار**
اشک رواں کی نہر ہے اور ہم ہیں	۱۹۶۵	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ جیسے تجھ	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	لتا۔مکیش
مَیں پل دو پل کا شاعر ہوں	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	مکیش
میرا کچھ سامان پڑا ہے وہ لوٹا دو	۱۹۸۶	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
زندگی سے ڈرتے ہو زندگی تو تم	۲۰۱۰	پیپلی، لائیو	ن م راشد	ناگپن تنویر	انڈین اوشن

(د) فلمی نغمہ نگاروں کی خدمات

(I) شکیل بدایونی:

شکیل بدایونی ۳، اگست ۱۹۱۴ء کو یوپی بدایون میں پیدا ہوئے۔اُن کے والد محمد جمال احمد سوختہ قادری جنہیں شعر وادب سے گہری دلچسپی تھی نے اپنے بیٹے کے عمدہ اور روشن مستقبل کی خاطر اُن کی تعلیم پر بہت توجہ دی۔شکیل کی ابتدائی تعلیم مقامی مدرسے میں ہوئی جہاں عربی فارسی اور اُردو کی خصوصی تعلیم دی گئی۔شکیل کے ایک دُور کے عزیز ضیا القادری بدایونی ایک مذہبی شاعر تھے جن سے شکیل بہت متاثر تھے۔اِس کے ساتھ ساتھ بدایون شہر کی شعر وادب کی فضا نے بھی شکیل کو شعر وشاعری کی طرف راغب کیا۔شعر وادب کا ماحول گھر سے ہی ملا تھا چنانچہ سولہ برس کی عمر تک اُنہیں میر، غالب، ذوق اور مومن کا کلام از بر تھا، بعد میں شکیل خود بھی میر تقی میر کے رنگ میں شعر کہنے لگے۔

جب شکیل نے ۱۹۳۶ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو وہ انٹر کالج اور انٹر یونیورسٹیز کے مشاعروں میں شرکت کرنے لگے اور اُنہوں نے اِن مشاعروں میں بہت سی کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ شکیل ابھی زیر تعلیم ہی تھے جب اُن کی شادی ۱۹۴۰ میں اپنی ایک عزیزہ سلمیٰ سے ہوگئی، دونوں نے بچپن ایک ساتھ ایک ہی گھر میں گزارا تھا، بعد میں بزرگوں کے فیصلے کی بدولت اُنہیں جیون بندھن کی ڈوری میں باندھ دیا گیا اور دونوں کی آئندہ زندگی امن وسکون سے گزری۔ بی اے کے بعد شکیل دہلی چلے گئے اور سپلائی آفیسر کی حیثیت سے نوکر ہوگئے۔ اُس دوران مشاعروں میں کثرت سے شرکت کے باعث انہیں اہل فن وعوام سے ملک گیر شہرت حاصل ہونے لگی۔ اُسی زمانے میں ترقی پسند تحریک کے زیر اثر اکثر شعراء سماج کے گرے پڑے طبقے کے حوالے سے تحریروں میں ایک نیا باب رقم کر رہے تھے، شکیل کا انداز اور لہجہ بھی اپنے ہم عصر شاعروں سے مختلف نہ تھا، وہ بھی رومانوی شاعری کرنے سے زیادہ لوگوں کے مسائل اور دُکھوں کی بات کیا کرتے تھے۔

شکیل کی ادبی زندگی کا حوالہ کم ہے نہ فلمی ، وہ دونوں حوالوں میں یکساں مقبول وممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ اُنہوں نے اُس دور میں غزل کہی جب ترقی پسندوں نے نظم کو غزل پر فوقیت دینا شروع کر دیا تھا۔ اُس دور میں نظم کا رواج عام تھا اور نظم کے سرخیلوں میں ، فیض احمد فیض، ن م راشد، میرا جی ،مخدوم علی سرادر جعفری، مجاز، ساحر لدھیانوی، مجاز، اور کیفی اعظمی وغیرہ جیسے بڑے نام شامل تھے۔ شکیل نے خاص طور پر غزل سے محبت کی اور اُس پر قائم رہ کر بھی دکھایا۔ وہ غزل کی خاص نغمگی کو لے کر فلمی دُنیا میں آئے اور اپنے فلمی گیتوں کو غزل کے مزاج سے ہم آہنگ کر کے موسیقاروں کی نذر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے گیت رسیلے اور موسیقیت سے لبا لب ہوتے۔ اُن کے شعروں کا مزاج میر تقی میر کے تغزل سے ملتا جلتا تھا مگر وہ اس رنگ کے اسیر ہو کر نہیں رہ گئے بلکہ اُنہوں نے اپنی غزلوں اور گیتوں کو نئی تشبیہات اور استعاروں سے آراستہ کیا۔

شکیل بدایونی نے چالیس کی دھائی میں فلمی دُنیا سے اپنا رشتہ جوڑ لیا تھا اور جلد مقام بنانے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے اس لئے اُن کے بہت سے حاسدین بھی پیدا ہوگئے اور بہت سوں نے تو اُنہیں ادبی دُنیا سے خارج بھی قرار دے دیا تھا، بالکل اُسی طرح جس طرح لوگ مجروح ،ساحر، قتیل، مجاز، کیفی اعظمی ، سیف الدین سیف اور جاں نثار اختر کے بارے میں مخصوص افواہیں پھیلایا کرتے تھے۔ شکیل کو محض فلمی شاعر قرار دینے کی لوگوں نے بہت کوشش کی لیکن وہ غزل کے رشتے سے جڑے رہے، اور غیر فلمی شاعری کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دیا۔

۱۹۴۴ میں شکیل بدایونی فلموں میں گیت نگاری کی غرض سے بمبئی چلے آئے، جہاں وہ فلم پر ڈیوسر کار

دار صاحب اور موسیقار نوشاد سے ملے۔نوشاد نے شکیل کو فلم کے نقطہ نظر سے جانچنے کے لئے اُنہیں کچھ شعر لکھنے کو کہا تا کہ اُن کی فنی مہارت کو پرکھا جا سکے، اِس موقع پر شکیل نے فلم کی سچویشن کے حوالے سے یہ شعر لکھا۔ ''ہم دل کا افسانہ دُنیا کو سنا دئیں گے۔ ہر دل میں محبت کی اِک آگ لگا دئیں گے۔''۔نوشاد نے اُسی وقت شکیل کو کاردار صاحب کی آنے والی نئی فلم ''درد'' کے لئے سائن کر لیا، یہ فلم ۱۹۴۷ میں بنی۔ ''درد'' بہت ہی کامیاب فلم ثابت ہوئی، خاص طور پر شکیل کا لکھا ہوا یہ گیت جسے ''اُما دیوی'' نے گایا اپنے دور کا سپر ہٹ گیت ثابت ہوا، گیت تھا ''افسانہ لکھ رہی ہوں دل بے قرار کا، آنکھوں میں رنگ بھر کے تیرے انتظار کا''۔

> ''فلمی نگری میں بہت کم نغمہ نگار ایسے ہیں جنہوں نے اپنی پہلی ہی فلم سے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے ہوں، شکیل نے جو ابتدائی فلم ''درد'' سے کامیابی حاصل کی اُس کا تسلسل ''۱۹۴۸'' میں بننے والی فلم ''محل'' میں بھی جاری رہا۔ (انوکھی ادا۔ ۱۹۴۸)، (بابل۔۱۹۵۲)، (بیجو باور۔۱۹۵۲)(اُڑن کھٹولہ۔۱۹۵۲)، (امبر۔۱۹۵۲)، (مغل اعظم۔۱۹۶۰)، اُن کی کچھ یادگار فلموں میں سے ہیں۔شکیل نے تقریباً ۸۹ فلموں کے لئے گیت لکھے۔اُن کے ۹۹ فیصد گیت نوشاد نے کمپوز کئے، جب کہ باقی کے گیت کچھ موسیقار، روی اور گلوکار و موسیقار ہمنت کمار نے کمپوز کئے''۔(سائیٹ)(۱۲)

فلمی گیتوں کے علاوہ شکیل کو بہت سی غزلیں گانے والے کمپوزر اور گائیکوں نے کام کیا جن میں پنکج ملک جیسے نام شامل ہیں۔شکیل بدایونی نوشاد کے قریب ترین دوستوں میں تھے، وہ موسیقار، روی اور غلام محمد کے بھی بہترین دوست تھے، یہ وہ لوگ تھے جن کے ساتھ اُنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار دیا۔ وہ چند دوسرے شاعروں کی طرح مہ خوار شاعر نہیں تھے۔اُنہوں نے ۲۰ اپریل، ۱۹۷۰ کو ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی ، اُن کے پسماندگان میں اُن کی بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل تھی۔ اُن کے دوستوں نے جن میں نوشاد، احمد ذکریا اور رنگون والا شامل ہیں نے ''یادِ شکیل'' کے نام سے ایک ٹرسٹ بھی بنایا تھا، جس نے شکیل کی وفات کے بعد اُن کے پس ماندگانی کی کفالت کی اور مالی معاونت جاری رکھی۔

شکیل نے بہترین نغمہ نگاری کا پہلا فلم فیئر ایوارڈ ''۱۹۶۱'' میں فلم ''چودھویں کا چاند'' کے لئے حاصل کیا۔ بول تھے ''چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب ہو'' جب کہ بہترین نغمہ نگاری کا دوسرا ایوارڈ اُنہوں نے ''۱۹۶۲'' میں فلم ''گھرانہ'' کے لئے حاصل کیا، گیت تھا ''حسن والی تیرا جواب نہیں''۔شکیل کو بہترین گیت لکھنے کا تیسرا، ایوارڈ فلم ''بیس سال بعد'' کا گیت ''کہیں دیپ جلے کہیں دل، ذرا آ کر دیکھ لے پروانے'' لکھنے پر دیا گیا، اس

گیت کو گانے والوں میں محمد رفیع اور لتا منگیشکر شامل ہیں جنہوں نے اِس گیت کو ایک ہی فلم میں انفرادی طور پر الگ الگ گا کر یادگار بنا دیا۔ نوشاد کی موسیقی میں شکیل نے فلم ''بیجو باورا'' کے کامیاب گیت لکھ کر ہر طرف دُھوم مچا دی تھی، ہندوستانی فلمی موسیقی میں اِن کا تحریر کردہ بہترین بھجن تو امر ہے''او دُنیا کے رکھوالے سُن درد بھرے میرے نالے''۔

شکیل بدایونی کے چند یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
افسانہ لکھ رہی ہوں، دل بے قرار	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	اُما دیوی
یہ زندگی کے میلے دُنیا میں کم نہ	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
گائے جا گیت مِلن کے تو اپنی	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	مکیش
سہانی رات ڈھل چکی، نا جانے	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
نہ بول پی پی مورے انگنا	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
تُو میرا چاند میرا تیری چاندنی	۱۹۴۹	دل لگی	شکیل بدایونی	نوشاد	ثریا، شیام
پنچھی بن میں پیا پیا گانے لگا	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر۔کورس
چھوڑ بابل کا گھر موہے پی کے نگر	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، طلعت، شمشاد بیگم
میرے گھنگر والے بال او راجہ	۱۹۵۰	پردیس	شکیل بدایونی	غلام محمد	شمشاد بیگم
بچپن کے دن بھلا نہ دینا	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔شمشاد بیگم
ہوئے ہم جن کے لئے برباد	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
محبت ہی نہ جو سمجھے وہ ظالم پیار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	طلعت محمود
تُو گنگا کی موج مَیں جمنا کا دھار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، لتا
او دُنیا کے رکھوالے سن درد بھرے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
بچپن کی محبت کو دِل سے نہ جدا کرنا	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جھولے میں پون کے آئی بہار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔رفیع
آج میرے من میں سکھی بانسری	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
دل میں چھپا کے پیار کا طوفان	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع

تجھے کھو دیا ہم نے پانے کے بعد	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
زندگی دینے والے سُن، تیری دُنیا	۱۹۵۳	دل نادان	شکیل بدایونی	غلام محمد	طلعت محمود
تیرے صدقے بلم نہ کر کوئی غم	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
نہ شکوہ ہے کوئی نہ کوئی گلہ ہے	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جانے والے سے ملاقات نہ	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جوگن بن جاؤں گی سنیا تورے	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
اُو دُور کے مسافر ہم کو بھی ساتھ	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
عجیب داستاں ہے یہ کہاں شروع	۱۹۵۹	دل اپنا اور پریت پرائی	شکیل بدایونی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
دو ستاروں کا زمیں پر ہے ملن	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
کوئی پیار کی دیکھے جادوگری	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب	۱۹۶۰	چودھویں کا چاند	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جب پیار کیا تو ڈرنا کیا	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
ڈھونڈو ڈھونڈو رے ساجنا	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
دو ہنسوں کا جوڑا بچھڑ گیو رے	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
کہیں دیپ جلے کہیں دل	۱۹۶۲	بیس سال بعد	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	لتا۔رفیع
ساقیا آج مجھے نیند نہیں آئے گی	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
نہ جاؤ سنیاں چھڑا کے بیناں	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	گیتا دت
یاد میں تیری جاگ جاگ کے ہم	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، لتا
کوئی ساغر دل کو بہلاتا نہیں	۱۹۶۶	دل دیا درد لیا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
بھری دنیا میں آخر دل کو سمجھانے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
لو آ گئی اُن کی یاد وہ نہیں آئے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	لتا منگیشکر
رہا گردشوں میں ہر دم میرے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
کل رات زندگی سے ملاقات	۱۹۶۷	پالکی	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر

آج پرانی راہوں سے کوئی مجھے　۱۹۶۸　آدمی　شکیل بدایونی　نوشاد　محمد رفیع

(II) ساحرلدھیانوی:

ساحرلدھیانوی کا اصلی نام عبدالحیٔ تھا اُن کی پیدائش ۸ مارچ ۱۹۲۱ کومشرقی پنجاب لدھیانہ میں ہوئی اوراُنہوں نے گورنمٹ کالج لدھیانہ سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کی تھی۔ وہ اپنے والدین کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ ساحر کا والدین کے ساتھ تقسیم کے وقت بھارت اور پاکستان آنا جانا رہا۔والدین میں اکثر ناچاقی رہتی تھی اور ماں باپ میں باہمی رنجشوں کے باعث ساحر کا بچپن نظر انداز ہوتا رہا،اسی بنا پر اُن کا بچپن کرب ناک حالات سے گزرا۔ پاکستان آنے کے بعد ساحر ترقی پسند تحریک کے ایک سرگرم رکن بن گئے۔لاہور میں ساحر نے ادب لطیف، سویرا، اور سہراب کی اڈیٹری بھی کی۔جن دنوں پاکستان کی فوجی حکومت کی طرف سے ترقی پسند تحریک یعنی بائیں بازو کے نظریات رکھنے والے ادیبوں کو ہراساں کیا گیا اور پکڑ دھکڑ شروع کی گئی، ساحر کے بھی انہیں دنوں وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ اِس صورت حال میں ساحر ۱۹۴۹ میں لاہور چھوڑ کر بمبئ چلے گئے جہاں اُنہوں نے اپنی شاعری کا پہلا مجموعہ ’’تلخیاں‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ اس کے علاوہ ساحر کے چند انتخاب اورانتھولوجز (کلیات) بھی ہیں، جن میں ’’پرچھائیاں‘‘، ’’آو کہ کوئی خواب بنے‘‘، اور’’ گاتا جائے بجارہ‘‘ وغیرشامل ہیں۔

ساحر نے فلمی کیرئیر کا آغاز ۱۹۴۸ء میں فلم’’ آزادی کی راہ پر‘‘ سے کیا جس میں اُنہوں نے چار گیت لکھے۔ اُن کا پہلا گیت اِسی فلم سے تھا، گیت تھا’’بدل رہی ہے زندگی‘‘۔لیکن یہ فلم زیادہ پذیرائی حاصل نہ کرسکی اور اس فلم کے گیت بھی کوئی خاص توجہ حاصل نہ کر سکے۔لیکن ۱۹۵۱ء میں فلم’’نوجوان‘‘ سے ساحر نے فلمی ناقدین کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی،فلم’’نوجوان‘‘ کی یہ موسیقی ایس ڈی برمن نے دی تھی۔ وہ گیت جو آج تک سننے والوں کے دلوں کو گرما رہا ہے وہ گیت تھا’’ٹھنڈی ہوائیں لہراکے آئیں‘‘۔ ساحر کو پہلی قابل ذکر کامیابی اُسی سال حاصل ہوئی جب گرودت کی ڈائریکشن میں بننے والی پہلی فلم’’بازی‘‘ منظرعام پر آئی، اِس بار بھی ساحراورایس ڈی برمن کی جوڑی کامیاب رہی۔’’نوجوان‘‘اور’’بازی‘‘ کی کامیابی کے بعد ساحر کے لکھے گیتوں اور ایس ڈی برمن کی دُھنوں نے کچھ ایسا کمال دکھایا جس کی بدولت چند ناقابل فراموش گیت تخلیق ہوئے جو آج بھی بھلائے نہیں بھولتے۔۱۹۵۲ء کا ایک دوگانا جوفلم’’جال‘‘ کے لئے ساحراورایس ڈی برمن کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھا، وہ گیت تھا’’یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں، سُن جا دل کی داستاں‘‘۔۱۹۵۴ء میں فلم ’’ٹیکسی ڈرائیور‘‘ کا ایک گیت بہت مقبول ہوا، یہ گیت طلعت محمود کی دھیمی اور اُداس کر دینے والی آواز میں

تھا'' جائیں تو جائیں کہاں، سمجھے گا کون یہاں، درد بھرے دل کی زباں''۔فلم ''ہاؤس نمبر۴۴'' کا گیت جو ۱۹۵۵ء میں تخلیق ہوا، اور جسے ہمنت کمار نے گایا، گیت تھا'' تری دُنیا میں جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جائیں''۔ ۱۹۵۵ء ہی کا گیت جو فلم ''مونیم جی'' کے لئے ساحر نے لکھا اور ایس ڈی برمن نے ہی اِس کی دُھن بنائی بہت ہی دل فریب گیت ثابت ہوا، اس گیت کو کشور کمار نے گایا، گیت تھا'' جیون کے سفر میں راہی ملتے ہیں بچھڑ جانے کو، اور دے جاتے ہیں یادیں تنہائی میں تڑپانے کو''۔یہ جوڑی ۱۹۵۷ء میں فلم ''پیاسا'' تک ساتھ ساتھ رہی، جس کا مقبول عام گیت ہمنت کمار کی گونجتی ہوئی مدھر آواز میں آج بھی سننے والوں کو دل اپنی جانب کھینچ لیتا ہے، یہ اُداس کر دینے والا گیت تھا'' جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے پیار کو پیار ملا، ہم نے تو جب کلیاں مانگیں کانٹو ں کا ہار ملا''۔لیکن بدقسمتی سے ''پیاسا'' کے بعد ساحر اور سچن دیو برمن کے درمیان چند غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں ،اور اِن دونوں فنکاروں کے راستے الگ الگ ہو گئے۔

اس کے بعد ساحر کا زیادہ تر فلمی کام این۔دتا کے ساتھ رہا جو بذاتِ خود ساحر کا بہت بڑا مداح تھا۔ یہ دونوں پہلے ۱۹۵۵ء میں فلم ''ملاپ'' میں کام کر چکے تھے۔ساحر نے دتا کے ساتھ مل کر قیمتی اور لافانی گیت لکھے۔ ان دونوں نے ۱۹۵۵ میں فلم ''مارینی ڈارئیو'' کے لئے کام کیا۔''لائٹ ہاؤس'' ۱۹۵۸۔ ''بھائی بہن'' ۱۹۵۹۔ ''سادھنا'' ۱۹۵۸ء۔''دھرم پترا'' ۱۹۶۱۔''دلی کا داتا'' ۱۹۶۲، اور اس کے علاوہ بہت سی دوسری فلمیں ہیں جن میں یہ دونوں ساتھ ساتھ رہے۔ساحر اور دتا نے مل کر بہت سے ناقابل فراموش گیت تخلیق کئے، جس میں فلم ''لائٹ ہاؤس'' کا گیت ''تنگ آ چکے ہیں اس کشمکشِ زندگی سے ہم''۔فلم ''بھائی بہن'' کا گیت ''میرے ندیم مرے ہم سفر اُداس نہ ہو''۔فلم ''سادھنا'' کا گیت ''عورت نے جنم دیا مردوں کو''۔فلم ''دُھول کا پھول'' کا گیت ''تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا''۔اور ''دھرم پترا'' کا گیت ''یہ کس کا لہو ہے''، اور پھر اِن جیسے کتنے ہی دوسرے یادگار گیت دونوں دوستوں کو کامیاب کوششوں سے وابستہ ہیں۔

۱۹۷۰ کی دھائی میں ساحر کا کام بطور خاص لیش چوپڑا کے لئے کام تک محدود ہو گیا۔اگر چہ اُن کی غیر فلمی اور ادبی تخلیقات فلموں میں کام کی بہتات کے باعث متاثر بھی ہوئیں لیکن ہمیشہ ساحر کے ادبی کام کو ہر سطح پر پذیرائی اور عزت حاصل رہی ۔۱۹۷۶ میں ریلیز ہونے والی فلم ''کبھی کبھی'' سے ساحر نے اپنے کام میں فلمی کیرئیر کا عروج دیکھا۔اِس فلم کے نغموں پر اُنہیں فلمی دُنیا کا دوسرا فلم فیر ایوارڈ ملا۔ پہلا ایوارڈ اُنہیں فلم ''تاج محل'' کے گیت لکھنے پر دیا گیا تھا۔ساحر کی شاعری پر فیض احمد فیض کی شاعری کے اثرات جھلکتے دکھائی دیتے ہیں ،یہ کوئی الزام نہیں بلکہ فیض احمد فیض سے اُس دور کے تقریباً سبھی اہم ترین شاعر متاثر نظر آتے ہیں۔ساحر نے

فیض اور دوسرے ترقی پسند شعرا کی طرح نئے زمانے اور جدید طرز فکر کو اپنی شاعری میں جگہ دی، اور نا صرف غیر فلمی شاعری میں اس انداز کو اپنایا بلکہ انہوں نے یہ طرز فکر اپنی فلمی گیتوں میں بھی روا رکھی ۔ساحر نے فلمی اُردو شاعری کو علمی سطح سے بھی ہم آہنگ کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔اُن کی شاعری نے خاص طور پر چالیس، پچاس اور ساٹھ کی دھائیوں کے نو جوان ذہن کے تخیل کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا۔اس طرز فکر میں بہت سے دوسرے غیر فلمی شاعروں کے علاوہ کچھ فلمی شاعروں نے بھی ہمیشہ اہم کردار ادا کیا، جنہوں نے بعض ترقی پسندوں کے سو شلسٹ نظریات کو نئی سوچ کے حوالے سے بدلنے اور اپنانے میں اہم کردار ادا کیا اور اُنہیں مضبوط بنیاد تلاش کرنے میں مدد دی، ان فلمی شاعروں میں مجروح سلطانپوری، اختر حسین جعفری، کیفی اعظمی ، جاں نثار اختر اور کچھ دوسرے نام شامل ہیں ۔

ساحر نے سوالات اُٹھائے، یہاں تک کے وہ انقلاب کو خونی انقلاب کہلانے سے بھی نہیں گھبرائے اور اُنہوں نے لوگوں کے اندر جذبہ آزادی کو بھی اُبھارا۔ساحر نے سماج کے خود ساختہ مذہبی ٹھیکداروں ، خود ساختہ سیاستدانوں ، استحصال کرنے والے سرمایہ داروں اور بڑی طاقتوں کو اپنی شاعری اور فن میں تنقید کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کی ادبی شاعری اور فلمی گیتوں میں قرض اور سود بیاج میں دبے ہوئے بھوک ننگ سے مارے ہوئے لوگ دکھائی دیتے ہیں ۔نو جوان جو سرحدوں پر کسی اور کی جنگ لڑنے کے لئے بھیجے گئے ہیں،طوائفیں اور حرافہ عورتیں دکھائی دیتی ہیں جنہیں اپنا جسم بیچنے پر مجبور کیا جاتا ہے، بے روزگاری سے مایوس نو جوان نظر آتے ہیں، غربت کے مارے،سرمایہ داروں کے ہاتھوں ہلاک ہوتے ہوئے بے کس لوگ اور خاندان ہیں، جاگیرداروں کے ستائے ہوئے کسان اور ہاری ہیں جن کی محنت پر دوسروں کا قبضہ ہے، یہ اور ایسے بہت سے موضوعات ہمیشہ ساحر کی شاعری کا محور رہے ہیں۔

ساحر نے بہت سے فلمی موسیقاروں کے ساتھ کام کیا جن میں خاص طور پر، روی، ایس ڈی برمن، این دتا، روشن اور خیام ہیں ۔ اُنہوں نے اپنے بعد بہت سے یادگار فلمی گیت چھوڑے ہیں،۔فلم ''پیاسا'' ایس ڈی برمن اور ساحر کی آخری مشترکہ یادگار فلم ہے جس کے گیت لافانی ہیں ۔ بعد میں ساحر لدھیانوی نے موسیقار این دتا کے ساتھ فلموں کے لئے گیت لکھنا شروع کر دیئے۔موسیقار دتا ساحر کی انقلابی اور رومانوی شاعری کے بہت دلدادہ تھے ۔وہ پہلے بھی ۱۹۵۵ میں فلم ''ملاپ'' کے لئے اکھٹے کام کر چکے تھے، بعد میں ساحر نے دتّا کے لئے بہت سے یادگار گیت لکھے۔

۱۹۵۸ میں ساحر نے رمیش سہگل کی فلم ''پھر صبح ہو گی'' کے لئے گیت لکھے۔ یہ فلم دوستوفسکی کے ناول

''جرم اور سزا'' کے مرکزی خیال سے وابستہ تھی، اس فلم کے میں راج کپور نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔فلم کے کمپوزر شنکر جے کشن تھے جو کہ راج کپور کے ہمیشہ پسندیدہ میوزک کمپوزر رہے ہیں لیکن ساحر اس بات پر بضد تھے کہ اُن کے لکھے ہوئے گانوں پر وہی موسیقار دُھنیں بنائے جس نے اِس ناول پڑھا اور سمجھا ہو۔آخر کار موسیقار خیام نے اس فلم کے گیت کمپوز کرنے کا کام ذمہ اپنی سرلیا۔اس فلم کا یادگار گیت جسے مکیش نے گایا، وہ تھا ''وہ صبح کبھی تو آئے گی''۔یہ گیت فلم کے بیک راونڈ میں چلا اور ہر دور کا یادگار گیت ثابت ہوا۔یوں خیام نے ساحر کے ساتھ بہت سی اہم نغمہ بار فلمیں، کمپوز کیں جن میں فلم ''کبھی کبھی'' اور ''ترشول'' یادگار ہیں۔

ساحر کے بارے میں ایک مضمون میں حمید اختر لکھتے ہیں:

''ذاتی زندگی کے اس تمام نشیب و فراز میں ایک چیز اُس سے کوئی نہیں چھین سکا۔ اپنے فن سے اُس کا خلوص۔اس نے صاف سیدھی زبان میں ملک کے کرڑوں عوام سے جو مکالمہ اٹھارہ برس کی عمر میں شروع کیا تھا، وہ ساٹھ برس کی عمر تک اسی شد و مد کے ساتھ جاری رہا۔وہ لکھتا رہا لوگوں کے لئے، مستقبل کے لئے۔امن اور خوشحالی کے لئے۔اس نے فلمی شاعری کو ایک نیا حسن نئی جہت دی، مگر وہ اپنے اصل کام تخلیق کے عمل کو نہیں بھولا۔اس نے محبت، مسرت اور امن کے لئے گیت گانے کم نہیں کئے۔وہ لکھتا رہا اپنے لاکھوں پڑھنے والوں کے لئے۔اور اس فرض کو نبھانے کے لیے اس راستے سے سرمو انحراف نہیں کیا جسے اُس نے اوئل عمر میں اپنایا تھا''۔(۱۳)

''ساحر کا انتقال ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰ کو (۵۹) سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کے باعث ہوا، اُن کا آخری فلمی کام (۱۹۸۲) کی فلم ''لکشمی'' میں سامنے آیا۔ساحر ہمیشہ یاد رکھے جانے والے فلمی شاعروں میں شمار ہوتے رہیں گے، ساحر کو کیفی اعظمی اُردو ادب سے سینما اور فلمی گیتوں کی طرف لے کر آئے۔۳۰ سال گزرنے کے باوجود ساحر کے گیت آج بھی پہلے کی طرح جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں وہ نئے گیت کاروں کے لئے ایک عمدہ مثال ہیں۔کمپوزر اور گلوکار ساحر کی شاعری میں گہرائی، خلوص اور سچائی سے بے حد متاثر تھے۔مہندر کپور نے ایک بھارتی انٹرویو میں کہا کہ ساحر لدھیانوی جیسا شاعر دوبارہ پیدا نہیں ہو سکے گا، جس کی شاعری حساس روحوں کے دلوں میں خاص مقام رکھتی ہے۔''(۱۴)

عظیم فلمی نغمہ نگاروں میں ساحر نا صرف ایک منفرد اور جدا گانہ نغمہ نگار ثابت ہوئے بلکہ وہ اپنے عروج کے دور میں بھی تلخ باتیں لکھتے ہوئے کبھی ڈرتے یا ہچکچاتے نہیں تھے۔وہ معاشرے کی دم توڑتی قدروں پر افسردہ ہو جانے اور سیاست کو بنیاد بنا کر جنگوں کی تباہیوں پر کڑنے والے شاعر تھے۔ساحر ہمیشہ محبت پر حاوی ہوتے اور مادیت کے غلبے پر چیختے ہوئے نظر آتے ہیں اُن کے گیت اور اُن کی نظمیں ایسی مثالوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔وہ جب بھی محبت کا کوئی گیت لکھتے وہ تو دُکھ اور غم و غصے سے لبریز ہوتا، اُنہیں پسے ہوئے محروم طبقے کا نمائیدہ شاعر اور نغمہ نگار کہا جا سکتا ہے کیونکہ ساحر لدھیانوی کے نزیک قرض تلے دبا سکتا کسان کسی جاگیر دار، وڈیرے، یا صنعت کار سے زیادہ اہم ہے، وہ سپاہی جو کسی دوسرے کی جنگ لڑتا ہوا محاذ جنگ پر مر رہا ہو، وہ عورت جو غربت اور بھوک کے باعث اپنے بچے بیچنے پر مجبور ہو، اور وہ نوجوان جو نوکری نہ ملنے پر دلبرداشتہ ہو، یہ سب اور ایسے بہت سے خاندان جو گلیوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ساحر لدھیانوی کی شاعری میں معاشر کے ایسے ہی لوگ اُن کے دل کے زیادہ قریب رہے ہیں۔

ساحر اپنے نام کی طرح الفاظ کے جادو گر گیت نگار تھے ،اُنہوں نے اپنے نغمات اور غزلوں میں محیر العقول استعارے نہیں برتے۔، جنہوں نے اُن کے پڑھنے والوں کو دھائیوں تک مبہوت کئے رکھا۔ تقریباً ۳۰ برس تک وہ ہندی فلمی صنعت سے وابستہ رہے۔اُنہوں نے ہندی اُردو فلموں کے لئے سینکڑوں نغمات لکھے۔اُن کے بہت سے نغمے تو بے حد مقبول ہوئے اور حتی کہ اُن کے وہ نغمات لوگ ایک مدت گزر جانے کے باوجود اب بھی گاتے گنگناتے ہیں۔ساحر کی شاعری اور فلمی نغمات کے حوالے سے اُن کا ہندوستان بھر کے اہل علم وفن کے دلوں میں بہت احترام پایا جاتا ہے، انہوں نے فلمی نغمات کو علمی اور فکری سطح دی، یہی وجہ ہے کہ ساحر کے نغمات اُردو ہندی فلمی شائقین کے دلوں اور یادوں میں امر ہو چکے ہیں۔

خاص طور پر ساحر کی فلمی شاعری بنیادی طور پر رومانی ہے، اُنہوں نے بہت سی محبتیں بھی کئے جس میں وہ ناکام ہی ہوئے ،شاید یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری جذبات سے بھری پڑی ہے۔ایک خاص انداز کا حزن، یاس اور اُداسی ساحر کے گیتوں میں موجزن رہتی ہے۔وہ فلمی گیتوں کی مخصوص پابندیوں کے باوجود اپنے فن کو اُجاگر کرنے اور جذبات کو شدت اور گھمبیرتا کے ساتھ اُجاگر کرنے میں کمال رکھتے تھے۔اس کی شاعری رومانیت کے رنگوں کا ایک حسین اور حیران کن سنگم ہے، ساحر کی نظم کہنے کا ڈھنگ اور طریقہ کار سیدھا سادہ اور براہ راست تھا۔

اپنے نام کی طرح ساحر لفظوں کے جادُوگر تھے۔اُن کا مخیلہ ، علامتیں اور استعاروں نے غزلوں اور

گیتوں میں پڑھنے سننے والوں کو کئی عشروں تک اُن کا اسیر بنائے رکھا، اب تک بھی ادب اور فلم کے شائقین ان کی تخلیقات کے دیوانے نظر آتے ہیں ۔اگرچہ ساحر بھارتی فلم انڈسٹری سے تقریباً تیس سال تک وابستہ رہے اور اُنھوں نے سینکڑوں ہندی اُردو گیتوں کی یادگار دُھنیں تیار کروائیں لیکن اُن کا اہم ترین کام اُن کی غیر فلمی شاعری ہی ہے۔درحقیقت ساحر نے ہندی فلمی گیتوں کو ادب سے قریب تر کیا اور سچی شاعری کے مزاج سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اُن کے بہت سے لافانی گیت ہندی فلمی گیتوں کے شائقین کے دل و دماغ میں زندہ رہیں گے۔

''آو کہ کوئی خواب بنیں کل کے واسطے
ورنہ یہ رات آج کے سنگین دور کی
ڈس لے گی جان و دل کو ایسے کہ جان ودل
تا عمر پھر نہ کوئی حسین خواب بُن سکے
گو ہم سے بھاگتی رہی ہے تیز گام عمر
خوابوں کے آسرے پہ کٹی ہے تمام عمر
یہ خواب ہی تو اپنی جوانی کے پاس تھے
یہ خواب ہی تو اپنے علم کی اساس تھے
آوکہ کوئی خواب بنیں کل کے واسطے ''(۱۵)

ساحرلدھیانوی کے چند یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ستو گجر کیا گائے، سمے گزرتا جائے	۱۹۵۰	بازی	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتادت
یہ کون آیا کہ میرے دل کی دُنیا میں	۱۹۵۰	بازی	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتادت
تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے	۱۹۵۱	سزا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	لتامنگیشکر
تیری دُنیا میں جینے سے بہتر ہے	۱۹۵۵	ہاوس نمبر۴۴	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں	۱۹۵۲	جال	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
جائیں تو جائیں کہاں سمجھے گا	۱۹۵۴	ٹیکسی ڈرائیور	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	طلعت محمود،لتا
جیون کے سفر میں راہی ملتے ہیں	۱۹۵۴	مونیم جی	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	کشور کمار

چاند مدھم ہے آسماں چپ ہے نیند	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	لتامنگیشکر
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
آن ملو، آن ملو شام سانورے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا، مناڈے
او البیلے پنچھی تیرا دُور ٹھیکانہ ہے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	آشا، اُشامنگیشکر
مَیں نے چاند اور ستاروں کی تمنا	۱۹۵۶	چندرلیکھا	ساحرلدھیانوی	این دتا	محمد رفیع
دُکھی من میرے، سن میرا کہنا	۱۹۵۶	فن ٹوش	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
جانے کیا تُو نے کہیں جانے کیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	رفیع، گیتا دت
اُڑئیں جب جب زُلفیں تیری	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیّر	آشا، رفیع
ریشمی شلوار کرتا جالی کا	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیّر	آشا، شمشاد بیگم
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحرلدھیانوی	روشن	محمد رفیع
مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحرلدھیانوی	روشن	لتامنگیشکر
ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحرلدھیانوی	جے دیو	آشا بھونسلے۔رفیع
جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا	۱۹۶۱	محل	ساحرلدھیانوی	روشن	محمد رفیع، لتا
پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت	۱۹۶۳	تاج محل	ساحرلدھیانوی	روشن	رفیع۔لتا
مجھے گلے سے لگا لو، بہت اداس	۱۹۶۳	آج اور کل	ساحرلدھیانوی	روی	محمد رفیع
چلو اک بار پھر سے اجنبی بن	۱۹۶۳	گمراہ	ساحرلدھیانوی	روی	مہندر کپور
رنگ اور نور کی بارات کسے پیش	۱۹۶۴	غزل	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
من رے تُو کاہے نہ دھیرے	۱۹۶۴	چترلیکھا	ساحرلدھیانوی	روشن	محمد رفیع
چھو لینے دو نازک ہونٹوں کو	۱۹۶۵	کاجل	ساحرلدھیانوی	روی	محمد رفیع
اکیلے ہیں چلے آؤ جہاں ہو	۱۹۶۷	ہم راز	ساحرلدھیانوی	روی	لتا، رفیع
تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو	۱۹۶۷	ہم راز	ساحرلدھیانوی	روی	مہندر کپور
نیلے گگن کے تلے دھرتی کا پیار	۱۹۶۷	ہم راز	ساحرلدھیانوی	روی	مہندر کپور

پتھر کے صنم تجھے ہم نے محبت کا	۱۹٦۷	ہم راز	ساحرلدھیانوی	روی	محمد رفیع
یہ دل تم بن کہیں لگتا نہیں ہم کیا	۱۹٦۸	عزت	ساحرلدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔رفیع
تمہاری نظر کیوں خفا ہوگئی	۱۹٦۸	دوکلیاں	ساحرلدھیانوی	روی	محمد رفیع،لتا
غیروں پہ کرم، اپنوں پہ ستم	۱۹٦۸	آنکھیں	ساحرلدھیانوی	روی	لتامنگیشکر
نیلے پربتوں کی دھارا، آئی	۱۹٦۹	آدمی اور انسان	ساحرلدھیانوی	روی	مہندر کپور۔آشا
نہ تُو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں	۱۹۷۲	داستان	ساحرلدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
میرے دل میں آج کیا ہے	۱۹۷۳	داغ	ساحرلدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
نی مَیں تے یار منا نانی چاہے	۱۹۷۳	داغ	ساحرلدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتامنگیشکر
کبھی کبھی میرے دل میں خیال	۱۹۷٦	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	مکیش
مَیں پل دو پل کا شاعر ہوں	۱۹۷٦	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	مکیش
میرے گھر آئی ایک ننھی پری	۱۹۷٦	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	لتامنگیشکر
حسن حاضر ہے محبت کی سزا پانے	۱۹۷٦	لیلیٰ مجنوں	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	لتامنگیشکر
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے	۱۹۷٦	لیلیٰ مجنوں	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	لتا۔رفیع
دوررہ کر نہ کرو بات قریب آجاو	۱۹۷۷	امانت	ساحرلدھیانوی	روی	محمد رفیع
میری دوروں سے آئی بارات	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحرلدھیانوی	راجیش روشن	لتامنگیشکر
باہوں میں تیری مستی کے گھیرے	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحرلدھیانوی	راجیش روشن	لتا، رفیع
اک راستہ ہے زندگی جوتھم گئے	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحرلدھیانوی	راجیش روشن	کشور، لتا

(III) مجروح سلطان پوری:

مجروح سلطانپوری بھارتی ہندی سینما کی ۵۰ اور ٦۰ کی دھائی کی معروف نغمہ نگاری کے چار ستونوں میں سے ایک ستون مانے جاتے تھے، دوسرے تین اہم ترین نغمہ نگاروں میں شکیل بدایونی، ساحرلدھیانوی اور شیلندر کے نام شامل ہیں، لیکن مجروح سلطانپوری کو دوسرے نغمہ نگاروں سے اس لئے بھی ممتاز حیثیت حاصل ہے کہ اُن کا فلمی کیریئر پانچ دھائیوں پر محیط ہے۔ جس میں لگ بھگ ۳۵۰ فلموں کے لئے لکھے گئے یادگار گیت شامل ہیں جو باکس آفس پر بھی کامیاب گیت تصور کئے جاتے ہیں۔

مجروح صاحب کا اصلی نام اسرار حسین خان تھا، وہ سلطان پور میں ۱۹۱۹ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد

سب انسپکٹر تھے اور وہ اپنے بیٹے کو مذید مہنگی انگریزی تعلیم دلانے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، چنانچہ مجروح نے ساتِ سال کا درسی کورس عربی اور فارسی میں کیا اور عالم کی ڈگری حاصل کی ۔ چنانچہ اُنہوں نے لکھنو کا تعلیم وطب کا کالج جوائن کیا جو میڈیکل سے وابستہ تھا۔ مجروح سلطانپوری بمبئی آنے سے قبل یو پی کے ایک چھوٹے سے تہذیبی علاقے ''سلطان پور'' میں حکمت کا مطب چلاتے تھے۔ روز گار کا یہی وسیلہ تھا اور وہ ایک مستند حکیم مانے جاتے تھے۔ پھر جلد ہی اُنہوں نے سلطانپور کے ایک مشاعرے میں پہلی بار اپنی غزلیں سنائیں، حاضرین نے اُن کی غزلوں کو بے حد سراہا۔ چنانچہ مجروح شاعری کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینے لگے اور انہیں مشاعروں میں مدعو بھی کیا جانے لگا۔ ۴۰ کی دھائی میں ایک مقامی مشاعرے میں جگر مرادآبادی نے اس جوان رعنا کو دیکھا، اور مجروح جگر صاحب کے قریبی دوستوں میں شامل ہو گئے۔

جلد ہی جگر صاحب بمبئی کے ایک بڑے مشاعرے میں اِس نوجوان شاعر کو لے آئے۔ یہیں اُس زمانے کے مشہور فلم ساز اور ہدایت کار عبدالرشید (اے آر کاردار) بھی موجود تھے، جنہوں نے جگر صاحب کے کہنے پر مجروح کو اپنی فلم میں نغمے لکھنے کی پیش کش کی۔ کاردار فلم ''شاردا'' میں اپنی فلم سازی کا ڈنکا بجا چکے تھے اور اب ایک نئی فلم ''شاہ جہاں'' کے نام سے بنانے کا ارداہ رکھتے تھے، اُنہوں نے ہی اِس نوجوان حکیم کو فلم کا نغمہ نگار بنایا۔ ندا فاصلی کا کہنا ہے کہ'' مجروح، سلطان پور کی شیروانی، کلف دار ململ کے کرتے، چوڑے پائچوں کے ڈھیلے پاجامے اور چاندی والی پان کی ڈبیا جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے اور جو ہمیشہ ہی اُن کی شخصیت کی شناخت رہی۔ اس فلم کے لکھے گیتوں کی بدولت مجروح کے فلمی کیریئر کا سفر آسان تر ہو گیا۔ جس گیت کی وجہ سے انہوں نے پہلے پہل شہرت پائی وہ اسی فلم کا مشہور گیت تھا جسے'' کے ایل سہگل'' نے گایا تھا، یہ گیت ہر دور کا یادگار گیت ثابت ہوا، گیت تھا''غم دیئے مستقل، اتنا نازک تھا دل، یہ نہ جانا، ہائے ہائے یہ ظالم زمانہ''۔ (۱۶)

کاردار نے جگر مرادآبادی سے رابطہ کر کے مجروح کو اپنی فلم کے لئے لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا، تب مجروح فلموں کے لئے لکھنے پر رضامند نہیں تھے۔ اُنہیں اندیشہ تھا کہ فلموں میں لکھنے سے اُن کی شاعری کی ساکھ متاثر ہوگی، لیکن جگر مرادآبادی نے مجروح کو مشورہ دیا کہ فلم کے گیت لکھنے سے اُن کے روزگار کے مسائل ختم ہوسکیں گے اور وہ اپنے خاندان کی بہتر انداز میں کفالت بھی کر سکتے ہیں۔ مجروح کی رضامندی کے بعد کاردار اُنہیں موسیقار نوشاد کے پاس لے گئے جنہوں نے نوجوان شاعر کو پرکھنے کے نقطہ نظر سے ایک دُھن دی اور کہا کہ وہ اس پر میٹر میں کچھ لکھ کر لے آئیں۔ مجروح نے اُس دُھن پر جو بول لکھے وہ کچھ یوں تھے''جب اُس نے گیسو بکھرائے، بادل آئے جھوم کے آئے''۔ نوشاد کو فلمی نقطہ نظر اور دُھن کی مناسبت سے یہ اشعار بے حد پسند

آئے اور مجروح کوفلم ''شاہ جہان'' کے لئے سائن کرلیا گیا۔ اس فلم میں مجروح کے لکھے گیتوں کی دُھوم دیکھتے ہی دیکھتے چہار سُو پھیل گئی، قسمت کی دیوی مجروح پر مہربان ہوگئی اور اُن کے لکھے اس فلم کے دو گیت ''جب دل ہی ٹوٹ گیا ہم جی کر کیا کریں گے'' اور دوسرا گیت ''کر لیجئے چل کے میری جنت کے نظارے'' تو بہت ہی مقبول ہوئے۔ کے ایل سہگل کو اپنا ہی گایا یہ گیت ''جب دل ہی ٹوٹ گیا'' اس قدر پسند آیا کہ اُس نے کہا کہ میری موت کے وقت یہ گیت ضرور بجایا جائے۔

(شاہجان) ایس فصلی مہدی کی فلم تھی۔ (انداز) محبوب کی اور (آرزو) شاہد لطیف کی۔ جلد ہی مجروح نے خود کو ایک مضبوط اور مشاق نغمہ نگار کی حیثیت سے منوالیا۔

> بائیں بازو کے نظریات رکھنے اور اِس کے کیلئے کام کرنے کی بدولت مجروح کے لئے بہت سی مشکلات کھڑی کر دی گئیں۔ بھارتی حکومت نے اس طرز فکر اور تحریک کو حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کا مخالفت شمار کیا۔ ۱۹۴۹ میں مجروح اور کچھ دوسرے ممتاز ادیب وشعرا کو بائیں بازو کے نظریات رکھنے کے جرم میں قید وبند کی صوبتعیں برادشت کرنا پڑیں جن میں بلراج سہانی بھی شامل تھے۔ دوسروں سے معافی نامہ لکھ کر چھوٹ دینے کا فیصلہ کرلیا گیا تھا لیکن مجروح اس پر رضا مند نہ تھے۔ وہ دور مجروح اور اُس کے خاندان کے لئے مالی مشکلات کا دور تھا۔ ایسے میں کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو اُن کی مالی اعانت کرتا۔ اُس وقت صرف ادا کارا ور فلم ساز، راج کپور تھے جنھوں نے آگے بڑھ کر مجروح کا ساتھ دیا اور اُن کی ہر ممکن مدد کی۔ راج کپور صاحب جانتے تھے کہ مجروح کبھی بھی کسی صورت مالی مدد نہیں لے گا چنانچہ اُس نے مجروح کو فلم کے لئے گیت لکھنے کا کہا۔ اُس وقت جو گیت مجروح نے لکھا، راج کپور نے سن ۵۰ میں اُس ایک گیت کا اُنہیں ایک ہزار معاوضہ دیا۔ گیت تھا ''اِک دن بِک جائے گا ماٹی کے مول، جگ میں رہ جائیں گے پیارے تیرے بول''۔ (۱۷)

اس کے بعد مجروح نے بہت سی اہم فلموں کے لئے یادگار گیت تخلیق کئے، جن میں، سی آئی ڈی، پے انگ گیسٹ، تم سا نہیں دیکھا، سُجھاتا، کالا پانی، بمبئی کا بابو، منزل، آرتی، آر پار، مسٹر اینڈ مسز ۵۵، دلی کا ٹھگ، چلتی کا نام گاڑی، ہم سب چور ہیں، دل دے کے دیکھو وغیرہ۔

مجروح کو غزل کا ایک اہم شاعر مانا جاتا ہے۔ یہ مجروح کے فن کی خوبی تھی کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے میں

خود کو منوانے میں کامیاب ہوتے رہے۔ اُنہوں نے وقت کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ کر لیا تھا۔ اگر وہ فلم ''سجھاتا'' کا یہ گیت ''جلتے ہیں جس کے لئے، میری آنکھوں کے دیئے'' اور فلم ''کالا پانی'' کا گیت ''ہم بے خودی میں تم کو پکارے چلے گئے'' لکھ سکتے ہیں تو فلم ''چلتی کا نام گاڑی'' کا یہ گیت ''پانچ روپیہ بڑا آنا'' بھی لکھنا جانتے ہے''۔ اُنہوں نے ''دلی کا ٹھگ'' کا گیت ''سی اے ٹی کیٹ'' بھی لکھا ہے۔ مجروح کے لکھے گیتوں کو نئی فلموں ،ابھیمان، خوددار، قیامت سے قیامت تک، جو جیتاوہی سکندر، اکیلے ہم اکیلے تم، کبھی ہاں کبھی ناں، وغیرہ میں جانچا پرکھا جا سکتا ہے۔

مجروح کو فلم فیئر ایوارڈ صرف ایک ہی فلم ''دوستی'' کا گیت ''چاہوں گا مَیں تجھے سانجھ سویرے'' پر دیا گیا۔ اُن سے کم تر لکھنے والوں کو یہ ایوارڈ مجروح سے زیادہ ملے۔ ویسے اچھا لکھنے کا یہ کوئی حتمی معیار نہیں، کیونکہ دُنیا میں بہت مہان لکھنے والے بھی تو نوبل انعام سے محروم رہے ہیں اِس سے اُن کی عظمت میں تو کمی واقع نہیں ہوئی۔ ایوارڈ نہ ملنے کا مجروح کو قلق بھی تھا لیکن بھارتی فلمی سنگیت میں اُن کا جو معتبر مقام ہے اُس میں کمی واقع نہیں ہوسکتی۔ مجروح نے قریباً چار ہزار کے قریب فلمی گیت لکھے اور اُن کے لکھے گیتوں کی مقبولیت اور پسندیدگی کی اوسط ۹۵ فیصد ہے۔ وہ آخری دور میں بھی موسیقاروں کے پسندیدہ گیت نگار تھے۔ جیسے فلم ''جو جیتا وہی سکندر'' کا گیت ''پہلا نشہ پہلا خمار، نیا پیار ہے نیا انتظار'' اور فلم ''خاموشی'' کا گیت ''آج مَیں اُوپر آسمان نیچے''، کے گیت سننے والوں کے دلوں کو لبھاتے ہیں۔

> ''مجروح کو ۱۶، مئی ۲۰۰۰ کو نمونیا کا حملہ ہوا، اور اُنہیں ہسپتال داخل کیا گیا، لیکن ۲۴ مئی کا وہ دار فانی کو الوداع کہہ گئے، یہ دن بھارتی فلمی صنعت اور فلمی گیتوں کے مداحوں کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ لے کر آیا۔ وہ اپنی شاندار شاعری اور ہمیشہ رہ جانے والے گیتوں کے ساتھ اپنے چاہنے والوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔''(۱۸)

مجروح کے فلمی سفر میں انہیں ''دادا صاحب بھائی پھالکے'' انعام سے بھی نوازا گیا۔ لیکن مجروح صاحب کو ہمیشہ سے اپنی غزل گوئی پہ بہت ناز تھا، اُنہیں اس بات کا قلق رہا کہ وہ غزل گوئی کو اتنا وقت نہ دے سکے جس کی اُنہیں ہمیشہ بہت خواہش تھی یہی وجہ ہے کہ اتنے بڑے فلمی اعزاز کے ملنے پر بھی وہ یہ کہنے پر مجبور تھے کہ گیت نگاری میں اتنا بڑا انعام حاصل کرنے کے باوجود میری پہچان میری غزل ہی ہے۔ اگرچہ فلمی گیت نگاری کی مصروفیت نے اُنہیں عمر کے کسی حصے میں ایسی مہلت نہیں دی جس کی غزل گوئی تقاضا کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ جگر مراد آبادی صاحب کے ساتھ بننے کچھ آئے تھے اور بن کچھ گئے۔

''اُن کی غزلوں کا ایک ہی مجموعہ ہے جو بار بار'' غزل'' کے نام سے شائع ہوا، اُس میں کچھ ایسی تخلیقات بھی شامل ہیں جو اشتراکی جلسوں میں بھیڑ اکٹھا کرنے کے لئے پڑھی جاتی تھیں، اگر چہ اِس قسم کی صحافیانہ اشعار کیفی اعظمی، علی سرادار جعفری، نیاز حیدر، پرویز شاہدی کے ہاں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ نظریاتی وابستگی کی بنا پر مجروح کو جیل کی ہوا بھی کھانا پڑی۔ ندا فاصلی کا لکھنا ہے کہ میری نظر میں مجروح کا فارسی و اُردو کلاسیکی شعور زیادہ گہرا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی مجروح کے قلم سے کچھ ایسے اشعار بھی نکلے ہیں جو آدھی صدی گزر جانے کے بعد بھی پرانے نہیں ہو پائے۔ ندا فاصلی کا یہ بھی کہنا ہے مجروح کو صنف غزل سے پیار تھا مگر گیت کاری اُن کا کاروبار تھا۔ گیت لکھنے میں بیس منٹ بھی لگ سکتے ہیں مگر اس کا معاوضہ حاصل کرنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔ موسیقاروں سے رشتے تعلق بنائے جاتے ہیں، اُن کی حماقتوں پر ذہانتوں کے ٹھپے لگائے جاتے ہیں تب جا کے پیسے ہاتھ آتے ہیں۔ مجروح کا زیادہ وقت ایسی ہی رسموں کی ادائیگی میں گذرا، اِس کا اُنہیں دُکھ بھی تھا۔ لیکن جب اِس دُکھ کا احساس ہوا اُس وقت تک کافی دیر ہو چکی تھی۔ اب وہ باوجود کوشش کی ''شعر'' کہنے سے معذور ہو چکے تھے۔ اس تندروی کا تجزیہ کرنے کے بجائے کبھی وہ ناقدوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور کبھی اُن کے نشانوں کا ہدف فیض احمد فیض بنتے ہیں۔ یوں تو فیض کم و پیش سبھی ترقی پسندوں کا کمپلیکس تھے بالکل اسی طرح جیسے احمد فراز کی شہرت سے اُن کے ہمعصروں کی شکایت تھی۔ مجروح کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ غزل میں ترقی پسندی کی شمولیت اُن کے قلم کا حصہ ہے لیکن دیکھا جائے تو اُردو تنقید میں یہ فیض کے نام کا حصہ ہے۔ اِس شکایت کا اظہار وہ عام گفتگو میں بھی کرتے تھے اور رسائل میں لکھ کر بھی۔ کبھی کبھی یہ دبی گھٹی شکایت اشتعال انگیز بھی بن جاتی تھی'' (۱۹)

بقول ''ندا فاصلی''

مجروح نے کم لکھا لیکن پھر بھی اُن کے یہاں اُن کے کئی ہم عصروں کے مقابلے میں اچھا زیادہ ہے۔ اس کا انہیں ادراک بھی ہے۔ یہی ادراک اُن سے ساحر کو ''مہمل'' کہلواتا ہے۔ جاں نثار اختر کو '' تابع ململ'' اور کیفی اعظمی '' مجمع باز'' کہلواتا تھا۔ (۲۰)

بقول ندا فاضلی، فلمی دُنیا میں مجروح کا مقابلہ ساحر سے تھا۔ ساحر کا جادُو فلموں سے باہر مشاعروں پر بھی چھایا ہوا تھا۔ مشاعرے میں وہ اُس وقت تک اپنی کار میں بیٹھا انتظار کرتا رہتا جب تک مجروح کا نام ناظم مشاعرہ نہیں پکارتا تھا۔ جیسے ہی مجروح غزل شروع کرتے ساحر جھومتے جھامتے ہوئے مشاعرے میں داخل ہوتا۔ ساحر کو دیکھتے ہی سامعین مجروح کو بھول کر ساحر کی طرف مڑ جاتے۔ مجروح لال پیلے ہو کر رُک جاتے۔ بہرحال مجروح ترقی پسند غزل کی توانا اور معیاری آواز کا نام ہے۔

اُن کا دیوان کبھی ''غزل'' اور کبھی ''مشعول جاں'' کے نام سے بار بار چھپتا رہا۔ اُن کے گیتوں میں جہاں موسیقت ہے وہیں خیال کی دلکشی بھی ہے۔ ان کے ہاں فلمی تشبیہ و استعارے کی کمی نہیں ہے۔ مجروح کے ساتھ کچھ شعر ہماری بول چال کے محاورے بن چکے ہیں۔ اُن میں کئی شعر پاکستان میں فیض کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ نمونے کے لئے اُن کا صرف ایک ہی مقبول شعر پیشِ نظر ہے۔

مَیں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

مجروح سلطان پوری کے چند گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
جب دل ٹوٹ گیا ہم جی کر کیا	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطان پوری	نوشاد	کندن لعل سہگل
غم دیئے مستقل کتنا نازک ہے دل	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطانپوری	نوشاد	کندن لعل سہگل
راجہ کی آئے گی بارات، رنگیلی ہوگی	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	لتا منگیشکر
مشکل ہے بہت مشکل، چاہت کا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
اگر بے وفا تم کو پہچان جاتے خدا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
ہم آج کہیں دل کھو بیٹھے	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	مکیش
جھوم جھوم کے ناچو آج، گاؤ خوشی	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	مکیش
بابو جی دھیرے چلنا پیار میں ذرا	۱۹۵۴	آر پار	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	گیتا دت
لے کے پہلا پہلا پیار، بھر کے	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	شمشاد بیگم
مانا جناب نے پکارا نہیں کیا میرا	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطاپنوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
چھوڑ دو آنچل زمانہ کیا کہے گا	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطاپنوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار، آشا

ساتھی نہ کوئی منزل، دیا ہے نہ کوئی	۱۹۶۰	بمبئی کا بابو	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
آنکھوں سے جو اُتری ہے دل میں	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	آشا بھونسلے
چھپا لو دل میں یوں پیار میرا	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا۔ہمنت کمار
رہیں نہ رہیں ہم مہکا کریں گے	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا منگیشکر
موسم ہے عاشقانہ اے دل کہیں	۱۹۷۲	پاکیزہ	مجروح سلطانپوری	غلام محمد	لتا منگیشکر
او میرے دل کے چین، چین آئے	۱۹۷۲	میرے جیون ساتھی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
اِک دن بک جائے ماٹی کے مول	۱۹۷۵	دھرم کرم	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	مکیش
تو نے او رنگیلے کیسا جادو کیا	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
اونچے نیچے راستے اور منزل تیری	۱۹۸۲	خودار	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور کمار
انگریزی میں کہتے ہیں کہ آئی لو یو	۱۹۸۲	خوددار	مجروح سلطان پوری	راجیش روشن	لتا، کشور کمار
جب چاہا یارا تم نے، آنکھوں سے	۱۹۸۵	زبردست	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
پاپا کہتے ہیں بڑا نام کرے گا	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	ادت نارائن
اے میرے ہم سفر، اک ذرا انتظار	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	الکا۔ادت نارائن
غصب کا ہے دن سوچو ذرا	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	الکا۔ادت نارائن
پہلا نشہ پہلا خمار نیا پیار ہے	۱۹۹۲	جو جیتا وہی سکندر	مجروح سلطانپوری	جتن للت	ادت، سادھنا سرگم
اے کاش کے ہم ہوش میں اب	۱۹۹۳	کبھی ہاں کبھی ناں	مجروح سلطانپوری	جتین للت	کمار سانو
بانٹ رہا تھا جب خدا	۱۹۹۹	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آدیش شیر وعایو	احسان

(IV) قتیل شفائی:

قتیل شفائی ہری پور ہزارہ، خیبر پختونخوہ میں ۲۴ دسمبر ۱۹۱۹ میں پیدا ہوئے۔ اُن کا ابتدائی نام اورنگ زیب خان تھا۔ والد کا کاروبار وسیع تھا اور گھر میں ضرورت کا سب سامان میسر تھا، لیکن اُن کی بدقسمتی کہ والد کا سایہ جلد ہی سر سے اُٹھ گیا۔ اورنگ زیب بچپن ہی میں کاروبار کی اُلجھنوں پڑ گیا۔ چھوٹی عمر میں ہی عشق ہوا لیکن ناکام ہو گیا، اورنگ زیب کو شعر وسخن کا سہارا لینا پڑا اور کتابوں میں دلچسپی پیدا ہونے لگی۔ حکیم محمد یحیٰ شفا کی شاگردی اختیار کر لی۔ اُس کے استاد نے اُسے قتیل کا تخلص نامزد کیا اور اُس نے اپنے استاد کی نسبت سے اپنے

نام میں شفائی کا اضافہ کرلیا۔ یوں یہ نام اورنگ زیب سے قتیل شفائی بن گیا۔قتیل شفائی نے مشاعروں میں جانا شروع کیا تو سامعین سے داد سمیٹی۔

اُن کی ابتدائی شاعری میں رنگنی تھی اور رنگ زیب داغ دہلوی سے قریب تھا۔لیکن جلد ہی قتیل شفائی ترقی پسند شعراء سے متاثر ہونے لگے اور لب و رخسار کے ساتھ ساتھ غم دہر کا عکس جھلکنے لگا،زمانے کی اُونچ نیچ اور طبقاتی کشمکش اُن کے ہاں دکھائی دینے لگی۔۴۰ کی دھائی میں قتیل کی فیض احمد فیض ،سجاد ظہیر اور ایم ڈی تاثیر سے ملاقاتیں رہیں ، اسی زمانے میں اُن کی ملاقات احمد ندیم قاسمی سے ہوئی جو ایک خاص شعری حلقہ بنا چکے تھے ،اُنہوں نے قتیل شفائی کی رہنمائی اور معاونت کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

> ''اُنہی دنوں قتیل کے دو دوست محبوب اختر اور امان اللہ خان فلمی دُنیا میں داخلے کے راستے ڈھونڈ رہے تھے،اُنہوں نے بمبئی میں فلم سازی کا فیصلہ کیا۔یہ دونوں قتیل کے پاس آئے اور اُن سے فلم کے لئے گیت لکھنے کی فرمائش کی ۔قتیل نے اُس فلم کے لئے چند گیت لکھ کر بھی دیئے لیکن تقسیم ہند کے خدشات کے باعث یہ فلم تکمیل کے مراحل طے نہ کر سکی۔لیکن اسی دوران داود چاند کی زیرہدایت پاکستان کی پہلی فلم (تیری یاد) کے لئے بھی اُنہوں نے گیت نگاری کی،لیکن یہ فلم پانچ ہفتے سے زیادہ نہ چل سکی اور ناکام ہوگئی۔''(۲۱)

اِس کے باوجود قتیل پر فلمی دُنیا کے راستے کھل گئے۔ یوں قتیل نے ۵۰ کی دھائی کی بہت سی پاکستانی فلموں کے لئے گیت لکھے۔لیکن اُن کا مقابلہ اپنے مضبوط ہم عصر نغمہ نگاروں جن میں تنویر نقوی،سیف الدین سیف اور نخشب جیسے گیت نگاروں سے تھا جو بھارت میں بھی اپنی گیت کاری کے جوہر دکھا کر اپنے نام اور کام کا سکہ جما چکے تھے،خاص طور پر تنویر نقوی جن کی فلم ''جگنو'' جو کچھ ہی عرصہ پہلے ریلیز ہوئی تھی، اُس کی دُھوم ہر طرف پھیل چکی تھی۔خاص طور پر اُس فلم کا ایک گیت جو نور جہاں کی آواز میں تھا، ''یہاں بدلہ وفا کا بے وفائی کے سوا کیا ہے''، فلمی گیت کی تاریخ میں ایک یادگار گیت قرار دیا جاتا ہے۔ان سب لوگوں کی موجودگی میں گیت نگاری میں نام کمانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔پھر بھی قتیل شفائی نے ۵۰ کی دھائی کے وسط تک اپنے نام کا ایسا جادو جگایا کہ فلمی دُنیا ہی نہیں ادب سے وابستہ لوگوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ فلمی گیت کو ادب نہ سمجھنا دانش مندی نہیں۔

۱۹۵۳ میں امتیاز علی تاج کی ہدایات میں بننے والی فلم ''گلنار'' کے گیت قتیل شفائی نے لکھے ، اِس کی

موسیقی مایہ ناز موسیقار غلام حیدر نے ترتیب دی تھی۔ اس فلم نے قتیل کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اس فلم کے چند گیت یہ تھے۔

''بچپن کی یادگارو''۔ ''لو چل دیئے وہ ہم کو تسلی دیئے بغیر''۔ ''اے رات ذرا تھم تھم کے گزر''۔ ''سکھی نہیں آئے میرے بالما''۔

اس فلم کا ہر گیت ایک سے بڑھ کر ایک تھا، گیتوں کی شاعری، باکمال دُھنوں اور ملکہ ترنم نور جہاں کی آواز کا جادُو سر چڑھ کر بولا، یہ فلم سپر ہٹ ثابت ہوئی۔ ۱۹۵۳ میں انور کمال پاشا نے فلم ''گمنام'' بنائی اور اِس کے گیت قتیل شفائی سے لکھوائے۔ اس فلم میں قتیل کی ایک ایسی نظم شامل تھی جو اُنہوں نے اپنی پہلی محبت کی ناکامی پر لکھی تھی۔ اس نظم کو اُنہوں نے از سرِنو ترتیب دیا اور فلم کی دُھن کے مطابق مصروں میں ڈھالا۔ اس نظم نما گیت کے بول یہ تھے۔

''پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے، تُو لاکھ چلے ری گوری تھم تھم کے''

یہ گیت اس فلم کا تعارف بن گیا اور اِس گیت کو گانے والی گلوکارہ کا بھی جو اُن دنوں ارشاد کے نام سے جانی جاتی تھی، کہا جاتا ہے کہ قتیل نے ارشاد سے عشق بھی کیا اور بات شادی تک جا پہنچی لیکن ارشاد جسے قتیل شفائی نے اقبال کا نام دیا اور جو بعد میں اقبال بانو کے نام سے معروف ہوئی۔ بہرطور قتیل نے جو اقبال بانو کے لئے لکھا اور اقبال بانو نے جو قتیل کے لئے گایا اُس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ ''گمنام'' کے بعد انور کمال پاشا نے ''قاتل'' کے نام سے فلم بنائی، اس فلم میں بھی قتیل نے اپنے ایک دوسرے عشق کی روداد بیان کی ہے، یہ عشق انہیں بہاولپور سے تھا۔ انہیں دنوں بہاولپور سے قتیل کا پہلا شعری مجموعہ ''ہریالی'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس عشق میں بھی ناکامی ہوئی اور محبوبہ بے وفا نکلی، اس تجربے کو اُنہوں نے ایک غزل میں باندھا جو بعدازاں فلم ''قاتل'' میں شامل ہوئی۔ یہ غزل تھی:

اُلفت کی نئی منزل کو چلا تُو بانہیں ڈال کے بانہوں میں
دل توڑنے والے دیکھ کے چل ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں
کیا کیا نہ جفائیں دل پہ سہیں پر تم سے کوئی شکوہ نہ کیا
اس جرم کو بھی شامل کر لو میرے معصوم گناہوں میں
جب چاندنی راتوں میں تم نے خود ہم سے کیا اقرار وفا
پھر آج ہیں کیوں ہم بیگانے تیری بے رحم نگاہوں میں

ہم بھی ہیں وہی تم بھی ہو وہی یہ اپنی اپنی قسمت ہے
تم کھیل رہے ہو خوشیوں سے ہم ڈوب گئے ہیں آہوں میں

قتیل شفائی پچاس کی دھائی کے آخر تک ہندو پاک کے مقبول ترین نغمہ نگار بن چکے تھے۔

''پچاس کی دھائی میں اُنہوں نے خواجہ خورشید انور کی میوزیکل ہٹ فلم ''انتظار'' کے گیت لکھے، جس کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ خاص طور پر ''جس دن سے پیا دل لے گئے دُکھ گئے''۔ ''او جانے والے رے ٹھہرو ذرا رُک جاؤ لوٹ آؤ''۔ ''چھن چھن ناچوں گی گن گن گاؤں گی''۔ ''چاند ہنسے دُنیا بسے روئے میرا پیار''۔ اِس فلم کے گیت خاص طور پر پاکستانی فلمی گیتوں میں اہم ترین شمار کئے جاتے ہیں۔ اسی عشرے میں قتیل شفائی نے فلم ''عشق لیلیٰ'' کے لئے بھی گیت لکھے، یہ فلم ۱۲، اپریل ۱۹۵۷ کو ریلیز ہوئی''(۲۲)

اس میں اٹھارہ گیت تھے جو بہت مقبول ہوئے لیکن دو تین گیت یہ تھے۔

چاند تکے چھپ چھپ کے اونچی کھجور سے''۔ ''ستارو تم تو سو جاؤ پریشاں رات ساری ہے''۔ ''محبت کا جنازہ جارہا ہے''۔ ''اُداس ہے دل نظر پریشاں'' وغیرہ۔ اِس فلم میں کوئی بھی گیت ایسا نہ تھا جس نے مقبولیت حاصل نہ کی ہو۔ قتیل نے فلموں کے لئے لازوال گیت لکھے۔ وہ گیت لکھتے وقت ادبی قاعدوں اور فنی باریکیوں سے دامن نہیں بچاتے تھے۔ اُن کے گیتوں میں ایک خاص طرز کی موسیقیت تھی جو اُن کی پرستاروں کو خوشبو کی طرح بکھرتی ہوئی محسوس ہوتی۔ گیتوں غزلوں اور نظموں کے ہجوم میں قتیل کی دھڑکتی ہوئی شاعری الگ اور منفرد نظر آتی۔ وہ ادبی شاعری میں تو ایک مقام رکھتے ہی تھے بلکہ فلمی گیتوں میں بھی اُن کا ایک الگ اور منفرد لہجہ دکھائی دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ندا فاضلی جیسے دوستوں کی دعوت پر ہندوستان گئے تو وہاں بھی ایسے ہی شاہکار گیت لکھ کر آئے کہ بھارتی کے فن کاروں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ان گیتوں میں ایک ادبی چاشنی جھلکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہیش بھٹ کی فلم ''پھر تیری کہانی یاد آئی'' کے گیتوں سے لے کر ''پینٹر بابو'' کی غزلوں تک ایک طویل فہرست ہے جو ہمیں آج بھی بھارت میں سنائی دیتی ہے۔ قتیل شفائی کے بارے میں ساحر لدھیانوی نے یہاں تک کہا کہ ''وہ ہندوستان کے قتیل شفائی ہیں جب کہ قتیل پاکستان کے ساحر لدھیانوی ہیں۔'' (۲۳)

قتیل کا ادبی کام بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے، اُن کے کہے ہوئے شعروں کے مصرے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قتیل نے بہت سے دوسرے فلمی شاعروں کے برعکس ۲۰ سے زائد شعری مجموعے شائع کئے۔

اُن کے ادبی وفکری کام کے سلسلے میں حکومت پاکستان نے ۱۹۹۴ میں اُنہیں تمغہ برائے حسن کارکردگی سے نوازا۔ اِس کے علاوہ اُن کی شعری تخلیقات اور خدمات پر اُنہیں آدم جی ایوارڈ، امیر خسرو ایوارڈ اور نقوش ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ شعروسخن کی یہ محبوب ہستی ۸۱ برس کی عمر میں گیارہ جولائی ۲۰۰۱ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ ان کے فلموں کے لکھے گیتوں میں سے چند یادگار گیت فہرست میں موجود ہیں۔

قتیل شفائی کے چند یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
لو چل دیئے وہ ہم کو تسلی دیئے	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
اے رات ذرا تھم تھم کے گزر	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
بچپن کی یادگار و میں تم کو ڈھونڈو	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے	۱۹۵۳	گمنام	قتیل شفائی	نامعلوم	اقبال بانو
اُلفت کی نئی منزل کو چلا دل توڑنے	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	اقبال بانو
او مینا نا جانے کیا ہو گیا کہاں دل	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	کوثر پروین
چھن چھن ناچوں گی گن گن	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
جس دن سے پیا دل لے گئے	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چاند ہنسے دُنیا بسے روئے میرا	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
او جانے والے رہے ٹھہرو ذرا	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چاند سی اُن کی جبیں تاروں	۱۹۵۷	عشق لیلہ	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
پریشاں رات ساری ہے ستارو	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
جگر ہے دل گھبرا رہا ہے، محبت کا	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	عنایت حسین بھٹی
اک ہلکی ہلکی آہٹ ہے اک	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
نکل کر تری محفل سے یہ دیوانے	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	عنایت حسین بھٹی
کس کو سنائیں غم کی کہانی ہائے	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
بادِ صبا اے بادِ صبا اک درد بھرا	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
لیلیلیلی لیلی افسرِ خوباں لیلی	۱۹۵۷	عشق لیلی	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم

ہائے کس بات پہ تقدیر خفا ہے	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
اُداس ہے دل نظر پریشاں قرار	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	سلیم رضا
دیکھو جی بے دردی سنیاں جا	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
موہے پیا ملن کو جانے دے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
سو جا رے سو جا لعل ہمارے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
پل پل جھوموں جھوم کے گاوں	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	کوثر پروین
چھم چھم ناچوں میرے پیا گھر	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
سنو عرج میں کملی والے کوئی کیا	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
دھیرے سے آ کے نیندیا سپنوں	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
ہٹ جاؤ میں تم نہ بولوں رے	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	کوثر پروین
امبوا کی ڈاریوں سے جھولنا	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
جانے بہاراں رشک چمن غنچہ دہن	۱۹۶۲	عذرا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
میرے دل کی انجمن میں ترے غم	۱۹۶۲	قیدی	قتیل شفائی	رشید عطرے	سلیم رضا
میرے گھونگھٹ میں چور سکھی ری	۱۹۶۳	عشق پہ زور نہیں	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم
اے دل کسی کی یاد میں ہوتا ہے	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم/سلیم رضا
گھنگور گھٹا لہرائی ہے پھر یاد کسی	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم
آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
مجھے آرزو تھی جس کی وہ پیام آ	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
اب ٹھنڈی آہیں بھر پگلی جا اور	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
غم دل کو ان آنکھوں سے چھلک	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
میرے دل کے تار بجے بار بار	۱۹۶۶	پائل کی جھنکار	قتیل شفائی	رشید عطرے	مہدی حسن
حسن کو چاند جوانی کو کنول	۱۹۶۶	پائل کی جھنکار	قتیل شفائی	رشید عطرے	سلیم رضا
بڑے بے مروت ہیں یہ حسن	۱۹۶۶	بدنام	قتیل شفائی	دیبو بھٹیا چاریا	ثریا ملتانیکر
جانے کل تلک تیری حیات ہو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں

مجھے ایسے پیا کا پیار ملے جسے من کا	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا
وعدہ کرو چھوڑ کر نہ جاو گے ہم کو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا
کہاں ہو تم سہیلیو کہاں ہو تم	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
کیا ہے جو پیار تو پڑے گا	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا
کیا ہے جو پیار تو پڑے گا نبھانا	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	عنایت حسین	احمد رشدی
جھوم اے دل وہ میرا جان بہار	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	عنایت حسین	مسعود رانا
ترک الفت کا صلہ پا بھی لیا	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	عنایت حسین	مہدی حسن
مجھے آئی نہ جگ سے لاج میں	۱۹۶۹	ناز	قتیل شفائی	نثار بزمی	مالا بیگم
تو نے بار بار کیا مجھے بے قرار	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مالا بیگم
میرے جوڑے میں گیندے کا	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مالا بیگم
جب بھی چاہیں اِک نئی صورت بنا	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مہدی حسن
مَیں کیوں دامن کو پھیلاوں	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	احمد رشدی
ہر آدمی الگ سہی مگر اُمنگ	۱۹۷۲	زندگی اک سفر ہے	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
میرا کچھ حق تو نہیں ترے جلوں پہ	۱۹۷۳	خواب اور زندگی	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
اے جانِ آرزو مجھے اتنا	۱۹۷۹	وعدے کی زنجیر	قتیل شفائی	ایم اشرف	مہدی حسن
مجھ کو تری وفا کا یقیں	۱۹۸۲	آنگن	قتیل شفائی	ایم اشرف	اے نیر

(V) راجہ مہدی علی خان:

شاعر مصنف اور نغمہ نگار راجہ مہدی علی خان بھارت کے شہر کرم آباد میں پیدا ہوئے۔ اِس چھوٹے سے قصبے میں یہ نام اُن کے زمیندار دادا نے رکھا۔ راجہ مہدی علی خان نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ جسے صاحبہ کی گود میں حاصل کی۔ ''۴۰ کی دھائی میں جب راجہ مہدی علی خان آل انڈیا ریڈیو میں کام کر رہے تھے، اُنہیں اُن کے دوست سعادت حسن منٹو نے ہندی فلموں کے لئے کام کرنے کے لئے بمبئی بلایا''۔(۲۴)

راجہ مہدی علی خان نے فلموں میں مکالمے لکھنے سے آغاز کیا، اور اشوک کمار کی فلم ''آٹھ دن'' میں اُنہوں نے ایک اداکار کی حیثیت سے رول بھی کیا لیکن جلد ہی انہیں اندازہ ہو گیا کہ مکالمہ نویسی اور اداکاری جیسے کام اُن کے مزاج سے میل نہیں کھاتے اور یہ کام اُن کے لئے زیادہ موزوں نہیں۔

ایس مکھر جی جو کہ فلمستان سٹوڈیو میں شراکت دار تھے اُنھوں نے راجہ مہدی علی کو ۱۹۴۶ میں فلم ''دو بھائی'' میں گیت لکھنے کا موقع فراہم کیا۔ اِس فلم کے دو گانے ''میرا سندر سپنا بیت گیا'' اور ''یاد کروگے'' فلم بینوں میں بے حد مقبول ہوئے اور سپر ہٹ گیت ثابت ہوئے۔ ۱۹۴۷ میں ہندوستان کی تقسیم کے باعث فرقہ وارانہ فسادات اور بلووں کے سبب راجہ مہدی علی اور اُن کی اہلیہ طاہرہ نے فیصلہ لیا کہ وہ پاکستان ہجرت کرنے کی بجائے بھارت ہی میں رہیں گے۔ اس کے بعد ۱۹۴۸ میں اُنھوں فلم ''شہید'' کے لئے یادگار گیت بھی لکھا ''وطن کی راہ میں'' جسے دلیپ کمار اور کامنی کوشل پر پکچراز کیا گیا۔

راجہ مہدی علی خان نے کبھی بھی نئے آنے والے میوزک کمپوزوروں کے ساتھ کام کرنے سے انکار نہیں کیا۔ اُنھوں نے ۱۹۵۰ کی فلم ''مدہوش'' جو کہ مدن موہن کی پہلی فلم تھی کے ساتھ کام کیا۔ اِس سے پہلے وہ اقبال قریشی، ایس موہندر اور رون مکھر جی جیسے نئے میوزک ڈائریکٹروں کے ساتھ کام کر چکے تھے اور اُن کے ساتھ مل کر راجہ صاحب نے چند بہت خوبصورت گیت تخلیق کئے۔ میوزک ڈائریکٹر، سی رام چندرا کے ساتھ ''میرے پیا گئے رنگون'' اور او پی نیرّ کے ساتھ ''مَیں پیار کا راہی ہوں'' وغیرہ جیسے گیت لکھے۔ تاہم بعد میں راجہ مہدی خان نے مدن موہن کے ساتھ لافانی ٹیم بنا کر یادگار گیت تخلیق کئے۔ اِن دونوں نے ،ان پڑھ، میرا سایہ، وہ کون تھی، نیا آکاش، دلہن ایک رات کی، نواب سراج الدولہ، جیسی یادگار فلموں میں نہ بھولنے والے گیت تخلیق کئے۔

راجہ مہدی علی خان پہلی بار فلم ''آپ'' میں نغمہ نگار کی حیثیت سے متعارف ہوئے اُن کے سدا بہار گیتوں کی ایک طویل فہرست ہے لیکن کچھ گیت جیسے فلم ان پڑھ کا گیت ''آپ کی نظروں نے سمجھا پیار کے قابل مجھے''، فلم وہ کون تھی کا گیت ''جو ہم نے داستاں اپنی سنائی آپ کیوں روئے''۔ فلم ایک رات کا گیت ''آپ نے اپنا بنایا'' چند عمدہ مثالیں ہیں۔ ان کی فلمی شاعری کا دائرہ کار وسیع ہے کیونکہ راجہ مہدی کا لکھا گیت ''لگ جا گلے کہ پھر یہ حسین رات ہو نہ ہو''، فلم، وہ کون تھی، کا گیت تمام ادوار میں ذی ٹی وی اُن تا کشری میں ٹاپ ٹن نغموں میں شمار ہوتا رہا ہے۔ ساٹھ کی دھائی کے وسط میں راجہ مہدی علی خان نے اگلی نسل کا رجحان دیکھتے ہوئے موسیقاروں کی جوڑی لکشمی کانت پیارلعل کے ساتھ مل کر کام کیا اور ابتدا میں فلم انیتا، اور، جال کے لئے گیت لکھے۔ یہ راجہ مہدی علی کی عروج کی آخری حد ثابت ہوئی۔ وہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۶ میں انتقال کر گئے۔

راجہ مہدی علی خان چند کچھ گیت

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
میرا سندر سپنا بیت گیا	۱۹۴۶	دو بھائی	راجہ مہدی علی خان	ایس ڈی برمن	گیتا دت

یاد کروں گے	۱۹۴۶	دو بھائی	راجہ مہدی علی خان	ایس ڈی برمن	گیتا دت
وطن کی راہ میں وطن کے نوجواں	۱۹۴۸	شہید	راجہ مہدی علی خان	غلام حیدر	رفیع، مستن
ہم عشق میں برباد ہیں	۱۹۵۰	آنکھیں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	محمد رفیع
پریت لگا کے میں نے یہ پھل پایا	۱۹۵۰	آنکھیں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	مکیش
میری یاد میں تم نہ آنسو بہانا	۱۹۵۰	مدہوش	راجہ مہدی علی خان	انیل بسواس	طلعت محمود
جب چاہے کہیں ساون کی گھٹا	۱۹۶۱	ریشمی رومال	راجہ مہدی علی خان	بابل	طلعت محمود
آپ کی نظروں نے سمجھا پیار کے	۱۹۶۲	ان پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہے اسی میں پیار کی آبرو	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
وہ دیکھو جلا گھر کسی کا وہ ٹوٹے ہیں	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
رنگ برنگی راکھی لے کر	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جیا لے گیا جی مورا	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
آپ یونہی اگر ہم سے ملتے رہے	۱۹۶۲	ایک مسافر ایک حسینہ	راجہ مہدی علی خان	او پی نیر	رفیع، آشا
جو ہم نے داستاں اپنی سنائی	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
نیناں برسیں رم جھم رم جھم	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
لگ جا گلے کہ پھر یہ حسین رات	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
اگر مجھ سے محبت ہے مجھے سب	۱۹۶۴	آپ کی پرچھائیاں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
آخری گیت محبت کا سنا لوں تو	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	محمد رفیع
تیرے پاس آ کے میرا وقت گزر	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	رفیع، آشا
آپ کو پیار چھپانے کی بری	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	رفیع، آشا
نہ آسماں نہ ستارے فریب دیتے	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
تُو جہاں جہاں چلے گا میرا سایہ	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
نینوں میں بدرا چھائے	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جھمکا گرا رے بریلی کے بجار میں	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	آشا بھونسلے
اِک حسین شام کو دل میرا کھو گیا	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	محمد رفیع

کئی دن سے جی ہے بے کل	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
مَیں نے رنگ لی چنریا	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
کئی دن سے جی ہے بے کل	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
اکیلا ہوں مَیں ہم سفر ڈھونڈتا	۱۹۶۷	جال	راجہ مہدی علی خان	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
اری او شوخ کلیو مسکرا دینا	۱۹۶۷	جب یاد کسی کی آتی ہے	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	مہندر کپور

(VI) راجندر کرشن:

راجندر کرشن ڈوگر چھ جون ۱۹۱۹ء میں جگ ناتھ ڈوگر کے ہاں پاکستان پنجاب کے شہر گجرات کے قصبہ جلال پور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ اُن کی ابتدائی تعلیم اِسی چھوٹے سے قصبے میں ہوئی اور یہیں اُنہوں نے اُردو شعروادب میں دلچسپی لینا شروع کیا۔ اُن کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے فراق گورکھپوری اوراحسان دانش کے بہت سے اثرات قبول کئے، جب کہ وہ ہندی شاعری میں ہندی شاعر پنت اور نرالا سے متاثر تھے۔

روز گار کی تلاش میں وہ اپنے بھائی مادھولال ڈوگر کے ساتھ ۱۹۳۰ کے قریب شملہ چلے گئے ۔ بڑے بھائی ہونے کے ناتے مادھو لال ڈوگر نے راجندر کرشن کی اچھی تعلیم اور اچھے روز گار کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن راجندر کرشن جانتے تھے کہ اچھی زندگی گزارنے کے لئے اور آگے بڑھنے کے لئے کیا کرنا ہے، چنانچہ اُنہوں نے اپنے بھائی کی باتوں پہ دھیان نہیں دیا۔ وہ خوش لباس تھے اور شاعری کے دلدادہ۔اُنہوں نے شملہ کے مال روڈ پر کافی ہاوس میں اہلِ فن اور علم فکر کی محفلوں میں شامیں بتیائیں۔ وہ شعروادب کا ذوق رکھتے تھے اور مطالعے کی شوقین تھے،ان محفلوں کی وساعت سے وہ عصر حاضر کی شاعری سے جڑے رہے اور شعروادب میں جگہ بنانے میں مصروف رہے۔

بعد میں والد کے کہنے پر وہ گھر واپس آ گئے اور اُنہوں نے بھائی اور والد کے کہنے پر سرکاری نوکری کر لی، بلکہ

> ”گھر والوں کے کہنے پر اپنی ایک عزیزہ لڑکی سمترا سے شادی بھی کر لی۔راجندر نوکری کے پابندی قبول کرنے والا مزاج نہیں رکھتے تھے،وہ آزاد منش انسان تھے۔۱۹۴۲ میں اپنے گھر والوں کی مخالفت کے باوجود راجندر شملہ چھوڑ کر فلمی دُنیا میں اپنی قسمت آزمانے نکل کھڑے ہوئے۔ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھائی کے ہاں چھوڑ کر اور ۱۰۰ روپے

جیب میں رکھ کر وہ ایک غیر مستحکم اور انجانے مستقبل کی تلاش میں گھر سے نکل آئے ۔
راجندر نے کئی سال گھر سے دُور بمبئی میں معاشی بدحالی دیکھی اور بہت سی پیشہ وارانہ تلخیاں برداشت کیں ۔ اِن حالات میں اُنہوں نے جرابیں اور رُومال بھی ہول سیل سے خریدئے اور شہر کی دکانوں پر پیدل چل پھر کر بیچے ۔ بعد میں وہ اپنی فیملی کو اپنے پاس بمبئی لے آئے'' (۲۵)

مشکلات کے اِن دنوں میں اُنہوں نے کچھ ایسے دوست بنائے جو اُن کے دیرینہ اور بہترین دوست ثابت ہوئے ۔ موتی لال اور ثریا کے ساتھ فلم ''آج کی رات'' سے راجندر کو شہرت نصیب ہوئی اور اُنہیں کامیابی ملی ۔ پھر جلد ہی اُنہیں کامیاب نغمے لکھنے پر بہت بڑی کامیابیاں ملنے لگیں ۔ اُن کی پہلی فلم ۱۹۴۷ میں بننے والی فلم (جنتا) تھی، لیکن نغمہ نگار کی حیثیت سے اُن کی پہلی فلم ۱۹۴۷ کی (زنجیر) تھی ۔ سکرپٹ رائیٹنگ اور نغمہ نگاری میں جس فلم سے اُنہیں توجہ ملی وہ موتی لال اور ثریا کی ۱۹۴۸ کی فلم (آج کی رات) تھی ۔ مہاتما گاندی سے خصوصی اُنسیت رکھنے کے باوصف راجندر کرشن نے ایک گیت لکھا جو پورے ہندوستان میں قومی ترانہ کا رنگ اختیار کر گیا وہ گیت تھا، ''سنو سنو اے دُنیا والو باپو کی یہ امر کہانی'' ۔ اِس گیت کو محمد رفیع نے گایا تھا اور اِس کی دُھن ہنسو لال بھگت رام نے بنائی تھی یہ بہت ہٹ گیت ثابت ہوا ۔ راجندر کرشن کو اُنہی دنوں دو فلموں سے بڑی کامیابی ملی ۔ فلمیں تھیں، (بڑی بہن ۔ ۱۹۴۹) اور (لاہور ۔ ۱۹۴۹) ۔

عام طور پر یہ بات محسوس کی جاتی ہے کہ راجندر کرشن ایک ایسے نغمہ نگار ہیں جنہیں عام طور پر لوگ نہیں جانتے ۔ حالانکہ وہ اُس دور کے دیو قامت نغمہ نگار، جیسے شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، ساحر لدھیانوی،، شیلندر، راجہ مہدی علی خان، اور قمر جلال آبادی کے پائے کے گیت نگار ہیں ۔ اپنے کیریئر کے اختتام پر وہ سینکڑوں یادگار گیت لکھ چکے تھے ۔ لاتعداد سکرین پلے اور مکالمے جن میں ہمیشہ یاد رہ جانے والی فلم ''پڑوسن'' بھی شامل ہے ۔

راجندر کی زندگی میں ایک نیا دور اُس وقت شروع ہوا جب اُنہوں نے (اے وی ایم) کے لئے لکھنا شروع کیا ۔ اُن کی تامل زبان کی بابت جان کاری اُن کے لئے نئی کامیابیوں کی نوید لے کر آئی ۔ اُنہوں نے ہندی فلموں (بہار) ۔ (لڑکی) اور (بھائی بھائی) کے لیے بھی لکھا ۔ اُنہوں نے تقریباً (اے وی ایم) اٹھارہ فلموں کے لئے سکرپٹ لکھے ۔ جن فلمی موسیقاروں کے لئے اُنہوں نے باقاعدہ فلمی گیت لکھے اُن میں، سی رام چندر، مدن موہن اور ہمنت کمار شامل ہیں ۔ وہ ہندی فلموں کے ساتھ ساتھ انڈین ساؤتھ فلموں کے لئے دُھنیں

بھی ترتیب دیا کرتے تھے۔ ساٹھ کی دھائی میں راجندر کرشن نے ساوتھ انڈین فلموں میں مقبول گیت تحریر کئے۔

راجندر کرشن نے نغمہ نگاری میں جگہ پانے کے لئے اَن تھک محنت کی۔ وہ ایک سادہ ملنسار آدمی تھے، اُن میں حِس مزاح بھی بہت تھی، اُن کے مزاج کے یہ رویے اُن کی نغمہ نگاری میں بھی نمایاں تھے۔ اُن کے گیت آسان، فکر انگیز اور معنویت سے بھرے ہوئے ہوتے۔ وہ جھومتے گیت بھی لکھ سکتے تھے جیسے فلم (بارش۔۱۹۵۷) کا گیت ''مسٹر جان او بابا خان'' اور اسی فلم کا ایک فلسفیانہ گیت ''دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے کا نام، لینے والے کروڑ، دینے والا اِک رام''۔ فلم (انارکلی۔۱۹۵۳) میں لکھے اُن کے گیت نے ایک دائمی مقبولیت حاصل کی، گیت تھے ''یہ زندگی اُسی کی ہے جو کسی کا ہوگیا، پیار ہی میں کھوگیا''۔ ''جاگ درد عشق جاگ'' اور فلم (ناگن۔۱۹۵۴) کے گیت ''من ڈولے میرا تن ڈولے میرے دل کا گیا قرار''۔ اور ''میرا دل یہ پکارے آجا، بھیگا بھگا ہے سماں''، یہ ایسے گیت ہیں جو آج بھی ہمارے دلوں کے تار چھیڑ سکتے ہیں۔

> راجندر ر نے، موسیقار سی رام چندر، مدن موہن اور ہمنت کمار کے علاوہ جن موسیقاروں کے ساتھ خاص طور پر کام کیا، اُن میں ساجد حسین کے ساتھ فلم (سنیا۔۱۹۵۱) اور (سنگ دل۔۱۹۵۲) شامل ہیں۔ ایس ڈی برمن کے ساتھ اُنہوں نے فلم (بہار۔۱۹۵۱)۔ (سزا۔۱۹۵۱) اور (اِک نظر۔۱۹۵۱) شامل ہیں۔ ایس مہندر کے ساتھ فلم (پاپی۔۱۹۵۳) میں، جب کہ موسیقار چتر گپتا کے ساتھ فلم (بھابھی۔۱۹۵۷) اور (کنگن۔۱۹۵۹) شامل ہیں۔ موسیقار سلیل چوہدری کے ساتھ راجندر نے فلم (چھایا۔۱۹۶۱) میں اور موسیقار لکشمی کانت پیارے لال کے ساتھ فلم (انتقام۔۱۹۶۹) میں گیت لکھے''۔ (۲۶)

اُن کے شاندار گیتوں کی ایک مختصر فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے۔ اس فہرست میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ راجندر کرشن کے ہاں ایک سے بڑھ کر ایک مقبول عام گیت موجود ہے۔

راجندر کرشن کے کچھ اہم گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تیرے نینوں نے چوری کیا میرا	۱۹۴۸	پیار کی جیت	راجندر کرشن	ہنسولال بھگت رام	ثریا
میرے پیا گئے رنگون، کیا ہے	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	او پی نیئر	چتلکر رام
چندر، شمشاد					

وہ پاس رہے یا دُور رہے ہم	۱۹۴۹	بڑی بہن	راجندر کرشن	حسن لال بھگت رام	ثریا
چلے جانا نہیں نین ملا کے ہائے	۱۹۴۹	بڑی بہن	راجندر کرشن	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر
شعلہ جو بھڑکے، دل میں دھڑکے	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندرا	لتا۔چتلکر
آجا اب تو آجا، میری قسمت کے	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتلکر رام چند	لتا منگیشکر
یہ زندگی اُسی کی ہے جو کسی کا ہوگیا	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتل کر رام چندر	لتا منگیشکر
جاگ دردِ عشق جاگ، جاگ درد	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتلکر رام	لتا منگیشکر
جوگن بن جاؤں گی سنیاں تورے	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
بھیگا بھیگا ہے سماں ایسے میں ہے تُو	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
جادوگر سنیاں، چھوڑو موری بنیاں	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
من ڈولے میرا تن ڈولے	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
کتنا حسین ہے موسم کتنا حسین سفر	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا، چتلکر
نہ بولے نہ بولے رے رادھا نہ	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا منگیشکر
او رات کے مسافر چندا ذرا بتا	۱۹۵۷	مس میری	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا۔رفیع
کون آیا میرے من کے دوارے	۱۹۵۷	دیکھ کبیرا رویا	راجندر کرشن	مدن موہن	منا ڈے، کورس
تو پیار کرے یا ٹھکرائے ہم تو ہیں	۱۹۵۷	دیکھ کبیرا رویا	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
چلی چلی رے پتنگ میری چلی	۱۹۵۷	بھابھی	راجندر کرشن	چتر گپتا	محمد رفیع
چھپا کر میری آنکھوں کو وہ پوچھیں	۱۹۵۷	بھابھی	راجندر کرشن	چتر گپتا	لتا منگیشکر
ہم پیار میں جلنے والوں کو چین کہاں	۱۹۵۸	جیلر	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
دیکھ ہمیں آواز نہ دینا، او بے درد	۱۹۵۸	امر دیپ	راجندر کرشن	سی رام چندر	آشا، رفیع
میرے من کا باورا پنچھی	۱۹۵۸	امر دیپ	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا منگیشکر
بدلی سے نکلا ہے چاند پردیسی پیا	۱۹۶۱	سنجوگ	راجندر کرشن	مدہن موہن	لتا منگیشکر
اتنا نہ مجھ سے تو پیار بڑھا کہ مَیں	۱۹۶۱	چھایا	راجندر کرشن	سلیل چوہدری	لتا، طلعت محمود
میں تو تم سنگ نین ملا کے ہار گئی	۱۹۶۲	من موجی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
اس بھری دُنیا میں کوئی بھی ہمارا نہ	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	محمد رفیع

وہ دل کہاں سے لاؤں تیری یاد	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
تمہی میرے مندر تمہی میرے پوجا	۱۹۶۵	خاندان	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
کبھی تیرا دامن نہ چھوڑیں گے ہم	۱۹۶۶	نیند ہماری خواب تمہارے	راجندر کرشن	مدن موہن	رفیع۔آشا
میرے سامنے والی کھڑکی میں	۱۹۶۸	پڑوسن	راجندر کرشن	آر ڈی برمن	کشور کمار
پل پل دل کے پاس تم رہتی ہو	۱۹۷۳	بلیک میل	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
رفتہ رفتہ دیکھو آنکھ میری لڑی ہے	۱۹۷۳	کہانی قسمت کی	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور۔ریکھا
گھوڑی پہ ہو کے سوار چلا ہے	۱۹۷۳	غلام بیگم بادشاہ	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع
مَیں پیاسا تم ساون مَیں دل تم	۱۹۷۷	فرار	راجندر کرشن	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار

(VII) سیف الدین سیف:

سیف الدین سیف ۱۹۲۲ میں امرتسر میں پیدا ہوئے، لیکن اُن کی زیادہ تر تعلیم پنجاب کے مرکز لاہور میں مکمل ہوئی جہاں گورنمنٹ کالج لاہور سے اُنہوں نے گریجویشن کیا۔ لاہور پنجاب بھر میں ثقافتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ادبی سرگرمیوں کا بھی مرکز تھا جس نے سیف الدین سیف کے ادبی ذوق کو جلا بخشی۔ کالج کے دنوں سے ہی اُن کی شاعری کے جوہر سامنے آنا شروع ہو گئے، اور اُن کی مقبولیت بڑھنے لگی، اِسی دوران وہ فلمی گیت نگاری کی طرف بھی متوجہ تھے، لیکن تقسیم سے قبل جن فلموں کے لئے اُنہوں نے گیت لکھے وہ بدقسمتی سے ریلیز نہ ہو سکیں۔

> ''پاکستان بننے کے بعد پہلی ریلیز فلم ''تیری یاد'' تھی جس کی شوٹنگ تقسیم سے قبل شروع ہوئی تھی۔ سیف الدین سیف نے اِس میں گیت لکھے اور خوب داد و تحسین سمیٹی۔ لیکن تقسیم کے بعد اُن کی پہلی فلم ''ہچکولے'' تھی جو ۱۹۴۹ میں ریلیز ہوئی،'' امانت'' ۱۹۵۰ میں اور'' ناولی'' ۱۹۵۲ میں سامنے آئیں یہ اُن کی ابتدائی فلمیں تھیں''۔
>
> (۲۷)

لیکن فلم کے حوالے سے اُن کا حقیقی اور سنہری دور ۱۹۵۳ میں سے شروع ہوتا ہے جب اُن کے گیت فلم ''غلام'' اور'' محبوبہ'' میں ہٹ ہوئے، خاص طور پر فلم ''محبوبہ'' کا ایک دوگانا جو عنایت حسین بھٹی اور منور سلطانہ کی آواز میں تھا۔ ''کوئی سوگ ہے ہوا میں'' یادگار گیت ثابت ہوا۔ لیکن سیف کی کامیابیوں میں اولین قابل ذکر گیت جس نے اُن کی ساکھ میں بے پناہ اضافہ کیا وہ ۱۹۵۴ میں بننے والی فلم ''گمنام'' کا گیت تھا'' پائل میں

گیت ہیں چھم چھم کے'' جسے اقبال بانو نے مایہ ناز فلمی موسیقار ماسٹر عنایت کی موسیقی میں انتہائی خوبصورتی سے گایا، یہ گیت بھارت میں بھی بے حد مقبول ہوا۔ اس گیت کے باعث سیف الدین سیف کو مالی آسودگی کے علاوہ فنی اعتماد بھی حاصل ہوا اور اُنہوں نے جلد ہی اپنی فلم پروڈکشن ''رہنما فلمز'' کے نام سے ۱۹۵۴ میں بنالی۔ اُنہوں نے اس کمپنی کے بینر تلے جو پہلی فلم لکھی اور پیش کی وہ تھی ''رات کی بات''۔ لیکن بدقسمتی سے یہ فلم ناکام ثابت ہوئی لیکن اس فلم کے بعد اُن کی اگلی فلم ۱۹۵۷ میں بنی، نام تھا ''سات لاکھ''۔ یہ محض ایک ادبی ذوق کی حامل فلم ہی نہیں تھی بلکہ اِس نے اپنے نام کی طرح بہت بزنس کیا اور باکس آفس میں ایک کامیاب ترین فلم ثابت ہوئی۔ موسیقار رشید عطرے نے اِس فلم میں یادگار دُھنیں ترتیب دیں۔ سیف کے لکھے گیت جن میں زبیدہ خانم کا گایا گیت ''آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نہیں مانے'' اور منیر حسین کی آواز میں گیت ''قرار لوٹنے والے تُو پیار کو ترسے'' ۵۰ سال گزرنے کے باوجود آج بھی اُسی ترنم اور مٹھاس کے ساتھ عوام کے دلوں میں زندہ ہیں۔ ''سات لاکھ'' کے حوالے سے یہ بات بھی تاریخی اہمیت کی حامل ہے کہ پاکستان کا پہلا فلمی نگار ایوارڈ ۱۹۵۸ میں اسی فلم کے بنانے پر سیف الدین سیف کو دیا گیا۔ اُنہوں نے اِس فلم میں بہترین سکرپٹ رائیٹر کا ایوارڈ بھی حاصل کیا تھا۔

۱۹۵۹ میں سیف صاحب فلم ''کرتار سنگھ'' میں ایک نئے انداز سے سامنے آئے۔ وہ نا صرف اس فلم کے شاندار سکرپٹ رائیٹر اور مکالمہ نویس تھے بلکہ وہ اِس فلم کے کامیاب ڈائریکٹر بھی تھے، علاوالدین نے اِس فلم میں مرکزی کردار ادا کیا اور علاوالدین نے اس فلم کی بدولت اپنے کیریئر میں نئی بلندیوں کو چھوا۔ ''کرتار سنگھ کے تمام نغمے بھی سیف الدین سیف کے لکھے ہوئے تھے، تاہم اُنہوں نے اِس فلم کے مرکزی گیت کی لائنیں وارث شاہ کے حوالے سے امرتا پریتم کی لکھی پنجابی نظم سے لیں ''اَج آکھاں وارث شاہ نوں کتے قبراں وچوں بول''۔ بعد میں اُنہوں نے جن فلموں کے لئے سکرپٹ لکھے اُن میں 'دروازہ، مادرِ وطن، اور پنجابی فلم لٹ دا مال شامل ہیں۔ سیف الدین سیف نے حسن طارق کی فلم سوال، کے لئے بھی سکرپٹ لکھا اور حسن طارق ہی کی پاکستانی فلم ''امراو جان ادا'' کے لئے ڈائیلاگ بھی لکھے۔ اُنہوں نے حسن طارق اور عسکری کی ''آن'' اور رضا میر کہ ''سوہنی مہنوال'' اور پنجابی فلم سیدھا رستہ'' کے لئے بھی مکالمے لکھے۔ اُن کے عمدہ مکالمے پاکستانی فلم ''پروفیسر'' میں فنی سطح کے حوالے سے بہت بلند پایہ تھے جس کے مکالمے اداکار محمد علی نے ادا کیے۔

اس عرصہ میں سیف الدین سیف کا شعری مجموعہ ''خم کاکل'' کے نام سے چھپ کر سامنے آیا۔ جس میں نظمیں اور غزلیں شامل تھیں۔ اُن کی کچھ نظمیں جو اُن کے مجموعوں میں بھی شامل ہیں، اور اُنہیں بعد میں فلموں

میں شامل کیا گیا، جیسے ''رات کی بے سکوں خموشی میں رو رہا ہوں کہ سو نہیں سکتا'' مہدی حسن کی آواز میں فلم ''سوال'' میں شامل کی گئی۔ اس طرح ایک نظم لوگ کہتے ہیں کہ پربت سے نکل کر چشمے'' فلم ''سنگدل'' میں مہناز کی آواز میں فلم میں شامل کی گئی۔ اِس دوران سیف الدین سیف نے فلموں میں نغمہ نگاری بھی جاری رکھی اور بہت سے ناقابل فراموش گیت بھی لکھے۔ جن میں چند ایک یہ ہیں۔

سیف الدین سیف کے کچھ یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	اقبال بانو
چاندنی کی اک جھنکار پر کوئی	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین
جیا جلے اور دھواں نہ ہووے	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین
آنکھیں ملا کے پیار کی	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین
وہ خواب سہانا ٹوٹ گیا، اُمید گئی	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
چندا کی نگری سے آ جا رہی نندیا	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
آہیں تڑپ رہی ہیں آنسو نکل	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
آج ہم بے آسروں کا آسرا کوئی	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
چندا رے چندا میرے دامن کو	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
گھونگھٹ اٹھاوں کہ گھونگھٹ	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نا ہیں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
ستم گر مجھے بے وفا جانتا ہے	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	کوثر پروین
قرار لوٹنے والے قرار کو ترسے	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	منیر حسین
یارو مجھے معاف رکھو میں نشے میں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	سلیم رضا
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی
بار بار ترسیں مورے نین	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی، کوثر پروین
او بابو میں لایا چنا چور گرم	۱۹۶۳	سازش	سیف الدین سیف	اختر حسین	فضل حسین
رات کی بے سکوں خموشی میں	۱۹۶۶	سوال	سیف الدین سیف	رشید عطرے	مہدی حسن

آپ دل کی انجمن میں حسن بن کر	۱۹۷۰	انجمن	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
لگا ہے مصر کا بازار دیکھوئی تہذیب	۱۹۷۱	تہذیب	سیف الدین سیف	نثار بزمی	نور جہاں
گھر آنے والا ہے اک انجانا	۱۹۷۱	تہذیب	سیف الدین سیف	نثار بزمی	نور جہاں
نجانے کس لئے ہم پر قیامت	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
جھومیں کبھی ناچیں کبھی لہرائیں	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
کاٹے نہ کٹے رہے رتیاں سیاں	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
جو بچا تھا وہ لٹانے کے لئے آئے	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	نور جہاں
جھومیں کبھی ناچیں کبھی لہرایں	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
تیرے نال نال نال وے میں	۱۹۷۳	ضدی (پنجابی)	سیف الدین سیف	ماسٹر عنایت حسین	نور جہاں
چل میری وینی ناں مروڑ، تے کچ	۱۹۷۳	ضدی (پنجابی)	سیف الدین سیف	ماسٹر عنایت حسین	نور جہاں
کسی مہرباں نے آکے میری	۱۹۷۶	ثریا بھوپالی	سیف الدین سیف	ایم اشرف	ناہید اختر
نام آئے نہ تیرا پیار کی رسوائی	۱۹۷۶	ثریا بھوپالی	سیف الدین سیف	ایم اشرف	مہدی حسن
تھا یقیں کہ آئیں گی یہ راتاں	۱۹۷۶	ثریا بھوپالی	سیف الدین سیف	ایم اشرف	ناہید اختر
ہم بچھڑ جائیں گے	۱۹۷۶	ضرورت	سیف الدین سیف	اے حمید	مسعود رانا

(VIII) حسرت جے پوری:

حسرت جے پوری ۱۵ اپریل ۱۹۲۲ میں جے پور بھارت میں پیدا ہوئے، اُن کا اصلی نام اقبال حسین تھا۔ اُنہوں نے مسلم سکول جے پور سے تعلیم حاصل کی اوراپنے دادا فدا حسین سے اُردو اور فارسی کی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ اُنہوں نے بہت ابتدائی عمر سے ہی شاعری کا آغاز کر دیا تھا وہ شاعری کی خداداد صلاحیت رکھتے تھے۔ بیس سال کی عمر میں ہی اُنہیں اپنی ایک پڑوسن لڑکی رادھا سے محبت ہوگئی۔

> ''حسرت کا کہنا تھا کہ مَیں عشق میں مذہب اور دھرم کونہیں مانتا اور یہ ضروری نہیں کہ مسلمان لڑکا مسلم لڑکی سے ہی محبت کرے، میری محبت خاموشی محبت تھی۔ چنانچہ مَیں نے ایک خط نظم کی شکل میں لکھا، نظم تھی ''یہ میرا پریم پتر پڑھ کر کہ تم ناراض نہ ہونا۔ کہ تم میری زندگی ہو کہ تم میری بندگی ہو''۔ لیکن مَیں یہ خط رادھا کو نہ دے سکا''۔ تاہم یہ خط راج کپور نے فلم ''سنگم'' کے توسط سے رہتی دُنیا تک محبت کرنے والی تمام

نسلوں کو پہنچا دیا''۔(۲۸)

حسرت جے پوری روزگار کی تلاش میں ۱۹۴۰ میں بمبئی آئے۔نوکری اور کام کاج حاصل کرنے کی تگ و دو میں اُنہیں بس کنڈکٹری بھی کرنا پڑی۔شعروادب کی فطری تسکین کے لئے وہ اکثر مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔کسی مشاعرے میں اُنہیں پرتھوی راج کپور نے شعر پڑھتے ہوئے سن لیا اور اُنہیں اپنے بیٹے راج کپور سے ملنے کی تاکید کی جو اُن دنوں موسیقاروں کی جوڑی شنکر اور جے کشن کے ساتھ مل کر ایک میوزیکل فلم بنانے کی تیاری کر رہے تھے۔حسرت کی ملاقات راج کپور سے رائل اوپیرا ہاوس کی کینٹین میں ہوئی جو پرتھوی راج کپور کے سٹیج پلے کا حصہ تھی۔یہیں راج کپور نے حسرت جے پوری کو فلم ''برسات'' کے نغمے لکھنے کے لئے سائن کرلیا۔

''اپنے فلمی کیریئر کے ابتدائی دنوں کو یاد کرتے ہوئے حسرت کا کہنا ہے کہ میرا پہلا گیت جو ریکارڈ کیا گیا، اُس کی دُھن شنکر نے بنائی تھی، گیت تھا۔''جیا بے قرار ہے آئی بہار ہے، آجا مورے بالما تیرا انتظار ہے''۔ جب کہ میرا دوسرا گیت جو دوگانے کی صورت میں تھا اُس کی دُھن جے کشن کی بنائی ہوئی تھی، گیت تھا''چھوڑ گئے بالم میرا پیار بھرا دل توڑ گئے''۔(۲۹)

راج کپور، شنکر جے کشن اور حسرت جے پوری کی ٹیم ۱۹۷۱ تک قائم رہی۔لیکن جے کشن کے انتقال کے بعد یہ جوڑی اُس وقت ٹوٹ گئی جب راج کپور کی دو یادگار فلمیں''میرا نام ہے جوکر''اور''کل آج اور کل'' باکس آفس پر بری طرح ناکام ہوگئیں۔راج کپور نے اپنی میوزک کی ٹیم تبدیل کرلی۔لیکن راج کپور حسرت کو فلم ''پریم روگ'' کے لئے ایک بار پھر بلانا چاہتے تھے، کہ کسی کے کہنے پر اُنہوں نے عامر قزلباش کو نغمہ نگاری کے لئے منتخب کرلیا، لیکن حسرت نے ایک بار پھر راج کپور کے لئے گیت لکھا جسے وہ انگریزی انداز کے گیت ''''سن صاحبہ سن، پیار کی دُھن'' لکھا یہ راج کپور کی اپنی ہی دُھن تھی جسے وہ فلم سنگم میں استعمال کرنا چاہتے تھے۔بعد میں راج کپور نے حسرت کو فلم ''حنا'' جس میں پاکستانی اداکارہ زیبا بختیار ہیروین تھیں کہ لئے ایک بار پھر گیت لکھنے کی فرمائش کی۔لیکن راج کے انتقال کے بعد میوزک ڈائریکٹر نے سازش کی اور لڑائی جھگڑے کر کے فلم میں اپنے لکھے گیت شامل کر دیئے۔

''حسرت نے بہت سے قابل قدر ایوارڈ حاصل کئے جس میں دو فلم فیئر ایوارڈ بھی شامل ہیں۔اِن میں سے پہلا ایوارڈ حسرت کو فلم ''سورج'' کے لئے گیت''بہارو پھول برساؤ میرا محبوب آیا ہے'' جب کہ دوسرا ایوارڈ

فلم ''انداز'' کا گیت ''زندگی اِک سفر ہے سہانا یہاں کل کیا ہو کس نے جانا'' پر دیا گیا۔ اس کے علاوہ حسرت جے پوری کو ورلڈ یونیورسٹی راونڈ ٹیبل اور جوش ملیح آبادی اُردو کانفرس کی طرف سے اُن کی شاعری پر بھی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

> ''حسرت جے پوری کی شائع شدہ شاعری کا مجموعہ ''آبشارِغزل'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔ انہوں نے تقریباً ۳۵۰ فلموں میں تقریباً دو ہزار ریکارڈ نغمے لکھے۔ اپنی موت کے وقت وہ شاعری کے ایک نئے مجموعے اور چند غیر اہم فلموں کے لئے کام کر رہے تھے۔(۳۰)

حسرت جے پوری کے چند یادگار فلمی گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
چھوڑ گئے بالم مجھے ہائے اکیلا	۱۹۴۹	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش،لتا
جیا بے قرار ہے، آئی بہار ہے	۱۹۴۹	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بچھڑے ہوئے پردیسی اک بار تو	۱۹۴۹	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
او جانے والے ہو سکے تو لوٹ	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
نین سو نین ناہیں ملاؤ	۱۹۵۵	جھنک جھنک پائل باجے	حسرت جے پوری	ونست ڈیسائی	ہمنت کمار، لتا
آجا صنم مدھر چاندنی ہم تم ملے تو	۱۹۵۶	چوری چوری	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، منا ڈے
رسک بلما کیوں دل لگایا توسے	۱۹۵۶	چوری چوری	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جاوں کہاں بتا اے دل یہ دُنیا بڑی	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
سو سال پہلے مجھے تم سے پیار تھا	۱۹۶۱	جب پیار کسی سے ہوتا ہے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔ رفیع
آواز دے کے ہمیں تم بلاؤ	۱۹۶۲	پروفیسر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔ رفیع
تیرا میرا پیار امر پھر کیوں مجھ کو لگتا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تجھے جیون کی ڈور سے باندھ لیا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔ رفیع
اس رنگ بدلتی دُنیا میں انسان کی	۱۹۶۴	راج کمار	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
یہ میرا پریم پتر پڑھ کر کہ تم ناراض	۱۹۶۴	سنگم	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
دوست دوست نہ رہا، پیار پیار	۱۹۶۴	سنگم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش

بول رادھا بول سنگم ہوگا کہ نہیں	۱۹۶۴	سنگم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش۔لتا
بے دردی بالماں تجھ کو میرا من یاد	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بہارو پھول برساو میرا محبوب آیا	۱۹۶۶	سورج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
وہ خوشی ملی ہے مجھ کو میں خوشی سے	۱۹۶۸	میرے حضور	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
غم اُٹھانے کے لئے مَیں تو جیئے	۱۹۶۸	میرے حضور	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
تم مجھے یوں بھلا نہ پاؤ گے	۱۹۷۰	پگلا کہیں کا	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
اُن کے خیال آئے تو آئے تو	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
زندگی اک سفر ہے سہانہ	۱۹۷۱	انداز	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور کمار

(IX) آنند بخشی:

آنند بخشی ایک ایسے عظیم اور مشہور نغمہ نگار تھے جو، ہر دور میں فلمسازوں اور موسیقاروں کی ضرورت رہے۔ وہ واحد گیت نگار تھے جنہوں نے مجروح سلطان پوری کے طویل فلمی دور کا ساتھ دیا اور قریب قریب ہر عہد میں اُن کے ہمعصر رہے۔ انہوں نے گیت نگاری کے اس طویل دور میں جی بھر کر نغمے لکھے اور اس کا لطف اُٹھایا۔ آنند بخشی کا فلمی کیریئر قریباً چالیس سال پر محیط ہے۔ مجروح سلطان پوری کی طرح آنند بخشی بھی سادہ اور عام فہم شاعری لکھنے کے لئے موسیقاروں میں پسند کئے جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آنند بخشی فلم سازوں کی اولین ترجیح ہوا کرتے تھے۔

> ''اُنہوں نے بہت سے موسیقاروں کے ساتھ کام کیا، حتیٰ کہ اُنہوں نے بہت سے موسیقاروں کے بعد اُن کے موسیقار بیٹوں کے ساتھ بھی یادگار اور شہکار گیت تخلیق کئے، اِن موسیقاروں میں ایس ڈی برمن اور آر ڈی برمن، کیان جی اور ویر جی، شاہ، اور وبجو شاہ، روشن اور راجیش روشن، ندیم سیفی اور شراون راٹھور اور سجیو درلیش، من موہن ڈیسائی اور کتن ڈیسائی، گلشن راہی اور راجیو راہی، لیش چوپڑا اور ادتیا چوپڑا جیسے فلم سازوں کا نام بھی شامل ہے''۔(۳۱)

آنند بخشی نے پہلے پہل فلموں میں پس پردہ گلوکار کی حیثیت سے جگہ بنانے کی کوشش کی اور اُنہوں نے لتا منگیشکر کے ساتھ ۱۹۷۲ میں فلم (موم کی گڑیا) کے لئے ایک دوگانا بھی گایا ''رُت بے قرار آئی'' اور دوسری فلم (چرس) کا ایک گیت ''کہ آجا تیری یاد آئی'' گایا۔ اس گیت کو سن کر آنند بخشی کی گلوکاری اور ہنر مندی

کا اندازہ ہوتا ہے۔ آنند بخشی ایک ایسے نغمہ نگار ہیں جنہوں نے سخت اور مشکل حالات میں بھی نغمہ نگاری جاری رکھی۔ ۴۰ سال میں ۴۰۰۰ گیت لکھنے کے باوجود آنند بخشی کے گیتوں میں ابھی تک وہی تازگی، موسیقی اور نغمگی نظر آتی ہے جو کسی بھی اچھے گیت کار کو پسندیدہ بنا سکتا ہے۔ آنند بخشی اُن نغمہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے کئی انداز کے گیت لکھے اور ثابت کیا کہ وہ اس شعبے میں رہنے کے صحیح حق دار ہیں۔ جیسے فلم (امر پریم) کا گیت ''چنگاری کوئی بھڑ کے تو ساون اُسے بجھائے'' اور فلم (دل تو پاگل ہے) کا گیت ''بھولی سی صورت'' آنند بخشی کے رومانوی گیتوں میں رشتوں کو اُجاگر کرنے کے حوالے سے بہت اچھے نغمہ نگار ہیں جیسے فلم (ڈر) کا گیت ''تو میرے سامنے'' اور اِسی فلم کا گیت ''جادو تیری نظر'' ہے، وغیرہ۔

آنند بخشی بمبئی فلم انڈسٹری میں بہت سی توقعات لے کر وارد ہوئے لیکن پہلے پہل کسی نے اُن کی موجودگی کو اہمیت نہیں دی۔ یہاں تک کہ چند سینئر نغمہ نگاروں نے آنند بخشی کی گیت نگاری کا مذاق تک اُڑایا لیکن وہ اپنے مقصد میں اٹل رہے۔ آخر کار اُنہیں اُس وقت کامیابی نصیب ہوئی جب ادا کار بھگوان داس نے اپنی نئی آنے والی فلم (بڑا آدمی) کے لئے اُنہیں گیت لکھنے کی پیشکش کی۔ کچھ ہی سال بعد جب فلم (جب جب پھول کھلے) ریلیز ہوئی تو آنند بخشی کا لکھا گیت جسے محمد رفیع نے گایا تھا، گیت تھا ''پردیسوں سے نہ انکھیاں ملانا'' یہ گیت سن کر ہر کوئی اُن کی جانب متوجہ ہو گیا۔

آنند بخشی کے لئے زندگی پھولوں کی سیج نہ تھی، فلم ''جب جب پھول کھلے'' کی کامیابی کے باوجود اُنہیں فلم انڈسٹری میں جگہ بنانے کے لئے بہت تگ و دو کرنا پڑی۔ اِس کی وجہ بھارتی فلم انڈسٹری میں پچاس کی دھائی کی ابتدا سے لے کر ۶۰ کے عشرے تک گروپ بازی تھی۔ ہر موسیقار کا اپنا پسندیدہ نغمہ نگار تھا۔ شیلندر اور حسرت جے پوری، شنکر جے کشن کے پسندیدہ گیت نگار تھے، اور شکیل بدایونی موسیقار نوشاد کے منتخب اور اولین نغمہ نگار تھے۔ یہاں تک کے عظیم میوزک ڈائریکٹر ایس ڈی برمن نے آنند بخشی کو ایک سنجیدہ نغمہ نگار ماننے سے ہی انکار کر دیا تھا، کیونکہ ایس ڈی برمن کا خیال تھا کہ آنند بخشی گیت نگاری سے زیادہ گلوکاری میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ نغمہ نگاروں کی اونچی کلاس میں جگہ پانے کے لئے ضروری تھا کہ مشکل ترین حالات کا سامنا مستقل مزاجی سے کیا جا سکے۔ آنند بخشی کی شبانہ روز محنت اُس وقت رنگ لائی جب فلم ''ہریالی اور راستہ'' میں اُن کے لکھے گیت مقبول ہوئے، اس فلم کے گیتوں نے مقبولیت کے تمام پچھلے ریکارڈ توڑ دیئے۔ یہ فلم ہر دور کی یادگار فلم بن گئی، ان گیتوں میں سے ایک یادگار گیت یہ بھی تھا ''بول میری تقدیر میں کیا ہے۔''

اس فلم کی بدولت آنند بخشی بڑے نغمہ نگاروں میں شمار ہونے لگے۔ ایک دوسری فلم جس نے آنند کو

صف اول کے نغمہ نگاروں میں جگہ دلوائی وہ ۱۹۶۷ کی فلم (ملن) تھی۔ اس فلم کے چند گیت یہ ہیں۔ ''ساون کا مہینہ پون کرے سور''۔ ''بول گوری بول''۔ ''رام کرے ایسا ہو جائے''۔ ''مَیں تو دیوانہ دیوانہ دیوانہ''۔ لیکن اِس فلم کا سب سے مقبول گیت تھا ''ہم تم یگ یگ سے گیت ملن کے گاتے رہیں گے''، یہ گیت دُنیا بھر میں اُردو ہندی گیتوں کے چاہنے والوں کی زبانوں پر ٹھہر سا گیا۔ اس فلم کی کامیاب نغمہ نگاری سے آنند بخشی کو وہ مقام حاصل ہو گیا جس کی وہ تمنا کیا کرتے تھے۔ پھر تو اُنہوں نے گیت کاری کی دُنیا میں کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

لیکن آنند کی نغمہ نگاری کا سنہری دور درحقیقت اُس وقت شروع ہوا جب اُنہوں نے موسیقار لکشمی کانت پیارے لال اور آر ڈی برمن کے ساتھ کام شروع کیا۔ آر ڈی برمن اُن کے لئے نشان راہ ثابت ہوئے۔ برمن کے ساتھ آنند نے فلم (فرض۔۱۹۶۷)۔ (دو راستے۔۱۹۶۹)۔ (بابی۔۱۹۷۳)۔ (امر، اکبر، انتھونی۔۱۹۷۷)۔ (اِک دوجے کے لئے۔۱۹۸۱)، اور اُس سے پہلے نغمہ نگاری کی اونچی اُڑان حاصل کرنے والی فلمیں (کٹی پتنگ۔۱۹۷۰)۔ (امر پریم۔۱۹۷۱)۔ اور (ہرے راما ہرے کرشنا۔۱۹۷۱) شامل ہیں، اُن فلموں کے لکھے گیتوں نے آنند کو ہی نہیں بلکہ اِن گیتوں کو گانے والے گلوکاروں، اداکاروں، موسیقاروں فلم ڈائریکٹروں اور پرڈیوسروں کو بھی فلمی دُنیا میں بڑا نام پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور پر فلم (امر پریم۔۱۹۷۱) کے گیتوں نے آنند بخشی کو سب سے پسندیدہ نغمہ نگار بنا دیا۔

آنند بخشی نے ثابت کیا کہ وہ کئی انداز کے ہمہ جہت گیت لکھنے والے نغمہ نگار ہیں، اِس کا ثبوت فلم (ہرے راما ہرے کرشنا۔۱۹۷۲) کا گیت ہے ''دم مارو دم، مٹ جائے غم'' ہے۔ اس کے علاوہ آنند بخشی نے بہت سی یادگار اور نغمہ بار فلموں کے لئے ناقابل فراموش گیت تحریر کئے جن میں (بابی۔۱۹۷۱)، (شعلے۔۱۹۷۵)۔ (ہم۔۱۹۹۰)، (مہرہ۔۱۹۹۴)۔ (دل والے دُلہنیا لے جائیں گے۔۱۹۹۵)۔ (تال۔۱۹۹۹)۔ (غدر، اک پریم کتھا۔۲۰۰۱)، ہمیشہ یاد رہ جانے والی فلمیں ہیں۔ جن تین فلم سازوں کے ساتھ آنند بخشی نے یادگار کام کیا اُن میں راج کپور، سوباش گائی، اور یش چوپڑا اہم ترین ہیں۔ راج کپور کی یادگار فلم (بابی۔۱۹۷۳) اور (ستم شیوم، سندرم۔۱۹۷۸) ہیں جبکہ سوباش گائی کی فلموں میں (قرض۔۱۹۸۰)۔ (ہیرو۔۱۹۸۳)۔ (کرما۔۱۹۸۶)۔ (رام لکھن۔۱۹۸۹)۔ (سوداگر۔۱۹۹۱)۔ (کھل نائیک۔۱۹۹۳)۔ (تال۔۱۹۹۹)۔ (یادیں۔۲۰۰۱) شامل ہیں۔

ہندی فلموں کے بہت بڑے فلم ساز اور ڈائریکٹر، یش چوپڑا کی فلموں کو بھی یادگار بنانے میں آنند بخشی کا بہت کردار رہا ہے، اُن کے گیت یش چوپڑا کی جن فلموں کو سجاتے اور آراستہ کرتے رہے اُن میں فلم (چاندنی

۔۱۹۸۹)۔(لمحے ۔۱۹۹۱)۔(ڈر۔۱۹۹۳)۔(دل تو پاگل ہے۔۱۹۹۷)شامل ہیں۔

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ وہ فلم فیئر ایوارڈ کے لئے کتنی بار نامزد ہوئے:

''اُنہوں نے چار بار بہترین نغمہ نگار کا ایوارڈ حاصل کیا۔ یہ ایوارڈ اُنہوں نے پہلی بار فلم (اپنا پن۔۱۹۷۹) کا گیت ''آدمی مسافر ہے آتا ہے اور جاتا ہے'' پر حاصل کیا، جب کہ دوسری بار یہ اعزاز اُنہوں نے فلم (اِک دوجے کے لئے ۔۱۹۸۲) کا گیت ''تیرے میرے بیچ میں کیسا ہے بندھن انجانہ'' سے حاصل کیا۔تیسری بار انہوں نے بہترین نغمہ نگار کا ایوارڈ چودہ سال بعد فلم (دل والے دلہنیا لے جائیں گے۔۱۹۹۶) کا گیت ''تجھے دیکھا تو یہ جانا صنم پیار ہوتا ہے بیگانہ صنم'' پر حاصل کیا، جب کہ اُنہوں نے یہی ایوارڈ آخری بار موسیقار اے آر رحمان کی موسیقی میں فلم (تال۔۲۰۰۰) میں گیت ''عشق بنا کیا جنیا یارو، عشق بنا کیا مرنا'' لکھ کر حاصل کیا''۔(۳۲)

آنند بخشی کی طویل زندگی میں وہ پھیپڑوں اور دل کے امراض میں مبتلا رہے ہیں اور اِس کی وجہ اُن کی حد سے بڑھی ہوئی سگریٹ نوشی تھی۔وہ ۳۰ مارچ ۲۰۰۲ کو ایک معمولی ہارٹ سرجی کے دوران ۷۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔اُن کی آخری فلم ۲۰۰۴ میں ریلیز ہوئی فلم کا نام تھا (میری بیوی کا جواب نہیں)۔

آنند بخشی کے لکھے بہت سے گیت نامور اداکاروں پر پکچرائز پہلا گیت تھے، ان اداکاروں میں رشی کپور، جیکی شرف، سنی دیول، کمال حسین، امریتا سنگھ، ادھے چوپڑا، اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔آنند بخشی نے چند گلوکاروں کے لئے بھی اُن کا پہلا گیت لکھا جن میں کمار سانو، کوتیا کرشنا مورتی، شیلندر سنگھ، اور ایس پی بالا سبرمینم وغیرہ شامل ہیں۔ بہت سے فلمی ستاروں نے جب اپنی فلم پروڈکشن کمپنی بنانے کا ارداہ کیا تو اُنہوں نے آنند بخشی کا انتخاب کیا جن میں ،راج کپور، دیو آنند، سنیل دت ،راجندر کمار، دھرمندر، جیتندر، امیتابھ بچن، ششی کپور، انیل کپور، شاہ رخ خان، اجے دیوگن، سنی دیول اور جوہی چاولہ جیسے فنکاروں کے نام شامل ہیں۔

آنند بخشی کے چند یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
دُنیا میں ایسا کہاں سب کا نصیب	۱۹۶۶	دیور	آنند بخشی	روشن	لتا منگیشکر
کورا کاغذ تھا یہ من میرا، لکھ لیا نام	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا۔کشور
چھپ گئے سارے نظارے اوئے	۱۹۶۹	دوراستے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع

کشور کمار	آر ڈی برمن	آنند بخشی	کٹی پتنگ	۱۹۷۰	یہ شام مستانی مدہوش کئے جائے
لتا منگیشکر	آر ڈی برمن	آنند بخشی	کٹی پتنگ	۱۹۷۰	نہ کوئی اُمنگ ہے نہ کوئی ترنگ
لتا منگیشکر	لکشمی کانت پیارے لعل	آنند بخشی	کھلونا	۱۹۷۰	اگر دلبر کی رسوائی ہمیں منظور ہو
محمد رفیع	لکشمی کان پیارلال	آنند بخشی	محبوب کی مہندی	۱۹۷۱	یہ جو چلمن ہے دشمن ہے ہماری
کشور کمار	لکشمی کانت پیارلال	آنند بخشی	پیا کا گھر	۱۹۷۲	یہ جیون ہے اس جیون کا یہی ہے
کشور کمار	آر ڈی برمن	آنند بخشی	آپ کی قسم	۱۹۷۴	زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں
کشور کمار رلتا	آر ڈی برمن	آنند بخشی	محبوبہ	۱۹۷۶	میرے نیناں ساون بھادوں
لتا منگیشکر	آر ڈی برمن	آنند بخشی	جرمانہ	۱۹۷۸	ساون کے جھولے پڑے تم چلے آو
محمد رفیع	لکشمی کانت پیارے	آنند بخشی	قرض	۱۹۸۰	درد دل درد جگر دل میں جگایا
محمد رفیع	آر ڈی برمن	آنند بخشی	عبداللہ	۱۹۸۰	مَیں نے پوچھا چاند سے کہ دیکھا
آشا بھونسلے	آر ڈی برمن	آنند بخشی	عبداللہ	۱۹۸۰	بھیگا بدن جلنے لگا، موسم بدلنے لگا
کشور آشا	لکشمی کانت پیارے لال	آنند بخشی	رام بلرام	۱۹۸۰	یار کی خبر مل گئی، پیار کی نظر مل گئی
رفیع رمنہر اداس	اوشا کھنہ	آنند بخشی	آپ تو ایسے نہ تھے	۱۹۸۰	تو اس طرح سے میری زندگی میں
محمد رفیع	لکشمی کانت پیارے لال	آنند بخشی	دوستانہ	۱۹۸۰	میرے دوست قصہ یہ کیا ہو گیا سنا
لتا منگیشکر	لکشمی کانت پیارے لا	آنند بخشی	اک دوجے کے لئے	۱۹۸۱	سولہ برس کی بالی عمر کو سلام، اُس
لتا منگیشکر	آر، ڈی برمن	آنند بخشی	شکتی	۱۹۸۲	ہم نے صنم کو خط لکھا، خط میں لکھا
پنکج اداس	لکشمی کانت پیارے لال	آنند بخشی	نام	۱۹۸۶	چھٹی آئی ہے چھٹی آئی ہے
کشور کمار	لکشمی کانت پیارے لعل	آنند بخشی	نذرانہ	۱۹۸۷	میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا
لتا۔ادت نارائن	جتن للت	آنند بخشی	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	۱۹۹۵	مہندی لگا کے رکھنا چہرہ چھپا کے
لتا۔اُدت نارائن	اُتم سنگھ	آنند بخشی	دل تو پاگل ہے	۱۹۹۷	بھولی سی صورت آنکھوں میں مستی
سکھ ویندر۔الکا یاگنی	اے۔آر۔رحمان	آنند بخشی	تال	۱۹۹۹	کریئے نہ کوئی وعدہ کسی سے
لتا۔ادت، ایشان، منوہر	جتن للت	آنند بخشی	محبتیں	۲۰۰۰	آنکھیں کھلی ہوں یا ہوں بند

گھر آجا پردیسی	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	اُدت، الکا یاگنی
آن ملو سجنا، انکھیون میں نہ آئے نندیا	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	اجے چکر بوتی۔ پروین

(X) کیفی اعظمی:

کیفی اعظمی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ: ''مَیں غلام ہندوستان میں پیدا ہوا تھا، مَیں ایک آزاد ہندوستان میں رہ رہا ہوں، اورمَیں ایک سوشلسٹ ہندوستان میں مروں گا''۔ (۳۴)

کیفی اعظمی کا اصل نام اختر حسین رضوی تھا۔ اور وہ اُتر پردیش اعظم گڑھ کے ایک چھوٹے سے قصبے ''مجواں'' میں پیدا ہوئے ۔ اُن کے والد سید فتح حسین رضوی ایک زمیندار تھے۔ اُنہوں نے اپنے بیٹوں کو خاندانی مخالفت کے باوجود انگریزی اسکول کے تعلیم دلائی۔ لیکن کیفی اعظمی کو اُن کے بزرگوں نے دینی تعلیم کے لئے لکھنو کے سلطان المدارس میں داخل کروا دیا، لیکن کیفی صاحب کے غیر مذہبی رجحان نے مدرسے کی انتظامیہ کے لئے بہت سی مشکلات کھڑی کیں۔ انہوں نے وہاں طالب علموں کی ایک تنظیم بنائی اور مدرسے کی انتظامیہ سے طالب علموں کے حقوق کیلئے شرائط رکھ کر ہڑتال کر دی اور یہ ہڑتال چھ مہینے تک چلی۔ جب یہ ہڑتال ختم ہوئی تو کیفی اعظمی کو مدرسے سے خارج کر دیا گیا۔ اگر چہ کیفی صاحب جدید تعلیم حاصل نہ کر سکے لیکن اُنہوں نے لکھنو اور آلہ آباد یونیورسٹوں کے بہت سے امتحانات پاس کئے اور عربی، فارسی اور اُردو زبان میں ممتاز حیثیت سے کامیابی حاصل کیں۔

لکھنو کے قیام کے دور میں وہ ترقی پسند مصنفین میں بہت جلد نمایاں ہونے لگے، تحریک کے ممبران نے کیفی کی قائدانہ صلاحتوں کو بھانپ لیا۔ اُنہوں نے محسوس کیا کہ کیفی نہ صرف ایک بہت اچھے شاعر ہیں بلکہ وہ ایک اچھے ممبر بھی ثابت ہو سکتے ہیں، چنانچہ اُنہوں نے کیفی کو آگے بڑھنے اور تحریک کے لئے کام کرنے پر ہمیشہ اُن سے معاونت کی۔

کیفی نے ابتدا ہی سے غزل کہی۔ انھوں نے پہلی غزل گیارہ سال کی عمر میں لکھی، اُنہیں فارسی اور اُردو کی تعلیم ادُھوری چھوڑنا پڑی:

> ''جب ۱۹۴۲ میں ہندوستان میں ایجی ٹیشن کا خطرہ بڑھ گیا تو کیفی صاحب نے ۱۹۴۳ میں کیمونسٹ پارٹی میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر لی اور مکمل طور پر خود کو پارٹی کے اغراض ومقاصد کے لئے وقف کر دیا۔ اُنہوں نے انیس سال کی عمر میں کیمونسٹ پارٹی اختیار کی اور کانپور کی ٹکسٹائل مل کے مضافاتی ایریا میں اس تحریک کے کاموں

میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینا شروع کر دیا۔ بعد میں وہ پارٹی کے لئے بمبئی میں منتقل ہو گئے اور وہاں بھی پارٹی کے استحقام کے لئے کام کرنے لگے''۔(۳۴)

اس کے ساتھ ساتھ وہ ملک کے مختلف حصوں میں منعقدہ محفل مشاعروں میں بھی شریک ہوتے رہے۔ ۱۹۴۷ میں وہ حیدر آباد گئے ہوئے تھے جہاں ایک مشاعرے میں اُن کی ملاقات ایک خاتون شوکت سے ہوئی اور دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گئے۔ بعد میں دونوں نے شادی کر لی۔شوکت تھیٹر اور فلم کی ایک معروف اداکارہ کے طور پر اُبھریں، اِن کی بیٹی ''شبانہ اعظمی'' بھی ہندوستانی فلموں کی صفحہ اول کی اداکارہ بنیں۔

اُردو کے بہت سے دوسرے شاعروں کی طرح کیفی صاحب نے بھی اپنی شاعری کا آغاز غزل سے کیا۔لیکن جلد ہی کیمونسٹ پارٹی سے وابستگی کی بنا پر اُنہوں نے نظریاتی شاعری شروع کر دی اور نظم کے صنف کو اپنا لیا۔لیکن اُن کی شاعری میں تغزل اور رومانویت کا عنصر ہمیشہ غالب رہا۔اُن کی نظمیں بھی عوام میں مقبولیت حاصل کرتیں رہیں، وہ سماج کے ہر طبقے کی نمائیدگی کرنے والے شعرا میں شمار کئے جانے لگے۔اُن کی نظموں کی روح معاشرے کے پسے ہونے افراد کے لئے ہمدردی اور خلوص سے بھری پڑی ہے۔''اُن کے تین شعری مجموعے شائع ہوئے،''آخرِ شب''،''جھنکار''،اور''آوارہ سجدے''۔''(۳۵)

اعظمی صاحب نے فلموں کے لئے بھی کام کیا،جس میں اُنہوں نے فلمی گیت نگاری کے علاوہ کہانی اور اداکار کی حیثیت سے بھی کام کیا۔اُن کا پہلا فلمی کام ایک کہانی نویس کی حیثیت سے تھا، جو نانو بھائی وکیل کے لئے ۱۹۵۶ میں فلم ''یہودی کی بیٹی'' کے لئے تھا۔ اِس کے بعد اُنہوں نے فلم (پروین۔۱۹۵۷)، فلم (مس پنجاب۔۱۹۵۸)، اور (عید کا چاند۔۱۹۵۸)ء کے لئے کیا۔ تاہم کہانی نویس کی حیثیت سے اُن کا قابل ذکر کام، چیتن آنند کی ۱۹۷۰ کی فلم ''ہیر رانجھا'' کے لئے تھا، جس میں اُن کے لکھے مکالمے بہت یادگار رہے۔ یہ بہت ہی شاندار کام تھا جس کی بدولت اُنہیں ہندوستانی فلموں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔کیفی اعظمی نے ایم ایس ساتھیوس کی فلم (گرم ہوا۔۱۹۷۳) کے لئے بھی نا بھولنے والا سکرپٹ لکھا۔کیفی کے لکھے ہوئے اس فلم کے مکالمے اور فلمی گیتوں نے زبردست کامیابی حاصل کی یہ فلم عصمت چغتائی کی ایک کہانی پر مبنی تھی۔ اُنہوں نے شیام بنگال کی فلم (منتھن۔۱۹۷۶) کے لئے بھی یادگار مکالمے لکھے۔نغمہ نگار کی حیثیت سے کیفی صاحب کی سب سے بڑی کامیاب فلم گروت دَت کی پروڈکشن میں بننے والی فلم (کاغذ کے پھول۔۱۹۵۹) ہے۔اس فلم کے گیتوں کی باعث کیفی کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، یہ گیت ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔اِس کے بعد ان کے لکھے گیتوں نے جن فلموں کو کامیاب بنایا اُن میں چیتن آنند کی فلم (حقیقت۔۱۹۶۴) ہے، یہ ہندوستان کی جنگی

فلموں میں ایک یادگار فلم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُن کے گیتوں سے مزین چند دوسری فلمیں یہ ہیں، (اس کی کہانی۔۱۹۶۶)۔ (باورچی ۔۱۹۷۲)۔ (پاکیزہ۔۱۹۷۲)۔ (ہنستے زخم۔۱۹۷۳)۔ اور (رضیہ سلطان۔۱۹۸۳)۔ اُنہوں نے ۱۹۹۵میں فلم ''نسیم'' میں ایک بوڑھے شخص کا کردار بھی کیا، یہ فلم ایودھیا میں بابری مسجد توڑیں جانے کے حوالے سے بنائی گئی تھی۔ کیفی صاحب نے بہت سے قومی اور انٹرنیشنل اعزازت بھی حاصل کئے جن میں اُترپردیش اُردو اکیڈمی ایوارڈ، سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ اورسہاہتہ اکیڈمی ایوارڈ شامل ہے جو کیفی کو اُن کی شعری مجموعے ''آوارہ سجدے'' پر دیا گیا۔

کیفی اعظمی کے چند گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بڑے ارمانوں سے رکھا ہے بلم	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	لتا، مکیش
دل تجھے دیا تھا رکھنے کو تو نے دل کو	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	مکیش
محبت کی قسمت بنانے سے پہلے	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	لتا منگیشکر
وقت نے کیا کیا حسین ستم	۱۹۵۹	کاغذ کے پھول	کیفی اعظمی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
ارے دیکھی زمانے کی یاری	۱۹۵۹	کاغذ کے پھول	کیفی اعظمی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
جیت ہی لیں گے بازی ہم تم	۱۹۶۲	شعلہ اور شبنم	کیفی اعظمی	خیام	رفیع، لتا
کھلونہ میرے دل سے او ساجنا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ذرا آہٹ ہوئی ہے تو دل سوچتا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
مَیں یہ سوچ کر اس کے در (نظم)	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
ہو کے مجبور اُس نے مجھے بھلایا ہوگا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	رفیع، طلعت، مناڈے، بھوپندر
یہ نین ڈرے ڈرے یہ جام بھرے	۱۹۶۴	کہرا	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	ہمنت کمار
دھیرے دھیرے مچل اے دل	۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
کچھ دل نے کہا کچھ بھی نہیں	س۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
میری آواز سنو، پیار کے راز سنو	۱۹۶۷	نونہال	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع

ملو نہ تم تو ہم گھبرائیں ملو تو آنکھ	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
دو دل ٹوٹے دو دل ہارے دُنیا والو	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
یہ دُنیا یہ محفل میرے کام کی نہیں	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
سمٹی سی شرمائی سی کس دُنیا سے تم	۱۹۷۱	پروانہ	کیفی اعظمی	مدن موہن	کشور کمار
چلتے چلتے یونہی کوئی مل گیا تھا	۱۹۷۲	پاکیزہ	کیفی اعظمی	غلام محمد	لتا منگیشکر
تم بن جیون کیسا جیون	۱۹۷۲	باورچی	کیفی اعظمی	مدن موہن	منا ڈے
آج سوچا تو آنسو بھر آئے	۱۹۷۳	ہنستے زخم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
تم مل گئے ہو تو لگتا ہے ایسے	۱۹۷۳	ہنستے زخم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا، رفیع
بے تاب دل تمنا یہی ہے	۱۹۷۳	ہنستے زخم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہے تیرے ساتھ میری وفا میں نہیں	۱۹۷۴	ہندوستان کی قسم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
دل ناداں کو سنبھالوں تو چلے	۱۹۷۵	فرار	کیفی اعظمی	ہیمنت کمار	لتا منگیشکر
پیاس بھڑکی ہے سرِ شام سے جلتا	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
بہارو میرا جیون بھی سنوارو	۱۹۸۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
میرے چندا میرے ننھے تجھے اپنے	۱۹۸۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
آنے والا کل بس اک سپنا ہے	۱۹۹۳	پھر تیری کہانی یاد آئی	کیفی اعظمی	انو ملک	کمار سانو، الکا یاگنی

(XI) شیلندر:

شیلندر کی ولادت ۳۰ اگست ۱۹۲۳ کو راولپنڈی میں ہوئی۔ اُن اصل نام شنکر داس کیسری لعل شیلندر تھا۔ وہ پروتی دیوی اور سری کیسری لعل کے چار بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ بچپن ہی میں اُن کا خاندان متھرا منتقل ہوا، لیکن شیلندر کی والدہ کی اچانک موت اُن کے لئے زندگی کا ایک بہت بڑا صدمہ ثابت ہوئی، بگڑتے ہوئے معاشی حالات کے باعث اُنہوں نے جلد ہی اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔ ایک سرکاری نوکری کی تا کہ اُن کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ ریلوے کی نوکری کے باعث شیلندر کو ۱۹۴۷ میں بمبئی آنا پڑا۔ ہندوستان جب آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا یہ سرکاری نوکری مخصوص حد تک تکنیکی اور روایتی ہونے کے باعث شیلندر کے فن کارانہ مزاج سے کسی طرح میل نہیں کھاتی تھی، وہ زیادہ وقت اپنی ڈیوٹی کی دوران شعر لکھنے اور ورک شاپ میں سخت محنت کرنے میں صرف کرتے۔ اُن کا انچارج ہر وقت اُن سے کسی نہ کسی کوتاہی کی شکایت کرتا، اور شیلندر کے کام

کرنے کی انداز پر اُنہیں عام طور پر ہزیمت اُٹھانا پڑتی۔

راج کپور نے کہیں شیلندر کی ایک خوبصورت نظم سنی، اور اُن سے وہ نظم اپنی فلم کے لئے خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا، لیکن شیلندر جو مادرِ وطن کی محبت سے سرشار تھے اُنہوں نے اس نظم کو بیچنے سے انکار کر دیا، لیکن چند گھریلو وجوہات اور ذمہ داریوں کی بدولت راج کپور سے رابطہ کیا اور اُن کی شرائط منظور کر لیں۔ شیلندر کا پہلا پروجیکٹ فلم (برسات) تھا۔ انہوں نے راج کپور کے لئے فلم (برسات) کا جو پہلا گیت لکھا، وہ تھا ''برسات میں ہم سے ملے تم صنم ہتم سے ملے ہم برسات میں''۔ اس فلم میں نئے ابھرتے اور طلوع ہوتے ہوئے دو موسیقاروں کی جوڑی نے پہلی بار اپنے فن کا مظاہرہ کیا، یہ فن کار تھے ''شنکر اور جے کشن''۔ فلم ''برسات'' بے حد کامیاب ہوئی اور اس فلم کی کامیابی کے بعد راج کپور، شنکر جے کشن اور شیلندر کی ٹیم نے مل کر لاتعداد یادگار گیت تخلیق کئے۔

> ''اس میں شک نہیں کہ شیلندر نے اپنا بہترین کام موسیقاروں شنکر جے کشن کے ساتھ مل کر کیا لیکن فلمی گیتوں کی ساجھے داری میں وہ اُس دور کے عظیم دیو قامت موسیقاروں کے ساتھ بھی کام کرتے رہے، جن میں سلیل چوہدری، ایس این ترپاٹھی اور ایس ڈی برمن جیسے موسیقاروں کے نام شامل ہیں''۔(۳۶)

شیلندر ترقی پسند تحریک کے ایک سرگرم رُکن بھی تھے، جب کہ وہ انڈین پیپلز تھیٹر (آئی پی ٹی اے) کے بانی ممبران میں سے تھے۔ شیلندر نے بہترین نغمہ نگاری کے فلم فیر ایوارڈ بھی جیتے، جب کہ وہ تین میں سے دو بار مسلسل یہ ایوارڈ حاصل کرنے والے نغمہ نگار بھی ہیں۔ پہلی بار اُنہوں نے بہترین نغمہ نگاری کا ایوارڈ فلم (یہودی۔۱۹۵۸) کا گیت ''یہ میرا دیوانہ پن ہے یا محبت کا سرور'' لکھ کر جیتا، دوسری بار اُنہوں نے یہ ایوارڈ فلم (اناڑی۔۱۹۵۹) کا گیت ''سب کچھ سیکھا ہم نہ سیکھی ہوشیاری، سچ ہے دُنیا والو کہ ہم ہیں اناڑی'' میں جیتا۔ تیسری بار شیلندر نے بہترین نغمہ نگار کا ایوارڈ فلم (برہمچاری۔۱۹۶۸) کا گیت ''مَیں گاوں تم سو جاو'' لکھ کر جیتا۔ شیلندر کے ایک گیت کی استھائی ملاحظہ کریں:

''کہ مر کے بھی کسی کو یاد آئیں گے
کسی کے آنسووں میں مسکرائیں گے
کہے گا پھول ہر کلی سے بار بار
جینا اِسی کا نام ہے''

شیلندر کی زندگی اس کی شاعری میں جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ ایسا شاعر تھا جو ساحل سمندر پر ہر صبح سیر کو جاتا، فطرت کو جس طرح محسوس کرتا وہ اس کی شعریت میں عکس پیدا کرتا ہے۔ وہ زندگی کے ہر پہلو کو اہمیت دینے والا نغمہ نگار ہے اور اُس نے زندگی کے ہر موقعہ پر گیت لکھے، یہ گیت آج بھی پہلے کی طرح جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں۔ شیلندر کے گیت فلم کے سین کے تقاضوں کے تحت لکھے جانے کے باوجود زندگی کی دلکشی پیدا کرتے ہیں اور فلم سے الگ ہو کر بھی ہماری یادوں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ شیلندر کے گیت جذبوں اور محسوسات سے لبریز ہوتے ہیں اور جنم سے موت تک کے موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں جو اُس کی انفرادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شیلندر راج کپور کی فلموں کے حوالے سے خاص طور پر ایک نا قابل فراموش نغمہ نگار ہے جنہوں نے راج کپور اور موسیقار شنکر جے کشن کے ساتھ اپنے دور کی نا قابل فراموش نغمہ بار فلمیں بنائیں۔ اِن تینوں کے تخلیق کئے گئے گیتوں نے ہر طرف تہلکہ مچا دیا۔ شیلندر کی وفات ۱۴ دسمبر ۱۹۶۶ میں ہوئی۔ اُن کی موت سے بھارتی فلم انڈسری کا ایک چمکتا ہوا ستارہ بجھ گیا۔ اُن کے کچھ یادگار گیت درج ذیل ہیں۔

شیلندر کے کچھ یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ہوا میں اُڑتا جائے میرا لال	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مَیں زندگی میں ہر دم روتا ہی	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
برسات میں تم سے ملے ہم سجن	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جیا بے قرار ہے چھائی بہار ہے	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مجھے کسی سے پیار ہو گیا، پیار ہو گیا	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بچھڑے ہوئے پردیسی اک بار	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
دم بھر جو اُدھر منہ پھیرے، وہ چندا	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا۔مکیش
گھر آیا میرا پردیسی، پیاس بجھی	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آوارہ ہوں، یا گردش میں ہوں	۱۹۵	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
اب رات گزرنے والی ہے	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر

جب سے بلم گھر آئے جیارا مچل	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
اے میرے دل کہیں اور چل	۱۹۵۲	داغ	شیلندر	شنکر جے کشن	طلعت محمود
اُن کے بلاوے پہ ڈولے میرا دل	۱۹۵۲	نوبہار	شیلندر	روشن	لتا منگیشکر
ای ری مَیں تو پریم دیوانی میرا درد	۱۹۵۲	نوبہار	شیلندر	روشن	راج کماری
تُو پیار کا ساگر ہے تیری اِک بوند	۱۹۵۵	سیما	شیلندر	شنکر جے کشن	مناڈے
رم یا وتا ویا رم یا وتا ویا، مَیں نے	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
یہ رات بھیگی بھیگی یہ مست فضائیں	۱۹۵۶	چوری چوری	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مناڈے
جہاں مَیں جاتی ہوں وہیں چلے	۱۹۵۶	چوری چوری	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مناڈے
آجا کہ انتظار میں، جانے کو ہے	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، رفیع
اجی چلے آو، تمہیں آنکھوں نے	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، آشا
یہ میرا دیوانہ پن ہے یا محبت	۱۹۵۸	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
تیرا جانا دل کے ارمانوں کا لُٹ جانا	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
وہ چاند کھلا وہ تارے ہنسے	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
کھویا کھویا چاند، کھلا آسمان	۱۹۶۰	کالا بازار	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
دل اپنا اور پریت پرائی کس نے	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
عجیب داستاں ہے یہ کہاں شروع	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
شیشہ دل اتنا نہ اچھالو، یہ کہیں	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
احسان ترا ہوگا مجھ پر دل چاہتا	۱۹۶۱	جنگلی	شیلندر	شنکر جے کشن	رفیع۔لتا
آ رم جھم کے پیارے پیارے	۱۹۶۰	اُس نے کہا تھا	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا۔طلعت محمود
اک بت بناوں گا تیرا اور پوجا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
یاد نہ جائے بیتے دنوں کی	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
ہم تیرے پیار میں مر نہ جائیں	۱۹۶۳	دل ااک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
رُک جا رات ٹھہر جا رے چندا	۱۹۶۳	دل ااک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر

بول رادھا بول سنگم ہوگا کہ	۱۹۶۴	سنگم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش۔لتا
کوئی لوٹا دے میرے بیتے	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	شیلندر	کشور کمار	کشور کمار
آج پھر جینے کی تمنا ہے آج پھر	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
گاتا رہے میرا دل، تو ہی میری	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	کشور۔لتا
دن ڈھل جائے ہائے رات نہ	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
تیرے میرے سپنے اب ایک رنگ	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
دل کے جھروکے میں تجھ کو بٹھا کر	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع

(XII) مسرور انور:

بھولی بھالی اور معصوم صورت والے مسرور انور پاکستان کے ایک بہت ہی اہم اور خوبصوت نغمہ نگار اور شاعر تھے۔ وہ ہر طرح کے گیت لکھنے میں ماہر جانے جاتے تھے۔ اُنہوں نے اپنی طویل نغمہ نگاری کے عرصے میں پاکستان کی بہت سی فلموں میں تعداد اور معیار کے حوالے سے یادگار گیت لکھے ہیں۔ وہ ایک محبّ وطن شاعر تھے، اُن کا لکھا ہوا ایک ملی نغمہ جسے مہدی حسن نے گایا، بھلایا نہیں جاسکتا۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کے تناظر میں یہ گیت آج بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیتا ہے۔ گیت تھا۔

اپنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں
قوم کے مردِ مجاہد تجھے کیا پیش کروں

پاکستان فلموں کے نغمہ نگار سیف الدین سیف اور بھارتی فلموں کے گیت کار گلزار اور جاوید اختر کی طرح مسرور انور بھی نا صرف فلمی نغمہ نگار تھے بلکہ متاثر کن حد تک زبردست سکرپٹ رائیٹر اور مکالمہ نویس تھے۔ اُنہوں نے پاکستانی فلموں کی فضا کو بدل دینے والی ٹیم، جس میں پرویز ملک، وحید مراد، اور سہیل رعنا تھے کہ ساتھ مل کر اپنے دور کی چند ابتدائی فلمیں بنائی۔ نوجوانوں کے اِس گروپ میں مسرور انور کی لکھی کہانی، نغمے، سکرپٹ رائٹنگ اور مکالموں نے اِن فلموں کو چار چاند لگا دیئے۔ جب پرویز ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے امریکہ سے وطن واپس لوٹے تو اُنہوں نے پاکستانی سینما میں سماجی نوعیت کی میوزیکل رومانوی فلمیں بنانے کا ارداہ کیا ۔جس کی ابتداء کے لئے اُنہوں نے اپنے دوستوں سے رابطے کئے۔ اداکار وحید مراد وجو نا صرف ایک پڑھے لکھے مہذب نوجوان تھے بلکہ اُن کے والد کا فلمسازی کے حوالے سے فلمی دُنیا میں پہلے سے ہی بہت نام تھا، سہیل رعنا کا اگر چہ موسیقی کے کسی گھرانے سے تعلق نہ تھا مگر وہ ایک پڑھے لکھے اور موسیقی کے رسیا طالب علم

تھے۔ اُنھوں نے ہی اِن ابتدائی فلموں کی یادگار موسیقی دی جس کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ نوجوانوں کے اِس گروپ کے پرڈکشن ہاوس کا نام تھا ''فلم آرٹس'' اس ٹیم نے پاکستانی فلم انڈسٹری میں ایک خوشگوار لہر پیدا کر دی۔ اس پرڈکشن ہاوس کے تحت جو پہلی فلم بنی، اُس کا نام تھا (ہیرا اور پتھر) جس کا مرکزی کردار بھی وحید مراد نے ادا کیا۔

مسرور انور ہی اس فلم کے سکرپٹ رائیٹر اور مکالمہ نویس بھی تھے۔ اُن کی فلمیں ،ارمان،اور، دوراھا، پاکستانی فلموں میں ایک خوبصورت موڑ ثابت ہوئیں۔ ان دونوں فلموں کی کہانی ،مکالمے اور نغمے ،سبھی کچھ مسرور انور کا لکھا تھا۔ ان فلموں کو دیکھ کر آپ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ مسرور انور کہانی کی ڈرامائی صورت حال کو نہایت ہوشیاری اور مہارت سے پیش کرنے میں اپنا جواب آپ تھے اور اُن کی تحریر میں ایک خاص طرح کی پراسراریت موجود تھی جو فلم بینوں کو اپنی نشستوں سے اُٹھنے نہیں دیتی تھی۔ اُن کی پہلی فلم (ہیرا اور پتھر) کا سکرپٹ مکمل طور پر سندھ اور تھل کے مقام، علاقے اور وسیب سے جڑا ہوا ہے، فلم کی ساری فضا اپنے ماحول اور ثقافت کی منسلک ہے اور ناظرین کو اپنائیت اور مانوسیت کے ساتھ ساتھ ایک جانی پہچانی زندگی حرکت کرتے دکھائی دیتی ہے۔ مسرور انور اپنے کرداروں کو بھی مہارت اور وضاحت سے پیش کرنے میں بہت ہنرمند واقع ہوئے تھے۔ وہ ایک نڈر کہانی نویس تھے اور فلم بینوں کے دل و دماغ پر اثر انداز ہونے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔

فلم ''احسان'' بھی مسرور انور نے عمدگی سے تحریر کی۔ یہ ایک جذباتی اور سنجیدہ کہانی تھی، جسے اُنھوں نے کرداروں اور نفسیاتی صورت حال کی پیچیدگی کے باوجود بہترین انداز میں اُجاگر کیا۔ مسرور انور نے بہت سے مقبول اور یادگار نغمے لکھنے کے علاوہ بہت سی دوسری فلم پرڈکشن کمپنیوں کے لئے کہانیاں اور سکرپٹ لکھے۔

> ''جن فلموں کے اُنھوں نے سکرپٹ لکھے اُن میں ، دوراھا، دل میرا دھڑکن تیری، عشق حبیب ، پھول میرے گلشن کا، جب جب پھول کھلے، محبت زندگی ہے، صائقہ، قربانی، تلاش ہم دونوں ، کرن اور کلی، وغیرہ شامل ہیں ۔۱۹۶۸ میں فلم صائقہ پر اُنھیں بہترین مکالمہ نویس کا نگار ایوارڈ بھی دیا گیا۔'' (۳۷)

جہاں تک فلمی نغمہ نگاری اور گیت کاری کا معاملہ ہے مسرور انور پاکستان فلمی گیتوں میں بہترین نغمہ نگاروں کی اگلی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اُن کے بہترین گیتوں کی ایک طویل فہرست ہے جو اِن سطروں کے آخر میں دی جا رہی ہے، اگر چہ یہ فہرست مختصر ہے لیکن اس سے اُن کے لکھے گیتوں کی شاعرانہ بلندی اور فلم

کی صورت حال سے مطابقت پیدا کرنے والے گیتوں کو جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ وہ ''کوکوکوری نا''، اور'' چھیڑ چھاڑ کروں گا آوازار کروں گا''، جیسے شوخ اور شرارتی گیت بھی لکھتے ہیں اور'' اکیلے نہ جانا ہمیں چھوڑ کر تم تمہارے بنا ہم بھلا کیا جیں گے''۔اور'' بھولی ہوئی ہوں داستاں گزرا ہوا خیال ہوں'' جیسے محبت، جدائی یا سیت اور دردانگیز گیت بھی لکھتے نظر آتے ہیں۔ اُن کے بہترین نغمے جن فلموں میں دیکھے جا سکتے ہیں اُن میں ،ارمان، دوراھا، صائقہ، انجمن، پہچان، قربانی، سوغات، بیوی ہو تو ایسی، اور بلندی شامل ہیں۔ اُن کا لکھا فلم صائقہ کا گیت کون بھلا سکتا ہے جسے شہنشاہ غزل مہدی حسن نے گا کر امر کر دیا،''اِک ستم اور مری جاں ابھی جاں باقی ہے''۔فلم صائقہ،اور رونا لیلہ کی آواز میں فلم انجمن کا گیت''دل دھڑکے مَیں تم سے یہ کیسے کہوں، کہتی ہے میری نظر شکریہ''، اور ۱۹۷۰ء کے دو گیت جسے مجیب عالم نے فلم ،شمع اور پروانہ، کے لئے گایا، گیت تھے ،مَیں تیرے اجنبی شہر میں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں تجھے ،مجھ کو آواز دے''۔اور''اِس سے پہلے کہ تیری چشم کرم معذرت کی نگاہ بن جائے ،مَیں تیرا شہر چھوڑ جاوں گا''۔اس کے علاوہ اخلاق احمد کے گائے دو گیت''اے دل اپنا درد چھپا کر گیت خوشی کے گائے جا'' فلم پہچان، اور فلم (آدمی) کا گیت''تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا ہے آدمی'' جیسے سدابہار گیت فلم بینوں سے بھلائے نہیں بھول سکتے۔ اُن کی فلموں سے چند یادگار گیت پیش کئے جا رہے ہیں۔

مسرور انور کچھ یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
نہ جانے کیسا سفر ہے میرا	۱۹۶۲	بنجارن	دیبو بھٹیاچاریہ	مسرور انور	نور جہاں
الٰہی آنسو بھری زندگی کسی کو نہ	۱۹۶۳	ہمیں بھی جینے دو	سی فیاض	مسرور انور	مہدی حسن
اے دل تجھے اب اُن سے یہ	۱۹۶۳	شرارت	دیبو بھٹاچاریہ	مسرور انور	مسعود رانا
ٹکراوہ چاند کا رُخ زیبا کہیں	۱۹۶۵	ایسا بھی ہوتا ہے	نثار بزمی	مسرور انور	احمد رشدی
ہو تمنا اور کیا جانے تمنا آپ	۱۹۶۵	ایسا بھی ہوتا ہے	نثار بزمی	مسرور انور	نور جہاں
کوکوکوری نا، میرے خیالوں	۱۹۶۶	ارمان	سہیل رعنا	مسرور انور	احمد ررشدی
اکیلے نا جانا ہمیں چھوڑ کر تم	۱۹۶۶	ارمان	سہیل رعنا	مسرور انور	احمد رشدی ؍مالا
جب پیار میں دو دل ملتے ہیں	۱۹۶۶ا	ارمان	سہیل رعنا	مسرور انور	احمد رشدی
مری قسمت بتا کیا ہے میری خطا	۱۹۶۶	ارمان	سہیل رعنا	مسرور انور	مالا
آ تجھ کو سناوں لوری حالات	۱۹۶۶	بدنام	دیبو بھٹاچاریہ	مسرور انور	آئرن پروین

بھولی ہوئی داستاں گزرا ہوا خیال	۱۹۶۶	دوراہا	سہیل رعنا	مسرور انور	احمد رشدی/مالا
ہاں اِسی موڑ پر اس جگہ بیٹھ کر	۹۶۶	دوراہا	سہیل رعنا	مسرور انور	احمد رشدی
مجھے تم نظر سے گرا تو رہے ہو مجھے	۱۹۶۶	دوراہا	سہیل رعنا	مسرور انور	مہدی حسن
اِک نئے موڑ پہ لے آئے ہیں	۱۹۶۷	احسان	سہیل رعنا	مسرور انور	مہدی حسن/مالا
میرے ہونٹوں پہ یونہی مہر حیا	۱۹۶۷	میرے بچے میری آنکھیں	دیبو بھٹاچاریہ	مسرور انور	رونا لیلہ
اُسے چاہا اُسے دیکھا اُسے بھول	۱۹۶۸	جہاں تم وہاں ہم	رابن گھوش	مسرور انور	احمد رشدی
حسن دیکھا جو تمہارا تو خدا یاد	۱۹۶۸	جہاں تم وہاں ہم	رابن گھوش	مسرور انور	احمد رشدی
دُنیا والو تمہاری دُنیا میں یوں	۱۹۷۰	سوغات	سہیل رعنا	مسرور انور	مجیب عالم
مَیں تیرے اجنبی شہر میں ڈھونڈتا	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	عنایت حسین	مسرور انور	مجیب عالم
اس سے پہلے کہ تیری چشم کرم	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	عنایت حسین	مسرور انور	مجیب عالم
ملی گل کو خوشبو مجھے مل گیا تُو پسند	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	لعل محمد اقبال	مسرور انور	رونا لیلہ
یادش بخیر بچپن میں کھلے تھے گھر	۱۹۷۰	انجمن	نثار بزمی	مسرور انور	احمد رشدی
بھابھی میری بھابھی تم جیو ہزاروں	۱۹۷۰	انجمن	نثار بزمی	مسرور انور	احمد رشدی
دل دھڑکے مَیں تم سے یہ کیسے	۱۹۷۰	انجمن	نثار بزمی	مسرور انور	رونا لیلہ
لگ رہی ہے مجھے آج ساری	۱۹۷۰	انجمن	نثار بزمی	مسرور انور	احمد رشدی
اے ابر کرم آج اتنا برس اتنا برس	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	لعل محمد اقبال	مسرور انور	احمد رشدی
ہم سے نہ بگڑا اے لڑکی اپنوں سے	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	لعل محمد اقبال	مسرور انور	احمد رشدی
آج ہے محفل دید کے قابل شمع بھی	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	عنایت حسین	مسرور انور	نور جہاں
ہم نے دیکھے اِس دُنیا میں کیسے	۱۹۷۲	آس	نثار بزمی	مسرور انور	نور جہاں
میری مرضی مَیں گاوں گی مَیں	۱۹۷۳	آس	نثار بزمی	مسرور انور	رونا لیلہ
بی بی جی سلام میرے دل کے نام	۱۹۷۴	دشمن	نثار بزمی	مسرور انور	رجب علی
تُو ہی بتا پگلی پون، کس کے لئے	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	ایم اشرف	مسرور انور	نیرہ نور
تُو ہے پھول میرے گلشن کا تُو ہے	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	ایم اشرف	مسرور انور	مالا
محبت زندگی ہے اور تم میری محبت	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	ناشاد	مسرور انور	نور جہاں/مہدی حسن

کرتے ہیں محبت سب ہی مگر	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	ناشاد	مسرورانور	غلام علی
اقرارِ محبت تمہیں کرنا پڑے گا	۱۹۷۶	راستے کا پتھر	ناشاد	مسرورانور	مہدی حسن
تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا ہے	۱۹۷۸	آدمی	کمال احمد	مسرورانور	اخلاق احمد

(XIII) جاں نثار اختر:

جاں نثار اختر ۱۴، فروری ۱۹۱۴ کو گوالیار میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید افتخار حسین رضوی تھا جو شعر و ادب کی دُنیا میں مضطر خیر آبادی کے نام سے جانے جاتے تھے اور امیر مینائی کے شاگردوں میں سے تھے۔ ''ابتدائی تعلیم گوالیار ہی میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ چلے گئے جہاں اُن کی دوستی، سعادت حسن منٹو، خواجہ احمد عباس، علی سردار جعفری، مجاز، اور جذبی جیسے لوگوں سے ہوئی جو بعد میں ترقی پسند تحریک کا حوالے بنے''۔(۳۸)

تعلیم حاصل کرنے کے بعد جاں نثار اختر گوالیار کے وکٹوریہ کالج میں لیکچرار بھرتی ہوگئے۔ تنخواہ اچھی تھی اور معاش کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ ملازمت کے اُسی دور میں اُن کی شادی صفیہ اختر سے ہوئی۔ ۴۰ کی دہائی میں ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا، اگر چہ اُن کا کسی سیاسی تحریک سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن اُن کی نوکری ہندو مسلم رنجشوں کی نظر ہوگی اور اُنہیں اپنی نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے۔ وہ گوالیار چھوڑ کر بھوپال چلے گئے لیکن بات نہ بنی۔ ۵۰ء میں وہ بمبئی گئے جہاں ساحر لدھیانوی اور شاہد لطیف سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ ابتدا میں تو اُنہیں فلمی دُنیا میں گیت نگاری اور کہانی لکھنے میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی، مگر یہاں اُن کی ترقی پسند لکھنے والوں سے میل ملاقات بڑھتی رہی۔ معاشی حالات اچھے نہ تھے بدقسمتی سے اِنہی حالات میں اُن کی بیگم صفیہ اختر کا ۱۹۵۳ میں انتقال ہوگیا۔

جاں نثار اختر کو ۱۹۵۵ء میں فلم ''یاسمین'' میں گیت لکھنے کا موقع ملا۔ یوں تو اِس فلم میں لکھے اُن کے تمام گیت خوبصورت تھے لیکن ایک گیت نے مقبولیت کے ریکارڈ توڑ ڈالے، گیت تھا۔ ''بے چین نظر بے تاب جگر، یہ دل ہے کسی کا دیوانہ''۔ سی رام چندر کی موسیقی سے سجے اِس گیت کو طلعت محمود نے گایا تھا۔ یہ ساحر، شکیل بدایونی، مجروح سلطان پوری، شیلندر اور راجندر کرشن کا دور تھا، اِن بڑے ناموں کے ہوتے ہوئے جاں نثار اختر فلمی گیت نگاری میں اپنا نام بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ بدقسمتی سے فلمی دُنیا میں زیادہ تر عشقیہ موضوعات اور لب و رخسار جیسے گھسے پٹے موضاعات کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی اور جاں نثار اختر ترقی پسند شاعر تھے اس لئے اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرنے والے اس شاعر کو آگے بڑھنے کے مواقع کم ہی ملے۔ روایتی گیت وہ لکھتے نہیں تھے

جب کہ معاشرتی تلخیوں پر گیت کاری کے لئے ساحر لدھیانوی ہی موسیقاروں کی اولین ترجیح ہوا کرتے تھے۔ پھر بھی جاں نثار اختر اپنی طرز کے گیت لکھتے رہے، اُن کی موسیقار مدن موہن اور گلوکار محمد رفیع سے گہری دوستی تھی جس کی بنا پر اُنہوں نے مدن موہن کے لئے بہت بڑی تعداد میں خوبصورت اور دلکش گیت لکھے۔

''اِن شاندار گیتوں سے مزین جو فلمیں منظر عام پر آئیں اُن میں (یاسمین)، (سی آئی ڈی)، (رستم وسہراب)، (شنکر حسین) اور (رضیہ سلطانہ) جیسی یادگار اور نغمہ بار فلمیں شامل ہیں۔۱۹۶۷ میں جاں نثار اختر پروڈکشن کی طرف آئے اور اُنہوں نے (بہو بیگم) کے نام سے فلم پروڈیوس کی''۔(۳۹)

اس فلم کی کاسٹ میں مینا کماری، اشوک کمار، اور پردیپ شامل تھے، جب کہ ڈائریکشن کے لئے اُنہوں نے ایم صادق کا انتخاب کیا۔ایم صادق اِس سے پہلے گرودت کی فلم ''چودھویں کا چاند'' کے کامیاب ڈائریکشن دے چکے تھے۔ موسیقی ترتیب دینے کے لئے اُنہوں نے روشن کا انتخاب کیا۔لیکن فلم کے گیت اُنہوں نے خود نہیں لکھے بلکہ اِس کے لیے اُنہوں نے اپنے دو نغمہ نگار دوستوں ساحر، اور مجروح سلطان پوری کو چنا۔اِس فلم کے تمام گیت ہی بہت مقبول ہوئے خاص طور پر ''ہم انتظار کریں گے تیرا قیامت تک'' اور دوسرے گیت ''دُنیا کرے سوال''۔'' لوگ کہتے ہیں''۔''واقف ہوں خوب عشق کے''۔ یہ گیت پاک وہند کے گلی کوچوں میں خوب سنے گئے۔

جاں نثار اختر کا فلمسازی کا یہ پہلا اور آخری تجربہ کامیاب رہا، اِس کے بعد اُنہوں نے کبھی کوئی فلم نہیں بنائی۔فلم کے حوالے سے جاں نثار اختر نے اگر چہ بہت تھوڑا لکھا، لیکن جتنا بھی لکھا وہ بہت معیاری اور کامیاب رہا، خاص طور پر فلم ''رضیہ سلطانہ'' کے گیت تو ناقابل فراموش ہیں۔جس کا ایک گیت لتا منگیشکر کی آواز میں لافانی گیت ثابت ہوا، گیت تھا ''اے دل ناداں، آرزو کیا ہے، جستجو کیا ہے''۔فلم ''نوری'' کے گیت لکھنے پر اُنہیں فلم فیئر ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ ۱۸، اگست ۱۹۷۶ کو جاں نثا اختر کا انتقال ہوگیا۔

جاں نثار اختر کے چند منتخب گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مجھ پہ الزام بے وفائی ہے، اے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا منگیشکر
بے چین نظر بے تاب جگر یہ دل	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	طلعت محمود
آجا میرے ساقی جام بھر بھر کے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا

منگیشکر، کورس

تم اپنی یاد بھی دل سے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا، طلعت محمود
آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ ہو	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	جانثار اختر	او پی نیئر	گیتا دت۔ رفیع
اپنا تو زمانے میں بس اتنا فسانہ	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیئر	کشور کمار
میری نیندوں میں تم میرے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیئر	کشور کمار۔ شمشاد
چنا چور گرم بابو میں لایا مزیدار	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیئر	شمشاد بیگم، کشور کمار
دُنیا کے بازار میں بھیا	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیئر	محمد رفیع، کشور کمار
میں تمہی سے پوچھتی ہوں مجھے تم	۱۹۵۹	بلیک کیٹ	جاں نثار اختر	این دتا	رفیع، لتا منگیشکر
غم کی اندھیری رات میں	۱۹۶۶	سوشیلہ	جاں نثار اختر	سی ارجن	طلعت عزیز
یہ دل اور ان کی نگاہوں کے سائے	۱۹۷۳	پریم پربت	جان نثار اختر	جے دیو	لتا منگیشکر
آپ یوں فاصلوں سے گزرتے	۱۹۷۵	شنکر حسین	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
اپنے آپ راتوں میں پائلیں کھنکتی	۱۹۷۵	شنکر حسین	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
آجا رے آجا رے میرے پردیسی	۱۹۷۹	نوری	جان نثار اختر	خیام	لتا، نیتن مکیش
چوری چوری کوئی آئے	۱۹۷۹	نوری	جان نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
اے دل ناداں، آرزو کیا ہے جستجو	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
اے خدا شکر تیرا کہ میرا یار چلا	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر

(XIV) انجان:

لعل جی پنڈت جو بعد میں ''انجان'' کے نام سے معروف نغمہ نگار ہوئے ہندی ادب کے معروف شاعر تھے۔ وہ ہندی شعر و ادب کی محفلوں میں باقاعدگی سے شرکت کیا کرتے تھے۔ انجان کو فلمی گیت نگاری میں پہلی کامیابی اُس وقت ملی جب انہوں نے ۱۹۵۳ میں فلم ''پریم ناتھ'' کے لئے یہ دو گیت لکھے ''لہر یہ ڈولے کوئل بولے'' اور ''شہید وامر ہے تمہاری کہانی''۔ اُن کا ابتدائی اور یادگار کام فلم ''لمبے ہاتھ'' کا گیت تھا ''مت پوچھ میرا ہے کون وطن''۔ اس کی موسیقی ''جی اے کھولی'' نے دی تھی۔ اِس کے ساتھ ساتھ انجان نے بہت سی نامقبول اور غیر اہم فلموں کے لئے بھی کام کیا لیکن فلموں کے حوالے سے انجان کے لکھے گیت جن سے اُنہیں

شہرت ملنا شروع ہوئی اور فلمی صنعت نے اُن کی جانب توجہ مبذول کی وہ راج کمار کی فلم ''گئو دان'' تھی جو پریم چند کے ناول ماخوذ تھی۔ اِس کی موسیقی پنڈت روی شنکر نے دی تھی۔ اِس فلم کی بدولت انجان کو ساٹھ کی دھائی کے وسط میں چند اچھی فلموں کے لئے کام کرنے کا موقع ملا۔ جس میں گرودت کی فلم ''بہاریں پھر بھی آئیں گی''، اور جی پی سپای کی ''بندھن'' شامل ہیں۔ اِن فلموں نے انجان کو کمرشل نغمہ نگار بنانے میں بہت اہم کردار ادا کیا جیسے ''بنا بدرا کے بجریا کیسے برسے''۔ اُن کے بارے میں ناقدین کا کہنا ہے کہ انجان نے اپنے ساتھی نغمہ نگار ''اندیور'' اور موسیقار کلانت جی آنند جی کے کام کی نقالی بھی کی۔

اِن بہت سے سالوں میں کیئے گئے کام نے انجان کو بھارتی فلمی نغمہ نگاروں میں ایک بڑا اور اہم نام بنا دیا۔ اگرچہ اُنہوں نے اپنی فلمی شاعری میں کمرشل ازم کا بہت سا رنگ شامل کرلیا، اور اس آمیزش سے اُن کی فلمی شاعری کسی حد تک مسخ بھی ہوئی، لیکن وہ آہستہ آہستہ فلمسازوں کی ضرورت بنتے گئے۔ انجان کی بہترین فلموں میں دو فلمیں ۱۹۷۶ کی (دو انجان) اور ابتدا میں بنی فلم (لک چھپ لک چھپ جاؤ) شامل ہیں۔

انجان نے کچھ دوسرے موسیقاروں کے ساتھ بھی مل کر کام کیا جن میں راجیش روشن کے ساتھ (دو اور دو پانچ) اور (یارانہ) شامل ہیں۔ موسیقار بپی لہری کے ساتھ فلم (نمک حلال) اور (شرابی) میں کام کیا۔ مقبول فلم (ڈان) انجان کے کیریئر کی بہترین فلم ثابت ہوئی اُن کا لکھا اور عوام الناس میں بہت مقبول ہونے والا گیت ''اوکھائی کے پان بنارس والا'' تو سُپر ہٹ گیت تھا، جسے لوگ اب بھی شوق سے سنتے ہیں۔ کشور کمار نے اس گیت میں اپنی شوخ اور شرارتی آواز کا خوب جادو جگایا ہے۔ انجان کا ہی لکھا اس فلم کا ایک اور گیت بہت مقبول ہوا گیت تھا ''ای ہے بمبئی نگریا''۔ اس کے علاوہ ایک گیت ''جس کا مجھے تھا انتظار'' بھی (ڈان) کے مقبول گیت ثابت ہوئے۔ انجان نے موسیقار آر ڈی برمن کے ساتھ فلم ''مہان'' میں بھی کام کیا۔

بعد میں انجان نے پرکاش مہرا کے ساتھ فلمی گیتوں پر جم کر کام کیا جس سے بہت سے یادگار گیت تخلیق ہوئے، ان میں سے کچھ فلمیں تھیں (زندگی ایک جوا)۔ (دلال) اور چند دوسری فلمیں جن میں (جوالا مکھی)۔ (گھنگھرو)۔ (محبت کے دشمن)۔ (مقدر کا فیصلہ)۔ (ایمان دار)۔ (چمبیلی کی شادی) اور (ہمالے سے اُونچا) شامل ہیں۔

۸۰ کی دہائی میں متھن چکروتی کی فلموں کے لئے لکھنے کے علاوہ انجان نے کمرشل فلموں کے لئے بھی گیت تحریر کیے گئے۔ جیسے (ڈسکو ڈانسر)، (ڈانس ہی ڈانس) اِن موسیقاروں میں بپی لہری۔ شیبو مترا، اور بی سبھاش شامل ہیں۔ لیکن کچھ دوسرے موسیقاروں کے ساتھ انجان کی ذہنی اور شاعرانہ سطح مختلف تھی جیسے آر ڈی

برمن کی ساتھ فلم (زمیں آسمان) کا یہ گیت ''یہ فاصلے یہ دُوریاں''، اور (بدلتے رشتے) کا گیت ''میری سانسوں کو جومہکا رہی ہے، فلم (سنجوگ) کا گیت ''یادوں کا نند لالہ'' ۔ یہ تمام فلمیں لکشمی کانت پیارے لال کے ساتھ کیا گیا کام تھا۔ انجان ہی کی بدولت موسیقار انو ملک کو فلموں میں بریک تھرو ملا۔ فلم تھی ''اک جان ہیں ہم''۔

۱۹۹۰ میں انجان کی صحت گرنے لگی ۔ پھر بھی اُنہوں نے چند بہت ہی سپر ہٹ فلموں کے لئے گیت دیئے ۔(زندگی اِک جوا)۔(دلال) اور ۱۹۹۰ کی چارٹ باسٹر فلم (گوری ہیں کلائیاں) اور فلم (آج کا ارجن) شامل ہیں ۔انجان کا آخری مقبول گیت فلم ''شعلہ اور شبنم'' ۱۹۹۲ میں شامل ہے۔۹۰ کی دہائی میں انجان کی مشہور فلموں میں شونو دیوا۔ انسانیت ۔ پولیس اور مجرم، فرسٹ لولیٹر ۔ آندھیاں ۔ اور بول بنے انگارے اور دوسری شامل ہیں۔

۶۰ کی دہائی میں انجان نے چند غیر فلمی گیتوں کی البم پر کام کیا تھا جو شیام ساگر نے کمپوز کئے اور جسے محمد رفیع، مناڈے، اور سمن کلیان پور نے گایا تھا۔ اِس میں رفیع کا گایا گیت ''مَیں کب گاتا'' ہٹ گیت تھا۔ انجان اپنے فلمی کیئریر کے قریباً ۲۰ سالوں میں ہمیشہ بھارتی فلموں کے کامیاب نغمہ نگار رہے ۔لیکن اُن کی شاعری میں بھوج پوری زبان کا لہجہ رنگ جھلکتا ہے اور اُتر پردیش کی فلسفیانہ انداز نظر آیا ہے ۔ اِس رنگِ تحریر کی جھلک اُن کے گیت ''کھائی کے پان بنارس والا'' اور ''بنا بدریا کیت بجریہ'' اور کچھ دوسرے گیتوں میں دیکھی جاسکتی ہے جس میں اِس کا ہنر دکھائی دیتا ہے۔''اُن کی وفات ۳۱ ستمبر ۱۹۹۷ کو ہوئی۔ انجان کی نظموں کی ایک ہی کتاب سامنے آئی نام تھا ''گنگا تھٹ کا بنجارہ'' اِس کا افتتاح اداکار امیتابھ بچن کے ہاتھوں ہوئی، انجان کے کچھ یادگار گیت یہ ہیں۔

انجان کے چند گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آپ کے حسین رُخ پہ آج نیا	۱۹۶۶	بہاریں پھر بھی آئیں گی	انجان	او پی نیئر	محمد رفیع
دشمن نہ کرئے دوست نے وہ کام	۱۹۷۶	ہیرا پھیری	انجان	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
میری سانسوں کو جومہکا رہی ہے	۱۹۷۸	بدلتے رشتے	انجان	لکشمی کانت پیارے لال	مہندر کپور۔لتا
دل تو ہے دل، دل کا اعتبار کیا	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
روتے ہوئے آتے ہیں سب ہنستا	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
سلام عشق میری جاں ذرا قبول	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا۔کشور

کھائی کے پان بنارس والا	۱۹۷۸	ڈان	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
آپ کی عنایت آپ کے کرم	۱۹۷۸	چالباز	انجان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جایئے ہم سے خفا ہو جایئے	۱۹۷۸	چالباز	انجان	مدن موہن	لتا منگیشکر
پگ گھنگرو میرا ناچی تھی او ہم ناچے	۱۹۸۲	نمک حلال	انجان	بپی لہری	کشور کمار
جدھر دیکھوں تیری تصویر نظر آتی	۱۹۸۳	مہان	انجان	آر ڈی برمن	کشور کمار
منزلیں اپنی جگہ ہیں راستے اپنی	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار
انتہا ہو گئی انتظار کی، آئی نہ کچھ خبر	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار۔ آشا
مجھے نولکھا منگا دے رے او سنیا	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	آشا بھونسلے
اجنبی ہیں لوگ یہاں پر اجنبی زمانہ	۱۹۸۶	بیگانہ	انجان	انو ملک	کشور کمار
یسودہ کا نند لالہ، برج کا اُجالا	۱۹۸۶	سجنوگ	انجان	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
گوری ہیں کلائیاں پہنا دے مجھے	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	لتا۔ شبیر کمار
بہنا او بہنا، میرا ہی نہیں یہ سب کا	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	شبیر کمار
نہ جا رے نہ جا رے یوں مجھے چھوڑ	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	لتا منگیشکر

(XIV) بھارت ویاس:

بھارت ویاس بھارتی فلموں کے اہم نغمہ نگاروں میں سے ایک ہیں۔ وہ ۱۸، دسمبر ۱۹۱۸ کو (چھورو) بیکانیر، راجستھان میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے کالج کی تعلیم کلکتہ میں حاصل کی اور ''بی کام'' کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہ بمبئی آ گئے جہاں اُنہوں نے مصنف کی حیثیت سے فلم پرڈیوسر، ڈائریکٹر، وی ایم ویاس کے ساتھ کام شروع کیا۔ ابتدا سے ہی اُن کی خواہش تھی کہ وہ فلم ڈائریکٹر بنیں لیکن کچھ مخصوص حالات کی بنا پر اُن کا تخلیقی جوہر فلمی گیت نگاری کی طرف مڑتا چلا گیا۔ بعدازاں اُنہوں نے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کچھ ہندی فلمیں بنائیں، جن میں چند راجستھانی فلمیں بھی شامل ہیں۔

نغمہ نگاری کی حیثیت سے بھارت ویاس کی پہلی فلم (دہائی) تھی جو ۱۹۴۳ میں بنی۔ جس کے تمام گانے اُنہوں نے ہی لکھے تھے۔ فلم کے مرکزی کردار تھے، رفیق غزنوی، پنا لعل گوش اور شانیت کمار۔ گلوکاروں میں شانتا اپتے اور نور جہاں شامل تھیں۔ پانچ گانے شانتا اپتے نے گائے جن میں دو دو گانے رفیق غزنوی کے ساتھ تھے۔ نور جہاں کے دو گیت ریلیز نہیں ہوئے جو اُنہوں نے گائے ضرور تھے، اب معلوم نہیں کہ وہ پرنٹ

موجود بھی ہے یا نہیں۔ فلم ''دہائی'' کی کامیابی کے بعد بھارت ویاس نے ۱۹۴۰ کی اُردو ہندی فلم کی بڑی شخصیت ڈبلیو زیڈ احمد کو اس بہترین کام کی بدولت اپنی جانب متوجہ کرلیا۔ ویپ لیرکسٹ میں لکھا ہے:

''ڈبلیو زیڈ احمد جو کہ پرڈیوسر ڈائریکٹر تھے اور پونا میں شالیمار پکچرز کے مالک تھے، اُنہوں نے اعلیٰ پائے کے رائٹر اور گیت نگاروں کو شالیمار کے لئے بڑے معاوضہ دے کر اکھٹا کیا جن میں جوش ملیح آبادی، کرشن چندر، راما نند ساگر، اختر الایمان اور ساگر نظامی جیسی نابغہ روزگار ہستیاں شامل ہیں۔ ڈبلیو زیڈ احمد نے بھارت ویاس کو بھی پونا آنے اور اُن کے گروپ میں شامل ہونے کی پیش کش کی۔ اُنکا معاوضہ اتنا دلکش تھا کہ بھارت ویاس انکار نہیں کر سکے''۔ (۴۰)

شالیمار کے لئے آغاز میں بھارت ویاس نے فلم ''پریم سنگیت'' کے لئے بارہ گیت لکھے۔ بھارت ویاس نے اِس فلم کے لئے ایک سولو گیت بھی گایا۔ گیت تھا ''غصب کر کے ہم سے پوچھتے ہو درد ہوتا ہے''۔ بھارت ویاس کی ۱۹۴۴ کی ایک بڑی کامیاب میوزیکل فلم ''من کی جیت'' تھی۔ جس میں بھارت ویاس نے دو گیت لکھے، جب کہ باقی کے تمام گانے جوش ملیح آبادی نے لکھے۔ اِس میں بھارت ویاس نے شانتا اپتے کے ساتھ ایک ڈیوڈ (دوگانا) بھی گایا۔ گیت تھا ''چھپ چھپ کرمت دیکھو جی''۔ یہ اِس فلم کے دو میگا ہٹ گانوں میں سے ایک تھا۔ دوسرا گیت جو بھارت ویاس نے ہی لکھا تھا، تارا بائی نے گایا تھا، گیت تھا ''اے چاند نہ اِترانا، آتے ہیں میرے ساجن''۔ ایک گیت جسے جوش ملیح آبادی نے لکھا تھا اور جو اِسی فلم کا بہت مقبول گیت ثابت ہوا، وہ گیت تھا۔ ''نگری میری کب تک یوں برباد رہے گی''۔

بھارت ویاس کی اگلی فلم ''۱۹۴۶'' میں فلم کمپنی شالیمار ہی کی تھی، فلم کا نام تھا ''پرتھوی راج سمیو کتا''۔ اس کے ستارے نیناں اور پرتھوی راج کپور تھے۔ اس سے اگلی فلم جو شالیمار کی آخری فلم تھی نام تھا ''میرا بائی''۔ اِس فلم کے ہیروئن تھی نیناں، موسیقار تھے، ایس کے پال، ڈائیریکٹر تھے، ڈبلیو زیڈ احمد، اور گلوکارہ تھی تارا بائی، جس نے اس فلم کے تمام (۱۳) گیت گائے تھے۔

تقسیم کے بعد ڈبلیو زیڈ احمد پاکستان آ گئے، اور شالیمار پکچرز کا اختیام ہو گیا۔ بھارت ویاس نے اِس کے بعد اپنا کچھ وقت مدراس میں گزارا۔ بعد میں اُنہوں نے ایس ایس ویاس کی ڈائریکشن میں بننے والی ۱۹۴۸ کی ہندی ورژن فلم ''چندرلیکھا'' کے لئے کام کیا۔ اُنہوں نے شاعر پنڈت اندرا کے ساتھ مل کے گیت لکھے جو اِس فلم کے مرکزی شاعر تھے۔

''چندر لیکھا'' کے بعد بھارت ویاس بمبئ واپس چلے گئے جہاں اُنہوں اپنی خواہش کے مطابق فلم کی ڈائریکشن دی۔ فلم تھی ''رنگیلا راجستھان''۔ اِس میں ایک نوجوان اداکار ''بھارت بھوشان'' تھا۔ اِس فلم میں بھارت ویاس نے تین گیت بھی کمپوز کیئے۔ اِس کے علاوہ بھارت ویاس کی بہت سی ابتدائی کمپوزیشن مختلف وجوہات کی بنا پر روک دی گئیں۔ مرکزی میوزک ڈائیریکٹر تھے ایس کے پال اور بی ایس کالا۔ (کالا نے بعد میں لتا منگیشکر کے لئے دو فلموں ''سنسار'' اور ''بہت دن ہوئے'' کے لئے یادگار سولو گیت کپوز کئے) بھارت ویاس کی مرکزی گلوکارہ تارا بائی تھی جو نیناں کے پاکستان چلے جانے کے باعث پلے بیک سنگر کی حیثیت سے اپنا نام بنانے کی جستجو کر رہی تھی، یہ خاتون بعد میں ستارا آف کانپور کے نام سے مقبول ہوئی۔

۱۹۴۹ میں بھارت ویاس مکمل طور پر گیت نگار کی حیثیت سے اپنی جگہ بنانے لگے تھے اور اُن کا گیت نگاری کا سفر بغیر کسی عدم تسلسل کے دو دہائیوں تک جاری رہا۔ اُن کا کام موسیقار کھیم چند پرکاش کے ساتھ انتہائی قریبی رہا جس میں آخری سالوں میں فلم ضدی، ساون آیا رے، بجلی، تماشا، مقدر، اور شری گنیش جنما اور بہت سے دوسری فلموں کے گیت مختلف موسیقاروں کے ساتھ کھیم چند پرکاش کی وفات کے بعد بنائے گئے، مثال کے طور پر اِس آخری فلم میں اُن کے میوزک ڈائریکٹر مناڈے تھے۔

۵۰ کی دہائی بھارت ویاس کی تخلیقی اپچ اور پیشہ وارانہ مہارت کے حوالے سے قابل اطمینان برس مانے جاسکتے ہیں۔ اُنہوں نے اِن برسوں میں فلموں کے لئے مختلف رینج کے گیت لکھے، جس میں سماجی، مقصدی اور نظریاتی گیت شامل ہیں۔ اُن کے ہاں تاریخی اور مذہبی گیت بھی موجود ہیں، اِس کے ساتھ بھارت ویاس نے مختلف میوزک ڈائیریکٹروں کے ساتھ کام کیا جن میں بمل رائے، وی شنتا رام اور وسنت بھٹ کے نام شامل ہیں۔ لیرکسٹ میں لکھا ہے۔

> ''بھارت ویاس کی بڑی اور اہم فلمیں اسی دور میں سامنے آئیں، جن میں ''آنکھیں، ہمارا گھر، راج مکت، مقدر، جنما شٹامی، نخرے، بھولا شنکر، تماشا، پریتا، جگادرو شنکر اچاریہ، اندھیر نگری چوپٹ راجہ، اُونچی حویلی، طوفان اور دیا، جنم جنم کے پھیرے، دو آنکھیں بڑا ہاتھ، فیشن، کوی کالی داس، سوونرا سندری، ماسی نورنگ، رانی رُوپ متی، انگولی مال، چندر مکھی، اور گونج اٹھی شہنائی، وغیرہ''۔(۴۱)

اگر چہ ان کی بہت سی سماجی نوعیت کی فلموں نے کامیابی حاصل کی، لیکن ''گونج اٹھی شہنائی'' ایک ایسی فلم تھی جسے اُس کے گیتوں اور میوزک کی بنا پر کامیابی ملی۔ بھارت ویاس ۱۹۶۰ کی دہائی میں تاریخی اور نظریاتی

گیت کاروں میں ممتاز حیثیت کے حامل شاعر تھے۔ اُن کی نغمہ نگاری کا یہ سفر ۱۹۷۰اور ۱۹۸۰ میں بھی جاری رہا، لیکن اُن کی اِس دور کی زیادہ تر فلمیں باکس آفس پر کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ اُنہوں نے ۵ جولائی ۱۹۸۲ میں بمبئ ہاسپٹل میں وفات پائی۔ اپنی وفات کے دنوں میں وہ شیام ساگر کی موسیقی میں رمایانہ پراجیکٹ کو شاعرانہ انداز میں پیش کرنے کے لئے مختلف انداز میں کام کر رہے تھے۔ اِس کے علاوہ وہ راجستھانی فلموں کی ڈائریکشن میں بھی مصروف تھے۔ بھارت ویاس کے لکھے کچھ معروف گیت درج ذیل ہیں۔

بھارت ویاس کے کچھ یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
چندر ما جا اُن سے کہہ دے	۱۹۶۵	بھارت ملاپ	بھارت ویاس		لتا۔ مینا کپور
ذرا سامنے تو آو چھلیئے	۱۹۵۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این تاپاٹھی	رفیع۔لتا
جنم جنم کے پھیرے سانجھ سویرے	۱۹۵۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این تاپاٹھی	محمد رفیع
مدھ بھری ہیں پیار کی پلکیں	۱۹۵۷	فیشن	بھارت ویاس	ہیمنت کمار	لتا۔ گیتا دت
آدھا ہے چندرما، رات آدھی	۱۹۵۸	نورنگ	بھارت ویاس	نامعلوم	مہندر کپور۔ آشا
جیون میں پیا تیرا ساتھ رہے	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا۔رفیع
ترے سُر اور میرے گیت	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا منگیشکر
دل کا کھلونا ہائے ٹوٹ گیا	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا منگیشکر
کہہ دو کوئی نہ کرے یہاں پیار	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	محمد رفیع
آج کی رات چاندنی انگ میں	۱۹۵۹	کوی کالی داس	بھارت ویاس	ایس این ترپاٹھی	اُشا۔ سبیتا بنرجی

(XV) گلزار:

گلزار ۱۸، اگست ۱۹۳۶ کو جہلم کے مضافاتی گاؤں دینہ میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے بچپن میں ہی انتاکشری میں شمولیت اختیار کرلی۔ وہ سکول کی تعلیم کے دنوں سے ہی ادب اور شاعری میں دلچسپی لینے لگے تھے، اور ابتداء ہی سے ہندوستانی موسیقی میں دلچسپی رکھتے تھے۔ خاص طور پر تار والے سازوں میں اُنہیں بہت دلچسپی تھی، تار کا ساز ہمسائے میں رہائش پذیر ایک فن کار گھرانے کے ہاں روزانہ کے ریاض میں شامل تھا۔ کالج کے دنوں میں وہ موسیقی میں گہری شد بد حاصل کر چکے تھے اور باقاعدگی سے روی شنکر اور علی اکبر خان جیسے فن کاروں کی محفل میں شریک ہوا کرتے تھے۔

گلزار اور اُن کے خاندان نے ملک کی تقسیم کے وقت بہت مشکلات دیکھیں اور تکلیفیں جھیلیں۔ اُن کا خاندان ہندوستانی پنجاب امرتسر منتقل ہو گیا، لیکن گلزار کا خواب تھا کہ وہ نمایاں ہوں اور زندگی میں مقام و مرتبہ حاصل کریں، چنانچہ وہ بمبئی آ گئے اور یہیں رہنے اور کمانے لگے۔ وہ گیراج میکنک کے طور پر کام کر کے یومیہ اُجرت کمانے لگے تھے، اور فارغ اوقات میں شعر و ادب میں وقت گزارتے تھے۔ کوئی بھی ہو پہلی بار بمبئی میں وارد ہونے والے انسان کو بالی وڈ کی فلم انڈسٹری کا کھٹمل ضرور کاٹتا ہے اور اُس کا یہی خواب ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی طرح فلمی دُنیا میں پہنچ جائے۔ ابتداء میں گلزار نے بمل رائے، ہری شیکیش مکھرجی، اور ہمنت کمار جیسے فن کاروں کے ساتھ کام کیا اور بہت محنت سے اُن کے اسٹنٹ کے طور پر کام کیا۔ اُنہوں نے اپنا پہلا گانا بمل رائے کی فلم ''بندنی'' کے لئے لکھا، ''مورا گوار بدن لئی لے''۔ بمل رائے ہمیشہ نئے ٹیلنٹ کو موقع اور اہمیت دینے میں دریغ نہیں کرتے تھے۔ جلد ہی گلزار ''بمل دھا'' کے کل وقتی اسٹنٹ ہو گئے اور پھر جلدی ہی وہ کچھ فلمی ڈائیریکٹروں کے لئے جیسے ہری شیکیش اور است سین کے لئے کہانیاں لکھنے لگے۔ ہریش دھا کے لئے لکھی گلزار کی یادگار فلمیں جنہوں نے بڑی کامیابی حاصل کی، اُن میں فلم (آنند۔۱۹۷۰)، (گڈی۔۱۹۷۱)، (باورچی۔۱۹۷۲) اور (نمک حرام۔۱۹۷۳) شامل ہیں۔ جبکہ ڈائریکٹر است سین کے لئے لکھی گئی فلموں میں (دو دونی چار۔۱۹۶۸)، (خاموشی۔۱۹۶۹) اور (سفر۔۱۹۷۰) شامل ہیں۔

> ''۱۹۷۱ میں گلزار اپنی بنائی فلم (میرے اپنے) کے فلم ساز بن کر سامنے آئے۔ اِس سے اگلے ہی سال یعنی (۱۹۷۲) میں اُنہوں نے (پریچے) جیسی خوبصورت فلم بنائی۔ اِسی سال اُن کی ایک اور یادگار فلم (خاموشی) منظر عام پہ آئی جس میں ایک بہرا اور گونگا جوڑا فلمی کہانی کا مرکزی تھیم ہے، اس کردار کو سنجیو کمار اور جیا بہادری نے بہت خوبی سے نبھایا۔ اِس کے فوراً بعد گلزار اور سنجیو کمار کی فلم بنانے کی ساجھے داری بن گئی جس کے نتیجے میں (آندھی۔۱۹۷۵) (موسم۔۱۹۷۵)، (انگور۔۱۹۸۱)، (نمکین۔۱۹۸۵) جیسی عمدہ یادگار فلمیں تخلیق ہوئیں، جن میں سنجیو کمار نے اپنی یادگار اداکاری کے جوہر دکھائے''۔ (۴۲)

گلزار کی حساس فلموں کے دوسرے اداکاروں میں جتندر نے (پریچے۔۱۹۷۵) اور (خوشبو۔۱۹۷۵)، (کنارا۔۱۹۷۷)، میں کام کیا۔ جب کہ فلم (اچانک۔۱۹۷۳)، (لیکن۔۱۹۹۰) میں کام کیا۔ اداکارہ ہما مالنی نے (خوشبو)، (کنارا)، اور (میرا)، ۱۹۷۹، میں کام کیا۔ گلزار نے اِن اداکاروں کو فلموں میں پروقار اہمیت

دلائی، جو اِن تمام اداکاروں کے کیئریر کی بہترین فلمیں ثابت ہوئیں۔

گلزار کی ٹیلی ویژن سریل ''غالب'' اُن کے مصنف اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے عمدہ ترین اور ہمیشہ یاد رہ جانے والا کام ہے۔ وہ اِس سیریل کے بجٹ کو پورا کرنے کی تگ و دو میں اپنے معاوضے سے بھی سبکدوش ہو گئے۔ ۱۹۷۱ سے ۱۹۸۶ تک کا دور گلزار کا بہت زرخیز اور ثمر دار رہا۔ ۱۹۸۰ میں گلزار نے قدرے کم کام کیا اور دھیرے دھیرے منظر سے غائب ہوتے چلے گئے۔ تاہم ۱۹۹۶ میں ''ماچس'' کی کامیابی کی بعد وہ ایک بار پھر بھرپور انداز سے سامنے آئے۔ اِس کے بعد اُنہوں نے نئی نسل کے لئے ٹی وی سریل پر کام کیا۔

گلزار نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت عمدہ تخلیقی سرگرمیوں میں صرف کیا۔ اُنہوں نے اپنی فلموں کے علاوہ بھی بہت سے فلمی پراجیکٹ میں مکالمہ نویسی، سکرپٹ رائٹنگ اور گیت نگاری کی۔ اُنہوں نے بہت سے نیشنل ایوارڈ حاصل کئے۔ بہترین سکرین پلے فلم ''کوشیش'' پر حاصل کیا۔ بہترین ڈائریکٹر فلم ''موسم'' اور بہترین نغمہ نگار کا ایوارڈ فلم ''اجازت'' کے لئے حاصل کیا۔ اُنہوں نے کئی بار فلم فیر ایوارڈ حاصل کیا۔ گلزار ادبی شاعری کی متعدد مجموعہ کے مصنف ہیں، اور اُردو نظم میں اپنا ایک خاص انداز اور لہجہ رکھتے ہیں، وہ ایک عمدہ افسانہ نگار بھی ہیں اور اُن کے افسانوں کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے، اس کے علاوہ وہ بچوں کی درجنوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۹۸۹ میں وہ بچوں کے لئے لکھی کتاب ''ایکتا'' (NCERT) نیشنل فار ایجوکیشن ریسرچ انڈ ٹیننگ ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔

گلزار کے کچھ منتخب فلمی گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
وہ شام کچھ عجیب تھی یہ شام بھی	۱۹۷۰	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	کشور کمار
ہم نے دیکھی ہے اُن آنکھوں کی	۱۹۷۰	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
جب بھی یہ دل اداس ہوتا ہے	۱۹۷۱	سیما	گلزار	شنکر جے کشن	رفیع، شاردا
بیتے نہ بیتائے رینا، برہا کی	۱۹۷۲	پریچے	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر، بھوپندر
دو نینوں میں آنسو بھرے ہیں	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
او مانجھی رے اپنا کنارا، ندیا کی	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
تیرے بنا زندگی سے کوئی شکوہ تو	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
تم آ گئے ہو نور آ گیا ہے	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔ کشور

اس موڑ سے جاتے ہیں کچھ سست	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
دو دیوانے شہر میں رات میں اور	۱۹۷۷	گھروندا	گلزار	جے دیو	رونا لیلہ، بھوپندر
آپ کی آنکھوں میں کچھ مہکے	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
آج کل پاؤں زمیں پر نہیں	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
آنے والا پل جانے والا ہے	۱۹۷۹	گول مال	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
ہزار راہیں مڑ کے دیکھیں	۱۹۸۰	تھوڑی سی بے وفائی	گلزار	خیام	کشور، لتا منگیشکر
آنکھوں میں ہم نے آپ کے	۱۹۸۰	تھوڑی سی بے وفائی	گلزار	خیام	کشور، لتا، کورس
تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران	۱۹۸۳	معصوم	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
دو نیناں اِک کہانی، تھوڑا سا بادل	۱۹۸۳	معصوم	گلزار	آر ڈی برمن	آرتی مکھرجی
میرا کچھ سامان تمہارے پاس	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
خالی ہاتھ شام آئی ہے خالی ہاتھ	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
او یارا سلی سلی، برہا کی رات کا جلنا	۱۹۹۱	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
جھوٹی موٹی متوا آون بولے	۱۹۹۳	رودھالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	لتا منگیشکر
چھوڑ آئے ہم وہ گلیاں جہاں	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	ہری ہرن، سوریش، کے کے
چل چھیاں چھیاں چھیاں	۱۹۹۸	دل سے	گلزار	اے آر رحمان	سکھ ویندر، سپنا اواستی
کجرارے تیرے کارے	۲۰۰۵	بنٹی اور ببلی	گلزار	شنکر احسان لوئے	علی شاہ، شنکر مہادیو
جب سے تیرے نیناں میرے	۲۰۰۷	ساوریا	سمیر	مونٹی شرما	شان
دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور	۲۰۰۷	جھوم برابر جھوم	گلزار	شنکر مہادیو، احسان	راحت فتح علی، مہالکشمی

(XVI) اندیور:

''زندگی کا سفر ہے یہ کیسا سفر، کوئی سمجھا نہیں کوئی جانا نہیں'' یہ شہکار گیت اندیور کے قلم سے نکلا ہے جسے اداکار راجیش کھنہ اور شرمیلا ٹیگور پر فلمایا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے اندیور کو ایسے مواقع کم ہی ملے جس میں وہ اپنی شاعرانہ عظمت کو اسی خوبصورتی ہنرمندی کے ساتھ پیش کر سکتے۔ اندیور کا دور چار دہائیوں پر محیط ہے جس میں اُنھوں نے بہت سے شاہکار گیت لکھے لیکن وہ بھارتی فلموں کے ایک ایسے گیت نگار ہیں جو فلمی دُنیا میں جمے رہنے اور اپنی بقا کی جدوجہد کے لئے ہر طرح کے گیت لکھنے پر رضامند ہو جایا کرتے ہیں۔

گیت نگار اندیور، جھانسی، مدھیہ پردیش میں پیدا ہوئے، اُن اصل نام شیامالال بھورائی تھا۔ اندیور کی فلموں میں گیت لکھنے کی دیرینہ خواہش تھی جس کے لئے وہ بمبئ آئے۔ بمبئ یقینی طور پر ایک نغمہ نگار کے خوابوں کی آماجگاہ تھا۔ ''ڈبل فیس'' وہ پہلی فلم تھی جس میں اُنہیں گیت لکھنے کی پیش کش ہوئی یہ فلم ۱۹۴۶ میں ریلز ہوئی۔ ابتداء ہی سے اندیور نے کاروباری نقطہ نظر کو اہمیت دی اور اِس بات کی پرواہ نہیں کی کہ فلم کا فنی معیار کیا ہے وہ ہرطرح کی اسائمنٹ اور پراجیکٹ پر کام کرلیا کرتے تھے۔ اندیور کو فلموں میں پہلی کامیابی فلم ''ملہار'' سے ملی جس میں اُنہوں نے ایک یادگار رومانوی گیت لکھا ''بڑے ارمانوں سے رکھا ہے بلم تیری قسم، پیار کی دُنیا میں یہ پہلا قدم''، یہ مقبول عام گیت ہر دل کی دھڑکن بن گیا، یہ اپنے دور ہی میں نہیں بلکہ ہر دور کا ایک سدا بہار گیت ہے جس کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ لیکن اِس گیت کے باوجود اندیور کو اچھی فلموں میں کام کے زیادہ مواقع کم ہی میسر آئے۔

اندیور کو پہلی کامیابی فلم ''جسٹس چوہدری'' کے نام سے ۱۹۴۶ میں ملی۔ اِسی نام کی ایک فلم پر اندیور نے ۱۹۸۳ میں بھی کام کیا۔ لیکن اس گیت کا سہرا اندیور کو نہیں دیا گیا۔ بعد میں اُنہوں نے فلم (باغبان) کے لئے ایک خوبصورت گیت لکھا۔ '' کیسے کوئی جئے''۔ اس کے بعد فلم (چھوٹے بابو) کا گیت '' آنے والے کل کی تم تصویر ہو''۔ لیکن اصلی کامیابی اندیور کو مکیش اور روشن کی فلم (ملہار) سے ہی ملی۔ جس میں اُنہوں یہ گیت لکھا۔ ''تارا ٹوٹے دُنیا دیکھے''۔ ''بڑے ارمانوں سے رکھا ہے بلم تیری قسم''۔ ''اک بار اگر تُو کہہ دے''۔ ''ہوتا رہا یونہی گر انجام وفا کا''۔ ان گیتوں کی بدولت اندیور باقاعدہ نغمہ نگاروں کی صف میں شمار ہونے لگے۔ ساٹھ کی دہائی میں اندیور کو بڑی کامیابی موسیقار کلیانت جی آنند جی کے ساتھ کام کرنے سے ملی، اس کے بعد اندیور نے ۱۹۹۷ میں اپنی موت تک کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اُنہوں نے روشن اور وجے شاہ کے لئے ۸۰ کے عشرے میں گیت لکھے، آدیش شاریوتوا، آنند راج آنند، جتن للیت کے لئے ۹۰ کی دہائی میں بہت سے گیت لکھے، لیکن عجیب بات ہے کہ اندیور نے ایس ڈی برمن کے ساتھ کبھی کام نہیں کیا۔

اندیور کا اہم تخلیقی کام منوج کمار کے ساتھ فلم ''اُپکار'' ۱۹۶۷ کے حوالے سے ہے، منوج نے پہلی بار اندیور کو اِسی فلم میں سائن کیا۔ اندیوار اور کلیان جی آنند جی اِس فلم میں شاہکار اور جذبات سے بھرپور گیت دیئے، جیسے ''قسمیں وعدے پیار وفا''۔ ''دلہن چلی او پہن چلی'' اور ''کوئی جب تمہارا ہردے توڑ دے۔ فلم (پربت اور پچھم) ۱۹۷۰ میں بنی۔ یہ سب گانے ایک جیسے صدا بہار گیت تھے۔ ابتدا میں ۱۹۶۸ میں اندیور کو گوند ثریا کی فلم (سرسوتی چندرا) کے لئے سولو گیت لکھنے کے لئے بلایا گیا۔

کلیانت جی آنند کے ساتھ ایک لمبی رفاقت نے چند نا قابل فراموش گیت تخلیق کروائے جس میں ''چھوڑ دے ساری دُنیا کسی کے لئے''۔''چندن سا بدن،چنچل چتون'' اور''مَیں تو بھول چلی بابل کا دیس''۔

کلاسیکی دور کے گیتوں کو چھوڑ کر اگر اندیور کے نئے دور کے کام پر نظر ڈالیں توانہوں نے وجے آنند کے ساتھ اُونچے سروں کے نا بھولنے والے یادگار گیت بھی لکھے،فلم''جانی میرا نام'' کا ایک گیت جو کشور کمار نے گایا بہت یادگار ثابت ہوا۔''پل بھر کے لئے کوئی ہمیں پیار کر لے جھوٹا ہی سہی''۔۱۹۷۰ ہی کے سال میں اندیور کی دو فلمیں جن میں اُنہوں نے گیت لکھے ہٹ نغمہ بار فلمیں ثابت ہوئیں۔جن میں ایک فلم''سچا جھوٹا'' کا گیت ''میری پیاری بہنیا بنے گی دُلہنیا''۔ جسے آج بھی ہر شادی کا بینڈ ہی نہیں بجاتا بلکہ ڈھولک پر گائے جانے والے گیتوں میں یہ گیت ضرور شامل ہوتا ہے۔دوسرا گیت فلم''سفر'' کا ایک یادگار گیت ہے جسے کشور کمار نے فنکارانہ مہارت سے گایا ہے، گیت ہے''جیون سے بھری تیری آنکھیں مجبور کریں۔اندیور کے لکھے چند مشہور گیت یہ ہیں۔

اندیور کے یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تارا ٹوٹے دُنیا دیکھے	1951	ملہار	اندیور	روشن	مکیش
جس دل میں بسا تھا پیار تیرا	۱۹۶۵	سہیلی	اندیور	کلیانت جی آنند جی	مکیش
دیوانوں سے یہ مت پوچھو	۱۹۶۸	اُپکار	اندیور	کلیان جی آنند جی	منا ڈے
میرے دیس کی دھرتی سونا اُگلے	۱۹۶۸	اُپکار	اندیور	کلیان جی آنند جی	منا ڈے
کہیں دیپ جلے کہیں دل	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
چھوڑ دے ساری دُنیا کسی کے	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
چندن سا بدن چنچل چتون	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیانت جی آنند جی	مکیش
پھول تمہیں بھیجا ہے خط میں پھول	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش، لتا
سو سال پہلے مجھے تم سے پیار تھا	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلانت جی آنند جی	محمد رفیع
گنگا میا میں جب تک یہ پانی	۱۹۶۸	سہاگ رات	اندیور	کلانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
کوئی جب تمہارا ردھے توڑ دے	۱۹۷۰	پورب اور پچھم	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
دل کو دیکھو، چہرہ نہ دیکھو، چہروں	۱۹۷۰	سچا جھوٹا	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور کمار

زندگی کا سفر ہے کیسا سفر، کوئی سمجھا	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
ہم تھے جن کے سہارے وہ ہوئے	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
جیون سے بھری تیری آنکھیں مجبور	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
ہر کوئی چاہتا ہے اِک مٹھی آسمان	۱۹۷۳	اک مٹھی آسمان	اندیور	مدن موہن	کشور کمار
دل ایسا کسی نے میرا توڑا	۱۹۷۵	امانوش	اندیور	مدن موہن	کشور کمار
تیرے چہرے میں وہ جادو ہے	۱۹۷۵	دھرماتما	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
کیا خوب لگتی ہے کیا سندر دکھتی ہو	۱۹۷۵	دھرماتما	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
پیار مانگا ہے تمہیں سے نہ انکار کرو	۱۹۷۸	کالج گرل	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
کتنے رانجھے تجھے دیکھ کے بیراگی	۱۹۷۹	احساس	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
کیا دیکھتے ہو، صورت تمہاری	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	آشا، رفیع
نصیب انسان کا چاہت سے	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	منہراداس، کنجن، آنند کمار
آ مل جائیں ہم سوگندھ اور سمن	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
دیکھ لو آواز دے کر پاس اپنے	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	انورادھا پوڈوال
تم نے کیا کیا کیا ہے ہمارے لئے	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	آشا بھونسلے
پیار ہی جینے کی صورت ہے	۱۹۸۱	ارمان	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
نیلے نیلے امبر پر چاند جب آئے	۱۹۸۳	کلاکار	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور، سادھنا سرگم
دُشمن نہ کرے دوست نے وہ کام	۱۹۸۵	آخر کون	اندیور	راجیش روشن	لتا، امیت کمار، کورس
اور اس دل میں کیا رکھا ہے	۱۹۸۷	ایمان دار	اندیور	کلیان جی آنند جی	آشا۔ شوریش واکر
سانسوں کی مالا پہ سمروں میں پی	۱۹۹۷	کوئلہ	اندیور	راجیش روشن	نصرت فتح علی خان

(XVII) جاوید اختر:

جاوید اختر ادب اور فلم میں جمالیت، رومان اور، ذہانت کا ایک حسین امتزاج ہیں۔ اُنہوں نے فلم انڈسٹری میں ایک نغمہ نگار کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ایک سکرین پلے رائیٹر اور شاعر کی حیثیت میں بہت نام کمایا اور بہت مقبولیت حاصل کی۔ جاوید اختر گوالیار میں پیدا ہوئے، وہ اُردو ادب اور فلموں کے معروف نغمہ نگار جاں نثار اختر کے صاحبزادے ہیں۔ اُن کی والدہ صفیہ بیگم بھی ایک مصنفہ اور سکول کی اُستاد تھیں۔'' جاوید کا کہنا ہے

کہ لکھنے کی روایت اُن کے ہاں سات پشتوں سے چلی آرہی ہے"۔(۴۳) اُردو کے قابل احترام شاعر مضطر خیر آبادی اُن کے دادا تھے جو اُردو ادب کے تسلسل میں اپنے زمانے میں ایک اہم نام کی حیثیت سے جانے جاتے تھے ۔اُن کے والدین حمیدہ کالج بھوپال میں پروفیسرز تھے۔

جاوید اختر بمبئی میں ۴ ، اکتوبر ۱۹۶۴ کو پہنچے ۔بمبئی کے ابتدائی دنوں میں اُنہوں نے کم بجٹ کی غیر اہم فلموں کے لئے صرف ۱۰۰ روپے کے معاوضے سے مکالمہ نویسی سے ابتداء کی۔جاوید اختر اکثر اوقات ڈائریکٹر سلیم خان کے معاون اسٹنٹ کے طور پر بھی کام کیا کرتے تھے۔ ڈائریکٹر سلیم خان جو آج کے مقبول فلمی ہیرو سلمان خان، ارباز خان اور سہیل خان کے والد ہیں۔ پہلے پہل جاوید نے فلموں کے لئے گیت نہیں بلکہ سکرپٹ رائیٹنگ اور مکالمہ نویسی شروع کی۔سلیم جاوید کی جوڑی نے بالی وڈ کو بے مثال اور یادگار فلمیں دیں۔بعد میں جاوید اختر نے ہندی فلموں کی سکرپٹ رائیٹر ہنی ایرانی سے شادی کی۔جن سے جاوید کے دو بچے ،فرحان اختر اور زویا اختر ہیں۔لیکن بد قسمتی سے یہ شادی قائم نہ رہ سکی ،اور ہنی ایرانی اور جاوید میں علیحدگی ہوگئی، بعد میں جاوید نے اُردو کے معروف شاعر کیفی اعظمی کی بیٹی شبانہ اعظمی سے جو خود فلموں میں نامور اداکارہ ہیں سے شادی کر لی ۔سلیم خان کا لنگوٹیا دوست ہونے کے باعث اور تخلیقی سطح پر قربت اور ہم آہنگی کے سبب سلیم اور جاوید نے مل کر بہت اعلی کام کیا اور جاوید نے سلیم کی ہٹ فلموں کے سکرپٹ لکھے، جن میں زنجیر، شعلے، ہاتھی میرا ساتھی، سیتا اور گیتا، ڈان، اور تریشول جیسی فلموں کے مکالمے شامل ہیں ۔جاوید کی لکھی کہانیوں اور مکالموں کے باعث امتیابھ بچن کو ہندی فلموں کا ینگ اینگری مین مانا جانے لگا۔

سلیم جاوید کی جوڑی ۱۹۸۱ میں الگ ہوگئی ۔ اِس کے بعد جاوید اختر نے کچھ اور کامیاب فلموں کے سکرپٹ بھی لکھے جن میں، ساگر، بے تاب ،اور، ارجُن خاص طور پر قابل ذکر کامیاب فلمیں ہیں۔ چند اور کامیاب فلموں کے سکرپٹ لکھنے کے بعد جن میں، پریم کا کھیل اہم فلم ہے، جاوید اختر نے سکرپٹ رائیٹنگ چھوڑ کر فلمی گیت نگاری کی طرف توجہ مبذول کی ۔ جاوید کے لکھے فلمی گیت موسیقی سے آمیز ہوتے ہیں ، اُن کے گیتوں میں زندگی کی حقیقت بھی ہے اور نغمگی کا گہرا تاثر لئے ہوتے ہیں اور اُن کے گیت سننے والوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔جاوید کا نغمہ نگار کی حیثیت سے بہترین کام فلم "ساز" کے لئے ہے، جس پر اُنہیں ۱۹۹۶ کے بہترین نغمہ نگار کا فلم فیئر ایوارڈ بھی دیا گیا۔اس کے ساتھ اگلے دو برس یعنی تین برس مسلسل اُنہوں نے فلم فیئر کا ایوارڈ جیتا، جو (ساز۔۱۹۹۶)۔(بارڈر۔۱۹۹۷)۔(گاڈ مدر۔۱۹۹۸) شامل ہیں۔ویب سائٹ لیرکسٹ میں لکھا ہے:

''جاوید صاحب کا پہلا شعری مجموعہ ''ترکش'' کے نام سے ۱۹۹۵ میں شائع ہوا۔ یہ اُردو ہندی دونوں زبانوں میں بیک وقت شائع ہوا۔ ۱۹۹۹ میں بھارتی حکومت نے اُنہیں اُن کی ادبی خدمات کے اعتراف میں ''پدماشری'' ایوارڈ سے نوازا۔ اُنہوں نے اپنی شاعری میں سماجی ناانصافی، اور عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت سی نظمیں لکھیں۔ جاوید صاحب نے اُستاد نصرت فتح علی خان کے ساتھ مل کر سنگم اور اور جگجیت سنگھ کے ساتھ مل کر ''سلسلہ'' کے نام سے البم نکالیں۔ اُن کی غیر فلمی گیتوں کی البم ''تم یاد آئے'' ۱۹۹۷ کی بہترین فروخت ہونے والی کیسٹ البم تھی''۔ (۴۴)

جاوید اختر نے پانچ بار بہترین نیشنل فلمی نغمہ نگار کا ایوارڈ حاصل کیا، جب کہ سات بار بہترین نغمہ نگار کا فلم فیئر ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ حیرت انگیز طور پر ۲۰۰۴ اور ۲۰۰۵ کے تمام نامزد فلمی گیتوں کے لکھنے والے جاوید اختر ہی تھے۔ انہیں پدماشری ایوارڈ ۱۹۹۹ میں جب کہ پدما بھوشن ایوارڈ ۲۰۰۷ میں دیا گیا۔ ۲۰۰۷ میں ہی اُنہیں فلم فیئر لائف اچیومنٹ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

جو فلمیں سلیم خان اور جاوید اختر کی مشترکہ کوششوں کا ثمر تھیں اُن میں (شعلے۔۱۹۷۵)۔ (ڈان۔۱۹۷۸)۔ (کالا پتھر۔۱۹۷۹)۔ (شان۔۱۹۸۰)۔ (کرانتی)۔ (زمانہ)۔ (شکتی)۔ (تری شول۔۱۹۷۷)۔ (چاچا بھتیجا۔ ۱۹۷۷)۔ (ایمان دھرم۔ ۱۹۷۷)۔ (آخری داو۔۱۹۷۵)۔ (دیوار۔۱۹۷۵)۔ (مجبور۔۱۹۷۴)۔ (ہاتھ کی صفائی ۔۱۹۷۴)۔ (یادوں کی بارات۔ ۱۹۷۳)۔ (زنجیر۔۱۹۷۳)۔ (سیتا اور گیتا۔۱۹۷۲)۔ (ہاتھی میرے ساتھی۔۱۹۷۰)۔ (انداز۔۱۹۷۰)۔

جن فلموں پر جاوید اختر کو بہترین نغمہ نگاری کے ایوارڈ ملے وہ فلمیں تھیں۔

ساز۔۱۹۹۶	نیشنل ایوارڈ
باڈر۔۱۹۹۷	نیشنل ایوارڈ
رفیوجی۔۲۰۰۱	نیشنل ایوارڈ
۱۹۷۲، لوسٹوری۔۱۹۹۴	فلم فیئر ایوارڈ
پاپا کہتے ہیں۔۱۹۹۶	فلم فیئر ایوارڈ
باڈر۔۱۹۹۷	فلم فیئر ایوارڈ
رفیوجی۔۲۰۰۰	فلم فیئر ایوارڈ

مَیں آزاد ہوں۔ ۱۹۸۹	فلم فئیر ایوارڈ
باڈر۔ ۱۹۹۷	زی سینما
لگان۔ ۲۰۰۱	زی سینما
رفیوجی۔ ۲۰۰۲	زی سینما
۱۹۴۲، لوسٹوری	سکرین
باڈر۔ ۱۹۹۷	سکرین

دیگر چند فلمیں جن کے گیت جاوید نے لکھے اُن میں:

لگان۔ ویرزارا۔ امراوجان، ۲۰۰۸۔ ساگر۔ ساتھ ساتھ۔ مشعل۔ سیلاب۔ مسٹر انڈیا۔ تیزاب۔ ہفتہ بند۔ جو شیلے۔ ۱۹۴۲ لوسٹوری۔ ارجن۔ روپ کی رانی چوروں کا راجہ۔ کھیل۔ گردش۔ سلسلہ۔ پاپا کہتے ہیں۔ سپنے۔ وراثت۔ سرداری بیگم۔ ساز۔ مل گئی منزل مجھے۔ دل چلے۔ یس باس۔ اور پیار ہو گیا۔ ڈوری۔ بڑا دن۔ ڈپلی کیٹ۔ لاوارث۔ بادشاہ۔ ارجن پنڈت۔ پھر بھی دل ہے ہندوستانی۔ رفیوجی۔ خبر دار۔ راجہ کو رانی سے پیار ہو گیا۔ زبیدہ۔ اگنی ورشا۔ میرے یار کی شادی ہے۔ ستہ۔ چلتے چلتے۔ کل ہو نہ ہو۔ کچھ نہ کہو۔ ایل او سی۔ کارگل۔ مَیں ہوں ناں۔ کبھی الوادع نہ کہنا۔

جاوید اختر کے چند اہم گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	کشور، لتا
یہ کہاں آ گئے ہم یونہی ساتھ ساتھ	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	لتا، امیتابھ بچن
نیلا آسماں سو گیا	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	لتا/امیتابھ بچن
تم کو دیکھا تو یہ خیال آیا، زندگی	۱۹۸۲	ساتھ ساتھ	جاوید اختر	کلدیپ سنگھ	جگجیت سنگھ
کیوں زندگی کی راہ میں مجبور ہو	۱۹۸۲	ساتھ ساتھ	جاوید اختر	کلدیپ سنگھ	چترا سنگھ
زندگی کی یہی ریت ہے، ہار کے	۱۹۸۹	مسٹر انڈیا	جاوید اختر	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
ساگر کنارے دل یہ پکارے	۱۹۸۵	ساگر	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کشور، لتا
چہرہ ہے یا چاند کھلا ہے	۱۹۸۵	ساگر	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کشور کمار
اِک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کمار سانو

گھر سے نکلتے ہی، کچھ دُور چلتے ہی	۱۹۹۷	پاپا کہتے ہیں	جاوید اختر	راجیش روشن	سونو نگم
آ کہیں دُور چلے جائیں ہم	۱۹۹۹	لاوارث	جاوید اختر	راجیش روشن	الکا، اُدت نارائن
میرے ہم سفر میرے ہم سفر	۲۰۰۰	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی۔سونو نگم
رادھا کیسے نہ جلے، آگ تن میں	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	ادت نارائن، الکا
مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں میں	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا یاگنی
سنوناں سنوناں، سن لوناں	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	ابھی جیت
لائی وی نہ گئی تے نبھائی وی نہ گئی	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	سکھ ویندر سنگھ
مجھے جب تم ایسے چپکے چپکے دیکھتی	۲۰۰۳	کچھ نہ کہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	ادت، کویتا کرشنا موری
جانم دیکھ لو مٹ گئیں دوریاں	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	اُدت نارائن
دھرتی سنہری، امبر نیلا، ہر موسم	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	ادت، گورداس، لتا
ہر گھڑی بدل رہی ہے دھوپ زندگی	۲۰۰۴	کل ہو نہ ہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	سونو نگم
تمہاری محفل میں آگئے ہیں تو کیوں	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
جھوٹے الزام میری جان لگایا نہ	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
مَیں نہ مل سکوں جو تم سے	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
نینوں کی مت سنیورے	۲۰۰۶	اوم کارا	جاوید اختر	وشال بھردواج	راحت فتح علی خان
مَیں اگر کہوں تم سا حسین	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	سونو نگم، شریا گوشل
جگ سونا سونا لاگے	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	راحت فتح علی، ریچھا شرما
خواجہ میرے خواجہ، آ دل میں سما جا	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	اے آر رحمان

(XVIII) ایس ایچ بہاری:

''نہ یہ چاند ہوگا نہ تارے رہیں گے، مگر ہم ہمیشہ تمہارے رہیں گے''

اس گیت کے خالق ایس ایچ بہاری جن کا اصل نام شمس الحق بہاری تھا، نے کچھ ایسے ہی لافانی گیتوں کے خالق ہیں۔ پرانے گیتوں کے سننے والے شوقین اور رسیا کبھی اس گیت کو فراموش نہیں کر سکتے اور نئے گیتوں کے سننے والے اُن کا چھلکتا ہوا گیت ''ذرا ہولے ہولے چلو مورے ساجنا'' بھلا نہیں سکتے۔ ایس ایچ بہاری موسیقار او پی نیئر کے پسندیدہ ترین نغمہ نگار تھے۔ اگر چہ وہ بنگالی زبان میں بھی طاق اور ماہر تھے، مگر اُنہوں نے

عمر بھر اُردو زبان کی آبیاری کی اور اُردو کو ہی اُوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔شمس الحق بہاری بیسویں صدی کے اُن فلمی نغمہ نگاروں میں سے ایک ہیں جن کے لکھے گیت تقریباً آدھی صدی تک بالی وڈ فلموں کے حوالے سے بہت زیادہ سنے اور پسند کیے گئے ۔وہ ہندوستان کی مشرقی ریاست بہار میں ۱۹۲۲ میں پیدا ہوئے اور اُنہوں نے ۲۵ فروری ۱۹۸۷ کو دل کے عارضے میں وفات پائی۔

اُنہوں نے کلکتہ میں تعلیم حاصل کی اور پریذیڈنسی کالج سے گریجویشن کیا۔وہ تمام عمر اُردو زبان کے پروردہ رہے،وہ اُردو زبان سے بہت محبت کرتے تھے جس کا ثبوت اُن کی نظمیں اور گیت ہیں ۔اُن کے بھائی ہدا بہاری فلموں سے وابستہ تھے اور اُنہوں نے فلم (جوگی) کی ڈائریکشن بھی دی تھی جب کہ دو فلموں ''دو بدن'' اور ''اِسی کا نام دُنیا ہے'' کے پرڈیوسر بھی تھے ۔لگ بھگ ۱۹۴۷ کے دور میں ایس ایچ بہاری بمبئ جو اب ممبئ کے نام سے معروف ہے، منتقل ہوگئے جہاں وہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔اس اثنا میں اُنہوں نے فلم انڈسٹری میں جگہ بنالی اور اُردو گیت نگاری شروع کردی۔ خاص طور پر اُنہوں نے پچاس کی دھائی کے آخر اور ساٹھ کے ابتدائی عشرے میں او پی نیرّ اور آشا بھونسلے کے ساتھ مل کر یادگار کام کیا جس نے تجارتی بنیادوں پر بہت کامیابیاں حاصل کیں۔ستر کی دھائی کے دوران جب رومانی فلموں کا زوال شروع ہوا تو ایس ایچ بہاری کے کام میں کچھ کمی آئی اگر چہ وہ اِس تمام عرصے میں بھی گیت نگاری کرتے رہے۔

> ''اُن کی یادگار فلموں میں،شرط (۱۹۵۴)،عرب کا سوداگر (۱۹۵۶)،اک مسافر اک حسینہ (۱۹۶۲)،کشمیر کی کلی (۱۹۶۴)،ساون کی گھٹا (۱۹۶۶)،قسمت (۱۹۶۸)،اک بار مسکرادو (۱۹۷۲)، پیار جھکتا نہیں (۱۹۸۵)،لو ۸۶ (۱۹۸۶)، دوقیدی (۱۹۸۹) جیسی اہم اور یادگار فلموں میں نہ بھلائے جاسکنے والے گیت شامل ہیں'' (۴۵)

اُن چند اہم گیتوں کی ایک فہرست ذیل میں دی جارہی ہے۔

ایس ایچ بہاری کی چند یادگار گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ہم نے کھائی ہے محبت میں جوانی	۱۹۵۰	دلربا	ایس ایچ بہاری	گیان دت	گیتا دت، جی ایم درانی
آنکھوں سے پوچھو جی جنہیں	۱۹۵۱	بے دردی	ایس ایچ بہاری	روشن لال	گیتا دت
بیچ بجریا موری چنریا سرسے	۱۹۵۲	خوبصورت	ایس ایچ بہاری	مدن موہن کمار	آشا بھونسلے
شام سہانی، ندی کے کنارے	۱۹۵۲	نشان ڈنکا	ایس ایچ بہاری	بسنت پرکاش	گیتادت۔طلعت محمود

یہ چھیڑا ہے کس نے	۱۹۵۲	نشان ڈنکا	ایس ایچ بہاری	بسنت پرکاش	گیتا دت
نہ یہ چاند ہوگا نہ تارے رہیں گے	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاریہ	ہمنت کمار	گیتا دت/ہمنت کمار
دیکھو وہ چاند چھپ کے کرتا ہے	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	لتا، ہمنت کمار
چاند گھٹنے لگا رات ڈھلنے لگی	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	گیتا دت
میرے ہم سفر تجھے کیا خبر	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
اے میرے چمن مَیں ہوں وہ کلی	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
محبت میں میری طرح جو لٹا ہو	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	ہمنت کمار نرم
نرم یہ گرم گرم یہ چنے	۱۹۵۳	رنگیلا	ایس ایچ بہاری	جمال سین	محمد رفیع
شُب دن آئے ہو شُب دن	۱۹۵۳	رنگیلا	ایس ایچ بہاری	جمال سین	محمد رفیع
کبھی آنسو بہاتے ہیں کبھی فریاد	۱۹۵۵	مدھ ملن	ایس ایچ بہاری	بولوسی رانی	رفیع، طلعت محمود
یہ ہنستا ہوا کارواں زندگی کا نہ پوچھو	۱۹۵۶	اِک جھلک	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	محمد رفیع
بہت شکریہ بڑی مہربانی	۱۹۶۲	اک مسافر ایک حسینہ	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	محمد رفیع
تعریف کروں کیا اُس کی جس نے	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	محمد رفیع
دیوانہ ہوا بادل، ساون کی گھٹا چھائی	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	رفیع۔آشا
اشاروں اشاروں میں دل لینے	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	آشا، رفیع
ہے دُنیا اسی کی زمانہ اسی کا	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	محمد رفیع
ذرا ہولے ہولے چلو مورے	۱۹۶۶	ساون کی گھٹا	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	آشا بھونسلے
یہی وہ جگہ ہے یہی وہ فضائیں	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	آشا بھونسلے
میرا پیار وہ ہے کہ مر کر بھی تم کو	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	مہندر کپور
حضور والا جو ہو اجازت تو ہم یہ	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	آشا، مینو پرشوتم
پھر ملو گے کبھی اس بات کا وعدہ	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	آشا، رفیع
کجرا محبت والا انکھیوں میں ایسا	۱۹۶۸	قسمت	ایس ایچ بہاری	روی	شمشاد، آشا
آو حضور تم ستاروں میں لے چلوں	۱۹۶۸	قسمت	ایس ایچ بہاری	روی	آشا بھونسلے
آئی جوانی موری چنریا	۱۹۹۰	تیری مہربانیاں	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	کوتیا کرشنا مورتی

دل بےقرار تھا دل بےقرار	۱۹۹۰	تیری مہربانیاں	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا۔شبیر کمار
تیری مہربانیاں تیری قدر دانیاں	۱۱۹۹۰	تیری مہربانیاں	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	شبیر کمار
بھلا ہے برا ہے جیسا بھی ہے	۱۹۸۶	نصیب اپنا اپنا	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
اک اک آنکھ میری سوالاکھ کی	۱۹۸۶	نصیب اپنا اپنا	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	آشا بھونسلے
زندگی کی جھومتی گاتی	۱۹۸۶	نصیب اپنا اپنا	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	آشا۔لتا۔عزیز
درد دے کے ایسے کیوں درد کا	۱۹۸۶	پیار کیا ہے پیار کریں گے	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	شبیر کمار
ہوا سویرا پنچھی جاگے شیتل پون	۱۹۸۷	اولاد	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	کویتا کرشنا مورتی
رستے کا مال سستے میں	۱۹۸۷	اولاد	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	اُوشا
منگیشکر حیران ہوں مَیں آپ کی زلفوں کو	۱۹۸۷	جواب ہم دیں گے	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	نورداھا۔شبیر
لو آ گیا ہیرو، جی بھر کے دیکھئے	۱۹۸۷	مرد کی زبان	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	کشور کمار۔ایس جانکی
دل توڑ کے مت جائیو، برسات کا	۱۹۸۸	کب تک چپ رہوں گی	ایس ایچ بہاری	بپی لہری	کویتا کرشنا مورتی

حوالہ جات

۱۔ http://www.indianetzone.com/20/era_talkies_india.htm

۲۔ http:www.indianetzone.com/20/era_talkies_india.htm

۳۔ http://www.indianetzone.com/2/commercial_cinema.htm

۴۔ http://www.indianetzone.com/2/golden_era_indian_cinema.htm

۵۔ http://www.indianetzone.com/2/indian_artisitc_cinema.htm

۶۔ http://www.indianetzone.com/34/classic_hindi_films_indian_movies.htm

۷۔ http://www.indianetzone.com/27/hindustani_cinema_indian_cinema.htm

۸۔ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر، اُردو گیت :تاریخ ،تحقیق اور تنقید کی روشنی میں، کراچی، مکتبہ نیادور، ۱۹۸۶ء، ص ۹۶

۹۔ عنایت الٰہی، ملک، برصغیر کی موسیقی: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے اور بعد'' لاہور، مجلس ترقی ادب، ص ۹۶

۱۰۔ فیض احمد فیض، میزان ،نقوش، لاہور، مطبوعہ نقوش پریس، فروری ۱۹۶۲ء، ص ۱۳۵

۱۱۔ فیض احمد فیض، میزان، مضمون: ادب وثقافت، لاہور، ناشر پیشہ اخبار، ۱۹۶۲ء، ص ۱۵۲

۱۲۔ http://lyricists.weebly.com/shakeeel-badayuni.html

۱۳۔ http://lyricists.weebly.com/sahir-ludhyanvi.html

۱۴۔ http://www.downmelodylane.com/sahir.html

۱۵۔ ساحر لدھیانوی، گاتا جائے بنجارہ، کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۸ء، ص ۹۶

۱۶۔ رضوان احمد، مجروح کی یاد میں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء

۱۷۔ http://lyricists.weebly.com/majrooh-sultanpuri.html

۱۸۔ http://www.downmelodylane.com/majrooh.html

۱۹۔ رضوان احمد، مجروح کی یاد میں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء

۲۰۔ رضوان احمد، مجروح کی یاد میں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء

۲۱۔ ندیم رضا، قتیل شفائی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۰ جون، ۲۰۰۹

۲۲۔ http://mazhar.dk/film/urdu/poets/QateelShafai.html

۲۳۔ رضا، ندیم، قتیل شفائی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۰ جون، ۲۰۰۹

۲۴۔ http://lyricists.weebly.com/raja-mehdi-ali-khan.html

۲۵۔ http://lyricists.weebly.com/rajendra-krishna.html

۲۶۔ http://www.downmelodylane.com/rajinderkrishan.html

۲۷۔ http://mazhar.dk/film/history/

۲۸۔ http://lyricists.weebly.com/hasrat-jaipuri.html

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ http://lyricists.weebly.com/anand-bakshi.html

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ http:lyricists.weebly.com/kaifi-azami.html

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ http://www.downmelodylane.com/kaifiazmi.html

۳۶۔ http://lyricists.weebly.com/shailendra.html

۳۷۔ http://mazhar.dk/film/history/

۳۸۔ http://lyricists.weebly.com/kafiazmi.tml

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ http://lyricist.weebly.com/bharat-vyas.html

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ http://lyricists.weebly.com/gulzar.html

۴۳۔ http://lyricists.weebly.com/javed-akhtar.html

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ http://lyricists.weebly.com/sh-bihari.html

باب چہارم

فلمی اردو گیت نگاری کے موضوعات

(ا) فلمی اُردو گیت نگاری:

اُردو شاعری کے حوالے سے دیکھا جائے تو فلمی گیت نگاری کے شعبے میں شاعری کے بے شمار تجربے سامنے آئے ہیں۔فلم کے نقطہ نظر سے لکھے جانے کے باوصف اس شاعری میں تخلیقی عناصر موجود ہورہے ہیں لیکن اس میں کمرشل ازم کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی سادگی اور عام فہمی کوملحوظ رکھا جاتا رہا ہے۔ فلمی گیتوں کا سامع ہر خواص و عام ہے چنانچہ شاعری کے رموز جن میں ، استعارہ سازی، ردیف کا استعمال ،قافیہ بندی، علامات اور محاورات کا استعمال ،رمزو اشارہ، اوزان سازی ،الفاظ کی نشت و برخاست، بے ساختہ پن،شعریت ، ہیت پسندی، اجتماعیت، مشاہدہ اور جزئیات نگاری جیسے پہلوؤں کوبھی اہمیت دی جاتی ہے۔اچھے اور معیاری گیت نگاروں نے فلمی گیت تخلیق کرنے میں ہر اُس التزام کوملحوظ خاطر رکھا ہے جسے وہ اپنی غیر فلمی شاعری کے لئے بھی برتنے میں فخرمحسوس کرتے ہیں۔اچھے فلمی شاعر اُردو ادب کے معتبر شاعروں میں بھی شمار ہوتے ہیں، اُن کے گیتوں کی سطریں اور مصرعے پڑھنے سننے والے کے دل میں مٹھاس ، درد اور اثر انگیزی پیدا کردیتی ہیں۔ وہ شعر گوئی کے تمام رموز اور تکنیک فلمی گیت لکھنے کے لئے برتتے ہیں ۔موضوعات کے حوالے سے دیکھا جائے تو فلمی گیتوں میں فلم کی ضرورت کی باعث ہر موقع پر گیت شامل کیا جاتا ہے جو اپنی سچویشن، مناظر اور کرداروں کے حوالے سے اپنا موضوع ساتھ لے کر آتا ہے۔فلمی گیت نگار اسی موضوع کی مناسبت سے گیت تخلیق کرتا ہے، اسی بنا پر فلمی گیتوں کے موضوعات کا دائرہ اس قدر وسیع وعریض ہے کہ اُردو شاعری کی کوئی ہیت اس ضمن میں فلمی گیتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ گیت معیاری بھی ہو سکتے ہیں اور غیر معیاری بھی ، بالکل اسی طرح جیسے مثنوی، مسدس ، قصیدہ گوئی، غزل ، اورنظم میں بے شمار اشعار کم سطحی اور بھرتی کے شامل ہوتے رہے ہیں لیکن ہم انہیں مثنویوں، مسدسوں، قصیدوں، ہجوگوئیوں، غزلوں اور نظموں کی مجموعی تاریخ سے باہر نہیں نکال سکتے، بالکل اسی طرح فلمی گیتوں کی تاریخ میں اچھے برے گیت شامل رہے ہیں۔فلمی گیت کو اس لحاظ سے بھی ایک انفرادیت حاصل ہے کہ اگر بعض گیت شاعری کے حوالے سے اثر انگیز نہیں ہو پاتے تو وہ اپنی دُھن اور ٹیون سے سننے والوں کو پسند آجاتے ہیں، اس طرح کم سطح کی شاعری بھی عوام میں مقبول ہوجاتی ہے

اور گیتوں کی کوئی سطر یا ٹیپ کا کوئی مصرع پڑھنے سننے والے کو یاد رہ جاتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کسی اچھے شعر کا کوئی ایک مصرع عوام الناس میں مقبول ہو جاتا ہے، مثلاً ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا''۔ ''اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں''۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہماری کلاسیکی اُردو شاعری چند لگی بندھی تشبیہوں، علامتوں اور استعاروں کے گرد گھومتی رہی ہے۔ زبان و بیان میں عربی اور فارسی کے زیر اثر آنے کی وجہ سے ایک زمانے تک اس میں کوئی وسعت نظری دکھائی نہیں دیتی تھی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں حالی و آزاد کے جدت پسندی کے باعث زبان و بیان اور موضوعات میں تنوع پیدا ہوا اور خیالات کا دائرہ وسیع ہونے کے بعد اُردو شاعری نے سرعت کے ساتھ اپنی گزرگاہ تبدیل کی، اور مغرب سے استفادہ کرتے ہوئے جہاں نئے نظریات اور خیالات کو اپنایا وہیں اُردو شاعری کے موضوعات اور ہیتوں میں بھی زبردست تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بہت سے ہیتیں متروک ہوکر ختم ہی ہوگئیں، جب کہ غزل اور نظم نے جدید امیجری، تکنیک، خیالات اور موضوعات کو اپناتے ہوئے اپنا رنگ ڈھنگ یکسر تبدیل کر لیا۔ دیکھا جائے تو فلمی شاعروں نے اُردو ادب کی ان تمام تبدیلیوں سے استفادہ کرتے ہوئے شعر گوئی اور گیت نگاری کے رنگ ڈھنگ کو بالکل تبدیل کر لیا ہے۔ عزم بہزاد کا کہنا ہے کہ:

> ''ہمارے یہاں ادبی شناخت کرتے ہوئے ایک کلیہ بہت پہلے بن گیا کہ وہ تخلیقی لوگ جنھوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو ذریعہ معاش بنایا انہیں خارج از ادب کر دیا گیا، یہی ان شعراء کے ساتھ بھی ہوا جنھوں نے فلم کے شعبے میں اپنی گنجائش پیدا کی، اس کے باوجود وقت کی گردش نے ہمیں یہ بتایا کہ وہ لوگ جو ماضی کا حصہ بن چکے، وہ کمرشل رائیٹنگ کرتے ہوئے بھی پوری طرح کمیٹڈ تھے۔ ہندوستانی فلم میں اس کی مثال، شکیل بدایونی، ساحر لدھیانوی، جاں نثار اختر، کیفی اعظمی اور ندا فاضلی وغیرہ ہیں'' (۱)

ابتدا میں یعنی ۳۰ کی دہائی میں فلمی گیتوں کی شاعرانہ سطح زیادہ اثر انگیز نہ تھی، گاہے گاہے اگر کوئی گیت کسی معتبر اور استاد شاعر کے قلم سے نکلتا تو اسے پذیرائی بھی ملتی تھی، لیکن اس دور میں ہر طرح اور ہر سطح کے فلمی گیت نگار سامنے آنے لگے تھے، جن میں فلمی میوزک ڈائریکٹروں سے لے کر اداکار اور فلمی پیش کار تک فلم کے لئے گیت لکھ دیا کرتے تھے، جسے محض فلمی دُھن کی مناسبت سے گا کر پیش کر دیا جاتا تھا، ظاہر ہے ایسے گیتوں کی فنی یا شاعرانہ حیثیت بھی نہیں بن پاتی تھی اور نہ ہی وہ گیت مقبول ہو پاتے تھے۔ لیکن بعد میں وقت گزرنے

کے ساتھ ساتھ اچھے اور نامور شاعروں کو فلمی گیت لکھنے کے لئے چنا جانے لگا فلمی گیتوں کی ادبی سطح بھی بلند ہونے لگی اور گیتوں کا شعری معیار اور اثر انگیزی بھی بڑھنے لگی، عوام میں یہ گیت زیادہ سے زیادہ مقبول ہونے لگے، یوں سمجھ دار فلمی پرڈیوسروں نے گیت نگاری کے لئے اچھے اچھے شاعروں کو اس شعبے کی طرف لانے کے لئے اُن کے معاوضے بڑھائے اور انہیں فلمی گیت لکھنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ فلمی گیت نگاری کے حوالے سے جو حالات ۱۹۳۰ کی دہائی میں پیش آتے رہے وہ ۱۹۴۰ میں بہت حد تک تبدیل ہو کر بہتر ہو گئے۔ ۴۰ کی دہائی میں تو صف اول کے بہت سے اُردو شعرا فلمی گیت نگاری کی طرف متوجہ ہو گئے جن میں خاص طور پر مجروح سلطان پوری، تنویر نقوی، شکیل بدایونی، قتیل شفائی، حسرت جے پوری، راجہ مہدی علی خان، طفیل ہوشیاری پوری اور اسی سطح کے بہت سے نام شامل ہیں۔ ان شعرا کے فلمی دُنیا میں آنے سے گیتوں کی مجموعی فضا یکسر تبدیل ہو گئی۔ تقسیم سے قبل بمبئی، مدراس اور لاہور کی فلمی دُنیا مشترکہ طور پر فلمی گیتوں کی شعر گوئی اور موسیقیت میں اضافے کا باعث بنی لیکن ۱۹۴۷ میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد بھارت اور پاکستان میں فلم کی فضا اور علاقے کے فرق کے باعث بہت کچھ تبدیل ہو گیا، ساتھ ہی ساتھ ایک معاصرانہ مقابلے کی فضا بھی بننے لگی، اور ۴۰ اور ۵۰ کی دہائی میں دونوں جانب فلمی گیتوں کا ایک پروقار عروج نظر آنے لگا۔ پاکستان میں فلمی موسیقاروں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئی تھی۔ اُن کے ہاں کمپوزیشن اور دُھن بنانے کی وہی تربیت تھی جو بمبئی کے موسیقاروں کو حاصل تھی چنانچہ ایک ہی سطح کے بہت سے گیت ہمیں دونوں جانب مقبول ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں بعد کی آنے والی دہائیوں میں گیتوں کی شاعرانہ اور موسیقی کی سطح قائم نہ رہ سکی، جب کہ بھارت میں فلموں کا عروج بڑھتا ہی چلا گیا۔ اُن کی فلمی مارکیٹ اور عوام میں فلم کی مقبولیت آج پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے جس کے باعث ان کے تمام فلمی شعبے ترقی کرتے چلے گئے۔ پاکستان میں فلمی صنعت کے زوال میں یہاں کی سیاسی جبریت اور مذہبی پابندیوں کی وجہ سے فلم کا شعبہ کمزور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ فلم اور فلمی گیتوں نے ایک حد تک دم ہی توڑ دیا۔

(I) فلمی گیتوں کی ادبی اہمیت:

دیکھا جائے تو دُنیا بھر میں صرف برصغیر کی فلم کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ یہاں موسیقی کے بغیر فلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ابتدا میں تو فلم پر موسیقی اس قدر غالب تھی کہ پکچرائز گانوں کی کثیر تعداد فلم میں شامل کی جاتی تھی جس میں خاص طور پر ۱۹۴۰ء میں بننے والی ایک فلم ''اندرا صبا'' بھی شامل ہے جس میں سنتالیس (۴۷) فلمی گیت شامل کیے گئے۔ تقسیم سے پہلے فلمی صنعت کے چار اہم مراکز، بمبئی، کلکتہ، لاہور اور مدراس تھے اور یہ

مراکز بہترین فلمیں بنانے، اداکاروں کو دریافت کرنے اور موسیقی تخلیق کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں مصروف رہے۔ عظیم فلمی ڈائریکٹروں، فلمی موسیقاروں، اداکاروں، گلوکاروں، شاعروں اور فلمی موسیقی سے وابستہ گیتوں کی تخلیق میں ان تمام مراکز نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ ایک اندازے کے مطابق ہندوپاک کی فلموں نے جو ہندی اُردو گیت تخلیق کئے ہیں اب تک اُن کی تعداد لاکھوں میں شمار کی جارہی ہے۔

فلمی صنعت کے قیام کے ساتھ ہی اہل فن نے فلمی دُنیا کی جانب رجوع کرنا شروع کردیا تھا۔ سب ہی شعبوں سے وابستہ عظیم فن کار چاہے وہ اداکار ہوں یا گلوکار، موسیقار ہوں یا شاعر، فلمی ڈائریکٹر ہوں یا فلم ساز، فلمی دُنیا کی سمت کھنچے چلے آئے۔ ۱۹۴۰ کی دھائی میں ٹاکیز فلموں کا طوطی بولنا شروع ہوا، اور فن کاروں کا ایک جم غفیر اپنے اپنے شعبوں میں مواقع اور کامیابیاں حاصل کرنے اور اپنا نام اور مقام بنانے میں مصروف عمل ہوگیا۔ اُسی زمانے میں چند چوٹی کے ادیب و شعرا بھی بمبئی، کلکتہ، لاہور، مدارس اور پونا کی فلمی دُنیا کی گلیوں میں جھانکتے دکھائی دیئے۔ پہلے پہل تو کم تر سطح کے لکھنے والے ادیب اور شاعر فلمی دُنیا میں شامل ہوئے لیکن جلد ہی فلمی سرمایا داروں نے سستے داموں فروخت ہونے والے کم درجہ فن کاروں کو نظر انداز کرنا اور چوٹی کے فن کاروں کو منہ مانگا معاوضہ دے کر فلمی دُنیا میں لانا شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے فلمی گیتوں کا معیار بڑھنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ گیت لکھنے والوں کو بھی عوام کی بڑی تعداد سے داد تحسین ملنے لگی اور اُن کی مقبولیت بڑھتی چلی گئی۔ فلمی دُنیا میں آنے والے ادیب و شعراء کو غم روزگار کی فکر سے چھٹکارا ملنے لگا۔ دیکھا جائے تو اُس دور میں بہت سے نامور افسانہ نگاروں اور شاعروں نے نوائیدہ فلمی دُنیا کی اُٹھان اور پرورش میں اپنا بہت سا خون پسینہ شامل کیا۔ ان بڑے شاعروں اور ادیبوں میں مجروح سلطان پوری، شکیل بدایونی، تنویر نقوی، قتیل شفائی کے علاوہ، پریم چند، کرشن چندر، سعادت حسن منٹو اور راجندر سنگھ بیدی جیسے عالمی شہرت یافتہ لکھنے والے شامل ہیں۔

اگرچہ فلمی دُنیا نے ادیب اور افسانہ نگاروں سے بہت سا کام لیا لیکن یہ کام زیادہ تر مکالمہ نویسی تک محدود ہو کر رہ گیا۔ فلمی کہانی کے خیال اور خاکے کا بہت سا کام پہلے سے طے شدہ ہوتا، کرداروں اور اداکاروں کا تعین اور ان کے فلم میں کردار کا بھی پہلے سے فیصلہ ہوجانے کے باعث افسانہ نگار کا کام اتنا ہی رہ جاتا تھا کہ وہ ان فلمی کرداروں کے منہ میں ایسے الفاظ ڈال دے جو اُن کرداروں کے جذبات و احساسات کی صحیح اور سچی ترجمانی کرسکے۔ کچھ اسی طرح کی صورت حال شاعروں کے ساتھ بھی پیش آئی، اُنھیں بھی گیت یا غزل کا بنیادی خیال اور جذبہ فلم کی سچویشن اور کردار کو مدنظر رکھ کر لکھنا پڑتا۔ اس کے علاوہ اُسے موسیقار کی دی ہوئی دُھن اور راگ کا بھی خیال رکھنا ہوتا۔ گیت کا لہجہ المیہ ہوگا یا طربیہ یہ سب پہلے سے طے شدہ ہوتا۔ کسی بھی گیت کار کو

بہت سی سخت پابندیوں میں رہ کر گیت تحریر کرنا پڑتے۔آغاز میں فلمی گیت نگاروں نے کٹھن مراحل طے کئے ،انہوں نے اس فن میں جو مشکلات جھیلیں اس نے فلمی گیت نگاری کے راستے اور معیارات متعین کر دیئے جس نے بعد میں آنے والوں کے لئے آسانیاں پیدا کر دیں۔شکیل بدایونی کی نغمہ نگاری کے حوالے سے فلموں میں ادبی معیارات پر بات کرتے ہوئے ریاست رضوی کا کہنا ہے کہ:

> ''شکیل بدایونی اُردو کے وہ شاعر تھے جنہوں نے ہندوستان کے فلمی گانوں میں پہلی مرتبہ ادبی زبان متعارف کروائی ، ان کے لکھے ہوئے نغموں میں ادبی چاشنی بھی تھی۔انہوں نے فلمی شاعری کے ذریعے مشرقی ثقافت اور تہذیب کو فروغ دیا اور ایک ایسا معیار قائم کیا جس تک بہت کم لوگ پہنچ سکے۔ان کے بعد مجروح سلطانپوری، ساحر لدھیانوی، اور کیفی اعظمی وغیرہ نے ان کے فلمی نغمہ نگاری کے میعار کو پانے کی کوشش کی''۔(۲)

ابتدائی فلمی گیتوں کی زبان و بیان ،لب و لہجہ اور فضا بندی ایسی تھی جس میں ایک ادبی چاشنی اور شاعرانہ رکھ رکھاو موجود تھا۔اس کی سب سے بڑی وجہ تھی کہ یہ سب ادیب وشعرا پہلے سے ہی اپنے اپنے فنون اور شعبوں میں مہارت حاصل کئے ہوئے ہوتے اور ادیبوں کی برادری اور ادبی دُنیا کے معاملات اور فن کی باریکیوں کو گہرائی سے دیکھنے اور پرکھنے کی اہلیت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان گیت نگاروں نے غیر فلمی ادب میں بھی اپنے کام کو آگے بڑھایا اور اپنی غیر فلمی شاعری کے مجموعے بھی شائع کئے۔انہوں نے فلمی گیتوں کو سخت پابندیوں میں رہ کر لکھا، سجایا ،سنوارا، اور عوام کے لئے انہیں نا صرف محبوب اور پسندیدہ بنا کر پیش کیا، بلکہ ان گیتوں کو ادب میں مقام دلوانے کی بھی پوری کوشش کی۔اُن شاعروں نے گیتو ں کو صاف اور سادہ زبان میں لکھ کر عام لوگوں کے مزاج سے ہم آہنگ کر دیا۔فلمی گیتوں کے مخالف ناقدین اسے عوامی اور سوقیانہ شاعری کہہ کر ہمیشہ نظر انداز کرتے آئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ فلمی گیتوں کی شاعری نے ہر طرح کے اُردو ہندی شعری ادب کو مقبولیت اور عوام پسندی میں پیچھے چھوڑ دیا۔اگر دیکھا جائے تو وہ شاہکار فلمی گیت جو بلند ادبی سطح بھی رکھتے ہیں وہ اُس وقت کے غیر فلمی گیت نگاروں ،مثلاً حفیظ جالندھری، میرا جی، اور مقبول حسین احمد پوری کے گیتوں زیادہ سے دُوری نہیں رکھتے۔اُردو، ہندی کے ادبی پنڈت فلمی نغمات کو ہمیشہ ہی کم تر شاعری سمجھتے چلے آئے ہیں ،اور فلمی نغمہ نگاروں کو کبھی بھی وہ ادبی مقام نہیں دیا گیا،جس کے وہ مستحق تھے۔اگر چہ اُردو ادب میں گیت ایک اہم صنف ہے،مگر اُردو فلمی نغمات کی شاعری کو اس صنف میں کبھی اہم جگہ نہیں دی گئی۔یہ ایک

حقیقت ہے کہ اگر اُردو، ہندی گیت کی صنف ابھی تک زندہ ہے تو وہ صرف اور صرف فلموں کے گیتوں کے باعث ہے۔

فیض کے مضامین پر مشتمل کتاب ''میزان'' کے ایک مضمون بعنوان (ادب اور ثقافت) میں لکھتے ہیں کہ:

> ''ہمارے ہاں یہ مغالطہ عام ہے کہ میر، غالب اور اقبال کے شعر کو تو ادب کہتے ہیں لیکن مختلف بولیوں کی عوامی کہاوتوں، گیتوں، قصوں اور کہانیوں کو ادب نہیں کہتے، یہ بات صحیح نہیں۔ قومی کلچر کسی شہر گلی محلے یا کسی چھوٹے سے طبقے یا گھرانے کی پسند یا نہ پسند کو نہیں کہتے۔ سارے معاشرے کے اجتماعی ظاہر و باطن کو کہتے ہیں۔'' (۳)

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فلمی گیتوں کے ذخیرے میں جس کی تعداد لاکھوں میں ہے بہت سا غیر معیاری اور بھرتی کا کام جمع ہو گیا ہے اور اس کی ہر تخلیق فنی سطح کی باریک بینیوں اور تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں لیکن اس طرح تو یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ اُردو ادب کے اس بے کراں سرمائے میں کتنا ایسا ادب ہے جسے اچھے ادب کا حصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہر صنف کے اپنے تقاضے اور اپنے معیارات ہیں اور اس میں ہر طرح کا اضافہ اُس کی ثروت مندی کا باعث ہوتا ہے۔

''نیو تھیٹرز'' اور ''بمبئے ٹاکیز'' کے عروج کا دور ختم ہونے اور فلمی گیتوں کا دور شروع ہونے سے لے کر اب تک فلمی گیتوں کے دامن میں کیا کچھ سمٹ کر نہیں آ گیا۔ عشق کی واردات، حسن کا بیان، محبوب کی بے وفائی، عشق و محبت، نفرت، رشک و حسد، اور رقابت فلمی گیتوں کا موضوع ہے تو دوسری طرف تقریبوں اور تہواروں کے گیت ہیں، شادی بیاہ، لوری، سالگرہ، مہندی، رخصتی، دُلہا اور دلہن کے گیت، بابل کے گیت، اور سہرے کے گیت ہیں۔ ہولی، دیووالی، راکھی، عید اور دسہرے کے گیت، رشتوں ناتوں کے گیتوں میں بہن بھائی کی محبت، ماں تا اور ماں کی عظمت کے گیت، بچپن کی یادوں، باغوں اور فطرت کی رنگینوں اور موسموں کا بیان ہے۔ برکھا رُت، ساون بھادوں، چودھویں کی چاندنی راتوں، پیا اور سیاں کے انتظار میں جاگی مٹیاروں اور ناریوں کے گائے ہوئے برہا اور جدائی کے گیت، ساون کے جھولوں، طلوع ہوتی صبحوں، ڈوبتی شاموں کے گیت شامل ہیں۔ ایک طرف حمدیہ اور نعتیہ گیت ہیں تو دوسری جانب بھجن اور دیوی دیوتاؤں سے عقیدت کا اظہار کرتے گیت شامل ہیں۔ مسجدوں، مندروں، گوردواروں، درگاہوں، قبرستانوں کے گیت شامل ہیں۔ دھرتی ماتا، دیس اور وطن کے لئے گائے گئے ترانے ہیں تو دوسری جانب دشمن کو للکارتے ہوئے قومی اور جنگی ترانے اور گیت شامل

ہیں ۔دوستوں کی وفاداری اور بے وفائی کے گیت ،موسیقی کی عظمت میں گائے گئے بہت سے فلموں کے ایسے گیت شامل ہیں جس میں کلاسیکی انداز گائیکی کو خصوصی طور پر اہمیت دی گئی ہے۔فلموں میں المیہ ،طربیہ، اور مزاحیہ اور مکالماتی گیت شامل کئے جاتے ہیں۔قوالیاں ،سلام اور محرم کیلئے گیت ہیں ۔نظمیہ گیت، غزلیہ گیت،اور خاص طور پر ادبی گیت بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ہیریں ،جگنیاں ،سیف الملوک ، علاقائی گیت، فوک،کلاسیکی، ڈسکو،پاپ ، راگوں اور گیتوں سے متعلق گیت ہیں۔سماج کی ناانصافیوں کو بیان کرتے ترقی پسندانہ گیت ہیں۔مانجھیوں، ملاحوں ،کسانوں ،مزدروں، تانگے بانوں، جوگیوں،سپیروں،فقیروں، جادوگروں ،تماشاگروں، جوکروں، جوتشوں ،ڈرائیوروں ، پھول بیچنے والوں کے گیتوں کی بھرمار سے فلمی گیتوں کا دامن بھرا پڑا ہے ۔جب ہم فلمی گیتوں کے موضوعات کو جانچنے پرکھنے اور تلاش کرنا شروع کریں تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا کسی نے موضوعات کاایک نہ ختم ہونے والا قصہ چھیڑ دیا ہو۔

فلمی گیتوں کے موسیقاروں نے بھی فلمی شاعروں کی طرح کچھ ایسے ہی سخت حالات میں دُھنیں ترتیب دیں۔انہیں بھی فلمی منظرنامے اور سچوئشن کے مطابق المیہ یا طربیہ فلمی دھنیں ترتیب دینا پڑتیں ۔انہیں بھی فلم کے ڈائریکٹروں اورفلم کے کرداروں کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کی پسند ناپسند کے پیش نظر گیت تخلیق کرنا پڑتے ۔انہیں حالات میں رہ کر ،نوشاد، ایس ڈی برمن، سی راما چندرا، مدھن موہن، شنکر جے کشن ،کلیان جی آنند جی لکشمی کانت پیارے لال ،خیام ، او پی نیئر، روی، روشن اور آر ڈی برمن نے سنہرے دور کے گیت کمپوز کئے۔ پاکستان میں بھی ۵۰ اور ۶۰ کی دہائی میں بہت سے نامور بڑے موسیقاروں نے یہی کام کیا۔ان موسیقاروں میں فیروز نظامی، غلام حیدر، بابا جی اے چشتی ،خواجہ خورشید انور، عنایت حسین ،رشید عطرے اور صفدر حسین کے نام قابل ذکر ہیں ،اس دور کے بعد میں آنے والے موسیقاروں کی ایک طویل فہرست ہے۔

فلمی گیتوں کے آغاز میں کلاسیکی موسیقی کے ساتھ ساتھ فوک موسیقی کا امتزاج پیدا کر کے لافانی فلمی میوزک پیدا کیا گیا جس کا سہرا اُس دور کے عظیم موسیقاروں شاعروں اور گلوکاروں کو جاتا ہے۔اگر آج کے ہمارے کچھ نامورفن کارفلمی ماحول اورفلمی گیتوں کے حوالے سے سخت پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے گھٹن محسوس کرتے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول جاتے کہ انہیں پابندیوں اور بندشوں میں رہتے ہوئے ان فنکاروں نے بیجو باورا، بسنت بہار، مغل اعظم ،انارکلی ، امراو جان، گائیڈ، پروفیسر، اور کٹی پتنگ جیسی یادگار اور نغمہ بار فلموں کے گیت تخلیق کئے ۔یہی حال پاکستان میں دوپٹہ، عشق لیلہ، سات لاکھ، قاتل ، انارکلی ،کوئل ، نیند، جھومر، غالب، گھونگھٹ ، اور آگ کا دریا جیسی یادگار اور نغمہ بار فلموں میں دکھائی دیتا ہے جن کی موسیقی کا جادو آنے والی

صدیوں تک گونجتا رہے گا۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اُردو ہندی فلمی نغمات نے اُن لوک گیتوں کو جو عام طور پر مذہبی تہواروں اور سماجی تقریبات میں گائے جاتے تھے دھیرے دھیرے سب کی جگہ فلمی گیتوں اور موسیقی نے لے لی۔

فلمی گیتوں نے اس سماج میں اپنی یہ حیثیت دو چار روز میں حاصل نہیں کی۔ اس کے لئے بہت سے فنکاروں اور اس سے وابستہ لوگوں نے اپنی عمروں کا سنہرا حصہ وقف کر کے اور اپنا خون پسینہ شامل کر کے اسے اتنا اونچا مقام دلوایا ہے۔ فلمی گیت زندگی کے ہر مرحلے اور ہر مقام پر ہمارے ہم نشین ہوتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر موت تک کے سفر کے ہر مرحلے میں گیت ہمارا تعاقب کرتے اور ہمارے ہم رکاب ہوتے ہیں۔ خوشی کا موقع ہو یا غم کا، ہر تہوار میں گیت اپنی ترنم، نغمگی اور شاعری کے میٹھے بولوں کے ساتھ ہمارے دل و دماغ میں ایک بازگشت لئے پھرتے ہیں۔

> ''ساحر بھی اپنے گیتوں کے مجموعے ''گاتا جائے بنجارہ'' کے پیش لفظ ''گذارش'' میں فلمی نغموں کو ایک صنف سخن قرار دیتے ہوئے اور ان پر عائد پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''ظاہر ہے کہ ان تمام پابندیوں کے ساتھ جو شعری ادب ظہور میں آئے گا وہ ان فنی بلندیوں کو نہیں چھو سکے گا جو ادب عالیہ کا حصہ ہیں۔ پھر بھی اس صنف کی اہمیت اور افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا اپنا ایک دائرہ ہے جو کتب، رسائل، ریڈیو اور تھیٹر سب سے وسیع ہے اور اس کے ذریعے ہم اپنی بات کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔''(۴)

دراصل ہندی فلموں میں نغموں کی تمام جہتیں مکمل تحقیق کی متقاضی ہیں اور ایک سرسری مضمون اس موضوع کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ فلمی گیتوں کی چند مثالیں ملاحظہ کریں۔

(II) ہندوستانی فلمی نغمہ نگاروں کے چند گیت:

ہم آج کہیں دل کھو بیٹھے یوں سمجھو کسی ہو بیٹھے	مجروح سلطان پوری	(انداز)
بابل کی دُعائیں لیتی جا، جا تجھ کو سکھی سنسار ملے	شکیل بدایونی	(نیل کمل)
تمہیں میرے مندر تمہیں میری پوجا تمہیں دیوتا ہو	راجندر کرشن	(خاندان)
تُو پیار کا ساگر ہے تیری اک بوند کے پیاسے ہم	شیلندر	(سیما)
رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں یہ مرادوں کی حسیں	ساحر لدھیانوی	(غزل)

یہ شام مستانی مدہوش کیے جائے مجھے ڈور کوئی کھینچے	آنند بخشی	(کٹی پتنگ)
مشکل ہے بہت مشکل چاہت کا بھلا دینا	کھیم چند پرکاش	(محل)
دل کا کھلونا ہائے ٹوٹ گیا کوئی لٹیرا آ کے لوٹ گیا	بھارت ویاس	(گونج اُٹھی شہنائی)
ہائے جیا روئے	پریم دھون	(ملن)
چندن سا بدن چنچل چتون دھیرے سے تیرا یہ مسکانہ	اندیور	(سرسوتی چندرا)
پنکھ ہوتے تو اُڑ آتی رے رسیا او بالما تجھے دل کا داغ	حسرت جے پوری	(سہرا)
نیناں برسیں رم جھم رم جھم پیا تورے آون کی آس	راجہ مہدی علی خان	(وہ کون تھی)
دھیرے دھیرے مچل اے دل بے قرار کوئی آتا ہے	کیفی اعظمی	(انوپما)
خواب بن کر کوئی آئے گا تو نیند آئے گی	جاں نثار اختر	(رضیہ سلطانہ)
کہیں دُور جب دن ڈھل جائے سانجھ کی دُلہن بدن چرائے	یوگیش	(آنند)
نہ یہ چاند ہوگا نہ تارے رہیں گے مگر ہم ہمیشہ تمہارے	ایس ایچ بہاری	(شرط)
کہیں دیپ جلے کہیں دل ذرا آ کر دیکھ لے پروانے	اندیور	(سرسوتی چندرا)
اس دل کی حالت کیا کہیے جو شاد بھی ہے نہ شاد بھی ہے	علی سردار جعفری	(انہونی)
تیرے بِنا زندگی سے کوئی شکوہ تو نہیں	گلزار	(آندھی)
اہل دل یوں بھی نبھا لیتے ہیں درد سینے میں چھپا لیتے ہیں	نقش لائلپوری	(درد)
میرا جیوں کورا کاغذ کورا ہی رہ گیا جو لکھا آنسوں کے سنگ	ایم جی حشمت	(کورا کاغذ)
منزلیں اپنی جگہ ہیں راستے اپنی جگہ	انجان	(شرابی)
گھنگرو طرح بجتا ہی رہا ہوں مَیں کبھی اس پگ میں	راجندر جین	(چور مچائے شور)
ہر گھڑی بدل رہی ہے دھوپ زندگی چھاؤں ہے کبھی	جاوید اختر	(کل ہو نہ ہو)
سلسلہ یہ چاہت کا نہ مَیں نے بجھنے دیا او پیا نہ بجھا ہے	سمیر	(دیوداس)

(III) پاکستانی فلمی نغمہ نگاروں کے چند گیت:

ساگر روئے لہریں شور مچائیں یاد پیا کی آئے نیناں بھر	تنویر نقوی	(کوئل)
پریشاں رات ساری ہے ستارو تم تو سو جاؤ	قتیل شفائی	(عشق لیلیٰ)
ہوا سے موتی برس رہے ہیں فضا ترانے سنا رہی	جوش ملیح آبادی	(آگ کا دیار)

نگاہیں ہوگئیں پرنم ذرا آواز دے دینا	مشیر کاظمی	(گمنام)
پائل میں گیت چھم چھم کے تو لاکھ چلے ری گوری تھم تھم کے	سیف الدین سیف	(گمنام)
اے چاند اُن سے جا کر میرا سلام کہنا	طفیل ہوشیار پوری	(سرفروش)
دل کے افسانے نگاہوں کی زباں تک پہنچے	احمد راہی	(باجی)
ہم نے جو پھول چنے دل میں چبھے جاتے ہیں	حزیں قادری	(سہیلی)
ہم بھول گئے ہر بات مگر تیرا پیار نہیں بھولے	فیاض ہاشمی	(سہیلی)
جس نے میرے دل کو درد دیا اُس شکل کو	منیر نیازی	(سسرال)
کسی چمن میں رہو تم بہار بن کے رہو	حمایت علی شاعر	(آنچل)
ہاں اسی موڑ پر اس جگہ بیٹھ کر تم نے وعدہ کیا تھا	مسرور انور	(دوراھا)
اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں	احمد فراز	(انگارے)
مجھے چھوڑ کر اکیلا کہیں دُور جانے والے	مظفر وارثی	(ہمراہی)
نگاہیں ہوگئیں پرنم ذرا آواز دے دینا	بابا سیاہ عالم پوش	(لٹیرا)
تُو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی	حبیب جالب	(زرقا)
کسی مہرباں نے آ کے میری زندگی سجا دی	تسلیم فاضلی	(شمع)
ابھی ڈھونڈ ہی رہی تھی تمہیں یہ نظر ہماری	کلیم عثمانی	(بے وفا)
دل ویراں ہے تری یاد ہے تنہائی ہے	خواجہ پرویز	(آئینہ)
دُنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم نہیں	دُکھی پریم نگری	(جاگ اُٹھا انسان)
کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ بہاریں وہ سماں	اختر یوسف	(چکوری)
لے آئی پھر کہاں پر قسمت ہمیں کہاں سے	شیون رضوی	(سالگرہ)
ہمیں کھو کر بہت پچھتاؤ گے جب ہم نہیں ہوں گے	سرور بارہ بنکوی	(احساس)
تنہا تھی اور ہمیشہ سے تنہا ہے زندگی	صہبا اختر	(جلتیارمان بجھتے دیپ)
کل تک جو کہتے تھے اپنا آج وہی بیگانے ہیں	ریاض شاہد	(بہشت)

یہ تمام گیت محبت کے نغمات کی وہ مثالیں ہیں جو بہترین اُردو شاعری کی نمائیدگی کرتی ہیں ۔ یہ بات تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ مجروح سلطان پوری، شکیل بدایونی، تنویر نقوی، قتیل شفائی، شیلندر، راجندر کرشن، ساحر

لدھیانوی، سیف الدین سیف، آنند بخشی ، اورحسرت جے پوری فلمی نغمہ نگاری کے بہت بڑے استاد ہیں۔اگر چہ بعد میں آنے والے فلمی شاعروں نے کچھ کم کامیابیاں حاصل نہیں کیں بلکہ انہوں نے اس کاروان کو آگے بڑھانے میں بہت زیادہ حصہ ڈالا اور بعض بعض موقعوں پر تو سبقت بھی لے جاتے دکھائی دیتے ہیں لیکن اولیت پھر پرانے فلمی نغمہ نگاروں کو ہی حاصل رہے گی۔ بعد میں آنے والے ہندو پاک کے فلمی نغمہ نگاروں میں جو لوگ خصوصیت کے حامل ہیں ان میں انجان، اندیور، کیفی اعظمی، جانثار اختر، یوگیش، ایس ایچ بہاری، گلزار، جاوید اختر، سمیر اور دوسرے شامل ہیں۔ پاکستان میں مسرور انور، تسلیم فاصلی، حزیں قادری جیسے قابل قدر نام شامل ہیں

۔

ان نغمہ نگاروں نے فلموں کے لئے لکھا لیکن اُن کے نغمات فلمی کہانی ہی کے نہیں بلکہ سماج کے عام فرد اور معاشرے کے چلتے پھرتے کرداروں کے ذہنی و جذباتی کیفیات کے بھی عکاس ہیں۔ لوگ عام طور پر انہیں اُن کے نغمات کی حوالے سے پہچان لیتے ہیں، جب کبھی یہ شعراء غریب اور پس ماندہ لوگوں کے لئے لکھنے بیٹھتے تو وہ جانتے تھے کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں وہ مشکل وقتوں میں اُن کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بات اکثر غیر فلمی اُردو شعراء کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی۔ مزدور اور کسانوں کے لئے جو شاعری لکھی جاتی ہے وہ اُسے سمجھ ہی نہیں پاتے۔ ایسا نہیں کہ آج ایسی شاعری پیدا ہی نہیں ہو رہی، آج بھی بہت سے اچھے نغمات لکھے جا رہے ہیں جیسے جاوید اختر، گلزار، ندا فاصلی اور بہت سے دیگر شعراء کے ہاں ہمیں ایسے نغمات دکھائی دے رہے ہیں جنہیں معیاری ادب بھی کہا جاسکتا ہے۔

> ''ساحر لدھیانوی نے اپنے گیتوں کے مجموعے ''گاتا جائے بنجارہ'' میں ''گزارش'' کے عنوان سے دیباچہ لکھتے ہوئے فلمی گیتوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''ہمارے دوسرے تہذیبی شعبوں کی طرح ہمارا یہ شعبہ بھی ابھی تک زیادہ تر ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو ذاتی منافع کو سماجی ضرورت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس باعث ہماری فلمی کہانیوں، فلمی دُھنوں اور فلمی نغموں کا معیار عام طور پر بہت پست ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ادبی حلقے فلمی ادب کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔'' (۵)

ساحر کا مَتمع نظر یہ ہے کہ فلمی گیت ادبی شاعری کے ہم پلہ ہو سکتے ہیں۔ گیتوں پر تنقید کرتے ہوئے ناقدین کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ فلمی نغمہ کس کردار کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا ہے پھر یہ کہ فلمی نغموں کی بحروں کے سانچے مروجہ شاعری سے مختلف ہیں اور تعداد اور نوعیت کے لحاظ سے ترقی پذیر ہیں اور رہیں گے۔ جس طرح

پرانی ادبی شاعری یعنی غزل، نظم اور دوسری اصناف تخلیقی شاعری ہیں اور اسی طرح فلمی گیت بھی تخلیقی مدارج طے کررہے ہیں۔ فلمی گیت بھی مقصدیت کے حامل ہوتے ہیں اور لوگوں میں سماجی، سیاسی اور اخلاقی نظریات عوام تک پہنچانے کا ذریعہ بھی ہیں۔

جب ہم بہترین ادبی دُنیا کا بہترین فلمی دُنیا کی شاعری سے موازانہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ فلموں میں بھی اچھی شاعری کے ساتھ ساتھ برس ہا برس بہت سا اضافی اور بھرتی کا ادب تخلیق ہوتا رہا ہے اور غیر فلمی ادب میں بھی یہ کار فرمائی نظر آتی ہے۔ چنانچہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہندو پاک کے کالجوں اور یونیورسٹوں میں اُردو ہندی نغمات کو نا صرف تعلیمی نظام کا حصہ بنایا جائے بلکہ اس معاملے کو اب سنجیدگی سے لیا جا نا چاہیے۔ اگر ان فلمی گیتوں اور موسیقی کو سرکاری طور پر یکجا، مربوط اور اکھٹا کر کے محظوظ نہ کیا گیا تو اس فلمی اثاثے کو خود اپنے ہاتھوں سے برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ یقینی طور پر اس سرمائے کو سرکاری یا انفرادی طور پر محفوظ کیا جانا چاہئے، خاص طور پر فلمی گیتوں کی بتدا سے لے کر ۱۹۶۰ء تک کی فلمی موسیقی کی تاریخ کا ایک بے حد قیمتی حصہ گم شدہ ہے، اگر چہ اسے محفوظ بنانے کا شعور اداروں اور لوگوں میں پہلے سے بہت بڑھ چکا ہے اور اس پر موسیقی کے کئی نجی ادارے کام بھی کر رہے ہیں لیکن یہ حکومتی سر پرستی کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔ ابھی تک موسیقی کے شوقین حضرات جن کے پاس اِن فلمی گیتوں کا ذخیرہ اور گم شدہ کڑیاں موجود ہیں وہ ''میرا خزانہ میں نہ بانٹوں'' کی مثل کے مصداق ان گیتوں کی دوسروں تک رسائی میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور یہ سب متروکہ فلمی موسیقی اور اس کے قیمتی سرمائے کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔

(ب) فلمی گیتوں میں شعری خوبیاں:

فلمی گیتوں کے شعری پہلوؤں پر توجہ کی جائے تو دکھائی دیتا ہے کہ فلمی گیتوں میں اچھی اور عمدہ شاعری کی تمام اہم خوبیاں شامل ہیں جن میں اظہار، ابلاغ، آفاقیت، الیگزری، داخلیت و خارجیت، خود کلامی، خوش مذاقی اور مزاح نگاری، جزئیات نگاری، مشکل پسندی، بے ساختگی، دبستانوں اور لہجوں سے وابستگی، حسن بیان، حقیقت پسندی، جدت پسندی اور روایت پرستی، روشن خیالی، رجائیت، غم دوراں اور غم جاناں کا بیان اس طرز کی شاعری میں ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فطرت نگاری، فصاحت و بلاغت، مشاہدہ، مقصدیت، نظریہ سازی، طبقاتی شعور، حقیقت نگاری، المیہ وطربیہ شاعری، ہیت پرستی، ہیجان انگیزی، شعروں میں روزمرہ سے کا بیان، رومان اور ذوق سلیم، جمالیات، روح عصر کا عکس، اور غنائیت سبھی کچھ شامل ہے۔ فلمی شاعری میں ہیتوں کو برتنے کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی پوری تصویر جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ اس میں شہر آشوب بھی ہے اور ثقافتوں کا تقابلی رنگ

اور ذائقہ بھی ، اس میں جنگ نامہ بھی ہے اور امن و آشتی کا درس بھی ۔نظریات کا اظہار ہے جس میں سرمایہ داری اور جاگیردارانہ نظام کے خلاف ردِعمل شامل ہے ۔فلمی شاعری میں مذہبیت سے بھرپور شاعری بھی ہے اور سیکولر اور صوفیانہ شعریت سے بھرپور اظہار بھی شامل ہے ۔ اگر خمریات سے مست گیتوں کا ایک جم غفیر دکھائی دیتا ہے تو دوسری جانب صبر وقناعت کا درس دیتے گیتوں کی ایک پوری جماعت دکھائی دیتی ہے۔

فلمی گیت آفاقیت اور اجتماعیت کی ایک بھرپور آواز ہیں ۔ ان گیتوں کے شاعروں نے تجربہ، تخیل آفرینی ،اورتشبیہ واستعارہ کا جا بجا استعمال کیا ہے۔فلمی گیتوں میں موسیقیت ،غنایت اور تغزل بلا کا ہے ۔ تلمیح سازی ،تمثال آفرینی ، ردیف قافیہ اورٹیپ کے مصرعے کو برتنے کے ہزاروں ڈھنگ نت نئی ہیتوں میں جلوہ گر دیکھائی دیتے ہیں۔روزمرہ اور ٹکسالی زبان سے مزین گیت تو فلمی شاعری کا جھومر ہیں ، یہ گیت عام فہم اور عوام پسند گیتوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ایسے بھی بہت سے گیت فلمی گیتوں میں شامل ہیں جسے اُردو شاعری میں حبسیہ کی شاعری کہا جا تا ہے ،حبسیہ کی شاعری میں قید خانے میں لکھی جانے والی شاعری شامل ہے، جیسے فیض احمد فیض کی بہت سی نظمیں اورحسرت موہانی کی بہت سے غزلیں قید خانوں کے ذکر سے بھری پڑی ہیں ۔مَیں نے آئندہ اوراق میں ان پہلوؤں کو مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔غرض فلمی شاعری میں اپنے عہد اور سماجی انحطاطی کا پورا شعور عیاں ہے ۔ان میں اپنی اقدار اور قومی غیرت کا اظہار بھی ملتا ہے ،ضروری یہ ہے کہ فلمی گیتوں کو ان حوالوں سے بھی دیکھا پڑھا اور سنا جائے ، کیونکہ فلمی گیت ایک پوری صدی کا احاطہ کرنے کے قریب ہیں اور انہوں نے سرحد کے دونوں جانب عوام کی ایک بڑی تعداد کے قلب و ذھن میں ایک نفسیاتی اور شعوری ردِعمل پیدا کیا ہے۔ یہ گیت ہماری یادوں سے جڑے ہمارے ناسٹلجیا کا حصہ ہیں ،فلمی گیت ہمارے بچپن ، جوانی ، ہمارے بچھڑے ہوئے اپنوں اور پیاروں کی یادوں کو پھر سے زندہ کردیتے ہیں ۔فلمی گیت ہماری گزری زندگی کے واقعات کی یادوں کی ایسی ڈوری ہیں جن پر کسی نہ کسی گیت کی گرہ لگی ہے ،ان گرہوں کو کھولنے پر ہم خوشی اور غم کی ایک ہلکی سی آنچ کی تپش اور ایک میٹھا اور کومل احساس ضرور محسوس کرتے ہیں ۔فلمی گیت ہماری خوشیوں ،غمیوں اور اُداسیوں کے ساتھی ہیں ۔ شادی بیاہ سے لے کر دُنیا کی بے ثباتی تک کے بے شمار ایسے گیت ہیں جو خوشی کے ایک لازوال لمحے کی طرح اچانک کسی بلبلے کی طرح ہماری یاداشت پر اُبھر آتے ہیں ۔ بچھڑے ہووں کی یاد اور رفتگاں کے احساس زیاں سے لبریز ایسے بھی بہت سے گیت ہیں جو آج بھی یاد آ جائیں تو ایک نامعلوم سی اُداسی ہمارے رگ و پے میں سراعت کر جاتی ہے اور ہم کچھ دیر کو ہی سہی ،اُس یاد یا احساس سے قریب تر ضرور ہو جاتے ہیں ،غرض فلمی گیت ہمارے ناسٹلجیا کا حصہ بن چکے ہیں۔

(۱)   رشتے ناتوں کے گیت:

فلمی گیتوں میں یہ خاصیت ہے کہ ان میں جہاں شعری محاسن کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں وہیں ان میں موضاعات کا تنوع بھی زیادہ ہے۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں بھی ہچکاہٹ نہیں کہ فلمی گیتوں میں موضوعات کا جتنا تنوع ہے وہ اُردو شاعری کی کسی دوسری صنف میں موجود نہیں۔ اس تنوع کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ گیت فلم کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر لکھے جاتے ہیں اور فلم ایک ایسا میڈم ہے کہ جس میں زندگی اپنے ہزار ہا رنگوں اور صورتوں میں بکھری پڑی ہے، سچ اور جھوٹ، پیار اور نفرت، ایثار و قربانی، وفا داری اور بے وفائی سے آمیختہ زندگی اور رشتوں ناتوں، تعلق اور بے تعلقی کے لاتعداد رنگوں میں بکھری ہوئی حقیقتیں فلمی گیتوں کی شاعری کا نچوڑ ہیں۔ فلموں میں زندگی کی اسی نت نئی صورت حال کو پیش نظر رکھ کر گیت لکھے اور پیش کئے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فلمی گیتوں کے موضوعات کا دائرہ روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ رشتے ناتوں سے متعلق گیتوں کا ایک لا متناہی سلسلہ ہے جس کے لئے چند ایک گیت ہی مثالوں کے حوالے کے طور پیش کیے جا سکتے ہیں، ان رشتہ ناتوں میں ماں، باپ، بہن بھائی، بیٹا اور بیٹی کے حوالے سے گیت ملتے ہیں، اولاد اور بچوں کے حوالے سے گیت ہیں۔ دیگر رشتوں میں بھابھی اور بزرگوں کے حوالے سے گیت ہیں۔ دوستوں اور سہیلیوں، خاوند بیوی، سوتن، بھائی بھابیوں کے گیت شامل ہیں۔ شادی بیاہ، پر رخصتی اور بدائی کے گیتوں کے ساتھ ساتھ راکھی، دسہرے کے گیت ہیں جن میں سے چند ایک کو حوالے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

ساحر لدھیانوی کا لکھا فلم ''کبھی کبھی'' کا ایک گیت جو ایک ماں اپنی بیٹی کے حوالے سے گاتی ہے، ماں اور بیٹی کے خوبصورت رشتے کی کیسی دلکش عکاس ہے، گیت کے بول کچھ یوں ہیں

''میرے گھر آئی ا یک ننھی پری چاندنی کے حسین رتھ پہ سوار

اُس کے آنے سے میرے آنگن میں کھل اُٹھے پھول گنگنائی بہار
دیکھ کر اُس کو جی نہیں بھرتا، چاہے دیکھوں اُسے ہزاروں بار

مَیں نے پوچھا اُسے کہ کون ہے تُو، ہنس کے بولی کہ مَیں ہوں
تیرا پیار
تیرے دل میں تھی مَیں ہمیشہ سے گھر میں آئی ہوں آج پہلی بار'' (۶)

سماجی بندھنوں رشتہ داریوں، اور گھر آنگن کی تصویریں جھلکتی دکھائی دیتی ہیں۔ ذیل کی فہرست میری اس بات کی غمازی کرتی ہے:

(I) ماں کے حوالے سے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تارے ٹوٹا کرتے ہیں، کبھی نہ	۱۹۷۰	آنسو اور مسکان	اندیور	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
او ماں تارا کوئی بھی آج گنگن سے	۱۹۷۰	آنسو اور مسکان	اندیور	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
مجھے دل سے نہ بھلانا۔ پیاری ماں	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	رابن گھوش	نیرہ نور
مَیں کبھی بتلاتا نہیں، پر اندھیرے	۲۰۰۷	تارے زمین پر	پرسون جوشی	شنکر احسان لوئے	شنکر مہادیون

(II) باپ اور بابل کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
چھوڑ بابل کا گھر موہے پی کے نگر	1950	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
پیارے بابل سے بچھڑ کے ہو گھر کا	۱۹۵۶	راج ہاتھ	ن۔م	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بابل کی دُعائیں لیتی جا، جا تجھ کو	۱۹۶۸	نیل کمل	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
چلی میری دلہن کی ڈولی	۱۹۷۰	درپن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
ڈولی میں بٹھائے کے کہار	۱۹۷۲	امر پریم	ن۔م	آر ڈی برمن	ایس ڈی برمن
اے میرے بیٹے	۱۹۷۳	آ گلے لگ جا	ن۔م	آر۔ڈی۔برمن	کشور کمار
ذرا دھیرے ذرا دھیمے لے کے	۱۹۸۵	اِک پل	گلزار	بھوپن ہزاریکا	بھوپندر
جس کی بٹیا بڑی ہوگئی، اُس کی	۱۹۸۸	دانہ پانی	حسرت جے پوری	انو ملک	انو ملک

(III) بیٹیوں کے گیت:

جھولا کن نے ڈالا رے ہم ریّاں	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	شاہدہ خان
اب جو کئے ہو داتا، ایسا نہ کی جیو	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	رچھیا شرما

(IV) بہن بھائی گیت:

پھولوں کا تاروں کا سب کا کہنا ہے	۱۹۷۱	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	کشور کمار، لتا
جھولا باہوں کا آج بھی دو ناں مجھے	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	سادھنا سرگم، شیری نیواچل

میرے بھائی ترے ہاتھ جوڑتا	ن۔م	نصیب	آنند بخشی	لکشمی ک پیارے لعل	امیتابھ بچن۔رفیع

(V) بھابھی کے گیت:

تھری چیئرز فار بھابھی ہپ ہپ	۱۹۶۷	دیور بھابھی	فیاض ہاشمی	عنایت حسین	احمد رشدی
بھابھی میری بھابھی تم جیو ہزاروں	۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
بھابھی کی انگلی میں ہیرے کا چھلا	۱۹۷۵	تپسیا	ن۔م	راجندر جین	ہیم لتا۔چندرانی

(VI) دوستوں اور سہیلیوں کے گیت:

کہاں ہو تم سہیلیوں کہاں ہو تم	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
یہ دوستی ہم نہیں چھوڑیں گے توڑیں	۱۹۷۵	شعلے	ن۔م	آر ڈی برمن	کشور۔منا ڈے
اے سکھی رادھیکے بانوری ہوگئی	۱۹۷۸	جرمانہ	ن۔م	آر ڈی برمن	لتا۔منا ڈے

(VII) سوتن کے گیت:

مورا ساجن سوتن گھر جائے اب	۱۹۷۱	پاکیزہ	مجروح سلطان پوری	نوشاد	لتا منگیشکر
بس گیو تو سوتنیا کے دوار سجنا کہاں	۱۹۷۱	دوستی	ن۔م	اے حمید	نور جہاں

(VIII) بچوں اور لوریوں سے متعلق گیت:

فلمی گیتوں میں زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو تشنہ یا پنہاں رہا ہو۔ان گیتوں میں بچوں سے محبت ، چاہے وہ والدین کی جانب سے ہو، یا عزیز رشتہ داروں یا اساتذہ کے حوالے سے، اُنہیں پڑھانے، سکھلانے ، یا رجھانے کے نقطہ نظر سے ۔ بے شمار ایسے فلمی گیت مل جاتے ہیں جن میں بچوں کو گیت اور موسیقی کے ذریعے سکھایا جاتا رہا ہے، اور تو اور ماں کے حوالے سے ایسی لوریوں کی تعداد کم نہیں جو ہندو پاک کی فلموں میں ہمیشہ شامل کی جاتی رہی ہیں۔ ان گیتوں میں لوک کہانیاں ، اور لوک گیت پیش کئے جاتے رہیں ہیں ،ان میں پہیلیوں اور کہانیوں کا ذکر کیا جاتا رہا ہے۔''ننھی منی گڑیا رانی ایک پہلی بوجھوناں،۔یا'' آ و بچوں آج تمہیں میں ایک کہانی سناتا ہوں''۔وغیرہ جیسے مقبول گیت شامل ہیں۔ چند گیت نمونے کے طور پر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
او البیلے پنچھی تیرا دُور ٹھیکانہ ہے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	آشا،اُشا منگیشکر

لگ چھپ جانا لُک چھپ جانا	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
اِک دور نیا دُنیا میں شروع بچوں	۱۹۵۹	دیپ جلتا رہے	ساحر لدھیانوی	روشن	آشا۔کورس
نہ رو بھائی نہ رو (بچے کا گیت)	۱۹۵۹	دیپ جلتا رہے	ن۔م	روشن	محمد رفیع، ویجایا
مان بھی جاؤ گڑیا رانی نہیں روٹھنا	۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
ننھی گڑیا رانی ایک پہیلی بوجھو ناں	۱۹۶۹	عندلیب	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلہ
ٹوئنکل ٹوئنکل لٹل اسٹار	۱۹۷۰	پورب اور پچھم	ن۔م	کلیانت جی آنند جی	آشا۔مہندر کپور
آؤ بچوں آج تمہیں مَیں ایک کہانی	۱۹۷۹	مسٹر نٹور لعل	ن۔م	آر۔ڈی برمن	امیتابھ بچن
چندا چمکے	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتن للت	بابل، مہالکشمی، عامر خان

(IX) لوریاں:

سو جا رے سو جا لعل ہمارے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
اِک میرا چاند اک میرا تارا	۱۹۶۴	شکریہ	ن۔م	ایم اشرف	نسیم بیگم
کھویا کھویا چندا، کھوئے کھوئے	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	کشور کمار	کشور کمار	کشور کمار
آج کل میں ڈھل گیا، دن ہوا تمام	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
چندا کے ہنڈولے میں اُڑن کھٹولے	۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
آ تجھ کو سناؤں لوری حالات سے	۱۹۶۶	بدنام	مسرور انور	دیبو بھٹا چاریہ	آئرن پروین
ننھی منی گڑیا رانی ایک پہیلی	۱۹۶۹	عندلیب	نثار بزمی	ن۔م	رونا لیلہ
اونٹ کھٹ ننھی لاڈلی، دیر سے	۱۹۶۹	ننھا فرشتہ	ساحر لدھیانوی	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
تُو چندا ہے میرا	۱۹۷۰	بے قصور	تنویر نقوی	ایم اشرف	نور جہاں
تجھ جیسی لاڈلی لاکھوں میں ایک	۱۹۷۲	رواج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
تُو ہے پھول میرے گلشن کا تُو	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	مسرور انور	ایم اشرف	مالا
میری گڑیا پیاری سب سے لاڈلی	۱۹۷۵	زینت	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
میرے گھر آئی ایک ننھی پری	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	لتا منگیشکر
میرے لعل مجھ پہ تُو کر مہربانی	۱۹۷۸	یاروں کا یار	ورما ملک	کلیانت جی آنند جی	آشا بھونسلے
یسودہ کا نند لالہ، برج کا اُجالا ہے	۱۹۸۶	سجنوگ	انجان	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
ماں۔دیکھ مَیں کہاں چھپا ہوں	۱۹۸۶	سجنوگ	انجان	لکشمی کانت پیارے لعل	کویتا، ایس بی شیلا جا

(X) بچپن سے متعلق گیت:

دھڑ کے میرا دل مجھ جوانی رام قسم	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم۔کورس
بچپن کے دن بھلا نہ دینا آج ہنسے	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔شمشاد بیگم
بچپن کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
سو جارے سو جا لعل ہمارے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
بچپن کے دن بھی کیا دن تھے ،اُڑتے	۱۹۵۹	سُجاتا	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	آشا۔گیتا دت
یادش بخیر بچپن میں کھلے تھے گھر	۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی

(XI) فلمی گیتوں میں فطرت نگاری:

فلمی گیتوں میں ہندوستان کے پرانے عوامی اور لوک گیتوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے، یہاں رم جھم میگا برسے کی ''ساونی ملہار'' کی تانیں سنائی دیتی ہیں اور لال چندریا بھیجی جائے کی دہائی اور التجا بھی نظر آتی ہے۔ جیسے ''کھول دے کوریا ساجنا''۔ اور ''سیاں کی گودی میں گیندا بن جاؤں گی''۔ یہی بازگشت ہمارے فلمی گیتوں کا ماخذ ہیں یہاں اس حوالے سے ساون بھادوں کے ہجر میں ڈوبے ہوئے لمحات کا ذکر ملتا ہے۔

کہی کے ہاتھ چٹھی لکھ بھجوں کہی کے ہاتھ سندیس؟
کاگا ہاتھ چٹھی لکھ بھجوں پنچھی ہاتھ سندیس؟

فلمی گیتوں میں پاک وہند اور اس پورے علاقے کی مشرقی تہذیب اور ثقافت کی ترجمانی ملتی ہے۔ اس میں جہاں برصغیر پاک و ہند کا وسیب اور اس کے باسیوں کا مکمل عکس جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے، وہیں خارج یعنی، سماج اور فطرت کا بیان، موسموں کی آنکھ مچولی، جس میں جاڑے، گرمی اور ساون بھادوں کی کیفیات ہیں، ساون کے جھولے ہیں، درختوں کی گھنی چھاؤں، بگلوں کی قطاریں، کوئل کی کوک، پپیہے کی آواز، خوشی ومسرت، میلے ٹھیلے، جذبات،، لوریاں،، شادی بیاہ، پردیسی کی محبت، تہوار اور چوپال کی جمگھٹے، کھیتوں کھلیانوں، چاندکی چودھویں راتوں، اور گرمی کی چاندی راتوں کا ذکر ملتا ہے۔ صبحیں اور شامیں دکھائی دیتی ہے اور شکر دوپہر کی شدت محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہ گیت ساون، بھادوں، اور پھاگن کے گیتوں اور تہواروں سے مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں اور اُردو کی روایتی شاعری سے اپنا ایک الگ منظر نامہ بناتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان گیتوں میں کہیں ندی کا کنارہ ہے، تو کہیں چنچل ہوا سنساتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ کہیں نیلا آکاش ہے تو کہیں ساون کی جھومتی ہوئی گھٹائیں اُڑتی دکھائی دیتی ہیں۔ کہیں ندیا کنارے چھپتے ہوئے ستارے ہیں تو کہیں

ویرانوں میں مدھر چاندنی راتیں ہیں اور کہیں ساگر روتے اور شور مچاتے دکھائی دیتے ہیں۔فلمی گیتوں میں امبوا کی ڈاریوں میں بھیگے بدن کی خوشبو محسوس ہوتی ہے تو کہیں بے قرار بہاروں میں ساون کی جھولے پڑتے ہیں۔ ان گیتوں میں بہاروں اور باغوں کے پھولوں پہ اُمڈتا ہوا بھرپور نکھار جلوہ افروز ہے۔ ہجر کی ستائی ہوئی کوئی دوشیزہ چاندنی راتوں میں تاروں سے باتیں کر رہی ہے، جس کے دل میں چندا کے دم بھر منہ پھیرنے پہ محبوب کو پیار کرنے کی حسرتیں دل میں انگڑائیاں لیتی ہیں، یہاں کھلے آسمان پر کھوئے کھوئے چاند دکھائی دیتے ہیں، اور جھولے میں پون کے پیار کرنے کی تمنا ہے۔ غرض فلمی گیتوں میں نیچر اور فطرت کے صد ہا رنگ جلوہ گر ہیں اور فلمی گیت کاروں نے ہندوستانی خطے اور دھرتی پہ اُترنے والے موسموں، پہروں اور رنگوں کو کبھی فراموش نہیں کیا اور انہیں فلمی پردے پہ پیش کی جانے والی شاعری میں ہمیشہ خاص مقام دیا ہے۔ فطرت کے دلآویز منظر کو فلمی شعرا نے ہمیشہ گیتوں کا موضوع بنایا، حسرت جے پوری کا لکھا ایک گیت جسے فلم آرزو، جو ۱۹۶۵ میں پیش کی گئی لتا منگیشکر کا گایا یہ گیت آج بھی سننے والے کو مسحور کر دیتا ہے، فطرت نگاری کا ایک خوبصورت مثال ہے۔

بے دردی بالما تجھ کو میرا من یاد کرتا ہے
تڑپتا ہے جو آنکھوں سے وہ ساون کرتا ہے

کبھی ہم ساتھ گزرے جن سجیلی راہ گزراوں سے
خزاں کے بھیس میں گرتے ہیں اب پتے چناروں سے
یہ راہیں یاد کرتی ہیں یہ گلشن یاد کرتا ہے

وہی ہیں جھیل کے منظر، وہی کرنوں کی برساتیں
جہاں ہم تم کیا کرتے تھے پہروں پیار کی باتیں
تجھے اِس جھیل کا خاموش درپن یاد کرتا ہے (۷)

(ج) فطرت اور موسموں کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نا ہیں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم

آ چل کہ تجھے مَیں لے کے	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	کشور کمار	کشور کمار	کشور کمار
دیوانہ ہوابادل، ساون کی گھٹا چھائی	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	محمد رفیع
بے دردی بالما تجھ کو میرا من یاد کرتا ۱۹۶۵		آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
یہ راتیں، یہ موسم، ندی کا کنار	۱۹۵۸۱	دلی کا ٹھگ	شیلندر	روی	کشور۔آشا
یہ وادیاں یہ پربتوں کی شہزادیاں	۱۹۷۱	دوستی	ن۔م	اے حمید	نور جہاں
سلگ رہا ہوں بادلوں کی چھاؤں	۱۹۷۱	سلام محبت	ن۔م	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
بے چارہ دل کیا کرے، ساون	۱۹۷۵	خوشبو	گلزرا	آر۔ڈی۔برمن	آشا بھونسلے
جھوٹی موٹی متوا آون بولے	۱۹۹۳	رودھالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	لتا منگیشکر

(I) ندیوں جھیلوں اور ساگروں کے گیت:

تُو پیار کا ساگر ہے تیری اک بوند	۱۹۵۵	سیما		شنکر جے کشن	منا ڈے
ساگر روئے لہریں شور مچائیں یاد	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چھپ گئے ستارے ندیا کنارے	۱۹۶۲	دروازہ	ن۔م	سلیم اقبال	نسیم بیگم
نیلے پربتوں کی دھارا، آئی ڈھونڈنے	۱۹۶۹	آدمی اور انسان	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور۔آشا

(II) برسات، میگھا اور ساون کے گیت:

فلمی گیتوں کا دامن ساون بھادوں اور برسات کے گیتوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہندوپاک میں مون سون کی بارشوں اور ساون کے موسم کی اپنی ریتیں روائتیں ہیں۔اس موسم سے جڑے خاص تہوار ہیں۔اس موسم کے حوالے سے ہر علاقے کی اپنی ثقافتی روایتیں اور میلے ٹھیلے ہیں۔ چنانچہ محبت کرنے والے دل ایک دوسرے کے ملن کی آس لگاتے ہیں، اس موسم میں دُوری کا احساس مذید بڑھ جاتا ہے۔فلم نغمہ نگاروں نے ساون کے گیتوں میں اس قدر اضافے کئے ہیں جس کی ایک سے بڑھ کر ایک مثال دی جاسکتی ہے۔''ساون کے جھولے پڑے تم چلے آؤ''۔''جھوٹی موٹی متوا آون بولے''۔ برسات میں ہم سے ملے تم سجن، تم سے ملے ہم برسات میں''۔ ساون میں چلتی پروا اور ہوا کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اور اس بارش اور ہوا کا جادو کچھ ایسا ہوتا ہے کہ بقول جوش ملیح آبادی،''ہوا سے موتی برس رہے ہیں، فضا ترانے لٹا رہی ہے، ہر ایک قربان ہو رہا ہے، یہ کس کی آواز آرہی ہے'' اس جیسے لاتعداد گیت ہیں جو اس فہرست میں شامل کئے جاسکتے ہیں۔کچھ گیت اس بات کا بین ثبوت ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بھیگا بھیگا ہے سماں ایسے میں ہے تُو	۱۹۵۴	ناگن	ن۔م	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
برسات میں ہم سے ملے تم سجن	۱۹۵۶	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
امبوا کی ڈاریوں سے جھولنا جھلا جا	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
گھنگھور گھٹا لہرائی ہے پھر یاد کسی	۱۹۵۹	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم
اے ابر کرم آج اتنا برس اتنا برس	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
کیوں ہم سے خفا ہو گئے اے	۱۹۷۱	سلام محبت	ن۔م	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
یہ تیرا آنا بھیگی راتوں میں چپکے	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
تیرے بھیگے بدن کی خوشبو سے	۱۹۷۴	شرافت	ن۔م	ن۔م	مہدی حسن

(III) پون، پروا، اور ہواؤں کے گیت:

ٹھنڈی ہوا یہ چاندنی سہانی	۱۹۶۱	جھمرو	ن۔م	کشور کمار	کشور کمار
ہوا سے موتی برس رہے ہیں فضا	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نور جہاں
مستی میں جھومے وفا، گیت	۱۹۶۹	نازنین	ن۔م	ن۔م	احمد رشدی
سن پگلی پون سن اُڑتی ہو	۱۹۷۱۱	سلام محبت	خواجہ خورشید انور	ن۔م	نور جہاں
مست پون ڈولے رے	۱۹۷۲	باورچی	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
اے ری پون	۱۹۸۲	بے مثال	آنند بخشی	آر۔ڈی۔برمن	لتا منگیشکر

(IV) ساون کے گیت:

چنگاری کوئی بھڑکے تو ساون اُسے	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر۔ڈی برمن	کشور کمار
میرے نیناں ساون بھادوں پھر	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار رلتا
ساون آئے ساون جائے تجھ کو	۱۹۷۴	چاہت	ن۔م	روبن گھوش	اخلاق احمد
ساون کے جھولے پڑے تم چلے آو	۱۹۷۸	جرمانہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
رم جھم گرے ساون سلگ سلگ	۱۹۷۹	منزل	یوگیش	آر ڈی برمن	کشور کمار رلتا

(V) بہاریہ گیت:

بہاروں اور باغوں کے گیت اپنا ایک الگ ہی مزاج اور فضا رکھتے ہیں۔ پھولوں، بھنوروں، تتلیوں

اور بادلوں کے گیتوں سے فلمی دامن بھرا پڑا ہے۔اس موسم میں ایک سرمستی ایک خوشی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ فطرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور انسانی جذبے اور اُمنگیں جواں ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔فلمی گیتوں میں بہار کے موسم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جس میں انسان کا جی گانے گنگنانے کو کرتا ہے، بہاریں اور ہوائیں جھوم جھوم آتی ہیں اور خاموش نظارے بھی بولتے دکھائی دیتے ہیں۔''جھولے میں پون کے آئی بہار پیار کرلے''جیسے گیت سدا بہار گیت بن کر ہماری یادداشتوں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ گیت ہمیں گزرے زمانوں کی مہک اوران سے وابستہ لوگوں کی یاد دلاتے ہیں تو ایک میٹھی کسک اور اُداسی انسان کے رگ وپے میں سرائیت کر جاتی ہے۔کچھ گیت پیش خدمت ہیں جو ان مثالوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بہاریں پھر بھی آئیں گی مگر ہم	۱۹۴۸	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	لتامنگیشکر
جھولے میں پون کے آئی بہار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔رفیع
جیا بے قرار ہے، چھائی بہار ہے	۱۹۵۶	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتامنگیشکر
کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	احمد رشدی
کہاں ہو تم کو ڈھونڈ رہی ہیں	۱۹۶۷	چکوری	ن۔م	رابن گھوش	ندیم۔فردوسی بیگم
بولے رے پپہارا	۱۹۷۱	گڈی	گلزار	وسنت ڈیسائی	وانی جے رام
خاموش ہیں نظارے اک بار مسکرا	۱۹۷۲	بندگی	کلیم عثمانی	ناشاد	مہدی حسن

(VI) باغوں کے گیت:

باغوں میں بہار ہے، ہے، پھولوں	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا،محمد رفیع
آشیاں جل گیا گلستاں لٹ گیا	۱۹۷۰	بازی	ن۔م	ن۔م	حبیب ولی محمد
مَیں نے ڈھونڈا جسے باغوں میں	۱۹۷۵	دلہن اِک رات کی	ن۔م	کمال احمد	نور جہاں

(VII) پھولوں کے گیت:

ہم نے جو پھول چنے دل میں چبے	۱۹۶۰	سہیلی	حزیں قادری	اے حمید	نسیم بیگم
شوخیوں میں گھولا جائے پھولوں	۱۹۷۰	پریم پجاری	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
تم بن جیون کیسا جیون، پھول کھلے	۱۹۷۲	باورچی	کیفی اعظمی	مدن موہن	منا ڈے

(VIII) چانداور چاندنی کے گیت:

انھیں گیتوں میں چاند راتوں اور چاندنی کا ذکر ملتا ہے۔ جہاں کھلے آسمان تلے آنکھوں میں ساری رات گزر جانے کا ذکر ہے۔ چاندنی راتوں میں جگ سوتا اور محبوب کے فراق میں عاشق اور چاہنے والے ساری رات آنکھوں میں گزار دیتے ہیں۔ چاند سے محبوب کو سلام کہنے کی گزارش کی جاتی ہے۔ کبھی چاند بدلی سے نکلے تو یہ آس دل میں جاگتی ہے کہ اے کاش اسی طرح پیا بھی گھر میں لوٹ آئے۔ فلمی گیتوں میں فطرت کا سہارا لے کر نئی اور اچھوتی تشبیہات پیدا کی جاتی ہیں کہ سننے والے کی دل پر ایک چوٹ سی لگتی ہے۔ چاہنے والوں کے دل چاندنی راتوں میں بے قرار ہو جاتے ہیں ''سہانی چاندنی راتیں ہمیں سونے نہیں دیتیں'' یا پھر ''چندا توری چاندنی میں جیا جلا جائے رے'' جیسا گیتوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔

یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں ، سن جا دل کی داستاں
پیڑوں کی شاخوں پہ سوئی سوئی چاندنی، ان کے خیالوں میں کھوئی کھوئی
چاندنی
اور تھوڑی دیر میں تھک کے لوٹ جائے گی، رات یہ بہار کی پھر کبھی نہ آئے گی
دو ایک پل اور ہے یہ سماں ۔ سن جا دل کی داستاں

جلتی بہاریں ہیں اُٹھتی جوانیاں، تاروں کی چھاؤں میں کہہ لیں کہانیاں
ایک بار چل دیئے جب تجھے پکار کے، لوٹ کر نہ آئیں گے قافلے بہار کے
آجا ابھی زندگی ہے جواں، سن جا دل کی داستاں (۸)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
دم بھر جو اُدھر منہ پھیرے، وہ چندا	1951	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا۔ مکیش
چاندنی راتیں سب جگ سوئے ہم	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن	۱۹۵۲	جال	ن۔م	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
اے چاند اُن سے جا کر میرا سلام	۱۹۵۶	سرفروش	طفیل ہوشیار پوری	رشید عطرے	زبیدہ خانم
کھویا کھویا چاند، کھلا آسمان	۱۹۶۰	کالا بازار	ن۔م	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
بدلی سے نکلا ہے چاند پردیسی پیا	۱۹۶۱	سنجوگ	مدہن موہن	راجند کرشن	لتا منگیشکر
چندا توری چاندنی میں جیا جلا جائے	۱۹۶۳	باجی	ن۔م	عنایت حضروی	نسیم بیگم

سہانی چاندنی راتیں ہمیں سونے	۱۹۷۷	مکتی	ن۔م	آرڈی برمن	مکیش
ایسی حسین چاندنی پہلے کبھی نہ تھی	۱۹۸۱	درد	نقش لائلپوری	خیام	کشور کمار

(IX) شام اور سانجھ کے گیت:

فطرت کے ساتھ جہاں موسموں اور رُتوں کی اہمیت ہے وہیں، دن کے پہروں اور وقت کی بھی اہمیت ہے۔ کبھی یہ پہر شب کے وقت رت جگوں کی بے چینی اور بیقراری میں ڈھل جاتے ہیں اور کبھی سانولی شامیں اور چاند راتیں ہمیں دکھائی دیتی ہیں۔ فلمی شاعروں اور نغمہ نگاروں نے گیتوں میں اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ ایک سے بڑھ کر ایک حسین گیت سے اور موسیقی کے حوالے سے ہوا کے دوش سننے کو مل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ گیت پیش کی جا رہے ہیں۔

جب سانولی شام ڈھلے اور چاند	۱۹۶۲	شہید	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
کہیں دُور جب دن ڈھل جائے	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چودہری	مکیش
یہ شام مستانی مدہوش کئے جائے	۱۹۷۱	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آرڈی برمن	کشور کمار
بے ایمان چاہوں تجھے صبح و شام	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
خالی ہاتھ شام آئی ہے خالی ہاتھ	۱۹۸۶	اجازت	گلزار	آر،ڈی برمن	آشا بھونسلے
سرمئی شام اس طرح آئے، سانس	۱۹۹۰	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	سریش واڈکر
کبھی شام ڈھلے تو میرے دل	۲۰۰۲	سُر	ن۔م	ایم ایم کریم	مہالکشمی

(X) رات اور رت جگوں کے گیت:

کیف بھوپالی کا لکھا فلم ''شنکر حسین'' کا گیت جسے لتا منگیشکر نے گایا تھا رات کے پہر کی ایک متحرک تصویر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس گیت میں رات کا ایک ایک لمحہ ہمیں خود پر گزرتا محسوس ہوتا ہے۔ پردوں کی سرسراہٹ اور سیڑھیوں کے دھڑکنے کے اشارے عمدہ شاعری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایسے ہی گیت فلمی شاعری کی اصل پہچان ہیں اور اس کے وقار، مرتبے اور شان میں اضافے کا سبب ہیں۔ یہ گیت نمونے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے:

اپنے آپ راتوں میں چلمیں سرکتی ہیں، چونکتے ہیں دروازے، سیڑھیاں دھڑکتی ہیں
اپنے آپ راتوں میں چلمیں سرکتی ہیں
اِک اجنبی آہٹ آ رہی ہے کم کم سی، جیسے دل کے پردوں پر گر رہی ہو شبنم سی

بن کسی کے یاد آئے دل کے تار ہلتے ہیں، بن کسی کے کھنکھائے چوڑیاں کھنکتی ہیں
اپنے آپ راتوں میں چلمیں سرکتی ہیں

کوئی پہلے دن جیسے گھر کسی کے آتا ہو، جیسے خود مسافر کو راستہ بلاتا ہو
پاؤں جانے کس جانب بے اُٹھائے اُٹھتے ہیں، اور چھم چھما چھم چھم پائلیں چھنکتی ہیں
اپنے آپ راتوں میں چلمیں سرکتی ہیں، چونکتے ہیں دروازے سیڑھیاں دھڑکتی ہیں (۹)

فلم ''دل اک مندر'' کا گیت رات کے سحر انگیز لمحات اور وصل کی کیفیات کا ایک دائمی احساس ہے جسے شاعر نے گیت کی چند سطروں میں زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ رات اور اس سے وابستہ احساس، کیفت اور دل میں چھپے ارمانوں کی ایک قوس قزااس گیت میں دکھائی سنائی دیتی ہے۔ رات کے حوالے سے اُردو گیتوں کا دامن بھرا پڑا ہے، لاتعداد ایسے گیت ہیں جن میں رات، اس کی تنہائی، اداسی اور سحر انگیزیوں کا ذکر ملتا ہے۔ رات یوں بھی اُردو شاعری کا ایک بہت ہی اہم استعارہ ہے، کبھی چاندنی رات اور کبھی اندھیرے اور تاریکی کا بیان ملتا ہے۔ اس گیت میں بھی ایک استھائی اور انترا پیش کیا جا رہا ہے۔

''رک جا رات ٹھہر جا رے چندا، بیتے نہ ملن کی بیلا
آج چاندنی کی نگری میں ارمانوں کا میلا

پہلے ملن کی یاد لے کر آئی ہیں یہ رات سہانی
دوہراتے ہیں پھر یہ ستارے میری تمہاری پریم کہانی
کل کا ڈرنا کل کی چنتا، دو تن ہیں من یہ ہمارے
جیون سیما کی آگے بھی۔ آوں گی میں سنگ تمہارے'' (۱۰)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
دُور پپیہا بولے، رات آدھی رہ گئی	۱۹۴۸	گجرے	ن۔م	انیل بنواس	ثریا
مَیں رات گزاروں گن گن تارے	۱۹۵۸	راگنی	جاں نثار اختر	او پی نیّر	آشا بھونسلے
آ گئی رات نہ آئے سانوریا میرا	۱۹۵۹	نیند	ن۔م	رشید عطرے	نور جہاں
کھویا کھویا چاند، کھلا آسمان، آنکھوں	۱۹۶۰	کالا بازار	ن۔م	ایس ڈی برمن	محمد رفیع

رنگ اور نور کی بارات کسے پیش	۱۹۶۴	غزل	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
دن ڈھل جائے ہائے رات نہ جائے	۱۹۶۵	گائیڈ	ن۔م	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
کاٹے نہ کٹے رہے رتیاں سیاں	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
ستارو تم سو جاو، پریشاں رات ساری ہے			ن۔م	ن۔م	نسیم بیگم

(XI) جذبات اور محسوسات کے گیت:

ہندوستان کی ہندی شاعری میں شاعری کی اصناف کی بنیاد نو رسوں پر رکھی گئی ہے ''بزمیہ، المیہ، رزمیہ، سکون، اضطرب، نفرت، غصہ، خوف اور اعتقادُ' یہی سب رنگ فلمی گیتوں کی شاعری میں بھی جھلکتے ہیں ۔ان جذبوں میں تنوع اور بہت رنگا رنگی ہے۔محبت پیار، نفرت، جدائی، اضطراب و بے قراری، شکوہ شکایت، روٹھنا، منانا، وصل اور فراق اُردو شاعری ہی کا نہیں بلکہ فلمی گیتوں کی شاعری کا بھی خاصا ہے۔ اسی میں محبوب کے آنے کی اُمید اور تا نگ بھی ہے، اس انتظار کی جلن سے بھرے سینکڑوں گیت سننے والوں کی سماعتوں میں رس گھولتے رہتے ہیں۔ وصل و فراق میں جنس مخالف کی محبت میں چھپی اک ایسی تپش اور آگ ہے جس میں الوی روحیں ناچتیں اور محبت کا عکس جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ان گیتوں میں جذبوں، کیفیتوں اور محسوسات کی آبشاروں میں بہتی ہیں۔ اس میں محبوب سے گلے شکوے، ہجر و فراق، جدائی اور وچھوڑے کی آگ سلگتی دکھائی دیتی ہے۔ ان گیتوں میں وصال کی خواہش محبوب کی دل میں اٹکیلیاں کرتی ہیں۔ ان احساسات میں روٹھنے اور منانے کے گیت ہیں، جدائی اور برہا کے گیت ہیں اور دل کے کھو جانے اور ٹوٹ جانے کی باتیں نظر آئی ہیں، ہر اچھا گیت اور اچھا راگ سننے والے کے دل و دماغ میں گھر کر لیتا ہے۔

(XII) گلے، شکوے، شکایت کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ہم بھول گئے ہر بات مگر تیرا پیار	۱۹۶۰	سہیلی	فیاض ہاشمی	اے حمیدی	نسیم بیگم
نگاہیں ملا کر بدل جانے والے	۱۹۶۲	محبوب	ن۔م	رشید عطرے	نور جہاں
جس نے میرے دل کو درد دیا	۱۹۶۲	سسرال	منیر نیازی	حسن لطیف	مہدی حسن
شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں	۱۹۶۴	حویلی	ن۔م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
شکوہ نہ کر گلہ نہ کر، یہ دُنیا	۱۹۶۵	زمین	مشیر کاظمی	وزیر افضل	مہدی حسن
چلو اچھا ہوا تم بھول گئے اک بھول	۱۹۶۷	لاکھوں میں ایک	فیاض ہاشمی	نثار بزمی	نور جہاں

مجھے تم نظر سے گرا تو رہے ہو مجھے	۱۹۶۷	دوراہا	سہیل رعنا	مسرور انور	مہدی حسن
محفل تو اجنبی تھی تم بھی ہوئے	۱۹۶۸	میرا گھر میری جنت	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
اِک ستم اور مری جاں ابھی جاں	۱۹۶۸	صائقہ	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا	۱۹۶۹	دل بے تاب	ن۔م	عنایت حسین	مہدی حسن
اپنوں نے غم دیئے تو مجھے یاد آ گیا	۱۹۷۰	انجان	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
دُنیا والو تمہاری دُنیا میں یوں گزاری	۱۹۷۰	سوغات	مسرور انور	سہیل رعنا	مجیب عالم
کھلونا جان کر تم تو میرا دل توڑ	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
تیرے بنا زندگی سے کوئی شکوہ تو	۱۹۷۶	آندھی	گلزار	آر۔ڈی برمن	لتا۔کشور
میرا دل نا جانے کب سے تیرا پیار	۱۹۷۲	ہل سٹیشن	تسلیم فاضلی	ناشاد	احمد رشدی
ہمیں کھو کر بہت پچھتاو گے	۱۹۷۲	احساس	ن۔م	رابن گھوش	رونا لیلہ
وہ میرا ہو نہ سکا تو مَیں برا کیوں مانو	۱۹۷۲	عظمت	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
خاموش ہیں نظارے اک بار مسکرا	۱۹۷۲	بندگی	کلیم عثمانی	ناشاد	مہدی حسن
جو درد ملا اپنوں سے ملا غیروں سے	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن

(XIII) اظہارِ محبت کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے	۱۹۸۲	خوددار	مجروح سلطان پوری	آر۔ڈی برمن	کشور کمار
گھونگھٹ اٹھالوں کہ گھونگھٹ	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
ذرا تم ہی سوچو بچھڑ کر یہ ملنا	۱۹۶۹	دل دے کے دیکھو	ن۔م	سہیل رعنا	مجیب عالم
ہولے ہولے ہو جائے گا پیار چھلیا	۲۰۰۸	رب نے بنا دی جوڑی	جئے دیپ سہانی	ن۔م	سکھ ویندر سنگھ
اظہار بھی مشکل ہے کچھ کہہ بھی	۱۹۷۰	انجمن	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
کس نام سے پکاروں کیا نام	۱۹۷۱	غرناطہ	ن۔م	اے حمید	نور جہاں
سلام محبت بڑا خوبصورت بڑا	۱۹۷۱	سلام محبت	ن۔م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں

حال دل آج ہم سنائیں گے	۱۹۷۱	چراغ کہاں روشنی کہاں	ن۔م	ن۔م	مسعود رانا
زندگی کے سفر میں اکیلے تھے	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
اگر تم مل جاؤ زمانہ چھوڑ دیں گے	۱۹۷۴	ایمان دار	ن۔م	ناشاد	تصور خانم
تجھے پیار کرتے کرتے میری عمر	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن

(XIV) روٹھنے، منانے کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تم نے کسی کی جان کو جاتے ہوئے	۱۹۶۴	راج کمار	ن۔م	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اجی روٹھ کر اب کہاں جایئے گا	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
کچھ لوگ روٹھ کر بھی لگتے ہیں	۱۹۶۹	عندلیب	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
کیوں ہم سے خفا ہو گئے	۱۹۷۱	سلام محبت	ن۔م	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
روٹھے یارنوں منالے یار	۲۰۰۲	چوری چوری	امیر خسرو	ساجد واجد	عدنان سمیع

(XV) انتظار و بے قراری کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
سہانی رات ڈھل چکی، نہ جانے	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
آن ملو، آن ملو شام سانورے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا ،مناڈے
آجا کہ انتظار میں جانے کو	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا۔محمد رفیع
اجی چلے آو، تمہیں آنکھوں نے	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن دس	لتا۔آشا
زندگی ہے یا کسی کا انتظار	۱۹۶۰	سلمی	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نور جہاں
نینا ترس کر رہ گئے پیا آئے	۱۹۶۹	آسرا	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلہ
ترسی ہوئی آنکھوں کو آجائے	۱۹۷۰	آنسو بن گئے موتی	ن۔م	عنایت حسین	مہدی حسن
ابھی ڈھونڈ ہی رہی تھی تمہیں یہ نظر	۱۹۷۰	بے وفا	کلیم عثمانی	نثار بزمی	نور جہاں
تیرے بنا یوں گھڑیاں بیتیں	۱۹۷۱	آنسو	ن۔م	نذیر علی	نور جہاں
یہ وادیاں یہ پربتوں کی شہزادیاں	۱۹۷۱	دوستی	ن۔م	اے حمید	نور جہاں

میرے دل کی ہے آواز کہ بچھڑا	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	مسعود رانا
کاٹے نہ کٹے رہے رتیاں سیاں	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
سجنا رے نیناں برسیں جیا	۱۹۷۲	ناگ منی	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
آج بھی سورج ڈوب گیا آج	۱۹۷۲	ناگ منی	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
اک بار چلے آو پھر آ کے چلے جانا	۱۹۷۲	اک رات	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
دل میں طوفاں چھپائے بیٹھا ہوں	۱۹۷۵	نیکی بدی	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
اکیلے ہیں چلے آو جہاں ہو	۱۹۶۶	راز	ن۔م	کلیانت جی آنند جی	محمد رفیع

(XVI) جدائی اور برہا کے گیت:

گلزار کا ایک گیت جسے لتا منگیشکر کے بھائی، ہری دے ناتھ منگیشکر نے کمپوز کیا، فلم ''لیکن'' کے لئے لکھا تھا، برہا اور جدائی کا ایک سمبل ہے۔گلزار کے گیت ادبی چاشنی سے بھرے گیت ہوتے ہیں اور سننے والا اُس کی انوکھی تشبیہات اور استعاروں کی بدولت گیت کے ایک نئے منطقے میں داخل ہو جات ہے۔اُردو فلمی گیتوں میں جدائی، برہا اور انتظار کہانی کی ڈرامائی صورت حال کے لئے نہائے موافق پہلو ہے اور اس پر لاتعداد گیت ملتے ہیں یہاں صرف ایک ہی گیت کو مثال کے لئے چنا گیا ہے فہرست کے گیت اس نمونے کے غماز ہیں:

یارا سلی سلی برہا کی رات کا جلنا
یہ بھی کوئی جینا ہے یہ بھی کوئی مرنا
ٹوٹی ہوئی چوڑیوں سے جوڑوں یہ کلائی مَیں
پچھلی گلی میں جانے کیا چھوڑ آئی مَیں
بیتی ہوئی گلیوں سے پھر سے گزرنا

پیروں میں نہ سایہ کوئی سر پہ نہ سائی رے
میرے ساتھ جانے رام میری پرچھائی رے
باہر اُجالا ہے اندر ویرانہ (۱۱)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
جانے والے سے ملاقات	۱۹۵۲	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
تم زندگی کو غم کا فسانہ بنا گئے	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
او یارا سلی سلی، برہا کی رات کا	۱۹۹۰	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
اکیلے نہ جانا ہمیں چھوڑ کر تم	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
خدا نگہبان ہو تمہارا دھڑکتے دل کا	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی	۱۹۷۲	انگارے	احمد فراز	نذیر احمد	مہدی حسن
ساتھی میرے بن تیرے کیسے	۱۹۷۶	زبیدہ	ن۔م	رفیق علی	اخلاق احمد
بیتے نہ بتیائے رینا، برہا کی			گلزار	ن۔م	لتا، بھوپندر

(XVII) دل، دھڑکن اور ہردھے کے گیت:

اس دل کی حالت کیا کہیے، جو شاد	۱۹۵	انہونی	علی سردار جعفری	روشن	لتا منگیشکر
دل کا دیا جلایا میں نے	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے	۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
جس نے میرے دل کو درد دیا	۱۹۶۲	سسرال	منیر نیازی	حسن لطیف	مہدی حسن
اے دل کسی کی یاد میں ہوتا ہے	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم۔سلیم رضا
دل گیا تم نے لیا ہم کیا کریں	۱۹۶۴	واہ بھئی واہ		ماسٹر عبداللہ	نور جہاں
کہیں دیپ جلے کہیں دل	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا		کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
یہ دل تم بن کہیں لگتا نہیں ہم کیا کریں	۱۹۶۸	عزت	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے	لتا۔رفیع
کوئی جب تمہارا ردھے توڑ دے	۱۹۷۰	پورب اور پچھم	ن۔م	کلانت جی آنند جی	مکیش
دل دھڑکے میں تم سے یہ کیسے کہوں	۱۹۷۰	انجمن	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلہ
تمہیں دل میں بند کرلوں دریا	۱۹۸۰	آس پاس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور۔لتا
اہل دل یوں بھی نبھا لیتے ہیں	۱۹۸۱	درد	نقش لائلپوری	خیام	لتا، اور بھوپندر سنگھ
اے دل ناداں، آرزو کیا ہے جستجو	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
میرا دل نا جانے کب سے تیرا پیار		سلام محبت	ن۔م	ن۔م	مجیب عالم

(XVIII) وفا اور بے وفائی کے گیت:

عشق ومحبت کے معاملات میں وفاداری اور بے وفائی کا بہت عمل دخل ہے، ہر دو جانب ایک دوسرے سے وفا داری کا تقاضا کیا جاتا ہے اور بے وفائی کا الزام لگایا جاتا ہے۔فلمی گیتوں میں بھی محبت کی یہ منزلیں آتی رہتی ہیں جس پر نغمہ نگار نت نئے انداز اور پہلوؤں سے اس صورت حال کو پیش کرتے ہیں۔اس ضمن میں بہت سے لافانی اور یادگار گیت تخلیق ہوئے ہیں۔کیفی اعظمی نے محبت میں وفاداری کے حوالے سے کیا خوب گیت لکھا ہے"ہے تیرے ساتھ میری وفا میں نہیں تو کیا، زندہ رہے گا پیار میرا میں نہیں تو کیا"۔اس نہج کے بہت سے گیت اس فہرست میں شامل کئے جاسکتے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مجھ پہ الزام بے وفائی ہے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا منگیشکر
بے وفا ہم نہ بھولے تجھے ساری	۱۹۵۸	انارکلی	ن،م	رشید عطرے	نورجہاں
او بے وفا میں نے تجھ سے پیار	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نورجہاں
اُس بے وفا کے شہر ہے اور ہم	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
آواز دے کے ہمیں تم بلاؤ محبت	۱۹۶۲	پروفیسر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
بھول کر عہد وفا مجھ کو رُلانے والے	۱۹۷۰	نجمہ	ن۔م	عنایت حسین	نورجہاں
اگر دلبر کی رسوائی ہمیں منظور ہو جائے	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
اب کہاں ان کی وفا یاد وفا باقی ہے	۱۹۷۰	کوثر	ن،م	عنایت حضروی	نسیم بیگم
اِک حُسن کی دیوی سے مجھے پیار	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	مہدی حسن
رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے	۱۹۷۲	محبت	احمد فراز	نثار بزمی	مہدی حسن
میری بھیگی بھیگی سی پلکوں پہ رہ گئے	۱۹۷۳	انامیکا	مجروح سلطان پوری	آر۔ڈی برمن	کشور کمار
ہے تیرے ساتھ میری وفا، میں	۱۹۷۳	ہندوستان کی قسم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہزار راہیں مڑ کے دیکھیں	۱۹۷۶	آندھی	گلزار	آر،ڈی برمن	لتا۔کشور کمار

(د) ادبی گیت:

ادبی گیتوں سے مراد وہ گیت ہیں جو اچھی تخلیقی شاعری اور سنجیدہ ادب کی معیارات سے قریب تر ہوں، جن میں اُردو ادب کے شعری محاسن کی خوبیاں موجود ہوں۔عموماً جو گیت فلموں کے لئے نہیں لکھے جاتے بلکہ فلمی ساز یا موسیقار فلم کی ضرورت کے تحت ادبی تخلیقات کو فلمی نغموں میں ڈھال کر پیش کر دیتے ہیں ایسے گیت

مقبولیت حاصل کرلیں تو وہ عوام الناس میں مذید پذیرائی حاصل کر لیتے ہیں، ایسے گیتوں کو ہم عمدہ فلمی ادبی گیت کے ضمن میں رکھ سکتے ہیں۔لیکن درحقیقت یہ تخلیقات تخلیقی ادب کا سرمایہ مانی جاتی ہیں۔اس بات کو واضح کرنے کے لئے فیض احمد فیض کی نظم ''مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ'' جسے موسیقار رشید عطرے نے فلم ''قیدی'' کے لئے کپوز کیا اور اسے نور جہاں نے گایا کی مثال دی جاسکتی ہے۔یہ نظم اس قدر مقبولیت حاصل کر گئی کہ لوگ فیض صاحب کو یہ نظم سننے کے لیے یہ کہہ کر فرمائش کرتے کہ ذرا نور جہاں والی نظم سنا دیجئے۔

انیس امرہوی کا کہنا ہے کہ''فلموں میں حضرت آرزو لکھنوی نے معیاری اور ادبی گیتوں کے لکھنے کی بینا وڈالی تھی۔ان کے بعد جن شعرا نے اس معیار کو فروغ دیا ان میں شکیل بدایونی کا نام سرفہرست ہے''۔ (۱۲)

فلموں میں ایسی بہت سی غزلیں اور نظمیں مل جاتی ہیں جنہیں موسیقاروں نے شاعروں کے ادبی دیوان سے منتخب کر کے فلم میں شامل کیا اور اُن ادبی شاہکاروں کی خوب دھوم پھیلی۔کتاب چونکہ ہر کسی تک نہیں پہنچ سکتی، جب کہ گیت عوام الناس کی چیز ہے، چنانچہ ایسی نظمیں یا غزلیں جن پر اچھی طرز اور دھنیں ترتیب دی گئیں وہ راتوں رات لوگوں کی دلوں میں اُتر گئیں۔مہدی حسن کی گائی غزل جو فیض صاحب ہی کی ہے، آج تک لوگوں کے دلوں سے محو نہیں ہوئی''گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے''، یا اسرار الحق مجاز کی نظم''اے غم دل کیا کروں اے وحشت دل کیا کروں''اس کی دو ایک اہم مثالیں ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دُنیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں تیری	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال	۱۹۵۸	مَیں نشے میں ہوں	مرزا غالب	شنکر جے کشن	اُوشا منگیشکر
سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی	۱۹۶۰	شام ڈھلے	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	رشید عطرے	نسیم بیگم
مجھ سے پہلی سے محبت میرے	۱۹۶۲	قیدی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	نور جہاں
اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا	۱۹۶۲	گھونگھٹ	فیض احمد فیض	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن	۱۹۶۲	شہید	فیض احمد فیض	رشید عطرے	منیر حسین
چلو اک بار پھر سے اجنبی بن	۱۹۶۳	گمراہ	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
اک چمبیلی کی منڈوے تلے	۱۹۶۴	چا چا چا	مخدوم محی الدین	اقبال قریشی	رفیع۔آشا

اے غم دل کیا کروں اے وحشت	۱۹۷۴	ٹھوکر	اسرار الحق مجاز	شیام جی گھنشامی	طلعت محمود
زندگی سے ڈرتے ہو زندگی تو تم	۲۰۱۰	پیپلی، لائیو	ن م راشد	ناگین تنویر	انڈین اوشن

(I) اصناف شعر کے گیت:

عام طور پر فلمی گیت گیتوں کے انداز ہی میں لکھے جاتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فلمی نغمہ نگاروں نے رعایت لیتے ہوئے اور نت نئی اختراعیں کرتے ہوئے گیتوں اور نغموں کی شکل بدل ڈالی ہے، گیت مختلف انداز اور ہیتوں اور اصناف میں لکھے جاتے ہیں۔کبھی انھیں غزلیہ پیرایہ دے دیا جاتا ہے اور کبھی نظمیہ۔ یہ فلمی نغمے کبھی آزاد نظم کا انداز لئے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی پابند نظم کے انداز میں لکھے جاتے ہیں۔لیکن گیت چونکہ گائے جانے سے بھی تعلق رکھتے ہیں چنانچہ غزل کا فطری آہنگ گیت سے بہت میل کھاتا ہے۔ایسے گیتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا جو غزل کے رنگ میں لکھے گئے، یا دراصل وہ تھے ہی غزلیں، مگر موسیقاروں نے انھیں فلموں کا حصہ بنا کر ہمیشہ کے لئے گیتوں کی صف میں امر کر دیا۔

> ''شکیل بدایونی نے جوجگر اور فراق کے بعد آنے والی پود کے واحد شاعر ہیں، غزل کو فلمی گیتوں کے لئے اپنا کر اور اُسے زندگی کے بدلتے ہوئے رجحانات اور جدید تصوارت سے ہم کنار کر کے اس میں نئے رنگ بھی بھر دیئے ہیں''۔(۱۳)

اسی طرح نظموں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے، یہ نظمیں فلموں میں شامل ہو کر گیت کے طور پر عوام الناس میں مقبول ہوگئیں، اگر چہ ادبی کتابوں اور مجموعوں میں ان کی ادبی حیثیت کسی طور بھی کم نہیں سمجھی جاتی، بلکہ یہ کہنا چاہیے ان کی بدولت فلمی گیتوں نے اپنے رتبہ بلند کر لیا۔ چند فلمی گیت نمونے کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

(II) غزلیہ گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
پریشاں رات ساری ہے ستارو تم	۱۹۵۷	عشق لیلی	صفدر حسین	قتیل شفائی	اقبال بانو
الفت کی نئی منزل کو چلا	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	اقبال بانو
یوں حسرتوں کے داغ محبت میں	۱۹۵۸	عدالت		مدن موہن	لتا منگیشکر
سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی	۱۹۶۰	شام ڈھلے	صوفی غلام مصطفےٰ تبسم	رشید عطرے	نسیم بیگم
گلوں میں رنگ بھرے بادِنو	۱۹۶۴	فرنگی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	مہدی حسن
اشک رواں کی نہر ہے اور ہم	۱۹۶۵	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم

(III) نظمیہ گیت:

فلمی گیتوں میں دیگر اصناف شاعری کے ساتھ نظموں کو بھی فلمی گیتوں کا حصہ بنایا جا تا رہا ہے۔اور موسیقاروں اور فلم سازوں نے فلمی شاعروں سے نہ صرف نظمیں لکھوائی بلکہ معروف اُردو نظموں کو ان گیتوں کا حصہ بنا کر فلموں میں نظم کی روایت کو زندہ کیا۔ایسی نظمیں جو ادبی دُنیا میں بہت مشہور ہوئیں فلم سازوں اور موسیقاروں نے فلموں کا حصہ بنا کر تجارتی سطح پر خوب فائدہ اُٹھایا اور یوں عوام الناس کو بھی ان تخلیقات سے روشناس ہونے کا موقع میسر آیا۔جن معروف شعرا کی نظموں کو فلمی گیتوں کا حصہ بنایا گیا ان میں بہت سے نام شامل ہیں یہاں چند ایک کو حوالے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔لیکن اس سے پہلے گلزار کی ایک نظم پیش ہے جسے فلم اجازت میں آشا بھونسلے نے گایا تھا، اُردو فلمی نظمیہ گیت کی ایک عمدہ مثال ہے:

میرا کچھ سامان تمہارے پاس پڑا ہے
ساون کے کچھ بھیگے بھیگے دن رکھے ہیں
اور میرے اک خط میں لپٹی رات پڑی ہے
وہ رات بھلا دو،
پت جھڑ ہے کچھ.....
پت جھڑ میں کچھ پتوں کے گرنے کی آہٹ
کانوں میں اِک بار پہن کر لوٹ آئی تھی
پت جھڑ کی وہ شاخ ابھی تک کانپ رہی ہے
وہ شاخ گرادو
اِک اکیلی چھتری میں جب آدھے آدھے بھیگ رہے تھے
آدھے سوکھے آدھے گیلے، سوکھا تو مَیں لے آئی تھی
گیلا من شاید بستر کے پاس پڑا ہو
وہ بھجوادو
اک سو سولہ چاند کی راتیں، اِک تمہارے کاندھے کا تل
گیلی مہندی کی خوشبو، جھوٹ موٹ کے شکوے کچھ
سب بھجوادو، میرا وہ سامان لوٹا دو

اِک اجازت دے دو بس، اس کو جب دفناؤں گی
مَیں بھی وہیں سو جاؤں گی (۱۴)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اے غم دل کیا کروں، اے وحشت کیا	۱۹۵۳	ٹھوکر	اسرار الحق مجاز	سردار ملک	آشا۔طلعت محمود
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی
مجھ سے پہلی سے محبت میرے	۱۹۶۲	قیدی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	نور جہاں
چلو اِک بار پھر سے اجنبی بن	۱۹۶۳	گمراہ	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
اِک چنبیلی کے منڈوے تلے	۱۹۶۴	چا چا چا	مخدوم محی الدین	اقبال قریشی	رفیع۔آشا
کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ جیسے	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	لتا۔مکیش
مَیں پل دو پل کا شاعر ہوں	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	مکیش
میرا کچھ سامان پڑا ہے وہ لوٹا دو	۱۹۸۶	اجازت	گلزرا	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے

(IV) آنکھوں، نظروں اور نگاہوں کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
کجراری، متواری، مدھ بھری دوا	۱۹۵۲	نو بہار	شیلندر	روشن	راج کماری
جلتے ہیں جس کے لئے میری	۱۹۵۹	سُجاتا	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	طلعت عزیز
یہ جھکے جھکے نیناں، یہ لٹ بل کھاتی	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	محمد رفیع
دل کے افسانے نگاہوں کی زباں	۱۹۶۳	باجی	احمد راہی	سلیم اقبال	نور جہاں
نہ چھڑا گے دامن نہ نظر بچا سکو	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
لے کے پہلا پہلا پیار، بھر کے	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطان پوری	او پی نیئر	شمشاد بیگم
آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ ہو گیا	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطان پوری	او پی نیئر	گیتا دت، رفیع
ابھی ڈھونڈ ہی رہی تھی تمہیں	۱۹۷۰	بے وفا	کلیم عثمانی	نثار بزمی	نور جہاں
جیون سے بھری تیری آنکھیں	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلانت جی، آنند جی	کشور کمار
یہ جھکی جھکی نگاہیں انہیں مَیں سلام	۱۹۷۵	پالکی	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
شرمیلی انکھوں والے سنا ہے تیری	۲۰۰۹	ویر	گلزار	ساجد، واجد	راحت فتح علی خان
میرے نیناں ساون بھادوں	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمارا

جب سے تیرے نیناں، میرے	۲۰۰۷	سانوریا	ن۔م	مونٹی شرما	شان

(V) تشبیہوں اور استعاروں کے گیت:

فلمی گیتوں میں ایسے بہت سے گیت تخلیق کئے گئے جو زبان زد عام ہو گئے۔ گویا باتوں باتوں میں یہ کہنا عجیب از قیاس نہیں کہ اگر کسی سے کہا جائے کہ میاں ''جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا'' تو ممکن نہیں کہ مخاطب پر ایک لمحے میں اس مصرے کا پس منظر واضح نہ جائے، یا یہ کہ '' کیسے کیسے لوگ ہمارے جی کو جلانے آجاتے ہیں ''۔ گویا فلمی گیتوں نے تشبیح، استعارے یا محاروے کی سطح تک اپنی جگہ بنائی اور حیثیت منوائی ہے۔ فلمی گیتوں میں ایسے گیتوں کو شمار نہیں جن میں خوبصورت شعری محاسن کا خیال رکھا گیا ہے، اور علامتوں استعاروں میں باتیں کی گئی ہیں کہ پڑھنے سننے والے کا شعری اور سخن کا جمالیاتی ذوق دوچند ہو جاتا ہے۔ ذیل کے ہی چند گیت دیکھ لیجئے کہ کبھی شاعر بچھڑنے والوں کو ہنسوں کے جوڑے سے تشبیع دے رہا ہے۔ کبھی کوئی اپنی ذات کو کٹی پتنگ سمجھ رہا ہے اور پورے گیت کا پیرایہ ہوا کے دوش دُور جاتی ایک کٹی پتنگ کے احساس زیاں سے لبریز ہو جاتا ہے ۔کبھی شاعر اپنے جیون کو کورے کاغذ سے تشبیع دیتا ہے جس میں کاغذ پر جو لکھا آنسوؤں کے ساتھ ہی بہہ گیا، اور کبھی انسان گھنگرو کی طرح یوں بجتا ہے کہ اُس کو کوئی ٹھکانہ نہیں رہ جاتا۔

مجروح سلطانپوری کا فلم '' آرتی '' کا ایک گیت جسے محمد رفیع نے گایا تھا، محبوب کے حسن و جمال اور شباب کی تعریف میں خوبصورت تشبع واستعارے استعمال ہوئے ہیں، مثال کے لئے پیش ہے

''اب کیا مثال دوں مَیں تمہارے شباب کی
انسان بن گئی ہے کرن ماہتاب کی

چہرے میں گھل گیا ہے حسیں چاندنی کا نور
آنکھوں میں ہے چمن کی جواں رات کا سرور
گردن ہے اِک جھکی ہوئی ڈالی گلاب کی
اب کیا مثال دوں میں تمہارے شباب کی

دیوار و در کا رنگ یہ آنچل یہ پیراہن
گھر کا میرے چراغ ہے بوٹا سا یہ بدن

تصویر ہو تمہیں تو جنت کے خواب کی

اب کیا مثال دوں مَیں تمہارے شباب کی"   (۱۵)

فلمی نغمہ نگاروں نے جہاں جہاں گیتوں کو ادبی اور شعری خصوصیات کے قریب رکھا ہے وہ گیت ادب کا ایک انمول تحفہ سمجھے جا سکتے ہیں۔ چند گیتوں کو اس تناظر میں پیش کیا جا رہا ہے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
چلی چلی رے پتنگ میری چلی رے	۱۹۵۷	بھابھی	راجندر کرشن	چترا گپتا	آشا، رفیع
دو ہنسوں کا جوڑا بچھڑ گیو رے	۱۹۶۱	گنگا جمنا	ن۔م	نوشاد	لتا منگیشکر
نہ کوئی اُمنگ ہے نہ کوئی ترنگ ہے	۱۹۷۱	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
میرا جیون کورا کاغذ کورا ہی رہ گیا	۱۹۷۴	کورا کاغذ	ایم جی حشمت	کلانت جی آنند جی	کشور کمار
گھنگرو طرح بجتا ہی رہا ہوں مَیں	۱۹۷۴	چور مچائے شور	راجندر جین	راجندر جین	کشور کمار
چنگاری کوئی بھڑکے تو ساون اُسے	۱۹۷۲	امر پریم	ن۔م	آر ڈی برمن	کشور کمار
میرا کچھ سامان تمہارے پاس پڑا	۱۹۸۶	اجازت	گلزار	آر، ڈی برمن	آشا بھونسلے
اتنا نہ مجھ سے تُو پیار بڑھا	۱۹۶۱	چھایا	ن۔م	سلیل چوہدری	لتا۔طلعت
چل اُڑ جا رے پنچھی کہ اب یہ دیس	۱۹۵۷	بھابھی	راجندر کرشن	چترا گپتا	محمد رفیع
پنکھ ہوتے تو اُڑ آتی رے	۱۹۶۳	سہرا	حسرت جے پوری	رام لعل	لتا منگیشکر
تو حسن کی دیوی ہے مَیں ہوں	۱۹۷۳	کبڑا عاشق	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
اپنا جیون شیشے کا کھلونا ہی تو ہے	۱۹۷۵	نوکر	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن

(VI) محاورے:

فلمی گیتوں میں نغمہ نگاروں نے کبھی کبھی مقبول عام محاروں کو گیتوں کا موضوع بھی بنایا ہے بلکہ محاروے گیت کے شکل میں دلچسپ نظر آنے لگتے ہیں اور نغمہ نگار اور گیت کار کی ہنر مندی کی داد دینا پڑتی ہے، یہی نہیں بلکہ گیت معنوی اور شعری حسن کے ساتھ سننے والے کی دلچسپی کا مرکز بن جا تا ہے۔ ایسے بہت سے گیت دستیاب ہو سکتے ہیں، میں یہاں چند ایک گیتوں پر اکتفا کروں گا۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
جل جا پرائی آگ میں پروانہ کہہ گیا	۱۹۵۹	ماں باپ	راجندر کرشن	چترا گپتا	لتا منگیشکر
لوگ تو بات کا افسانہ بنا دیتے ہیں	۱۹۶۱	شادی	راجندر کرشن	ن۔م	محمد رفیع۔مناڈے
جیسا کیا ہے تُو نے ویسا ہی تُو بھرے گا	۱۹۶۱	شادی	راجندر کرشن		محمد رفیع۔مناڈے
چور چوری سے جائے ہیرا پھیری	۱۹۷۸	غلام، بیگم، بادشاہ	راجندر کرشن	گھنشیام	لتا منگیشکر
ملی گل کو خوشبو مجھے مل گیا تُو پسند اپنی	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	رونا لیلہ
پھول جھڑیں منہ سے ہنسے جو	۱۹۷۰	شاہی فقیر	مشیر کاظمی	تصدق حسین	مسعود رانا

(VII) خط اور پیغام کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
یہ میرا پریم پتر پڑھ کر کہ تم ناراض نہ	۱۹۶۴	سنگھم	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
پھول تمہیں بھیجا ہے خط میں پھول	۱۹۶۷	سرسوتی چندرا	اندیور	کلانیت جی آنند جی	لتا۔مکیش
لکھے جو خط تجھے وہ تیری یاد میں	۱۹۶۸	کنیادان	نیرج	شنکر جے کشن	محمد رفیع
جانے تمنا خط ہے تمہارا پیار بھرا	۱۹۶۸	چاند اور چاندنی			احمد رشدی
لکھے پڑھے ہوتے اگر تو تم کو خط	۱۹۶۹	اناڑی			ندیم
چٹھی ذرا سنیا جی نام لکھ دے	۱۹۷۱	دوستی	قتیل شفائی	اے حمید	نور جہاں
اس خط کو میری آخری تحریر سمجھنا	۱۹۷۲	سہاگ		ناشاد	نور جہاں
دیس پرائے جانے والے وعدہ	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری		ایم اشرف	نور جہاں
لکھ دیجئے اِک پیار کی عرضی میرے	۱۹۷۳	ملاقات	کلیم عثمانی	نثار بزمی	احمد رشدی
ڈاکیا ڈاک لایا، ڈاک لایا	۱۹۷۷	پلکوں کی چھاؤں میں	گلزار	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
ہم نے صنم کو خط لکھا خط میں لکھا	۱۹۸۲	شکتی	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا منگیشکر
قصہ ہم لکھیں گے دل بے قرار کا، خط	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	بابل سپریئو، شیرنیواس

(VIII) نظریاتی اخلاقی اور بڑائی کے گیت:

فلمی شاعروں نے جہاں عشق ومحبت اور رومان کے گیت لکھے ہیں وہیں انسانی دکھوں، مصیبتوں اور کرب اور اذیت کا بھی برملا اظہار کیا ہے۔ یہ گیت انسانی زندگی کے تقدیر کے ہاتھوں جبر، سماجی ناانصافیوں اور

استحصالی قوتوں کے خلاف اُٹھنے والی آواز ہے۔ فلمی نغمہ نگاروں نے جب ضرورت پڑی ان گیتوں کو اپنے موضوعات حصہ بنایا ہے۔ یہ گیت بھوک، افلاس، ناداری، اور غلامی جیسے دُکھوں کو بیان کرتے ہیں۔ ساحر لدھیانوی کا گیت ''یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دُنیا، یہ انساں کے جھوٹے راجوں کی دُنیا، یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے''۔ ساحر اور مجاز کی نوع کے ترقی پسند شاعروں نے اپنے فلمی گیتوں میں جا بجا اپنے نظریات کا پرچار کیا ہے۔ حبیب جالب کا گیت ''تو کہ نا واقف آداب غلامی ہے ابھی، رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے''۔ جیسے گیت آزادی اور حریت کے ترانوں کے گیتوں سے کسی طور کم نہیں۔ عورتوں کی تعلیم اور سوسائٹی میں اُن کے مثبت کردار کے حوالے سے منیر نیازی کا یہ فلمی گیت کس قدر حقیقت پر مبنی ہے، ''تم قوم کی ماں ہو سوچو ذرا، عورت سے ہمیں یہ کہنا ہے، اولاد تمہاری دولت ہے، تعلیم تمہارا گہنا ہے''۔ اخلاقی بڑائی کے گیتوں سے بھی فلمی گیت نگاری کا دامن کشادہ ہے۔ جس میں ''سو برس کی زندگی میں ایک پل، تو اگر کر لے کوئی اچھا عمل، تجھ کو دُنیا میں ملے گا اس کا پھل، آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل''۔ اور ''اللہ ہی اللہ کیا کرو دُکھ نہ کسی کو دیا کرو'' جیسے ہمیشہ یاد رہ جانے والے گیت شامل ہیں۔ چند گیت اس ضمن میں ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
انسان بنو، کرلو بھلائی کا کوئی	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دُنیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
کوئی لاکھ کرے چترائی، کرم کا	۱۹۵۷	چاندنی پوچا	پردیپ	پردیپ	پردیپ
اے قوم کی ماؤں سوچو ذرا عورت	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
بھوک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے	۱۹۶۴	پیسے		رابن گھوش	احمد رشدی
تُو کہ ناواقف آداب غلامی	۱۹۶۹	زرقا	حبیب جالب	وجاہت عطرے	مہدی حسن
دیکھو او دیوانو تم یہ کام نہ کرو	۱۹۷۱	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	کشور کمار
سو برس کی زندگی میں ایک پل، تُو	۱۹۷۱	انصاف اور قانون		ایم اشرف	نور جہاں
لگا ہے مصر کا بازار دیکھو نئی تہذیب	۱۹۷۱	تہذیب		نثار بزمی	نور جہاں
ظلم رہے اور امن بھی کیا ممکن ہے	۱۹۷۱	یہ امن	حبیب جالب	اے حمید	نور جہاں
دُنیا یہی دُنیا ہے تو دُنیا کو جلا دو	۱۹۷۲	رواج	انجان	شنکر جے کشن	محمد رفیع، منا ڈے
یہ جو پبلک ہے یہ سب جانتی ہے	۱۹۷۴	روٹی		لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار

اونچے محل سہانے، سب جھنا کا ہے	۱۹۷۷	پرورش	مجروح سلطان پوری	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا۔اُوشا
دُکھائے دل جو کسی کا وہ آدمی کیا	۱۹۶۸	عدالت		تصدق حسین	نور جہاں
اللہ ہی اللہ کیا کرو دُکھ نہ کسی دیا	۱۹۷۵	پہچان	نثار بزمی		ناہید اختر

(IX) مذہبی گیت:

ہندوستان کی سرزمین مختلف مذاہب کا ایک حسین امتزاج ہے، یہاں مذہب، رنگ ونسل اور عقیدوں کی ایک کہکشاں دکھائی دیتی ہے۔صدیوں سے لوگ اپنے اپنے مذہب اور عقیدوں کے مطابق یہاں زندگی بسر کرتے چلے آئے ہیں۔فلمی گیتوں میں اس پہلو کو بھی خصوصیت سے پیش کیا جاتا رہا ہے۔کہیں مسجدوں پہ لکھے گئے گیت ہیں تو کہیں مندروں کی گھنٹیوں کے ساتھ بھجن سنائی دیتے ہیں۔کہیں نعتیہ اور حمدیہ گیت ہیں تو کہیں گورداروں میں گائے جانے والے گیت ہیں۔کہیں ایشور اور رام کے نام کی مالا جپی جارہی ہے تو کہیں اللہ اور محمد کے نام کی تسبیحیں اور نعتیں پڑھی جاتی دکھائی دیتی ہیں۔قوالیوں سے مزاروں اور درباروں کی رونق بڑھائی جاتی ہے۔فلمی گیت یہ سب بہت اہتمام سے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔چند گیتوں کے نمونے ملاحظہ ہوں:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آپ کی در کے سوا میرا یہاں کوئی نہیں	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
مبارک ہو تم کو حج کا مہینہ	۱۹۸۳	گلی		لکشمی کانت پیارے لعل	شبیر کمار
کلمہ پڑھ کر، روزے رکھ کر مَیں مانگا	۱۹۸۶	اللہ رکھا	راجندر کرشن	انو ملک	محمد عزیز

(X) حمدیہ گیت:

اللہ تیرو نام، ایشور تیرو نام	۱۹۶۱	ہم دونوں	ن۔م	جے دیو	لتا منگیشکر
بندہ تو گناہ گار ہے رحمان ہے مولا	۱۹۷۵	صورت اور سیرت	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
پروردگار عالم محتاج ہیں تیرے ہم	۱۹۸۶	اللہ رکھا	راجندر کرشن	انو ملک	آشا، محمد عزیز

(XI) نعتیہ گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
سنو عرج میری کملی والے کوئی کیا	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
صلو اللہ واعلے حی	۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
تیری ذات ہے مظہر نور خدا	۱۹۶۴	فرنگی		رشید عطرے	نور جہاں

دے صدقہ کملی والے کا	۱۹۶۵	سرتاج	صفدر حسین	نور جہاں
کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول	۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین مسعود رانا

(XII) بھجن:

فلموں میں کہانی اور کرداروں کی مناسبت سے حمد، نعت اور بھجن کو بہت اہمیت حاصل ہے یہ ہندو پاک کی تہذیب و ثقافت اور مختلف الخیال عقیدوں اور مذہبوں کی ایک ایسی تصویر ہے جس میں یہاں کی رہتل اور سماج کا اصل چہرہ دیکھا جا سکتا ہے اور یہی یہاں کا اصل رنگ بھی ہے۔ اگر چہ درج ذیل گیت کو لکھنے والے کوی، موسیقار اور گلوکار تینوں ہی مسلمان ہیں مگر فلم کی ڈرامائی صورت حال کو تینوں نے ایک ہندو دھرم اور عقیدے سے جڑے کسی کردار کے دل اور آتما کی آواز بنا کر پیش کیا ہے اور پڑھنے سننے والا مسحور ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس گیت کو شکیل بدایونی نے لکھا، نوشاد نے دُھن بنائی اور محمد رفیع نے اسے گایا:

''او دُنیا کے رکھوالے سن درد بھرے میرے نالے

سن درد بھرے مرے نالے

آگ بنی ساون کی برکھا، پھول بنے انگارے

ناگن بن گئی رات سہانی، پتھر بن گئے تارے

سب ٹوٹ چکے ہیں سہارے

جیون اپنا واپس لے لے، جیون دینے والے

او دُنیا کے رکھوالے

چاند کو ڈھونڈے پاگل سورج، شام کو ڈھونڈے سویرا

مَیں بھی ڈھونڈوں اس پریتم کو جو ہو نہ سکا میرا

بھگوان بھلا ہو تیرا

قسمت پھوٹی، آس نہ ٹوٹی، پاؤں میں پڑ گے چھالے

او دُنیا کے رکھوالے

محل اُداس اور گلیاں سونی چپ چپ ہیں دیواریں

دل کیا اجڑا دنیا اجڑی روٹھ گئی ہیں بہاریں

ہم تو جیون کیسے گزاریں

مندر گرتا پھر بن جاتا، دل کو کون سنبھالے

او دُنیا کے رکھوالے (۱۶)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
من تڑپت ہری درشن کو آج	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
او دُنیا کے رکھوالے سُن درد بھرے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دُنیا نہ بھائے موہے اب تو بلالے	۱۹۵۶	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
بڑی دیر بھئی، کب لوگے خبر مورے	۱۹۵۶	بسنت بہار	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
او شنکر میرے	۱۹۷۶	بیراگ		کلانت جی آنند جی	مہندر کپور
ماتا سرسوتی شاردا	۱۹۷۷	آلاپ	ڈاکٹر راہی معصوم رضا	جے دیو	لتا۔ دلراج کور
سکھ کے سب ساتھی، دکھ میں نہ کوئی	۱۹۷۰	گوپی		کلیان جی آنند جی	محمد رفیع

(XIII) دُعائیہ گیت:

آپ کی در کے سوا میرا یہاں کوئی نہیں	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
الٰہی آنسو بھری زندگی کسی کو نہ دے	۱۹۶۳	ہمیں بھی جینے دو	مسرور انور	سی فیاض	مہدی حسن
تم سلامت رہو مسکراتے رہو میں	۱۹۶۴	ملن		عطاالرحمٰن	بشیر احمد
یارب یہ بلاؤں میں گرفتار نہ	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نور جہاں
خداوندا یہ کیسی آگ سی جلتی ہے	۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	مہدی حسن
کسی چمن میں رہو تم بہار بن کے رہو	۱۹۶۲	آنچل	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
تم جگ جگ جیو مہاراج رے	۱۹۶۲	موسیقار		رشید عطرے	نور جہاں
او میرے دل کی چین، چین آئے	۱۹۷۰	کٹی پتنگ		آر ڈی برمن	کشور کمار
خدا کبھی نہ کرے غم سے ہم کنار	۱۹۷۰	انجان		منظور اشرف	مجیب عالم
خدا کرے کہ محبت میں وہ مقام آئے	۱۹۷۱	افشاں	تسلیم فاضلی	ناشاد	نور جہاں
آج ہم اپنی دُعاؤں کا اثر دیکھیں	۱۹۷۱	پاکیزہ	شکیل بدایونی	غلام محمد۔ نوشاد	لتا منگیشکر
ایو ماریہ (چرچ کا دُعائیہ گیت)	۲۰۰۲	سُر		ایم ایم کریم	مہالکشمی

(XIV) اللہ اور بھگوان سے شکایت کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
کیا مل گیا بھگوان تمہیں دل کو دُکھا کے	۱۹۴۶	انمول گھڑی	تنویرنقوی	نوشاد	نورجہاں
بھگوان کب تک ترے دُنیا میں	۱۹۴۷	ہم جولی	انجم پیلی بھتی	حفیظ خان	نورجہاں
فلک ملے گا تجھے کیا ہمیں مٹانے	۱۹۵۵	گھر گھر میں دیوالی	اندیور	روشن	لتا۔رفیع
بھگوان جوتُو ہے میرا انصاف کرے	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
او جگ کے رکھوالے، ہمیں تجھ	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	شیلندر	کشورکمار	مناڈے۔کورس
ہم کو من کی شکتی دینا	۱۹۷۱	گڈی	گلزار	وسنت ڈیسائی	وانی جے رام
آجا آجا آجا، او گیتا کے بھگوان	۱۹۴۶	غلامی	ایس کے پل	رینوکا دیوی۔ بھارت ویاس	

(XV) فلمی قوالیاں:

قوالیوں کا تعلق پاک و ہند کی اُس روحانی اور تصوفانہ روایت سے ہے جو در بارشریفوں، گدی نشینوں،، اور تکیہ نشین صوفیاء سے وابستہ ہے۔قوالی ہندو پاک کی مخصوص صنف موسیقی ہے جس میں عبادت اور روحانیت کو خاص مرتبہ و بلندی حاصل ہے۔مسلمانوں کی ہندوستان میں موسیقی کے احیاء میں یہ صنف بیش قیمتی اضافہ ہے۔ فلمی گیتوں میں فلمی قوالیوں کا ایک خاص مزاج اور انفرادیت پائی جاتی ہے۔ یہ تمام فلمی قوالیاں درباوں اور تکیوں ہی نذر نہیں کی جاتیں بلکہ فلم کی سچیوئشن کو مدنظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں۔فلم میں آپس کے گانے کے مقابلے، اور سر تال کا امتحان لینے کے حوالے سے بھی قوالیاں بنائی جاتی ہیں جس میں مخالف کا زیر کرنے اور موسیقی میں مہارت دکھانے کا مقابلہ دکھایا جاتا ہے۔فلم مغل اعظم کی قوالی جسے شکیل بدایونی نے لکھا تھا وہ اکبر بادشاہ کے دربار میں گائی جاتی ہے، اس کی بہترین مثال ہے۔''تیری محفل میں قسمت آزما کے ہم بھی دیکھیں گے''۔ بہر طور قوالیوں کی ایک پوری کہکشاں فلمی گیتوں کی مد میں شامل ہیں۔ذیل میں چند فلمی قوالیاں حوالہ کے طور پر پیش کی جارہی ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
ہے اگر دشمن، زمانہ غم نہیں غم نہیں	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں		آرڈی برمن	رفیع۔آشا
عرضیاں ساری چہرے پہ لکھ		دلی۔٦	جاوید اختر	اے آر رحمان	کیلاش کھیر
کبھی بے کسی نے مارا، کبھی	۱۹۸۵	الگ الگ			لتا۔کشورکمار

پردہ ہے پردہ، پردہ نشیں کو	۱۹۷۷	امر اکبر انتھونی		لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
مورے حاجی پیا، او ولی خدا	۲۰۰۷	ہلا بول	شیری دشیانت کمار	سکھ ویندر سنگھ	امجد فرید صابری
کسی نرگسی نظر کو دل دیں گے ہم	۱۹۵۸	مَیں نشے میں ہوں	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
تم سے مل کر دل کا ہے جو حال کیا	۲۰۰۴	مَیں ہوں ناں	جاوید اختر	رنجیت بروت	صابری برادرز، سونم نگم
سچائی چھپ نہیں سکتی کبھی بناوٹ قوالی	۱۹۷۱	دشمن	آنند بخشی	لکشمی کانتے پیارے لعل	کشور کمار
ایک سے پھول گلستاں میں کھلا	۱۹۷۲	سجنوگ	آنند بخشی قوالی	آر ڈی برمن	محمد رفیع
اے میری زہرہ جبیں	۱۹۶۵	وقت		روی	مناڈے
جب رات ہے ایسی متوالی پھر صبح	۱۹۶۰	مغل اعظم		نوشاد	لتا منگیشکر
تیری محفل میں قسمت آزما کے ہم	۱۹۶۰	مغل اعظم		نوشاد	لتا۔شمشاد بیگم
سلام عشق میری جاں ذرا قبول لو تم	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر		کلیانت جی آنند جی	لتا۔کشور کمار
آیا تیرے در پر دیوانہ	۲۰۰۴	ویر زارا		سنجیو کھولی	احمد حسین۔محمد حسین

(XVI) مجرے کے گیت:

فلمی گیتوں میں مجرا ایک ایسی صنف ہے جس میں عموماً غزل کا پیرایہ اختیار جاتا ہے، اور ناچ گانے کی مخصوص فضا بندی کی جاتی ہے۔نغمہ نگاری، موسیقی اور رقص کا معیار عام فلمی گیتوں سے بلند بھی ہوتا ہے اور خوبصورت بھی۔فلمی گیتوں میں مجرے کے گیت تعداد میں کم نہیں ہیں لیکن اچھے فلمی مجرے دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں نغمہ نگار اسے لکھتے ہوئے شعری محاسن اور خصوصیات کا خیال رکھتے ہیں وہیں موسیقار ، گانے والے اور فلم ساز بھی ان کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔فلم پاکیزہ اور امراو جان اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ پاکستانی فلم امراو جان ادا بھی اپنے فلمی مجروں کے حوالے سے ایک خوبصورت فلم ہے۔طوائفوں ،ڈومنیوں اور رقاصاؤں سے وابستہ مجرے کے گیت دیکھنے سننے والے کے لئے عام گیتوں کے ماحول سے الگ ہوتے ہیں اس لئے ساز و آواز میں سحر انگیز انداز پایا جاتا ہے۔ چند فلمی مجرے مثال کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
خدا حضور کو میری بھی زندگی	۱۹۶۶	ساون گھٹا	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	آشا، اُوشا
تھارے رہیو، او بانکے یار رہے	۱۹۷۰	پاکیزہ	مجروح سلطان پوری		لتا منگیشکر

انہیں لوگوں نے ، چھین لیا دوپٹہ میرا	۱۹۷۰	پاکیزہ	مجروح سلطان پوری		لتا منگیشکر
تکلف برطرف ہم تو سر بازار ناچیں	۱۹۷۲	بازار		منظور اشرف	رونا لیلہ
نا جانے کس لئے ہم پر قیامت	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
جو بچا تھا وہ لٹانے کے لئے	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	نور جہاں
جھومیں کبھی ناچیں کبھی لہرائیں	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
کاٹے نہ کٹے رہے رتیاں سنیاں	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
جس طرف آنکھ اُٹھاوں تیری	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	ناہید اختر
ان آنکھوں کی مستی کے مستانے	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
دل چیز کیا آپ میری جان لیجئے	۱۹۸۱	امراو جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
جستجو جس کی تھی اُس کو تو پایا ہم نے	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
یہ کیا جگہ ہے دوستو ، یہ کون سا	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
سلام۔تمہاری محفل میں آ گئے ہیں	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
جھوٹے الزام میری جان لگایا نہ کرو	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
تم جو پاس آ گئے ہم جو شرما گئے	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
مَیں نہ مل سکوں جو تم سے	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
پوچھ رہے ہیں پوچھنے والے	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
ذرا سن لو ہم اپنے پیار کا افسانہ	۱۹۴۸	بازار	قمر جلال آبادی	شیام سندر	لتا۔راجکماری
اُٹھا جام چلو دونوں ساتھ ساتھ	۱۹۴۸	بازار	قمر جلال آبادی	شیام سندر	لتا منگیشکر
ڈولا رے ڈولا ، باندھ کے مَیں	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر،	نصرت بدر	کوتیا کرشنا مورتی ، شریا گوشل
ڈولی لے کے یہاں کوئی آتا نہیں	۱۹۸۶	اللہ رکھا	راجندر کرشن	انو ملک	لتا منگیشکر

(XVII) ناچ گانے کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
میرا بچھڑا بلم گھر آ گیا میری پائل	۱۹۶۴	حویلی		خواجہ خورشید انور	نسیم بیگم
پل پل جھوموں جھوم کے گاوں	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	کوثر پروین

مہکی فضائیں گاتی ہوائیں تیرے	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چھم چھم ناچوں میرے پیا گھر	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
چھن چھن چھن میری پائل	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
رقص میں ہے سارا جہاں گونج	۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نازی
ناچ ناچ پروانے جب تک شمع جلے	۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	کوثر پروین
جھومیں کبھی ناچیں کبھی لہرائیں	۱۹۷۲	امراو جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
میرا بابو چھیل چھبیلا میں تو ناچوں گی	۱۹۷۲	من کی جیت		ایم اشرف	رونا لیلہ
من میں اُٹھی نئی ترنگ ناچے	۱۹۷۲	ناگ منی		نثار بزمی	نور جہاں
تن تو پہ واروں من تو پہ واروں	۱۹۷۲	ناگ منی		نثار بزمی	نور جہاں

(XVIII) زندگی موت سے متعلق گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
زندگی ہے یا کسی کا انتظار	۱۹۶۰	سلمی		رشید عطرے	نور جہاں
رئیں نہ رہیں ہم مہکا کریں گے	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا منگیشکر
تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران	۱۹۸۲	معصوم	گلزار	آر،ڈی برمن	لتا منگیشکر
زندگی کا سفر ہے کیسا سفر، کوئی سمجھا	۱۹۷۰	سفر		کلیان جی آنند جی	کشور کمار
زندگی کی سفر میں گزر جاتے ہیں	۱۹۷۴	آپ کی قسم		آر ڈی برمن	کشور کمار

(XIX) ملی گیت، دیس ترانے اور آزادی کے گیت:

فلمی گیتوں میں ایسے گیت بھی شامل ہیں جو ملی گیتوں، ترانوں، اور آزادی کے گیتوں کی ذیل میں شامل ہیں۔ یہ گیت وطن کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ان میں وطن پرستی اور ملک کے لئے جان دے دینے والے محبّ وطنوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ان گیتوں میں وطن کی مٹی کی بو باس شامل ہے۔ملک کے فوجی جوانوں، محنت کشوں، اور کھیتوں میں کام کرتے کسانوں اور اُونچی عمارتوں کوتعمیر کرتے مزدوروں کا ذکر سنائی دیتا ہے۔ان گیتوں میں وطن کو بنانے اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کا ایک عزم دکھائی دیتا ہے۔ایک جوش ایک ولولہ اُن کے رگ و پے میں دوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔فلم ''کرانتی'' کا گیت ہے۔''اب کے برس تجھے دھرتی کی رانی کردیں گے''، یہ اور اس جیسے لا تعداد گیت ہیں جنہیں فلموں میں شامل کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں فوجی

جوانوں کے حوصلے بڑھاتے گیت ہیں ایسے ہی کچھ گیت دیکھئے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آو بچو تمہیں دکھائیں دھرتی	۱۹۵۵	جگ ریتی	پردیپ	ہمنت کمار	ہمنت کمار
ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال	۱۹۵۵	جگ ریتی	پردیپ	ہمنت کمار	محمد رفیع
دے دی ہمیں آزادی	۱۹۵۵	جگ ریتید	پردیپ	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی	۱۹۵۷	بیداری		فتح علی خان	سلیم رضا
ملت کے جوانوں کو یہ پیغام سنا دو	۱۹۶۷	وقت کی پکار		نثار بزمی	نور جہاں
میرے دیس کی دھرتی سونا اُگلے	۱۹۶۸	اُپکار	گلشن باورا		
ہندوستان کی قسم، نہ جھکے گا سر وطن	۱۹۷۳	ہندوستان کی قسم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
یہ دیس پردیس، خوشیاں یہیں پہ	۱۹۷۸	دیس پردیس	امیت کھنہ	راجیش روشن	کشور کمار
اے ماں مجھ کو سوگندھ تیری	۱۹۸۰	ماں کی سوگندھ	انجان	سپن جگ موہن	کشور کمار
اب کے برس تجھے دھرتی کی رانی	۱۹۸۱	کرانتی		لکشمی کانت پیارے لعل	مہندر کپور
میرے دیس پریمیو، آپس میں پریم	۱۹۸۲	دیش پریمی		لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
آج پندرہ اگست ہے	۱۹۸۸	کلرک	منوج کمار	اُتم جگ دیش	مہندر کپور
اپنے وطن کے لئے ہم ہنس کے	۱۹۹۸	چائنہ گیٹ		انو ملک	ونود راٹھور، شنکر مہادیون
وہ لڑکی ہے یا میرا ہندوستان	۲۰۰۲	کاش آپ ہمارے ہوتے	سمیر	آدیش شیری واستو	سونو نگم
ایسا دیس ہے میرا	۲۰۰۴	ویر زارا		مدن موہن	اُدت نارائن
دھرتی سنہری، امبر نیلا، ہر موسم	۲۰۰۴	ویر زارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	ادت، گورداس، لتا

(XX) جنگی گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اے راہ حق کے شہید و وفا کی تصویرو	۱۹۶۶	مادر وطن		سلیم اقبال	نسیم بیگم
سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل	۱۹۶۵	شہید	پریم دھاون	پریم دھاون	رفیع۔منا ڈے

(XXI) شہر گاؤں اور ملکوں سے متعلق گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
میرا جوتا ہے جاپانی یہ پتلون	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش

بوجھ میرا کیا ناؤں رے	۱۹۵۶	سی آئی ڈی		او پی نیّر	شمشاد بیگم
اُس بے وفا کے شہر ہے اور ہم ہیں	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
اے روشنیوں کے شہر بتا اُجیاروں	۱۹۶۴	چنگاری		خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
یہ ہے بمبئی میری جان	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطان پوری	او پی نیّر	محمد رفیع
مَیں تیرے اجنبی شہر میں ڈھونڈتا	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	مسرور انور	عنایت حسین	مجیب عالم
اس سے پہلے کہ تیری چشم کرم	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	مسرور انور	عنایت حسین	مجیب عالم
چھوڑ چلے ہم چھوڑ چلے لو شہر تمہارا	۱۹۷۰	پھر چاند نکلے گا	انجم کیرنوی	سہیل رعنا	احمد رشدی
الف سے اچھی گاف سے گڑیا	۱۹۷۱	خاموش نگاہیں	خواجہ پرویز	ایم اشرف	احمد رشدی
پربت کے پیچھے چنبے دا گاؤں	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار۔لتا

(XXII) خودساختہ الفاظ سے بنے گیت:

ان فلمی گیتوں میں ایسے بہت سے الفاظ کو بنیاد بنا کر گیت لکھے جاتے رہے ہیں جن کا معنوی مفہوم کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن گیت کا انگ اختیار کر کے یہ الفاظ نہ صرف خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں بلکہ گیت کی مجموعی فضا میں بھی ایک ندرت انوکھا پن پیدا کر دیتے ہیں۔کبھی ''رم یا وتا ویا'' جیسے الفاظ گیت میں آ کر امر ہو جاتے ہیں، تو کبھی ''کوکوکوری نا'' یا ''دغا دغا وی وی وی'' جیسی بے معنی لفاظی۔لیکن یہ الفاظ گیت کا پیرایہ اختیار کرتے ہی ایک طرح کا آلاپ اور تال پیدا کرتے ہیں اور گیت کے سُر کو سہارنے اور بڑھاوا دینے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ایسے گیتوں کی بہت زیادہ مثالیں دی جا سکتی ہیں، یہاں صرف ضرورت کے پیش نظر چند ایک مثالیں ہی پیش کی جا رہی ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اِیچک دانہ، بیچک دانہ، دانے	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔مکیش
رم یا وتا ویا، رمیا وتا ویا	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
دغا دغا وی وی ہو گئی تم سے	۱۹۵۹	کالی ٹوپی لال رومال		چتر گپتا	لتا منگیشکر
کوکوکوری نہ، میرے خیالوں	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
اِک اُڑن کھٹولہ آئے گا اِک لال	۱۹۷۱	جان بونڈ ۸۰۰		لعل محمد اقبال	احمد رشدی

زوبی زوبی پم پم	۲۰۰۹	تھری ایڈیٹس	شونند دکرئے	شتانو مویترا	سونم نگم، شریا گوشل
اینا مینا ڈیکا	۱۹۵۷	آشا		سی رام چندر	کشور کمار

(XXIII) ہمت حوصلہ اور جستجو پیہم کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مَیں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا	۱۹۶۱	ہم دونوں		جے دیو	محمد رفیع
اے میرے دل ناداں، تو غم سے نہ	۱۹۶۲	ٹاور ہاؤس	اسد بھوپالی	روی	لتا منگیشکر
یاد کرتا ہے زمانہ اُنہی انسانوں کو	۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
اکیلے ہیں تو کیا غم ہے، چاہیں تو	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطان پوری	انو ملک	الکا یاگنی، اُدت نارائن
جب تک ہے دم، جو ہمت نہ	۲۰۰۷	ہلا بول	شیری دشیانت کمار	سکھ ویندر سنگھ	سکھ ویندر سنگھ

(XXIV) شاعر اور شاعری سے متعلق گیت:

شعر اور شاعری کی مدح میں بھی بہت سے ایسے گیت لکھے گئے ہیں جن سے شعری مرتبے اور شاعر کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ جس طرح موسیقی اور تال سُر کے لئے نغمہ نگاروں نے گیت لکھے ہیں اسی طرح شاعر کی بلند پروازی اور اور تخیّل آفرینی کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے۔ محبوب کی تعریف اور مدح سرائی میں شاعر اور شعر کا سہارا لینا پڑتا ہے، چنانچہ نغمہ نگاروں نے ایسے بہت سے گیت تحریر کئے ہیں جس میں شاعر کی ذات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ساحر کی نظم جو فلمی گیت کے حوالے سے امر ہوگئی، اس ضمن میں ایک یادگار گیت ہے ''میں پل دو پل کا شاعر ہوں، پل دو پل میری جوانی ہے، پل دو پل میری ہستی ہے، پل دو پل میری کہانی ہے''۔ کچھ دوسرے چند گیت اس فہرست میں شامل کئے ہیں جو کچھ یوں ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مَیں پل دو پل کا شاعر ہوں	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحر لدھیانوی	خیام	مکیش
دل آج شاعر ہے غم آج نغمہ	۱۹۷۱	گمبلر	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
مَیں جو شاعر کبھی ہوتا تیرا سہرا کہتا	۱۹۷۴	بہشت	ن م		مہدی حسن
مَیں شاعر تو نہیں غزل کہنے کو	۱۹۷۵	محبت زندگی ہے	مسرور انور	ایم اشرف	مہدی حسن
تُو شاعر ہے مَیں تیری شاعری	۱۹۹۱	ساجن		ندیم شیراون	الکا یاگنی
مَیں شاعر تو نہیں، مگر اے حسین	۱۹۷۳	بوبی		لکشمی کانت پیارے لعل	شیلندر

(XXV) زندگی کی آفاقیت اور ابدیت کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تُو پیار کا ساگر ہے تیری اک بوند	۱۹۵۵	سیما	شیلندر	شنکر جے کشن	مناڈے
ہر آدمی الگ سہی مگر اُمنگ ایک	۱۹۶۹	زندگی کتنی حسین ہے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
زندگی کا سفر ہے یہ کیسا سفر، کوئی	۱۹۷۰	سفر	ن م	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
زمانے میں رہ کے رہے ہم اکیلے	۱۹۷۰	یہ راستے ہیں پیار کے	مشیر کاظمی	اعظم بیگ	مسعود رانا
زندگی جا چھوڑ دے پیچھا میرا	۱۹۷۴	جواب دو	ن م	اے حمید	نور جہاں

(XXVI) جنازے اور ارتھی سے متعلق گیت:

جگر چھلنی ہے دل گھبرا رہا ہے بھٹی	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	عنایت حسین
ہم چلے اس جہاں سے دل اُٹھ گیا	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مسعود رانا
جب دل ہی ٹوٹ گیا ہم جی	۱۹۵۳	شاہجہان	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	کے ایل سیگل

(XXVII) شادی بیاہ اور تہواروں کے گیت:

ہندوستانی ثقافت میلے ٹھیلوں اور تہواروں کی سرزمیں ہے۔ یہاں موسموں کی مناسبت سے تہوار منائے جاتے ہیں۔ ہر علاقے کی اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایات ہیں۔ یہ تہوار کبھی مذہبی ثقافت سے جنم لیتے ہیں اور کبھی کھیت کھلیانوں کی بیجائی کٹائی کے حوالے سے۔ کبھی یہی تہوار موسموں کی آمد پر منائے جاتے ہیں اور اور کبھی مندروں اور خانقاہوں کے سالانہ عرسوں اور عبادت کے دنو ں کے لحاظ سے۔ فلموں میں ایسے گیتوں کو خاص مقام حاصل ہے جو عوام الناس کی زندگیوں کی ترجمان ہیں۔ فلمی گیتوں کا یہ پہلو اپنی صنف اور اپنی حیثیت کے جواز اور اپنے ہونے کی دلیل کا سب سے مضبوط حوالہ ہے۔ شادی بیاہ کے گیت بھی اپنی اپنی ثقافت کے لحاظ سے فلموں میں پیش کئے جاتے ہیں اور برصغیر پاک وہند کی مجموعی اور علاقائی ثقافتوں کے ترجمان بن جاتے ہیں۔ یوپی سے لے کر پنجاب، سندھ، مدراس، بنگال، اور کشمیر تک ہر ایک ثقافت کا رنگ شادی بیاہ کے گیتوں کے توسط سے جھلکتا نظر آتا ہے۔ شادی بیاہ کی رسم میں ہندو مسلم، سکھ اور عسائیت کی مذہبی رسموں کا عکس بھی نہ صرف اس میں جھلکتا ہے بلکہ مہندی کی رسمیں، بارات کی آمد، شادی کی رسوم اور بدائی اور رخصتی کے مواقع پر فلمی گیت اپنی ایک الگ حیثیت سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ہندو پاک کے تہواروں اور شادی بیاہ کے حوالے

سے چند گیت پیش خدمت ہیں۔

(XXVIII) شادی بیاہ کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
مکھڑے پہ سہرا ڈالے آجا او آنے	۱۹۶۰	سہلی	ن م	اے حمید	نسیم بیگم
گھوڑی پہ ہو کے سوار، چلا ہے دلہا	۱۹۷۸	غلام، بیگم، بادشاہ	راجندر کرشن	گھنشیام	محمد رفیع
ہریالہ بنا آئے رے	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	ندا فاضلی (دلہا کا گیت)	خیام	آشا۔جگجیت
دلہے کا سہرا سہانہ لگتا ہے دلہن کا تو	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	نصرت فتح علی خان
مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا یاگنی
مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری	۲۰۰۲	ہاں میں نے بھی پیار کیا	سمیر	ندیم شیرون	ادت نارائن
ہے مبارک آج کا دن رات	۱۹۸۴	باکسر	ن م	آر ڈی برمن	
راجہ کی آئے گی بارات رنگیلی ہوگی	۱۹۵۳	آہ	ن م	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر

(XXIX) مہندی کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بنو کی سہیلی ریشم کی ڈوری، چھپ	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	مہندی کا گیت	جتن للت	الکا یاگنی، ادت نارائن
بنو کے گھر سے مہندی لگانے کوئی	۱۹۷۵	پالکی	ن م	ناشاد	نور جہاں

(XXX) سالگرہ کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آج میرے منے کی سالگرہ ہے	۱۹۵۹	ثریا	ن م	اختر حسین	زبیدہ خانم
تم جیو ہزاروں سال	۱۹۵۹	سُجاتا	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	آشا بھونسلے
ہپی برتھ ڈے ٹو یو، بار بار دن	۱۹۶۷	فرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع

(XXXI) ہولی:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
انگ سے انگ لگانا، سجن ہمیں	۱۹۹۳	ڈر	آنند بخشی	شیو ہری	الکا، ونود راٹھور، سودیش بھونسلے
بھگو دی موری ساری رے، کھیلو ہم سے ہولی	۱۹۴۱	شادی		کھیم چند پرکاش	خورشید۔منشی دل

(XXXII) راکھی کے گیت

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بھیا میرے راکھی کے بندھن کو	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بہنا نے بھائی کی کلائی سے پیار باندھا	۱۹۷۴	ڈوری			سمن کلیان پوری

(XXXIII) ثقافتوں کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اُڑ جا کالے کاواں تیرے منہ وچ	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	ادت نارائن
ساڈے تو ویڑے بوٹا انگور	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	
مری جاں بلے بلے، یہ میرے ہاتھ	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیئر	محمد رفیع، آشا

(XXXIV) زبانوں اور لہجوں کے گیت:

ہندو پاک مختلف ثقافتوں اور رنگ و نسل کی آماجگاہ ہے۔ یہاں زبانوں میں بھی بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔ ہر بیس پچیس میل پر زبان میں تبدیلی رونما ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ کے فلم سازوں اور گیت نگاروں نے ہر علاقے اور وسیب اور اس کی رہتل کو ملحوظ رکھتے ہوئے کئی لہجوں میں گیت لکھے ہیں، جن کو عمومی مزاج تو اُردو اور ہندی ہی رہتا ہے لیکن لہجے کا رنگ اور بو باس اُس علاقے کی چغلی کھاتا ہے۔ مثلاً اگر فلم کی کہانی کا پس منظر پنجاب کا علاقہ ہے تو کرداروں اور گیتوں کا انگ بھی اُسی سے میل کھائے گا۔ چنانچہ اس صورت حال میں رہ کر گیت نگار زبانوں اور لہجوں سے مزین گیت تخلیق کرتے رہے ہیں۔ جس میں لکھنوی، پنجابی، دہلوی رنگ دیکھا جا سکتا ہے، اس طرح ایسے بہت سے گیت بھی شامل ہیں جن میں انگریزی الفاظ برت کے اُس میں ندرت یا انفرادیت پیدا کی جاتی ہے۔ چند گیت دیکھیے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
نیناں لڑ جئی اے، تو منوا ما کسک	۱۹۶۱	گنگا جمنا		نوشاد	محمد رفیع
جانے بہاراں رشک چمن غنچہ	۱۹۶۲	عذرا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
سانوریا نے ہائے دیا بڑا دُکھ دینو	۱۹۶۳	باجی		عنایت حضروی	نسیم بیگم
سجنوا مت جا ارج تو سُن موری	۱۹۶۴	دیوانہ		مصلح الدین	نسیم بیگم

ایکسڈنٹ ہوگیا، پرمانٹ ہوگیا	۱۹۸۳	کُلی		لکشمی کانت پیارے لعل	شبیر کمار
کوئی وعدہ کسی سے کریئے نا، کریئے	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے، آر، رحمان	سکھ ویندر سنگھ، الکا
ماہیاوے، نی مَیں سمجھ گیا، اس گل	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے، آر، رحمان	سکھ ویندر سنگھ، شرما
رمتا جوگی، اوے اوے، تُو پریم	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے، آر، رحمان	سکھ ویندر سنگھ، الکا
مائنڈ بلونگ مائیا	۲۰۰۷	کیش	وشال دھونی	وشال۔شیکھر	سوینِدی چوہان

(XXXV) زندگی کی ماہیت کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
زندگی پیار کا گیت ہے، اسے ہر دل	۱۹۸۳	سوتن	ساون کمار	اوشا کھنہ	لتا۔کشور کمار
زندگی کیسی ہے پہلی ہائے، کبھی تو	۱۹۷۰	آنند	گلزار	سلیل چوہدری	مکیش
قطرہ قطرہ ملتی ہے، قطرہ قطرہ جینے	۱۹۸۶	اجازت	گلزار	آر، ڈی برمن	آشا بھونسلے
تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران		معصوم	گلزار		لتا منگیشکر
دُکھ درد سے جگ میں کوئی آزاد نہیں	۱۹۴۷	ہم جولی	انجم پیلی بھتی	حفیظ خان	نور جہاں
زندگی کے سفر میں اکیلے تھے ہم	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا		ایم اشرف	نور جہاں

(XXXVI) تقدیر اور قسمت سے متعلق گیت:

تقدیر یا قسمت کس کو اختیار ہے، لیکن تقدیر یا قسمت کا فلسفہ ایک ایسی گرہ ہے جسے کھولنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مقدر کے لکھے پر شاکر ہونا ہی پڑتا ہے۔ جب انسان کی محنت اور کوششیں بھی رائیگاں چلی جائیں تو مقدر اور قسمت پر یقین کئے بغیر چارہ نہیں۔ تقدیر کے لکھے پر شکوے اور شکاتیں شعری ادب کے سرمائے میں تو بہت نظر آتی ہیں لیکن فلمی گیتوں کا دامن بھی اس سے خالی نہیں۔ جب شاعر یہ کہے کہ ''تقدیر کا فسانہ جا کر کسے سنائیں اس دل میں جل رہی ہیں ارمان کی چتائیں''۔ تو غم واندوہ کی تصویر بنا کوئی انسان ہماری نگاہوں میں گھوم جاتا ہے۔ اس پہلو کو بھی فلمی گیتوں کی موضوعات میں اہم مقام حاصل ہے۔ بہت سے گیت اور گیت نگار اس فلسفے کا پرچار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ چند گیت ملاحظہ ہوں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
تقدیر کا فسانہ جا کر کسے سنائیں				محمد رفیع	
اس دل کی قسمت کیا کہیئے	۱۹۴۸	لاہور	راجند کرشن	شیام سندر	لتا منگیشکر
جلتے ہیں ارمان میرا روتا ہے	۱۹۵۸	انارکلی		رشید عطرے	نور جہاں

تقدیر کا فسانہ جا کر کسے سنائیں	۱۹۶۳	سہرا	حسرت جے پوری	رام لعل	محمد رفیع
مری قسمت بتا کیا ہے میری خطا	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	مالا
لے آئے پھر کہاں پر قسمت ہمیں	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
جسے مل سکی نہ منزل مَیں وہ بدنصیب	۱۹۷۳	سوسائٹی			ایم اشرف

مہدی حسن

(XXXVII) شوخ، چنچل اور مزاحیہ گیت:

فلمی گیتوں میں اگر غم و یاس میں ڈوبے گیت ملتے ہیں تو ایسے فلمی گیتوں کی بھی کمی نہیں جن سے ایک سرخوشی، انبساط شوخی یا ہنسی مذاق کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ فلمی گیتوں میں شوخ گیتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ چھیڑ چھاڑ کرتے اور ہنسی مذاق کا رنگ پیدا کرنے والے چند گیتوں کی مثالیں پیش خدمت ہیں۔ انہیں میں زندگی کی ولولہ انگیز بھی ملتی ہے اور زندگی کے ہر مرحلے پر ہمت و حوصلہ سے مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دکھائی دیتی ہے۔ زندہ دلی ہی زندگی کا نام ہے۔ کچھ شوخ و چنچل گیت ذیل میں درج ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
شام ڈھلے کھڑکی کی تلے تم سیٹی بجانا	۱۹۵۲	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندرا	لتا۔ چتلکر
بنگالی چھوکرا، مَیں مدراسی چھوکری	۱۹۵۸	راگنی	قمر جلال آبادی	او پی نیئر	کشور۔ آشا
ارے لے لو جی ہے یہ دل کا	۱۹۶۰	ہاف ٹکٹ	شیلندر	سلیل چوہدری	کشور کمار
مست بہاروں کا مَیں عاشق مَیں	۱۹۶۷	فرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
ہم سے نہ بگڑ اے لڑکی اپنوں	۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
سلام محبت بڑا خوبصورت بڑا دلربا	۱۹۷۱	سلام محبت	نامعلوم	خواجہ خورشید انور	احمد رشدی
کھائی کے پان بنارس والا	۱۹۷۷	ڈان	انجان		کشور کمار
بے بی تُو کتنی بڑی ہوگئی	۱۹۷۴	نمک حرام	نامعلوم	نثار بزمی	احمد رشدی
چھیڑ چھاڑ کروں گا آواز ار کروں گا	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	مسرور انور	ایم اشرف	احمد رشدی
خاتون کی خدمت میں سلام اپُن کا	۱۹۸۲	دیس پریمی		لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
ساسو تیرتھ، تیرتھ سالا سالی	۱۹۸۳	سوتن		اوشا کھنہ	کشور کمار
میرے انگنے میں تمہارا کام ہے	۱۹۸۱	لاوارث		کلیان جی آنند جی	ایتابھ بچن

من مانی سے ہرگز نا ڈرو کبھی شادی	۱۹۷۹	من پسند		راجیش روشن	کشور کمار
ضرورت ہے ضرورت ہے	۱۹۶۲	من موجی		مدن موہن	کشور کمار

(XXXVII) یاسیت زدہ، قنوطی گیت:

انھیں فلمی گیتوں میں ایسے گیتوں کی بھی کمی نہیں جس میں انسان کی لاچارگی اور بےبسی دکھائی دیتی ہے ۔ جب اُسے کوئی مددگار، کوئی سہارا نظر نہیں آتا، اپنے دُکھ اور تکلیفوں سے نکلنے کی کوئی سبیل دکھائی نہیں دیتی، جب انسان کا کوئی ہمدم اور کوئی سہارا نہیں رہ جاتا۔ تو یاسیت میں ڈوبی گیت کی آواز سننے والے کو اپنی آواز محسوس ہوتی ہے۔ فلموں میں کہانی کی ضرورت کے پیش نظر نغمہ نگاروں نے ایسے گیت بھی لکھے ہیں جو اس صورت حال کی ترجمانی کر سکیں۔ بےبسی میں غم واندوہ کی تصویر بنے یہ گیت یاسیت اور قنوطیت کے بہترین ترجمان نظر آتے ہیں اور انسانی احساس کی یہ کیفیت کس قدر حقیقی بن کر سننے والے کے دل کی آواز بن جاتی ہے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
چھائی گھٹا گھنگور، گگن میں چاروں	۱۹۴۶	غلامی	ایس کے پل	رینوکا دیوی۔ بھارت ویاس	
اب میرا کون سہارا	۱۹۵۶	برسات	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
کوئی ہمدم نہ رہا کوئی سہارا نہ رہا	۱۹۶۱	جھومتر	نامعلوم	کشور کمار	کشور کمار
اس بھری دُنیا میں کوئی بھی ہمارا	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	محمد رفیع
نگاہیں ہوگئیں پرنم ذرا آواز دے دینا	۱۹۶۴	لٹیرا	بابا سیاہ عالم پوش	سیف چغتائی	نسیم بیگم

(XXXVIII) گھر، گلی، محلے، اور شہر کے گیت:

گھر انسانی زندگی میں راحت، امن، سکون اور شانتی کی علامت ہے۔ گھر ہو، گاؤں، شہر یا اپنا دیس یا ملک، کسے عزیز نہیں۔ فلمی شاعروں نے ان جگہوں کو فلمی سچوئشن کے لحاظ سے کئی انداز میں برتا ہے۔ کبھی محبوب کی گلی کی طرف اشارہ ہے، تو کبھی محبوب کے شہر سے گزرتے ہوں اس کی رسوائیوں کا خوف شاعر کے دل میں جاں گزیں ہوجاتا ہے۔ کبھی گھر کے لئے دُعا اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ''یہ گھر میرا گلشن ہے گلشن کا خدا حافظ''۔ فلموں میں انسانی زندگی اور اُس سے جڑے ہزارہا پہلوؤں کو گیتوں میں نگینوں کی طرح سجا کر پیش کیا گیا ہے۔ ہماری زندگیوں سے وابستہ کیسے کیسے جذبے ہیں جو ان گیتوں کے ذریعے ہمارے دل کے ترجمان بن جاتے ہیں۔ اس موضوع سے جڑے چند گیت ملاحظہ ہوں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
کیا جانے کیا ارماں لے کر	۱۹۵۸	انار کلی	نامعلوم	رشید عطرے	نور جہاں
میرے محبوب قیامت ہوگی آج	۱۹۶۴	مسٹر ایکس ان بمبئی	نامعلوم	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
مَیں نے اک آشیاں بنایا تھا	۱۹۷۱	رم جھم	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
جس گلی میں تیرا گھر نہ ہو بالم	۱۹۷۱	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	مکیش
مَیں نے اک آشیاں بنایا تھا	۱۹۷۱	رم جھم	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
یہ گھر میرا گلشن ہے گلشن کا خدا حافظ	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
ہزار بار منع کیا میری گلی نہ سیاں آنا	۱۹۷۵	عزت	تسلیم فاضلی	اے حمید	ثمر اقبال
ہماری گلیاں ہو کے آنا	۲۰۰۴	رین کوٹ	گلزار	دیبو جیوتی مشرہ	مینا مشرہ
اِک ٹوٹے ہوئے دل کی آواز مجھے	۲۰۰۶	امراؤ جاند	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی

(XXXIX) موسیقی کی عظمت کے گیت:

فلمی گیتوں میں موسیقی اور سُر کی عظمت کا بیان اکثر و بیشتر دکھائی دیتا ہے۔ سر، تال، اور سنگیت ہمیں گیتوں کو منور کرتے ہوئے سنائی نہیں دیتے بلکہ فلمی نغمہ نگاروں اور موسیقاروں نے بذات خود اِن گیتوں میں ایسے پیغام اور خیالات پیش کئے ہیں کہ موسیقی کی عظمت ہمارے دلوں کو مسخر کر دیتی ہے۔ کسی گیت میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے ''پیار نہیں ہے سُر سے جس کو وہ مورکھ انسان نہیں''۔ کبھی شاعر سات رنگ کے سپنے چنتا ہے اور وہ بھی سریلے، تو کبھی نور جہاں سے ہی گیت کے انگ میں کہلایا جاتا ہے۔'' گائے گی دُنیا گیت میرے، سُریلے انگ میرے، نرالے رنگ میرے، بھرے ہیں ارمانوں میں''۔ جب دور کہیں کوئی دھن چھڑتی ہے تو بے قرار دلوں کی بے چینی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں صدائے زندگی کی علامت نغمہ اور ترانہ بن جاتی ہے ''میری زندگی ہے نغمہ میری زندگی ترانہ، میں صدائے زندگی ہوں مجھے ڈھونڈ لے زمانہ''۔ چند گیت ذیل میں درج ہیں

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
سُر نہ لگے، کیا گاؤں مَیں	۱۹۵۶	بسنت بہار	شیلندر	شنکر جے کشن	منا ڈے
گائے گی دُنیا گیت میرے	۱۹۶۲	موسیقار	نامعلوم	رشید عطرے	نور جہاں
دُور کوئی گائے دُھن یہ سنائے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔ رفیع۔ شمشاد بیگم

تال سے تال ملا، دل یہ بے چین	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے، آر، رحمان	سکھ وِیندر، الکا، ادت
مَیں نے تیرے لئے ہی سات	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چوہدری	مکیش
سنگیت نہ جانے ریت	۱۹۶۵	ساز و آواز	حبیب جالب	حسن لطیف	مہدی حسن
میری زندگی ہے نغمہ میری زندگی ترانہ	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
کوئی گاتا مَیں سو جاتا	۱۹۷۷	آلاپ	ڈاکٹر ہری ونش رائے بچن	جے دیو	
جانِ جاں تُو جو کہے گاوں مَیں	۱۹۷۱	آنسو	خواجہ پرویز	نذیر علی	مہدی حسن
کس نے بجائی ہے یہ بانسریا	۱۹۷۲	اک رات		ناشاد	نور جہاں
گا میرے دیوانے دل اس دُنیا	۱۹۷۲	دولت اور دُنیا	کمال احمد	خواجہ پرویز	مہدی حسن

(XL) کلاسیکی گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
جا جا رے بالموا، سوتن کے سنگ رات	۱۹۵۶	بسنت بہار	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
چھیڑ دیئے میرے دل کی تار	۱۹۵۸	راگنی	جانثار اختر	او پی نیئر	استاد امیر خان
متوالو ٹ آئے رہے	۱۹۶۱	سنگیت سمراٹ تان سین	شیلندر	ایس این ترپاٹھی	منا ڈے
ٹوٹ گئی میری من کی بینا	۱۹۶۱	سنگیت سمراٹ تان سین	شیلندر	ایس این ترپاٹھی	پنڈت اری ناتھ
راگ درباری	۱۹۶۰	مغلِ اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	استاد بڑے غلام علی خاں
رادھا کی تُو نے بنسری چُرائی	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع

(XLI) جام و سبو اور مے خانے کے گیت:

فلمی گیتوں میں جام و سبو کو بھی بہت موضوع بنایا گیا۔ خاص طرح کی سوسائیٹیوں، اونچے درجے کے ہوٹلوں اور کلبوں میں اس کا چلن عام ہے، علاوہ ازیں سماج کے پست طبقے، جہاں بدی اور برائی کا چلن عام ہیں، جہاں، شرابی، موالی اور نوسربازوں کا ٹھکانا رہتا ہے، فلمی کہانیوں میں یہ جگہیں ڈرامائی صورت حال کو بنانے اور اس کی نمائیدگی کے لئے خصوصیت سے دکھائی جاتی ہیں۔ معاشرے کے ان طبقوں میں مئے اور مئے پرستی کو پیش کرنے کے حوالے سے ایسے گیتوں کی کمی نہیں جس میں جام و شراب کا ذکر نہ ہو۔ سماج کی ناہمواریوں اور ناانصافیوں میں ڈوب کر فلمی کہانی کے کردار مئے پرست کا چولا اُوڑھ لیتے ہیں۔ شراب کے نشے کو موضوع بنا کر بہت سے گیت تخلیق کیئے گئے۔ جام و سبو سے متعلق گیتوں کی کچھ فہرست مرتب کی گئی ہے، جس میں کچھ اس

نوع کے گیت ہیں ''مجھے پینے کا شوق نہیں پیتا ہوں غم بھلانے کو''۔ کچھ مزید گیت پیش خدمت ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
یارو مجھے معاف رکھو مَیں نشے میں ہوں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	سلیم رضا
مجھ کو یارو معاف کرنا مَیں نشے میں	۱۹۵۸	مَیں نشے میں ہوں	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
مستی میں جھوم جھوم رے ساغر کو چوم	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
پی کے مے خانے چلو	۱۹۶۴	مے خانہ	نامعلوم	ناشاد	نسیم بیگم
جانے کیا حال ہو کل شیشے کے پیانے	۱۹۶۹	ماں کا آنچل	کیفی اعظمی	مدن موہن	غزلیہ گانا آشا بھونسلیئیں
شرابی نہیں، آپ سے پینے میں کچھ	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	رفیع۔آشا
لگ رہی ہے مجھے آج ساری فضا	۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
پیتے پیتے کبھی کبھی یوں جام	۱۹۷۶	بیراگ	نامعلوم	کلانت جی آنند جی	محمد رفیع
تُو پی اور جی، سردی میں جب پیو گے یارو	۱۹۷۸	دیس پردیس	امیت کھنہ	راجش روشن	کشور کمار
مجھے پینے کا شوق نہیں، پیتا ہوں غم	۱۹۸۳	کلی	آنند بخشی	لکمشی کانت پیارے لعل	شبیر کمار
جہاں چار یار مل جائیں وہیں	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار

(XLII) وقت اور سمے کے گیت:

گزرتے وقت اور گزرتی زندگی پر کس کو اختیار ہے، وقت کی گزر جانے کا احساس فطری طور پر انسان کے احساس زیاں میں شامل ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا وقت کا ایک ایسا کھیل ہے جس سے ہر انسان کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ زندگی کسی سہانے سفر کی مانند ہے آج آتی تو کل گزر جاتی ہے۔ وقت کتنے ہی ستم کرتا اور انسان اسے سہنے پر مجبور ہے۔ کیفی نے اس بات کی کتنی خوبصورت ترجمانی ایک فلمی گیت میں کی ہے ''وقت نے کیا، کیا حسین ستم، تم رہے نہ تم، ہم رہے نہ ہم''۔ گزرا وقت ہمارے ناسٹلجیا کا حصہ بن جاتا ہے اور ہم ہمیشہ گزرے وقت کے حسین لمحوں کو یاد کرتے رہ جاتے ہیں ۔گلزار نے بھی اس گزرتے وقت کی ترجمانی کرتے ہوئے کتنی خوبصورت بات کہی ہے'' آنے والا کل جانے والا ہے، ہو سکے تو اس میں زندگی بیتا لو، پل جو یہ جانے والا ہے''۔ وقت کی بے کرانیوں کے سامنے مجبور و بے کس انسان کی اس دُکھ کی ترجمانی فلمی شاعروں اور نغمہ نگاروں نے بہت تواتر سے کی ہے، چند ایک گیت اس ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
آنے والا پل جانے والا ہے	۱۹۷۹	گول مال	گلزار	آر۔ڈی برمن	کشور کمار
مَیں اِک صدی سے یہاں بیٹھی	۱۹۹۰	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ	لتا منگیشکر
وقت نے کیا، کیا حسین ستم	۱۹۵۹	کاغذ کے پھول	کیفی اعظمی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
سے اودھیرے چلو	۱۹۹۳	رودالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	بھوپن ہزاریکا
پل دو پل کا ساتھ ہمارا، پل دو پل	۱۹۷۹	دی برننگ ٹرین	نامعلوم	آر۔ڈی برمن	رفیع، آشا
زندگی کا سفر ہے کیسا سفر، کوئی سمجھا	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار

(XLII) گزری یادوں اور بیتے دنوں کے گیت:

انسانی زندگی میں گزری اور بیتی زندگی کو یاد کرنے کی تڑپ ایک فطری جذبہ ہے۔ انسان جس وقت کو کھو دیتا ہے، جو چہرے، لوگ، گلیاں محلے اور شہر وہ پیچھے چھوڑ آتا ہے اُسے اُن میں ایک سنہرا پن اور حسن نظر آتا ہے۔ بیتی زندگی کا ناسلجیا ہمیشہ ہمارے احساس و شعور کا حصہ بنا رہتا ہے۔ انسان گزرے وقت میں لوٹ جانے کی تمنا کرتا ہے مگر یہ ممکن نہیں، چنانچہ گذشتہ زندگی کا تجربہ ایک کسک بن کر ہمارے تخئیل اور یاد کا حصہ بن کر رہ جاتا ہے۔ فلمی گیتوں میں ایسے بہت سے گیت ملتے ہیں جو ہمیں گزری اور بیتی زندگی کی سمت لے جاتے ہیں، یہ گیت ہمارے دل کے تاروں کو چھو لیتے ہیں۔ ہماری روح ان گیتوں کو کھونے لگتی ہے اور ایک میٹھی کسک کا احساس جاگتا ہے۔ گیت کے شاعر کی آواز ہمارے دل کی آواز بن جاتی ہے ''کوئی لوٹا دے میرے بیتے ہوئے دن''۔ کچھ گیت ملاحظہ کیجئے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
وہ بھولی داستاں لو پھر یاد آ گئی	۱۹۶۱	سنجوگ	مدہن موہن	راجندکرشن	لتا منگیشکر
بھولی ہوی یادو مجھے اتنا ستاو	۱۹۶۱	سنجوگ	مدہن موہن	راجندکرشن	مکیش
یاد نہ جائے بیتے دنوں کی	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	منا ڈے
کوئی لوٹا دے میرے بیتے ہوئے	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاوں میں		کشور کمار	کشور کمار
بھولی ہوئی داستاں گزرا ہوا خیال	۱۹۶۶	دوراھا	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
بہت یاد آئیں گے وہ دن مجھے	۱۹۶۹	انیلہ	ن م	نثار بزمی	مہدی حسن
بیتے دن کو نہ آواز دو	۱۹۷۰	مینا	ن م	بشیر احمد	بشیر احمد

پچھلی یاد بھلا دو، گزرے بیتے	۱۹۸۲	مہندی	ن م	خیام	کشور کمار

(XLIII) پیشوں اور پیشہ وروں سے متعلق گیت:

فلمی شاعروں نے عوامی گیتوں کو بہت فروغ دیا اور عام آدمی کے دُکھ، درد اور مسائل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہر پیشے سے متعلق فلمی گیت لکھے۔ ان گیتوں میں عام آدمی کی زندگی سانس لیتی نظر آتی ہے، تانگہ بان ہو، خواہ سٹیشن پر بوجھ اُٹھاتا ہوا قلی، رکشہ ڈرائیور ہو یا ٹیکسی ڈرائیور، ڈاکیا ہو کلرک ہو، یا کوئی پھول بیچنے والی لڑکی، گول گپے بیچنے والا ہو یا چنا چور گرم بیچتا کوئی ٹھیلے والا۔ جوتش ہو یا کسی دوار کھڑا کوئی جوگی۔ بندر اور ہاتھی کا ناچ دکھاتا تماشا گر ہو یا کوئی سپیرا، فلمی گیت ہر جگہ سماجی زندگی کو پورٹریٹ کرتے نظر آتے ہیں۔ مسافروں اجنبیوں، اور پردیسوں کے گیتوں سے لے کر مزدوروں، کسانوں، ملاحوں اور مانجھیوں کے گیتوں تک فلمی گیتوں کا دامن بھرا پڑا ہے، ان کی چند مثالیں بھی درج ذیل میں دی گئی ہیں، یہاں تک کہ ان شاعروں نے بے جان اشیاء کو بھی فلمی گیتوں کا موضوع بنا ڈالا ہے، جیسے گھڑی، اور ٹائپ رائیٹر کی کارکردگی اور اہمیت پر گیت ہے، ''ٹک ٹک ٹک چلتی جائے گھڑی کل آج اور کل''۔ اور ''ٹائپ رائیٹر ٹپ ٹپ کرتا ہے زندگی کی ہر کہانی لکھتا ہے''۔اس ضمن میں کچھ گیت پیش کئے جا رہے ہیں۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
اودوپٹہ رنگ دے میرا اورنگ ریز	۱۹۴۸	گجرے	گوپل سنگھ نیپالی	انیل بسواس	ثریا
میا تیری منجدھار	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع۔کورس
تیرے دوار کھڑا اِک جوگی	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	ہمنت کمار
جادوگر سنیاں، چھوڑو موری بنیاں	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
تن ڈولے میرا من ڈولے، میرے	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
اس دُنیا سے نرالا ہوں، جادوگر	۱۹۵۸	راگنی	جاں نثار اختر	او پی نیّر	گیتا دت۔آشا
مَیں رکشا والا، ہے چار کے	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
گول گپے والا آیا گول گپے لایا	۱۹۶۲	مہتاب	ن م	ایم اشرف	احمد رشدی
رکشا والا متوالا	۱۹۶۳	تلاش	بشیر احمد	روبن گھوش	سبھاش دتا
او بابو مَیں لایا چنا چور گرم مسالے دار	۱۹۶۳	سازش	سیف الدین سیف	اختر حسین	فضل حسین مورے

مانجھی، میرے ساجن ہیں	۱۹۶۴	بندنی	گلزار	ایس ڈی برمن	ایس ڈی برمن
مَیں پھول بیچنے آئی	۱۹۶۹	زرقا	احمد راہی	وجاہت عطرے	نسیم بیگم
سپیرا بن بجا بین بجا بین، مَیں تو	۱۹۷۰	بھائی بھائی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
ٹائپ رائیٹر ٹپ ٹپ کرتا ہے زندگی	۱۹۷۰	بمبئی ٹاکیز	ن م	شنکر جے کشن	کشور۔آشا
ٹک ٹک ٹک چلتی جائے گھڑی	۱۹۷۱	کل آج اور کل	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور۔آشا
بلما سپیہ ہائے تیری بندوق سے ڈر	۱۹۷۱	دشمن	آنند بخشی	لکشمی کانتے پیارے لعل	لتا منگیشکر
چل چل چل میرے ساتھی میرے	۱۹۷۱	ہاتھی میرے ساتھی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور
چمپا اور چمبیلی یہ کلیاں نئی نویلی	۱۹۷۱	دل اور دُنیا	ن م	کمال احمد	رونا لیلہ
دُنیا میں رہنا ہے تو کام کر پیارے	۱۹۷۱	ہاتھی میرے ساتھی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور
پیسہ پھنکو تماشا دیکھو	۱۹۷۱	دشمن	آنند بخشی	لکشمی کانتے پیارے لعل	لتا منگیشکر
ناچ میری بلبل کہ پیسہ ملے گا	۱۹۷۴	روٹی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
او مانجھی رے اپنا کنارا، ندیا کی	۱۹۷۵	خوشبو	گلزرا	آر۔ڈی۔برمن	کشور کمار
ڈاکیا ڈاک لایا، ڈاک لایا	۱۹۷۷	پلکوں کی چھاؤں میں	ن م	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
تیرے ہاتھوں میں پہنا کے	۱۹۷۹	جانی دشمن	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع،آشا
مَیں پھول بیچتی ہوں، مَیں ہوں	۱۹۸۰	آس پاس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
چنا چور گرم بابو مَیں لایا مزیدار	۱۹۸۱	کرانتی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور۔لتا
مَیں اِک کلرک ہوں	۱۹۸۸	کلرک	منوج کمار	اُتم جگ دیش	مہندر کپور
ساری دُنیا کا بوجھ ہم اُٹھاتے ہیں	۱۹۸۳	قلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	شبیر کمار

(XLIV) مسافروں، پردیسوں اور راہیوں کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
گھر آیا میرا پردیسی، پیاس بجھی میری	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
او جانے والے ہو سکے تو لوٹ کے آنا	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
اک البیلا پردیسی دل میں سما گیا ہے	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
ساتھی نہ کوئی منزل، دیا ہے نہ کوئی	۱۹۶۰	بمبئی کا بابو	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع

نہ جانے کیسا سفر ہے میرا، جہاں	۱۹۶۲	بنجارن	مسرور انور	دیبو بھٹیا چاریہ	نور جہاں
پتھ بھولا اِک آیا مسافر	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	شیلندر	کشور کمار	آشا بھونسلے
گھر آنے والا ہے اک انجانہ	۱۹۷۱	تہذیب	ن م	نثار بزمی	رونا لیلہ
یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا جہاں بھی	۱۹۷۴	سماج	حبیب جالب	اے حمید	مہدی حسن
ہم راہی ایسی راہوں کے جن کی	۱۹۷۶	مسافر	عبیداللہ علیم	سہیل رعنا	اخلاق احمد
پردیسی پردیسی جانا نہیں، مجھے چھوڑ	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔سپنا۔ادت
پردیسوں سے نہ انکھیاں ملانا	۱۹۶۵	جب جب پھول کھلے	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع

(XLV) مزدروں اور کسانوں کے گیت:

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
میرے دیس کی دھرتی سونا اُگلے	۱۹۶۸	اُپکار	گلشن باورا	کلیان جی آنند جی	مہندر کپور
اللہ میگھ دے پانی دے، گڑ کھانی	۱۹۷۷	پلکوں کی چھاؤں میں	گلزار	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
کام ہماری پوجا یارو	۱۹۸۷	کسان	سوز لائل پوری	من جیت اورا	مہندر کپور

(XLVI) جنسی جذبات کے گیت:

فلمی گیتوں میں جنسی جذبات کا اظہار جا بجا ہوتا ہے۔جنس مخالف کی محبت اور کشش سے کسے انکار ہے ،لیکن یہ اظہار فنی اور شاعرانہ سطح پر قائم رہے تو جمالیت اور ذوق کا ترجمان بن جاتا ہے لیکن اگر یہی اظہار بھونڈے پن اور بدصورتی سے پیش کیا جائے تو فحاشی ،عریانیت اور بدصورتی کے احساس کو جنم دیتا ہے۔فلمی گیتوں میں فلمی صورت حال اور میڈیم کے مدنظر ہر سطح کے گیت سنائی اور دکھائی دیتے ہیں جنھوں نے فلمی گیتوں کو بدنام بھی بہت کیا ہے۔مگر اچھے اور معیاری نغمہ نگار اپنے قلم کو سنبھال کر اور فلمی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر بھی عمدہ گیت تخلیق کرتے رہے ہیں، یہاں دونوں قسم کے گیتوں کو موازنے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔فلم درد کا گیت جسے نقش لائلپوری نے لکھا، خیام نے دُھن بنائی اور لتا منگیشکر نے گایا تھا، جذبات کا ایک خوبصورت اظہار ہیں، گیت مثال کے لئے پیش ہے:

"نکھر نکھر گئی، سنور سنور گئی ، بنا کے آئینہ تجھے اے جان من
بکھرا ہے کاجل فضا میں ، بھیگی بھیگی ہیں شامیں
بوندوں کی رم جھم سے جاگی، آگ ٹھنڈی ہوا میں

آجا صنم یہ حسیں آگ ہم ، لیں دل میں بسا
ناجانے کیا ہوا ،جو تُو نے چھو لیا

آنچل کہاں مَیں کہاں ہوں یہ مجھے ہوش کیا ہے
یہ بے خودی تُو نے دی ہے پیار کا یہ نشہ ہے
سن لے ذراساز دل گارہا ہے نغمہ تیرا
نہ جانے کیا ہوا جو تو نے چھو لیا

کلیوں کی یہ سیج مہکے رات جاگے ملن کی
کھو جائیں دھڑکن میں تیری دھڑکنیں میرے من کی
آپاس آ تیری سانس میں مَیں جاؤں سما
نہ جانے کیا ہوا جو تُو نے چھو لیا
کھلا گلاب کی طرح میرا بدن (۱۷)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
شعلہ جو بھڑکے، دل میں دھڑکے	۱۹۵۲	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندرا	لتا۔چتلکر
آج رات ہے جواں دل میرا	۱۹۷۰	بھائی بھائی	ایس ایچ بہاری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
سہیلی ترا بانکپن لٹ گیا آئینہ توڑ دے	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	نامعلوم	ایم اشرف	نور جہاں
پیاس بھڑکی ہے سرشام سے جلتا	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
دل میں آگ لگائے ساون کا مہینہ	۱۹۸۵	الگ الگ	آنند بخشی	آر۔ڈی۔برمن	لتا منگیشکر
دروازہ بند کرلو،مَیں ہاں کہوں یا نہ	۱۹۹۳	ڈر	آنند بخشی	شیو ہری	ابھجیت ،لتا
سولہ بٹن میری چولی کے	۱۹۹۳	ڈر	آنند بخشی	شیو ہری	لتا۔کویتا کرشنا مورتی
کہیں آگ لگے لگ جاوے	۲۰۰۲	تال	آنند بخشی	اے،آر رحمان	آشا،ادتیا،ریچھا
چولی کے پیچھے کیا ہے چولی کے پیچھے	۱۹۹۳	کھل نائیک	نامعلوم	لکشمی کانت پیارے لعل	الکا یاگنی۔کورس

(XLVII) پرندوں اور جانوروں سے متعلق گیت:

ایسے بھی بہت سے گیت ہیں جو فلموں میں تتلیوں، بھنوروں، چڑیوں، پنچھیوں، کوئیلوں،، طوطوں، موروں اور چکوروں پر لکھے گئے ۔ کاگ اور کوئے جو منڈھر پر بیٹھ کر مہمان کی آمد کا سندسیہ دیتے ہیں، اس کا حوالہ اکثر و بیشتر علامت کے طور پر برتا جاتا ہے۔ انہیں گیتوں میں تماشا دیکھاتے، بندر اور ہاتھیوں کے گیت ہیں۔ فلمی گیتوں کا دامن ایسے بے شمار گیتوں کو اپنے اندر سمو لیتا ہے جو ان بے زبان پنچھیوں کے حوالے سے ہماری اردگرد کی زندگی کا حصہ بنتے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں کچھ ایسے ہی گیتوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
پنچھی بن میں پیا پیا گانے لگا، سکھی	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم ۔کورس
لگے اُن کی صورتیا کچھ ایسی بھلی	۱۹۵۹	ماں باپ	راجندر کرشن	چترا گپتا	لتا منگیشکر
آج میرے منڈیرے کاگا بولے	۱۹۶۴	شباب	نامعلوم	رشید عطرے	نسیم بیگم
کلی کلی منڈلائے بھنورا کہیں بھی چین	۱۹۶۴	چنگاری	ن م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چل چل چل میرے ساتھی میرے ہاتھی	۱۹۷۱	ہاتھی میرے ساتھی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور
دُنیا میں رہنا ہے تو کام کر پیارے	۱۹۷۱	ہاتھی میرے ساتھی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور
بھنورا بڑا نادان ہائے پھر بھی	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
جھوٹ بولے کوا کاٹے	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر

(XLVIII) نقطہ نظر کے گیت:

فلمی گیت نگار اپنے گیتوں میں جہاں تشبیع، استعارے، علامت اور دیگر فنی محاسن کو پیش کرنا جانتے ہیں وہیں وہ گیتوں میں اپنے نظریے یا نقطہ نظر کو بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر گیت کا پیرایہ لئے ہوئے ہوتا ہے اور سننے والے کو اپنے دل کی آواز کا گمان ہوتا ہے۔ زندگی کی ازلی اور ابدی حقیقتوں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، شاعر کا کام ہے کہ وہ انہیں شعری حسن کے ساتھ سننے پڑھنے والے تک پہنچائے، جو شاعر ہنرمندی سے ایسا کر سکتا ہے وہ اپنی تخلیق میں کامیاب ہے۔ اگر شاعر یہ کہے کہ ''یہ زندگی کے میلے دُنیا میں کم نہ ہوں گے افسوس ہم نہ ہوں گے'' تو یہ کس قدر حقیقت اور سچائی پر مبنی بات ہے۔ لیکن یہ نغمہ نگار کا کمال ہے کہ وہ اسے سننے والے کے دل کی آواز بنا دیتا ہے۔ فلم ''ریلوے پلیٹ فارم'' کا گیت جسے ساحر لدھیانوی نے لکھا، اور مدن موہن نے

موسیقی ترتیب دی، زندگی کے سفر اور وقت کی رائیگانی کے حوالے سے شاعر کا نقطہ نظر بیان کرتا ہوا خوبصورت گیا ہے:

بستی بستی پربت پربت گاتا جائے بنجارہ
لے کے دل کا اِک تارا
پل دو پل کا ساتھ ہمارا، پل دو پل کی یاری
آج رُکے تو کل کرنی ہے چلنے کی تیاری
بستی بستی پربت گاتا جائے....

قدم قدم پہ ہونی بیٹھی اپنا جال بچھائے
اس جیون کی راہ میں جانے کون کہاں رہ جائے
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے بنجارہ

دھن دولت کے پیچھے کیوں ہے یہ دُنیا دیوانی
یہاں کی دولت یہاں رہے گی ساتھ نہیں ہے جانی
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے بنجارہ (۱۸)

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	کمپوزر	گلوکار
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحرلدھیانوی	مدن موہن،	محمد رفیع
ہر آدمی الگ سہی مگر اُمنگ ایک ہے	۱۹۷۲	زندگی ایک سفر ہے	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
کرتے ہیں محبت سب ہی مگر ہر دل	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	غلام علی
یہ دُنیا رہے نہ رہے میرے ہمدم کہانی	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت		ایم اشرف	مہدی حسن
اپنا جیون شیشے کا کھلونا ہی تو ہے	۱۹۷۵	نوکر		ایم اشرف	مہدی حسن
کیا پتہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے کسی کا	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے		ایم اشرف	احمد رشدی

اک میں ہی برا ہوں باقی سب	۱۹۷۵	اپنے ہوئے پرائے	ایم اشرف	احمد رشدی
اے دل اپنا درد چھپا کر گیت	۱۹۷۵	پہچان	نثار بزمی	اخلاق احمد

حوالہ جات

۱۔ خرم سہیل، فلمی اور ادبی دُنیا کا حوالہ ، مشمولہ روز نامہ آج کل،سپیشل ایڈیشن، لاہور،۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

۲۔ خرم سہیل، فلمی اور ادبی دُنیا کا حوالہ ،مشمولہ روز نامہ آج کل،سپیشل ایڈیشن، لاہور،۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

۳۔ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر، اُردو گیت :تاریخ ،تحقیق اور تنقید کی روشنی میں ،کراچی ،مکتبہ نیا دور،۱۹۸۶ء،ص ۱۵۵

۴۔ ساحر لدھیانوی، گاتا جائے بنجارہ، کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۸ء، ص ۱۳

۵۔ ایضاً،ص ۱۲

۶۔ http://www.desimusic.com/

۷۔ http://lyricists.weebly.com/hasratjpuri.html

۸۔ http://www.desimusic.com/

۹۔ http://www.desimusic.com/

۱۰۔ http://www.desimusic.com/

۱۱۔ http://www.downmelodylane.com/gulzar.html

۱۲۔ انیس امروہوی، شکیل بدایونی ،مشمولہ روز نامہ آج کل،سپیشل ایڈیشن، لاہور،۲۱ نومبر ۲۰۰۹ء

۱۳۔ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر، اُردو گیت : تاریخ، تحقیق اور تنقید کی روشنی میں،ص ۶۳۳

۱۴۔ http://lyricists.weebly.com/gulzar.html

۱۵۔ http://lyricists.weebly.com/majrooh-sultanpuri.html

۱۶۔ http://www.desimusic.com/

۱۷۔ http://lyricists.weebly.com/naqshliyalpuri.html

۱۸۔ http://www.desimusic.com/

باب پنجم

محاصل

اُردو گیت کی روایت نے ہندو پاک کے شعری مزاج کی صدیوں سے آبیاری کی ہے اورادب کے سرمائے میں بے پناہ اضافے کئے ہیں۔اس صنف میں کچھ ایسے ابدی عناصر موجود ہیں جو ہماری زندگیوں سے بہت قریب ہیں اور ہمارے شب و روز کے ساتھی ہیں۔قدیم لوک گیت ہوں،عوامی، ادبی یا پھر فلمی گیت ہوں، سبھی گیت انسانی زندگی کے خوشی اورغم کے ساتھی ہیں اور ہمارے جذبات و احساسات کے سچے ترجمان ہیں۔گیت میں شاعری کی دوسری اصناف کے برعکس ایک ایسی سحر انگیز قوت موجود ہے جواسے دوسرے شعری سرمائے سے الگ اور جدا گانہ حیثیت دیتی ہے، گیت میں ایسی توانائی موجود ہیں جو سامع کے دل و دماغ پر اپنے گہرے نقش چھوڑ دیتی ہے اور گیت کے بول ہماری یاداشت کا حصہ بن کر ذہن و دل کے کسی گوشے میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔گیت کے چند الفاظ گزرے وقت کی ایک مکمل تصویر اور ایک پورے منظر کو زندہ کر دیتے ہیں اور ہم لمحہ بھر میں اُس انبساط سے گزر جاتے ہیں جس سے زندگی میں کبھی دو چار ہوئے تھے۔

اگر چہ دوسری اقوام کے برعکس ہمارے ادبی روایت پرستوں نے گیت کی صنف کو وہ مقام نہیں دیا جس کے گیت حق دار تھے۔ادبی تذکرہ نویسوں، نقادوں اور ادبی پنڈتوں نے گیت کو ہمیشہ کم تر اور کم حیثیت سمجھا اور ہندوستان کی قدیم زبانوں سے جڑت اور تہذیب وثقافت سے گہری وابستگی رکھنے کے باوجود اسے درخوا اعتنا نہیں سمجھا۔گیت کی صنف میں ایسے عناصر موجود ہیں جو ہندوستانی سماج اور اس کی روایات، موسموں، رشتے ناتوں ،خوشیوں اورغموں کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔گیتوں میں عرب وعجم اور مغربی اثرات کا بہت کم دخل ہے یہ ہندوپاک کے باغوں اور کھیت کھلیانوں کی اصلی بوباس کے رکھوالے ہیں اور دھرتی سے گہری وابستگی اور جڑت رکھتے ہیں۔

اُردو گیتوں میں بے پناہ شعری توانائی موجود ہے اور جذبہ و احساس سے جڑی کیفیات کو پیش کرنے کا ایک طوفان اور ہیجان پایا جاتا ہے۔مٹھاس ،ترنم اور موسیقیت گیتوں کی شان ہے۔جس طرح عوامی گیت سننے اور گانے کی چیز ہیں اسی طرح ادبی گیت پڑھنے سے لطف دیتے ہیں۔موسیقیت کے نقطہ نظر سے لکھے جانے

والے گیت گانے اور گنگنانے سے تعلق رکھتے ہیں اورانوکھے اور مدھر راگوں سے جڑ کر ہمیشہ کے لئے ہماری سماعتوں میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ گیتوں سے زیادہ کسی دوسری صنف میں تہذیب وثقافت کی آئینہ داری نہیں ملتی۔ شادی بیاہ کا موقع ہو، راکھی، دسہرے،عید، یا میلے ٹھیلے ہوں گیت ہر جگہ راج کرتے نظر آتے ہیں۔ ساون میں جھولے پڑنے کی روایتیں گیتوں ہی میں دکھائی دیتی ہیں۔ مہندیوں، باراتوں اور رخصتی کے گیتوں نے ہماری سماجی زندگیوں کو مالا کے موتیوں کی طرح ایک ہی ڈوری میں باندھ دیا ہے۔ ہمارے رسم ورواج، لباس، زیوارت، طعام، رشتے ناطے،اوس پڑوس کا ذکر گیتوں میں ملتا ہے، ہماری اُمیدیں، تمنائیں، برتاوے اور مشرقی تہذیب کی ساری رہتل اور سارا، وسیب گیتوں میں جمع ہو گیا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ان گیتوں میں جگ بیتی سے لے کر آپ بیتی کے سبھی رنگ جھلکتے دکھائی دیتے ہیں۔

گیتوں میں داخلی عناصر بھی ہیں اور خارجی بھی، ان کی زبان میٹھی، رسیلی ،لطیف، سبک اور لچکدار ہوتی ہے۔ گیتوں کی مقبولیت کا پرچم عوام الناس کے ہاتھوں میں ہے۔ گیت کے ماخذات والمیک کی رامائن اور تلسی داس کی رامائن میں دیکھے جاسکتے ہیں اور تلسی داس، سورداس، میرا بائی، اور بھگت کبیر جیسے عوام کے دلوں میں راج کرنے والے شعرا کی شاعری میں تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ پراکرتوں اور برج بھاشا کے ادوار سے لے کر بھگتی تحریک اور صوفیائے کرام کی برکتوں اور کرم نوازیوں سے گیتوں کا دامن بھرا پڑا ہے۔ امیر خسرو، نظیرا کبرآبادی، عظمت اللہ خان سے لے کر رومانوی نظم نگاروں، ترقی پسند شاعروں اور پھر سنیما کی پوری روایت گیتوں کی آبیاری کرتی رہی ہے۔ گیت سادگی و پرکاری، دلکشی اور نیرنگی کا حسین امتزاج ہیں۔ دیکھا جائے تو غزل اگرچہ اُردو شاعری میں اپنی لطافت، جمالیت اور معنی آفرینی میں اپنی مثال آپ ہے لیکن گیت کے مقابلے میں میٹر، اوزان اور بحروں کے حوالے سے اس کے سانچے بھی محدود ہیں اور موسیقی کی لے اور ترنم میں گیت کی ہمسری نہیں کرتے۔ گیت ایک جانب شاعری اور دوسری طرف موسیقی سے جڑے نظر آتے ہیں۔

گذشتہ آدھی صدی کے طرف مڑ کر نگاہ ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ گیت کی روایت پہلے سے بہت مضبوط ہوئی ہے۔ فلمی گیتوں کا دامن ہی اس روایت کی بدولت نہیں بھرا بلکہ ادبی مجموعے بھی نظموں غزلوں کے ساتھ گیتوں کو اہمیت دینے لگے ہیں۔ گیت کے طرف داروں میں فیض احمد فیض، جوش ملیح آبادی، میرا جی، منیر نیازی، حفیظ جالندھری، ساحر لدھیانوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف، کیفی اعظمی ، جاں نثار اختر، گلزار اور دیگر بہت سے قد آور شعرا شامل رہے ہیں۔

پھر بھی نظم اور غزل کے مقابل ادبی مجموعوں میں گیتوں کی صنف کا تسلسل ان دو اصناف کے مقابلے

میں کم ہے۔ فلمی گیتوں کی دُھوم تو ہر طرف سنائی دیتی رہی ہے کیونکہ گیت اپنے مخصوص انداز میں شاعری بھی ہیں اور موسیقی بھی اور اِن دو چیزوں کا گیت میں اکھٹا ہو جانا اتفاقی بات نہیں بلکہ قدیم ہندوستانی سماج، مذہب اور تہذیب و تمدن کی اُٹھان ہی کچھ ایسی تھی کہ گیتوں میں شاعری اور موسیقی کے عناصر بار پا گئے۔ موسیقی جہاں راگ راگنیوں سے عبارت ہے وہیں یہ گیت اور اس کی شاعری کی محتاج رہی ہے۔ گیتوں کی زبان اصل ہندوستانی موسیقی کے مزاج سے بہت قریب ہے دونوں ہی دھرتی اور اپنے تمدن سے وابستہ ہونے کے باعث ایک دوسرے سے فطری لگاوٹ رکھتے ہیں۔ بھگتی کال کے شعراء اور مسلمان صوفیا کے گیت بھی شاعری اور موسیقی کا ایک حسین امتزاج اور سنگم ہیں۔ گیتوں کی صنف میں ایک ایسا فطری رچاؤ ہے جس کی بدولت اس میں شاعری، موسیقی اور رقص جیسے فنون لطیفہ کے عناصر یکجا ہو گئے ہیں اور یہ سب کسی کرشمے سے کم نہیں۔

ابتدا میں سام وید کے گیت عام طور پر مذہبی تہواروں میں گائے جاتے تھے بعد میں میلوں ٹھیلوں اور شادی بیاہ میں بھی گائے جانے لگے جس کے باعث ان کا عوام الناس سے بھی تعلق استوار ہو گیا اور گیت اور گانے کا رواج مذہبی پہلو سے الگ ہو کر معاشرتی سطح تک عام ہو گیا۔ تقدس اور عقیدت کے ساتھ ساتھ تفریح اور کھیل کود کا عنصر بھی شامل ہوتا چلا گیا اور اس میں ناچنا اور نقلیں کرنا بھی عام ہوتا چلا گیا۔ ناچ گانوں اور نقلوں نے ناٹک کی شکل اختیار کر لی۔ بھگوت گیتا بھی گیت کے حوالے سے ایک ایسی ہی شہادت ہے جس میں گیت، ناچنا، گانا بجانا، مذہبی امور کی سطح سے نیچے اتر کر خاص و عام کی مجلسوں کی رونق بن گئے۔

عام طور پر عوامی گیتوں کے خالق گمنام لکھنے والے تھے جن کے ہاں عام اُردو ادبی سرمائے کے برعکس تصنع، صنائع و بدائع اور عروض و قوائد کی پابندیاں نہیں ملتیں۔ وہ اُردو غزل اور نظم کے شعری اوزان اور بحروں کے مروجہ سانچوں کا بھی ویسا خیال نہیں رکھتے جیسا دیگر اصناف شعر میں دکھائی دیتا ہے۔ لیکن چونکہ ہندی شاعری کی بحریں اُردو شاعری کی بحروں اور اوزان سے زیادہ ہیں اور موسیقیت کا عمل دخل بھی زیادہ ہے اس لئے گیت میں ان چیزوں سے رعایت لی جاتی رہی ہے۔ دیکھا جائے تو ہندی بحروں میں بھی فنی اعتبار سے بہت سے امکانات موجود ہیں۔ ان کے گنٹر کے اجزاء اور ماتراوں کی عدد شاری اور گنتی کی جاسکتی ہے جب اُردو شاعری کی مروجہ بحروں اور میٹر سے گریز کر کے فطری انداز میں آزادی کے ساتھ گیت لکھا جاتا ہے تو وہ ایک آفاقی اور سرمدی نغمہ بن جاتا ہے۔ گیتوں کی شاعری اسی فطری بہاؤ کا نتیجہ ہے جس میں ویدوں کی پچانویں فیصد شاعری کی گئی ہے۔

زبان چونکہ شاعری اور موسیقی سے پہلے وجود میں آئی اور شعری عروض اور راگ راگنیوں کے طریقے

بعد میں بنائے گئے۔ بحروں اور اوزان کے قوانین وقت اور زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ان میں اضافے اور ترامیم ہوتی رہتی ہیں۔ یوں بھی شاعری لے اور دُھن کی دُنیا میں سانس لیتی ہے اور ترنم اور آہنگ کا ایک خاص مزاج رکھتی ہے۔ عظمت اللہ خان ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ہمارے گیتوں میں ایک ترنمی جسد بھی ہے، مصرے چھوٹے بڑے بھی ہوتے ہیں۔ قوافی کی ترتیب ہوتی بھی ہے اور نہیں بھی ہوتی۔ پورا گیت ایک سڈول جسم ہوتا ہے۔ جس میں تناسب اور نغمے کی اُمنگ ہوتی ہے۔ گیت اگر ترنم اور بجلی بھری ہستی نہیں تو کچھ بھی۔ گیت کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں ان میں قوس قزح کی بہار ہے''۔(۱)

گیتوں میں مقامی اور طبقاتی رنگ اور علاقے کی فضا بھی اس کا ایک الگ موضوع ہے۔ گیتوں میں یوپی، بہار، پنجاب، شمالی ہندوستان کے سب ہی رنگ اور معاشرت جھلکتی نظر آتی ہے۔ اگر ہندو دھرم کی ربانیت اور مذہبی فلسفہ نظر آتا ہے تو دوسری طرف صوفیائے کرام کے گیتوں کی شاعری میں توحید معرفت اور رشد و ہدایت کا رنگ نمایاں ہے۔ عوامی گیتوں میں سماجی بندھن، رشتہ داریاں، اور بستی اور علاقے کی تصویری جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ چاندنی راتیں، کھیت کھلیان، میلے ٹھیلے، شادی بیاہ، تہوار، چوپال کے جمگھٹے، ساون کے جھولے، کوئل کی کوک سنائی دیتی ہے اور طوطوں بگلوں کی قطاریں آسمانوں پر اُڑتی دکھائی دیتی ہیں۔

امیر خسرو نے گیتوں کو جو لحن اور لہجہ عطا کیا تھا اُس راستے پر کوئی دوسرا اُن کا ہمسر نہیں ہو سکا۔ انہوں نے گیت کی زبان میں ہی جدت اور نیا پن پیدا نہیں کیا بلکہ گیتوں میں موسیقیت کا عنصر بھی شامل کر کے اس کے امکانات کو وسیع کر دیا۔ ان کی شاعری میں تصوف کی چاشنی ہے، موسیقیت ہے، ہولی کے رنگ اور بسنت بہار ہے۔ بارہ ماسے، ملہار، سوان کے گیت برہا اور جدائی کا سوز ہے۔ خسرو کے گیتوں میں قوالیوں کا تصوف اور وجدان کا بے بہا خزانہ ہے۔ بابل کی گیت ہیں'' کاہے کو بیاہی بدیس رے لکھی بابل مورے '' یا'' اماں میرے باوا کو بھیجوری کہ ساون آیا'' پھر'' چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نینا ملاکے'' جیسے گیت صدیوں سے سننے والوں کے دلوں کو گرماتے اور تڑپاتے رہے ہیں۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں جب ہندوستان میں مغلوں کا سیاسی انحطاط ہو رہا تھا اور معاشرتی زوال کے رنگ نمایاں ہونے لگے تھے اُردو شاعری میں بھی اشاریت اور رمزیت نے بار پا لیا۔ لکھنو کے درباروں میں دہلی اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے شاعر، قصیدہ گو، موسیقی کے ماہر استاد، فنکار، اہل علم اور دیگر قدر رخواہوں کا ایک پورا جم غفیر اودھ کے نوابین اور عمائدین کے درباروں میں قدر شناسی کے لئے جمع ہو

گیا۔

بعد میں اندر سبھائیں درباروں کا حصہ بننے لگیں ۔ اندر سبھا میں گائی جانے والی غزلیں اور اسٹیج نے اندر سبھا کو عوام الناس میں مقبول بنادیا۔ اس کی اصل مقبولیت گیتوں اور رقص و موسیقی کا ایک جگہ اکٹھا ہونا تھا۔ ان اندر سبھاوں نے رہس، نوٹنکیوں اور قوالیوں اور رقص و موسیقی کی محفلوں اور ان میں گائے جانے والے گیتوں سے توانائی حاصل کی۔ لیکن بعد میں رہس کی منڈلیاں اور نوٹنکیاں بنتی ٹوٹتی رہیں اور آہستہ آہستہ ان کھیل تماشوں میں ٹکٹ فروخت ہونے لگے۔ پہلی جنگ عظیم تک ان کھیل تماشوں کا فروغ رہا۔ بمبئی کی تھیٹریکل کمپنیوں نے جو یورپ کے تھیٹروں سے متاثر تھیں، اپنے پاؤں جمانے شروع کئے۔ اس تجارت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے بڑے بڑے سرمایہ دار سامنے آنے لگے۔ خواص سے قطعہ نظر عوام میں اب بھی رہس کی منڈلیاں ا اور نوٹنکیاں مقبول تھیں۔ مسعود حسین رضوی لکھتے ہیں :

> ''لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواص میں اندر سبھاوں کی مقبولیت عرصہ تک قائم نہ رہ سکی اس کی وجہ یہ تھی کہ تھیٹر کی کمپنیوں نے اندر سبھا کو نفیس پردوں اور قیمتی ساز و سامان کے ساتھ مشاق ایکٹروں کے ذریعہ پیش کرنا شروع کیا تو اس کے پرانے طرز کے جلسے نامقبول ہو کر رفتہ رفتہ متروک ہوگئے۔ پھر جب ان کمپنیوں نے نئے نئے ڈرامے پیش کئے جن کے قصے انسانی زندگی سے متعلق تھے تو وہ اندر سبھا سے کہیں زیادہ دلچسپ تھے...تو یہ پرستانی جلسہ نئے اسٹیج سے رخصت ہوگیا''۔(۲)

دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک سیاسی بے چینی اور اضطراب پھیل گیا۔ شاعری میں اجتماعیت اور اشراکیت کے عناصر پیدا ہوگئے۔ آزادی اور انقلاب کی شاعری ہونے لگی۔ ترقی پسندوں سمیت فیض احمد فیض نے آزادی اور انقلاب کی نظمیں لکھیں جس میں گیت کا آہنگ اور مزاج پایا جاتا تھا یہ شاعری عوام میں مقبول ہوئی۔

اس سب کے ساتھ ساتھ سنیما اور فلمی موسیقی بھی پروان چڑھتی رہی۔ رہس، نوٹنکی، تھیٹر اور اوپیرا کی روایت کے ساتھ فلم کا ابتدائی زمانہ بھی آن پہنچا۔ سنیما کے حوالے سے جب مغرب میں پہلی بار لومیر برادرز نے پیرس میں دسمبر ۱۸۹۸ میں گرنڈ ے کیفے میں اپنی پہلی مختصر فلم کی نمائش کی تو اس کے اگلے ہی سال انہوں نے اس فلم کی نمائش ہندوستان میں بمبئی کے واٹسن ہوٹل میں ۱۸۹۶ میں کی۔ ۱۹۳۱ تک آتے آتے بولتی فلموں کا دور شروع ہوا اور گیتوں اور موسیقی کا ایک حسین اور رنگین امتزاج لوگوں کے سامنے آنے لگا۔ چالیس کے عشرے

تک آتے آتے فلمی گیت کافی سنجیدہ اور جدید ہو گئے اور گیتوں کے پس پردہ گلوکار، نغمہ نگار اور موسیقار اچھے اچھے معاوضے پر منتخب کئے جانے لگے۔ اہم فلمی مراکز بمبئی، کلکتہ، لاہور اور مدراس تھے لیکن بمبئی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ گیت لکھنے کے لئے اپنے دور کے اچھے اچھے گیت نگاروں کو فلم سازوں نے بلانا شروع کیا۔ شکیل بدایونی، مجروح سلطانپوری، راجندر کرشن، حسرت جے پوری، ساحر لدھیانوی، کیفی اعظمی، بھارت ویاس، قمر جلالپوری، شیلندر، آنند بخشی، جاں نثار اختر، ندا فاضلی، گلزار، جاوید اختر جیسے لوگ مختلف ادوار میں سامنے آتے رہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد قتیل شفائی، تنویر نقوی، ایف ڈی شریف، سیف الدین، طفیل ہوشیار پوری، حمایت علی شاعر، مسرور انور، فیاض ہاشمی، تسلیم فاصلی، احمد راہی، دُکھی پریم نگری، اختر یوسف، سرور بارہ بنکوی، عشرت کل کتوی، کیف رضوانی، صہبا اختر، کلیم عثمانی، خواجہ پرویز، ریاض الرحمٰن ساغر کے علاوہ کچھ اور اہم نام کراچی سے سامنے آئے، جن میں عاجز بدایونی، یزدانی جالندھری، فدا یزدانی، بزمی انصاری، وجد چغتائی، آرزو اکبرآبادی جیسے نام شامل ہیں۔

ابتدا میں فلمی گیت لکھنے والے عام لوگ شاعر تھے یا موسیقار یا اداکار ہی یہ منصب پورا کرتے جس کے باعث گیت کی فنی سطح اور کیفیت کا اظہار سننے والے کو مرعوب نہیں کر پاتا تھا۔ بعد میں اچھے فلم سازوں نے ادب کی دُنیا کے شاعروں کو اچھے معاوضے دے کر گیت لکھنے پر آمادہ کرنا شروع کیا اور گیتوں اور شاعروں کے مابین مقابلے کی فضا بننے لگی۔ نغمہ بار فلموں کی دوڑ شروع ہوئی اور ایک سے بڑھ کر ایک دُھن بننے لگی اور گیت لکھا جانے لگا۔

ابتدائی فلمی گیتوں میں ادبی چاشنی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ان گیتوں کو لکھنے والے ادب کی دُنیا کے نامور شعرا تھے۔ انہوں نے غزل اور نظم کی روایت اور فن کی نت نئی صورتوں کو بھی گیتوں کی شاعری میں سمو دیا۔ انہوں نے فلمی گیتوں کی سخت پابندیوں کو قبول کرتے ہوئے ہر انداز کے گیت لکھے، جن میں بہترین ادبی گیت بھی ملتے ہیں اور سوقیانہ گیت بھی موجود ہیں۔ دراصل فلمی گیت کہانی کی ڈرامائی صورت حال کو مدنظر رکھ کر لکھا جاتا ہے۔ ان گیت نگاروں نے فلمی گیتوں کو خاص و عام کے نقطہ نظر سے لکھا ہے اور صاف اور سادہ زبان لکھ کر عام لوگوں کے مزاج سے قریب اور ہم آہنگ کیا۔ فلمی گیتوں کو ادب کے ناقدین عوامی اور سوقیانہ شاعری کہہ کر ہمیشہ نظر انداز کرتے رہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فلمی گیتوں کی شاعری نے ہر طرح کے اُردو ہندی شعری ادب کو مقبولیت اور عوام پسندی میں پیچھے چھوڑ دیا۔ اگر دیکھا جائے تو عمدہ فلمی گیت میرا جی، مقبول حسین احمد پوری اور حفیظ جالندھری جیسے گیت نگاروں کی شاعری سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھتے۔ اُردو کی دوسری اصناف کی طرح گیت

کی بھی اپنی روایت اور اپنے معیارات ہیں اور اسے گیت کی روایت، پس منظر اور تاریخی تناظر میں دیکھا اور پرکھا جانا چاہیے۔ گیت کو ہم غزل اور نظم کی روایت میں پرکھیں گے تو بہت سی غلط فہمیاں اور خرابیاں جنم لے گی۔

''نیو تھیٹرز'' اور ''بمبئے ٹاکیز'' کے عروج کا دور ختم ہونے پر فلمی گیتوں کا دور شروع ہوگیا اور تب سے آج تک فلمی گیتوں کے موضوعات کا ایک جم غفیر ہے جو اُمڈتا ہی چلا آتا ہے۔ عشق و محبت، نفرت، رشک وحسد اور رقابت فلمی گیتوں کا موضوع ہے۔ ایک طرف تہواروں کے گیت ہیں، شادی بیاہ، لوری، سالگرہ، مہندی، رخصتی، بابل کے گیت، ہولی، دوالی، راکھی اور دسہرے کے گیت، رشتوں ناتوں کے گیتوں میں بہن بھائی کی محبت، ماں متا اور ماؤں کی عظمت، بچپن کی یادوں، باغوں اور فطرت کی رنگینوں اور موسموں کا بیان ہے، برکھا رُت، ساون بھادوں، چودھویں کی چاندنی راتوں میں پیا، سانوریا اور سیاں کے انتظار میں جاگتی مٹیاروں اور ناریوں کی برہا اور جدائی کے گیت شامل ہیں۔ ساون کے جھولے ہیں، طلوع ہوتی صبحیں اور ڈوبتی شامیں ہیں۔ فطرت اپنی تمام تر رنگینوں اور رعنائیوں کے ساتھ فلمی گیتوں میں دکھائی دیتی ہے۔ یہ گیت حمدیہ بھی ہیں اور نعتیہ بھی، کہیں بھجن گائے جا رہے ہیں اور کہیں دیوی دیوتاؤں سے عقیدت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ فلمی گیتوں میں مسجدوں، مندروں، گوردواروں، درگاہوں، قبرستانوں کے گیت شامل ہیں۔ دھرتی ماتا، دیس اور وطن کے لئے گائے گئے ترانے ہیں تو دوسری جانب دشمن کو للکارتے قومی اور جنگی گانے شامل ہیں۔ فلموں میں المیہ، طربیہ، مزاحیہ اور مکالماتی گیت شامل کئے جاتے ہیں۔ قوالیاں ہیں، مجرے ہیں ہیریں، جگنیاں، سیف الملوک، علاقائی گیت، فوک، کلاسیکی، ڈسکو، اور پاپ سبھی طرح کی موسیقی میں لکھے گئے گیت شامل ہیں۔ سماجی ناانصافیاں کو بیان کرتے گیت ہیں اور سماجی اور ترقی پسندانہ گیت بھی سننے کو مل جاتے ہیں۔ غرض اس صنف کی روایت میں فلمی گیتوں کا ذخیرہ جو اب لاکھوں میں شمار ہوسکتا ہے اگر سب قابل ستائش نہیں تو اس کا ایک بہت بڑا حصہ شعری، ادبی اور فنی سطح پر قابل تعریف ضرور ہے۔

حوالہ جات

۱ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر: اردو گیت، تاریخ و تحقیق اور تنقید کی روشنی میں، کراچی، مکتبہ نیا دور، ص ۸۷

۲۔ مسعود حسین رضوی، سید، لکھنؤ کا عوامی سٹیج اور اندر سبھا، لکھنؤ کتاب نگر، ۱۹۵۷ء

کتابیات

کتب:

۱۔ ابوسفیان آفاقی، فلم الف لیلہ، لاہور، اشتیاق اے مشتاق پرنٹر، دسمبر ۲۰۰۱ء

۲۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، نظیر اکبر آبادی ان کا عہد اور شاعری، لاہور، اُردو مرکز، ۱۹۶۳ء

۳۔ اختر شیرانی، نغمہ حرم، لاہور، مکتبہ اُردو، ۱۹۸۴ء

۴۔ اختر اورینوی، ڈاکٹر، تنقیدی مقالات مرتبہ مرزا ادیب، لاہور، مطبع اشرف پریس، ۱۹۸۸ء

۵۔ اظہر علی فاروقی، لوک گیت، الہ آباد (بھارت)، ادارہ انیس اُردو، ۱۹۶۵ء

۶۔ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر، اُردو گیت: تاریخ، تحقیق اور تنقید کی روشنی میں، کراچی، مکتبہ نیا دور، ۱۹۸۶ء

۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، مرتب، کلیات میرا جی، مرتب، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء

۸۔ جے کرشن، چودھری، میراں کے گیت، الہ آباد (بھارت)، ادارہ انیس اُردو، ۱۹۵۸ء

۹۔ حفیظ جالندھری، حفیظ کے گیت، (دوسرا ایڈیشن)، لاہور، الحمد پبلیشر، ۱۹۴۷ء

۱۰۔ زخمی کانپوری، پری چہرے، کراچی، مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء

۱۱۔ زخمی کانپوری، داستاں کہتے کہتے، کراچی مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء

۱۲۔ زخمی کانپوری، دبستان فلم کے نغمہ نگار، کراچی مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء

۱۳۔ زخمی کانپوری، ذکر جب چھڑ گیا، کراچی مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء

۱۴۔ زخمی کانپوری، مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، کراچی مطبع برکت اینڈ سنز، ۲۰۰۸ء

۱۵۔ ساحر لدھیانوی، پرچھائیاں، کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۸ء

۱۶۔ ساحر لدھیانوی، تلخیاں، لاہور، جہانگیر بک پبلشرز، ۲۰۰۶ء

۱۷۔ ساحر لدھیانوی، گاتا جائے بنجارہ، کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۸ء

۱۸۔ شاہد احمد دہلوی، ہماری موسیقی، کراچی، ادارہ مطبوعات پاکستان، ۱۹۸۱ء

۱۹۔ شجاعت علی سندیلوی، ڈاکٹر، امیر خسرو اور اُن کی ہندی شاعری، باراول: لکھنو، اورینٹل پبلشنگ

ہاؤس، ۱۹۶۱ء

۲۰۔ شکیل بدایونی، رنگینیاں ، لاہور، نیا ادارہ، ۱۹۶۱ء

۲۱۔ عبدالمجید بھٹی، نام وننگ، لاہور، سنگم پبلشر، ۱۹۴۶ء

۲۲۔ عنایت الٰہی، ملک، برصغیر کی موسیقی: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے اور بعد" لاہور، مجلس ترقی ادب، س۔ن

۲۳۔ غضنفر بٹ، (مقالہ)، پاکستان کے فلمی گیتوں کا ادبی معیار، لاہور، لائبریری پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۹ء

۲۴۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، مضمون: اُردو گیت: اُردو شاعری کا فنی ارتقا، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء

۲۵۔ فیض، احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ایجوکیشن، دہلی، پبلشنگ ہاؤس، کوچہ پنڈت لال کنواں، ۱۹۹۳ء

۲۶۔ قتیل شفائی۔جھومر، لاہور، بک لینڈ، دی مال، ۱۹۴۴ء

۲۷۔ قتیل شفائی۔جلترنگ، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۸۶ء

۲۸۔ مسعود حسن رضوی، سید، لکھنو کا عوامی اسٹیج اور اندر سبھا، لکھنو (بھارت)، کتاب نگر، ۱۹۵۷ء

۲۹۔ مسعود حسن رضوی، سید، لکھنو کا عوامی اسٹیج اور اندر سبھا، لکھنو، کتاب نگر، ۱۹۵۷ء

۳۰۔ منیر نیازی، کلیات منیر نیازی، جنگل میں دھنک، لاہور، خزینہ علم وادب اُردو بازار، ۲۰۰۲ء

۳۱۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اُردو، "مقدمہ" کراچی، مطبوعہ انجمن ترقی اُردو، ۱۹۵۱ء

۳۲۔ میرا جی گیت مالا، دیباچہ، گیت کی ریت، لاہور، کتب خانہ ادبی دُنیا، مال روڈ، ۱۹۳۹ء

۳۳۔ میرا جی، تین رنگ، راولپنڈی، کتاب نما، ۱۹۶۸ء

۳۴۔ میرا جی، گیت ہی گیت، دہلی، ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۴ء

۳۵۔ میرا جی، مشرق و مغرب کے نغمے، لاہور، اکادمی پنجاب، ۱۹۵۸ء

۳۶۔ میرا جی، میرا جی کے گیت، دہلی، ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۴ء

۳۷۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو شاعری کا مزاج، لاہور، جدید ناشرین، ۱۹۶۵ء

۳۸۔ وقار عظیم، اندر سبھا، لاہور، اُردو مرکز، ۱۹۵۹ء

اخبارات و رسائل:

۱۔ امجد علی شاکر، حبیب جالب، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۲ مارچ ۲۰۰۹ء

۲۔ امجد علی شاکر، جاں نثار اختر، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء

۳۔ آفتاب احمد، ڈاکٹر، ایم ڈی تاثیر، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۲ فروری ۲۰۰۹ء

۴۔ حمید اختر، جوش ملیح آبادی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۱ مئی ۲۰۰۹ء

۵۔ خالد چوہدری، حبیب جالب، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۲ مارچ ۲۰۰۹ء

۶۔ خالد حسن، فیض احمد فیض، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۱ فروری، ۲۰۰۹ء

۷۔ خرم سہیل، جگجیت سنگھ، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۰ فروری ۲۰۰۹ء

۸۔ خرم سہیل، رقص میں ہے سارا جہاں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۹ اپریل ۲۰۰۹ء

۹۔ خرم سہیل، فلمی اور ادبی دُنیا کا حوالہ، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

۱۰۔ خرم سہیل، گیت نگار، احمد عمر شریف، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۷ نومبر ۲۰۰۹ء

۱۱۔ رضوان احمد، مجروح کی یاد میں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء

۱۲۔ ستیہ پال آنند، شمشاد بیگم، مشمولہ روز نامہ آج کل، جلد نمبر ۱۷، شمارہ نمبر ۲۶۲، لاہور، ۲۰ مئی ۲۰۰۹ء

۱۳۔ سعید احمد، مدھو بالا، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۹ فروری ۲۰۰۹ء

۱۴۔ سعید احمد، جہاں پہلی محبت کا دیپ جلا، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۳ مئی ۲۰۰۹ء

۱۵۔ عارف وقار، اعضاء کی شاعری کا بدلتا انداز، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۹ اپریل ۲۰۰۹

۱۶۔ عارف وقار، غزل کی گائیکی کا مثالی کردار، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۵ مئی ۲۰۰۹

۱۷۔ علی عباس جلال پوری، سید، فلمی موسیقی، سہ ماہی، خدا کی بستی، شمارہ، اپریل تا ستمبر، لاہور، ۲۰۰۸، ا

۱۸۔ فائقہ منظور، کسمپرسی میں مرنے والے فنکار، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۷

فروری ۲۰۰۹ء

۱۹۔ فائقہ منظور، وحید مراد فلمیں اور اداکارائیں، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۳ نومبر ۲۰۰۹ء

۲۰۔ فیض احمد فیض، میزان، نقوش، لاہور، مطبوعہ نقوش پریس، فروری ۱۹۶۲

۲۱۔ ندیم رضا، احمد فراز، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۴ جنوری ۲۰۰۹ء

۲۲۔ ندیم رضا، اوپی نیئر، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور ۲۷ جنوری ۲۰۰۹ء

۲۳۔ ندیم رضا، بلراج ساھنی، روز نامہ مشمولہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۳ مئی ۲۰۰۹ء

۲۴۔ ندیم رضا، جانثار اختر، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۹ فروری ۲۰۰۹ء

۲۵۔ ندیم رضا، شکیل بدایونی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

۲۶۔ ندیم رضا، شمشاد بیگم، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۰ مئی ۲۰۰۹ء

۲۷۔ ندیم رضا، شمشاد بیگم، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۰ مئی ۲۰۰۹ء

۲۸۔ ندیم رضا، شنکر جے کشن، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۷ اپریل ۲۰۰۹ء

۲۹۔ ندیم رضا، کندن لال سہگل، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۱۸ مئی ۲۰۰۹ء

۳۰۔ ندیم رضا، گرودت، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، یکم مارچ ۲۰۰۹ء

۳۱۔ ندیم رضا، نوشاد علی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۴ مئی ۲۰۰۹ء

۳۲۔ ندیم رضا، وحید مراد، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۰ جون ۲۰۰۹ء

۳۳۔ ندیم رضا، وحید مراد، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۳ نومبر ۲۰۰۹ء

۳۴۔ ندیم رضا، اقبال بانو، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء

۳۵۔ ندیم رضا، سنجیو کمار، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۵ جون ۲۰۰۹ء

۳۶۔ ندیم رضا، مجروح سلطان پوری، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۲۸ مئی ۲۰۰۹ء

۳۷۔ ندیم رضا، مدھو بالا، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۹ فروری ۲۰۰۹ء

۳۸۔ ندیم رضا، نثار بزمی، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۳۰ مئی ۲۰۰۹ء

۳۹۔ وسعت اللہ خان، پھر ساز صدا خاموش، مشمولہ روز نامہ آج کل، سپیشل ایڈیشن، لاہور، ۳۰ مئی ۲۰۰۹ء

ویب سائٹس:

1. http://santabanta.com/cinema.asp?pid=10768
2. http://www.mazhar.dk/film/history/40s/1947.htm
3. http://en.wikipedia.org/wiki/Sahir_Ludhianvi
4. http://mazhar.dk/film/magazine/DoD/lyricists.htm
5. http://.en.wikipedia.org/wiki/Sachin_Dev_Burman
6. http://.wikipedia.org/org/wiki/Filmare_Best_Lyricist_Award
7. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/k-l-saigal.html
8. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/kbegum-akhta.html
9. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/lata-mangeshkar.html
10. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/rafi.mtml
11. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/manna-dey.html
12. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/mukesh
13. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/asha-bhosle.html
14. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/kishore-kumar.html
15. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/jagjit-singh.html
16 http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/kumar-sanu.html
17. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/sonu-nigam.htm
18. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/udit-narayan.html
19. http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/alka-yagnik.html
20. http:www. indianetzone.com/20/era_talkies_india.htm
21. http://www.indianetzone.com/2/commecial_cinema.htm
22. http://www.indianetzone.com/2/indian_artisitc_cinema.htm
23. http://www.indianetzone.com/34/classic_hindi_films_indian_movies.htm
24. http://www.downmelodylane.com/hasrat.html
25. http://www.downmelodylane.com/majrooh.html
26. http://mazhar.dk/film/history/

27. http://www.downmelodylane.com/shailendra.html
28. http://lyricists.weebly.com/qamar-jalalabadi.html
29. http://lyricists.weebly.com/rajendra-krishna.html
29. http://www.downmelodylane.com/rajinderkrishan.html
30. http://lyricists.weebly.com/jan-nisar-akhtar.html
31. http://lyricists.weebly.com/gulzar.html
32. http://www.downmelodylane.com/gulzar.html
33. http://www.downmelodylane.com/dty1953.html
34. http://www.downmelodylane.com/dty1981.html
35. http://www.downmelodylane.com/dty1986.html
36. http://www.downmelodylane.com/dty1991.html
37. http://www.thehotspotonline.com/moviespot/bolly/reviews/d/_listD.htm
38. http://chandrakantha.com/biodata/lata_songs/lata_1940s.shtml
39. http://chandrakantha.com/biodata/kishore_songs/kishore_1940s.shtml
40. http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_1940s_film.html
41. http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_1950_film.html
42. http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_1960_film.html
43. http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_2010_film.html
44. http://pakistanimovies.net/?tag=tanveer-naqvi
45. http://pakistanimovies.net/?tag=mala&paged=2
46. http://www.desimusic.com/

ضمیمہ۔۱

ہندوستانی فلمی گیتوں کی فہرست

۱۹۳۱

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
دے دے خدا کے نام پر پیارے	۱۹۳۱	عالم آراء	نامعلوم	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	وزیر علی خان
بدلا دلاوے گا یارب تُو ستم گاروں	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	زبیدہ خانم
روتا ہے آسمان گم ہو گیا ماہتاب	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	جیلو
تیری قاتل نگاہوں نے میرا	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	ن۔م
دے دل کو آرام آئے سکھی گلفام	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	ن۔م
بھر بھر کے جام پلا جا ساغر کے	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	ن۔م
درس بنا میرے ہے ترسے نیناں	۱۹۳۱	عالم آراء	ن۔م	فیروز شاہ مستری/ربی ایرانی	ن۔م

۱۹۳۲

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
چھوڑ آکاش کو ستارے زمیں پر	۱۹۳۲	مایا مچھندر	کمار	گویندرم تمبے	گویندرم تمبے

۱۹۳۳

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
چمپا کلی چھپ چھپ جائے	۱۹۳۳	مہابھارت	ن۔م	ایس پی رانے	ایس پی رانا یہ
محبت کی خطا	۱۹۳۳	مہابھارت	ن۔م	ایس پی رانے	ایس پی رانے
یہ تصرف اللہ اللہ تیرے میخانے	۱۹۳۳	یہودی کی لڑکی	ن۔م	پنکج ملک	پنکج ملک
لگ گئی چوٹ کریجوا میں ہائے راما	۱۹۳۳	یہودی کی لڑکی	ن۔م	پنکج ملک	کے ایل سہگل
نکتہ چیں ہے غم دل اُس کو سنائے	۱۹۳۳	یہودی کی لڑکی	مرزا غالب	پنکج ملک	کے ایل سہگل
لاکھ سہی ہم پہ کی بتیاں ایک سہی	۱۹۳۳	یہودی کی لڑکی	ن۔م	پنکج ملک	کے ایل سہگل

۱۹۳۴

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
کمسنی میں دل پہ غم کا بار کیوں	۱۹۳۴	امرت منتھن	ویرمہد پوری	کے بولے	سنتا اپتے
رات آئی ہے نیا رنگ جمانے	۱۹۳۴	امرت منتھن	ویرمہد پوری	کے بولے	سنتا اپتے

۱۹۳۵

بابل مورا نیہر چھوٹو ہی جائے	۱۹۳۵	سٹریٹ سنگر	آرزو لکھنوی	آر سی بورل	پنکج ملک
جیون بن مدھر نہ بجے جھوٹے	۱۹۳۵	سٹریٹ سنگر	آرزو لکھنوی	آر سی بورل	کے ایل سہگل
لکشمی مورت درس دکھائے	۱۹۳۵	سٹریٹ سنگر	آرزو لکھنوی	آر سی بورل	کنن دیوی، کے ایل سہگل
سکون دل کو میسر گل وثمر میں نہیں	۱۹۳۵	سٹریٹ سنگر	آرزو لکھنوی	آر سی بورل	کنن دیوی، کے ایل سہگل
سانوریا پریم کی بنسی سنا	۱۹۳۵	سٹریٹ سنگر	آرزو لکھنوی	آر سی بورل	کنن دیوی، کے ایل سہگل
بابا من کی آنکھیں کھول	۱۹۳۵	دھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	کندن لال سہگل
اندھے کی لاٹھی تو ہی ہے	۱۹۳۵	دھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	کندن لال سہگل
مت بھول مسافر	۱۹۳۵	دیوداس	کیدر شرما	تمیر بران	کے سی دیو
بلم آئے بسو	۱۹۳۵	دیوداس	کیدر شرما	تمیر بران	کے ایل سہگل نہ
آیا من کا میت	۱۹۳۵	دیوداس	کیدر شرما	تمیر بران	کے سی دیو
دُکھ کے اب دن بیتت ناہیں	۱۹۳۵	دیوداس	کیدر شرما	تمیر بران	کے سی دیو
تیری گٹھڑی میں لاگا چور	۱۹۳۵	دُھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	کے سی دیو
بابا من کی آنکھیں کھول	۱۹۳۵	دُھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	کے سی دیو
میرے پریم کی نیا	۱۹۳۵	دُھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	اُما دیوی، پہاڑی سنیل
اندھے کی لاٹھی	۱۹۳۵	دُھوپ چھاؤں	پنڈت سدرشن	آر سی بورل	کے سی دیو

۱۹۳۶

آج ہمیں بن بے حد بھاتا	۱۹۳۶	امر جوتی	نامعلوم	ماسٹر کرشنا راو	سنتا اپٹے
سنو سنو بن کے پرانی	۱۹۳۶	امر جوتی	ن۔م	ماسٹر کرشنا راو	سنتا اپٹے
یاد نہ کر دل حزیں	۱۹۳۶	دکن کوئین	ن۔م	پران سکھ نائیک	سریندرا
مَیں بن کی چڑیا بن بن کے بولوں	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	دیوکا رانی، اشوک کمار
رِکت گئے ہو کھیون ہار نیا ڈوبتی	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	سرسوتی دیوی
پھر پھر کیوں کرتا رے تیری پھرنہ	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	اشوک کمار
اُڑی ہوا میں گاتی ہے جاتی چڑیا یہ	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	دیوکا رانی
چوڑی میں لایا انمول رے	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	ن۔م
کھیت کی مولی باغ کو آم	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	دیوکا رانی، اشوک کمار
کسے کرتا مورکھ پیار پیار، تیرا کون	۱۹۳۶	اچھوت کنیا	جے ایس کشپ	سرسوتی دیوی	اشوک کمار

۱۹۳۷

اک تھا راجہ اک تھی رانی	۱۹۳۷	دُنیا نہ مانے	نامعلوم	کیشوراو بھولے	سنتا اپتے
اک بنگلہ بنے نیارا	۱۹۳۷	پریذیڈنٹ	ن۔م	آرسی بورل، پنکج ملک	کے ایل سہگل
آو بچو اک راجہ کا بیٹا	۱۹۳۷	پریذیڈنٹ	ن۔م	آرسی بورل	کے ایل سہگل
بچاری مورے مندر آو	۱۹۳۷	جاگیردار	پنڈت اندر چندرا	انیل بسواس	بی بو، سویندر ناتھ
ون دیس ہے جانا بابو	۱۹۳۷	مکتی	ن۔م	پنکج ملک	پنکج ملک
نا جانے کیا ہے دل کا راز	۱۹۳۷	مکتی	ن۔م	انیل بسواس	سریندرا

۱۹۳۹

آج میرے گھر مہاں آئے، ڈولت من	۱۹۳۹	آپ کی مرضی	ن۔م	ن۔م	خورشید
بھنورا رسیا رے من بسیا رے	۱۹۳۹	آپ کی مرضی	ن۔م	ن۔م	خورشید
شالا جوانیاں مانے (پنجابی)	۱۹۳۹	گل بکاولی	ولی صاحب	غلام حیدر	نور جہاں
پنجرے دی وچ قید جوانی (پنجابی)	۱۹۳۹	گل بکاولی	ولی صاحب	غلام حیدر	نور جہاں
رادھا رادھا پیاری رادھا	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	اشوک کمار۔لیلا چٹنس کر
ہوا تم دھیرے بولو	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	لیلا چٹنس کر
جوگن بھٹک رہی ہے بن بن	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	لیلا چٹنس کر
کون بجائے ہردے وینا کے تار	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	لیلا چٹنس کر
مَیں تو آرتی اُتاروں رادھے شیام	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	لیلا چٹنس کر، کوی پردیپ
رادھے رادھے بنسی رے پکار	۱۹۳۹	کنگن	پنڈت نروتم ویاس	سرسوتی دیوی	اشوک کمار۔لیلا چٹنس کر
آشا سکھ کے کھیل کھلائے	۱۹۳۹	میری آنکھیں	ن۔م	کھیم چند پرکاش	خورشید
جو میرا سپنا سچ ہو جائے	۱۹۳۹	میری آنکھیں	ن۔م	کھیم چند پرکاش	خورشید
زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے	۱۹۳۹	پکار	کمال امرہوی	میر صاحب	نسیم بانو
جگ ماں ہے، جگ جگ جیو	۱۹۳۹	پکار	کمال امرہوی	میر صاحب	ن۔م
جھکی آج بدریا ساون کی	۱۹۳۹	بھابھی	ن۔م	سرسوتی دیوی	رینو کا دیوی
پیا ملن کو جانا، ہاں پیا ملن کو جانا	۱۹۳۹	کپل کنڈلا	ن۔م	پنکج مولک	پنکج مولک

۱۹۴۰

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
مَیں کیا جانو کیا جادو ہے	۱۹۴۰	زندگی	کیدر شرما	پنکج ملک	کے ایل سہگل
سو جا راج کماری	۱۹۴۰	زندگی	کیدر شرما	پنکج ملک	کے ایل سہگل
چل چل رے نوجوان	۱۹۴۰	بندھن	راجندر کرشن	سرسوتی دیوی	اشوک کمار، لیلا چٹنس
اُٹھ سجنی کھول کواڑ	۱۹۴۰	عورت	ڈاکٹر صفدر آہ	انیل بسواس	سوریندرا، جیوتی
کاہے کرتا دیر باراتی	۱۹۴۰	عورت	ڈاکٹر صفدر آہ	انیل بسواس	انیل بسواس

۱۹۴۱

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
اک کلی نازوں کی پلی	۱۹۴۱	خزانچی	ولی صاحب	غلام حیدر	شمشاد بیگم
نینوں کے بان کی ریت انوکھی	۱۹۴۱	خزانچی	ولی صاحب	غلام حیدر	شمشاد ، غلام حیدر
ساون کے نظارے ہیں	۱۹۴۱	خزانچی	ولی صاحب	غلام حیدر	شمشاد بیگم
ہٹ گئی لو کالی گھٹا	۱۹۴۱	لگن	آرزو لکھنوی	آر سی بول/ہمنت کمار	کے ایل سہگل
بھیگوئی موری ساڑی رے	۱۹۴۱	شادی	راجندر کرشن	کھیم چند پرکاش	خورشید
ہری کے گن گاوں مَیں	۱۹۴۱	شادی	راجندر کرشن	کھیم چند پرکاش	خورشید
گزر گیا وہ زمانہ کیسا	۱۹۴۱	ڈاکٹر	اے ایچ شورے	پنکج مولک	پنکج مولک
کب تک نراس کی اندھیاری	۱۹۴۱	ڈاکٹر	اے ایچ شورے	پنکج مولک	پنکج مولک
مہک رہی پھلواری ہماری	۱۹۴۱	ڈاکٹر	اے ایچ شورے	پنکج مولک	پنکج مولک

۱۹۴۲

گیت کے بول	سال	فلم	شاعر	موسیقار	گلوکار
پنچھی جا، پیچھے رہا ہے بچپن میرا	۱۹۴۲	شاردا	ڈی این مدہوک	نوشاد	بے بی ثریا
دُنیا میں سب جوڑے جوڑے	۱۹۴۲	شاردا	ڈی این مدہوک	نوشاد	جی ایم درانی
نس دن برست نین ہمارے	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	کے ایل سہگل
پنچھی با نورا چاند سے پریت	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	خورشید
چاندنی رات اور تارے کھلے ہو	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	خورشید، سہگل
دن سے دوگنی ہو جائے رتیا ہائے	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	کے ایل سہگل
جھولی بھر تارے لا دے	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	خورشید
قدم چلے آگے من پیچھے بھاگے	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	کے ایل سہگل
مدھر مدھر گا رے منوا	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	خورشید

نہیں ہے کوئی راہ دکھا پربھو	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	کے ایل سہگل
رین گئی اب ہوا سویرا	۱۹۴۲	بھگتا سرداس	ڈی این مدہوک	گیان دت	کے ایل سہگل

۱۹۴۳

جھوم اے گل نو بہار	۱۹۴۳	نوکر	شانتی کمار	شانتی کمار	نور جہاں
جنہیں کرنا تھا دل آباد	۱۹۴۳	نوکر	شانتی کمار	شانتی کمار ڈیسائی	نور جہاں
اب ساجن بھے مورے بلما	۱۹۴۳	تان سین	مدہوک / پنڈت اندرا	کھیم چند پرکاش	خورشید
برسو رے برسو کالے بدروا	۱۹۴۳	تان سین	مدہوک / پنڈت اندرا	کھیم چند پرکاش	خورشید
گھٹا گھور ہو، مور مچاوے شور	۱۹۴۳	تان سین	مدہوک / پنڈت اندرا	کھیم چند پرکاش	خورشید
او دُکھیا جیارا روئے	۱۹۴۳	تان سین	مدہوک / پنڈت اندرا	کھیم چند پرکاش	خورشید
مورے بالا پن کے ساتھی	۱۹۴۳	تان سین	مدہوک / پنڈت اندرا	کھیم چند پرکاش	خورشید، کے ایل سہگل
دھیرے دھیرے آرے بادل	۱۹۴۳	قسمت	پردیپ	انیل بسواس	امیر بائی کرناٹکی
پہا میرے پیا سے کہے	۱۹۴۳	قسمت	پردیپ	انیل بسواس	امیر بائی کرناٹکی

۱۹۴۴

نگری میری کب تک یونہی برباد	۱۹۴۴	من کی جیت	جوش ملیح آبادی	ایس کے پال	ستارہ کانپوری
چھپ چھپ کے مت دیکھو جی	۱۹۴۴	من کی جیت	بھارت ویاس	ایس کے پال	بھارت ویاس
یہی فکر ہے شام	۱۹۴۴	لال حویلی	شمس لکھنوی	میر صاحب	نور جہاں
بنتی نظر آتی	۱۹۴۴	لال حویلی	شمس لکھنوی	میر صاحب	نور جہاں
تیری یاد آئی	۱۹۴۴	لال حویلی	شمس لکھنوی	میر صاحب	نور جہاں
کیوں من ڈھونڈے پریم ندی	۱۹۴۴	لال حویلی	شمس لکھنوی	میر صاحب	محمد رفیع
انکھیاں ملا کے جیا بھرما کے چلے	۱۹۴۴	رتن	ڈی این مدہوک	ڈی این مدہوک	زہرہ بائی امبالے والی
رم جھم برسے بدروا، مست ہوائیں	۱۹۴۴	رتن	ڈی این مدہوک	نوشاد	زہر بائی امبالے والی
ساون کے بادلو اُن سے یہ جا کہو	۱۹۴۴	رتن	ڈی این مدہوک	نوشاد	زہرہ بائی، کرن دیوان
مل کے بچھڑ گئیں انکھیاں ہائے راما	۱۹۴۴	رتن	ڈی این مدہوک	نوشاد	زہرہ بائی امبالے والی
انگڑائی تیری ہے بہانہ صاف کہہ	۱۹۴۴	رتن	ڈی این مدہوک	نوشاد	زہرہ بائی امابالے والی
اک تُو ہو اک مَیں ہوں	۱۹۴۴	قانون	ڈی این مدہوک	نوشاد	ثریا
چھپونہ، چھپونہ، چھپونہ	۱۹۴۴	میری بہن	پنڈت بھوشان	پنڈت مولک	کندن لال سہگل

۱۹۴۵

اوورشا کے پہلے بادل	۱۹۴۵	مگھ ڈوٹ	نامعلوم	کمال دس گپتا	جگ موہن
چاند دیس پیا کے جا	۱۹۴۵	بھارت ہری	ن-م	کیم چند پرکاش	امیر بائی کرناٹکی
بلبل مت رو یہاں آنسو بہانہ ہے	۱۹۴۵	زینت	نکشب	حفیظ خان	نور جہاں
آہیں نہ بھریں شکوے نہ کیے	۱۹۴۵	زینت	نکشب	میر صاحب	نور جہاں
ناچو ستارو ناچو	۱۹۴۵	زینت	نکشب	حفیظ خان	نور جہاں
آندھیاں غم کی یوں چلی	۱۹۴۵	زینت	نکشب	حفیظ خان	نور جہاں

۱۹۴۶

اُمید بھرا پنچھی	۱۹۴۶	آٹھ دن	ن-م	ایس ڈی برمن	ایس ڈی برمن
یہ پہلی گھٹا ساون کی، کیسی رچائی تُو	۱۹۴۶	ماں باپ	رُوپ بانی	استاد اللہ رکھا	نسیم اختر
بولے مسافر اتنا تو جان	۱۹۴۶	ماں باپ	رُوپ بانی	استاد اللہ رکھا	زہر بائی امبالے والی
مدھر سروں میں گائے چاندنی	۱۹۴۶	ماں باپ	رُوپ بانی	استاد اللہ رکھا	راج کماری
چھائی گھٹا گھنگور، گگن میں چاروں	۱۹۴۶	غلامی	ن-م	ایس کے پل	رینوکا دیوی ۔ بھارت ویاس
دل جلتا ہے تو جلنے دے آنسو نہ	۱۹۴۶	پہلی نظر	آہ سلطانپوری	انیل بسواس	مکیش
لے گئے پہلو سے	۱۹۴۶	پہلی نظر	آہ سلطانپوری	انیل بسواس	کورس
طے کر کے بری دُور پر پیچ	۱۹۴۶	پہلی نظر	آہ سلطانپوری	انیل بسواس	مکیش
یہ کیسا انیائے ہے بھگوان	۱۹۴۶	شراون کمار	ن-م	بولوسی رانی	کے سی دیو
کیا مل گیا بھگوان تمہیں دل کو	۱۹۴۶	انمول گھڑی	تنویر نقوی	نوشاد	نور جہاں
آجا میری برباد محبت کے سہارے	۱۹۴۶	ان مول گھڑی	تنویر نقوی	نوشاد	نور جہاں
آواز دے کہاں ہے دُنیا میری	۱۹۴۶	انمول گھڑی	تنویر نقوی	نوشاد	نور جہاں
کیوں یاد آ رہی ہے	۱۹۴۶	انمول گھڑی	تنویر نقوی	نوشاد	نور جہاں
جب دل ہی ٹوٹ گیا ہم جی کر	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطانپوری	نوشاد	کندن لعل سہگل
غم دیئے مستقل کتنا نازک ہے دل	۱۹۴۶	شاہجہان	مجروح سلطانپوری	نوشاد	کندن لعل سہگل

۱۹۴۷

یہاں بدلا وفا کا بے وفائی کی سوا	۱۹۴۷	جگنو	تنویر نقوی	فیروز نظامی	نور جہان، رفیع
افسانہ لکھ رہی ہوں، دل بے قرار	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	اُما دیوی

دیس کی پُر کیف رنگیلی سی فضاؤں	۱۹۴۷	جگنو	تنویر نقوی	فیروز نظامی	نور جہاں
ہمیں تو شامِ غم میں کاٹنی ہے زندگی	۱۹۴۷	جگنو	تنویر نقوی	فیروز نظامی	نور جہاں
آج کی رات ساز پر دردنہ چھیڑ	۱۹۴۷	جگنو	تنویر نقوی	فیروز نظامی	نور جہاں
ہم درد کا افسانہ دُنیا کو سنا دیں گے	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
یہ افسانہ نہیں ظالم میرے دل کی	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
آج مچی ہے دُھوم، جھوم خوشی میں	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	اُما دیوی
بیچ بھنور میں آن پھنسا ہے دل کا	۱۹۴۷	درد	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
سامنے گلی میں میرا گھر ہے	۹۴۷	مرزا صاحباں	عزیز کشمیری	حسن لعل بھگت رام/ پنڈت امرناتھ	زہرہ امبالے والی
آجا تجھے افسانہ	۱۹۴۷	مرزا صاحباں	عزیز کشمیری	حسن لعل بھگت رام/ پنڈت امرناتھ	نور جہاں
تم آنکھوں سے دُور ہو	۱۹۴۷	مرزا صاحباں	عزیز کشمیری	حسن لعل بھگت رام/ پنڈت امرناتھ	نور جہاں، جی ایم درانی
کیا یہ تیرا پیار تھا	۱۹۴۷	مرزا صاحباں	عزیز کشمیری	حسن لعل بھگت رام/ پنڈت امرناتھ	نور جہاں
جب تمہی نہیں اپنے دُنیا ہی	۱۹۴۷	پروانہ	ڈی این مدھوک	خواجہ خورشید انور	ثریا
جینے کا ڈھنگ سکھائے جا	۱۹۴۷	پروانہ	ڈی این مدھوک	خواجہ خورشید انور	کندن لال سہگل
پاپی پپیہا رے پی پی نہ بول بیری	۱۹۴۷	پروانہ	ڈی این مدھوک	خواجہ خورشید انور	ثریا
اس مست نظر پہ پڑی جو نظر	۱۹۴۷	پروانہ	ڈی این مدھوک	کھیم چند پرکاش	کندن لال سہگل

۱۹۴۸

تیرے نینوں نے چوری کیا میرا	۱۹۴۸	پیار کی جیت	راجندر کرشن	ہنسو لال بھگت رام	ثریا
نہ تڑپنے کی اجازت ہے	۱۹۴۸	پیار کی جیت	راجندر کرشن	ہنسو لال بھگت رام	ثریا
یہ زندگی کے میلے دُنیا میں کم نہ	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
مَیں بھنورا تو ہے پھول	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	مکیش، شمشاد بیگم
تقدیر بنی بن کے بگڑی	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
گائے جا گیت ملن کے تو اپنی لگن	۱۹۴۸	میلہ	شکیل بدایونی	نوشاد	مکیش
اِک یاد کسی کی یاد رہی اور کارِ دُنیا	۱۹۴۸	شمع	کیفی اعظمی	غلام حیدر	شمشاد بیگم، جی ایم درانی
ہم کو تمہارا ہی آسرا	۱۹۴۸	ساجن	موتی	سی رام چندر	رفیع، لیلتا دیوالکر
کس کو سنائیں ہم تمہارا ہی آسرا	۱۹۴۸	ساجن	موتی	سی رام چندر	رفیع، لیلتا دیوالکر
دل آنے کا ڈھنگ نرالا ہے	۱۹۴۸	میری کہانی	ضیا سرحدی	کے دتا	نامعلوم
او دُور جانے والے وعدہ نہ بھول	۱۹۴۸	پیار کی جیت	راجندر کرشن	ہنسو لال بھگت رام	ثریا

آجا بے دردی بلما کوئی رو رو پکارا	۱۹۴۸	شہید	قمر جلال آبادی	غلام حیدر	گیتا دت
آنا ہے تو آجاؤ	۱۹۴۸	شہید	قمر جلال آبادی	غلام حیدر	سورنیدر کور
بچپن کی یاد دھیرے دھیرے	۱۹۴۸	شہید	قمر جلال آبادی	غلام حیدر	للیتا دلکر
بدنام نہ ہو جائے محبت کا فسانہ	۱۹۴۸	شہید	قمر جلال آبادی	غلام حیدر	سوریندر کور
وطن کی راہ میں وطن کے نوجواں	۱۹۴۸	شہید	قمر جلال آبادی	غلام حیدر	محمد رفیع
بوٹ پالش کروا لے بابو	۱۹۴۸	گھر کی عزت	آئی سی کپور	پنڈت گوبند رام	محمد رفیع
دل میرا ٹوٹا	۱۹۴۸	مجبور	(لتا کا پہلا اُردو، ہندی فلمی گیت)	غلام حیدر	لتا منگیشکر
راجہ کی آئے گی بارات، رنگیلی ہو	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	لتا منگیشکر
زندہ ہوں اس طرح کہ غم زندگی	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	مکیش
دیکھ چاند کی اور	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	شمشاد، سلیش
دل تو گیا جی چھوٹ گیا	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	شمشاد بیگم
کاہے کوئل شور مچائے	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	شمشاد بیگم
رب میرے ارج سن میری	۱۹۴۸	آگ	مجروح سلطانپوری	رام گنگولی	مکیش،
سلیشا ے دل میری وفا میں کوئی اثر	۱۹۴۸	انوکھا پیار	شمس عظیم آبادی	انیل بسواس	لتا منگیشکر
اک دل کا لگانا باقی تھا	۱۹۴۸	انوکھا پیار	ضیا سرحدی	انیل بسواس	لتا منگیشکر
جیون سپنا ٹوٹ گیا	۱۹۴۸	انوکھا پیار	ضیا سرحدی	انیل بسواس	مکیش، لتا
میرے لئے وہ غم انتظار چھوڑ گئے	۱۹۴۸	انوکھا پیار	بے زاد لکھنوی	انیل بسواس	مینا کپور، لتا
یاد رکھنا چاند تارو	۱۹۴۸	انوکھا پیار	ضیا سرحدی	انیل بسواس	مینا کپور
بھولا بھالا ری مورا بالما نا جانے	۱۹۴۸	انوکھا پیار	ضیا سرحدی	انیل بسواس	مینا کپور، لتا
گھڑی گھڑی پوچھو نہ جی	۱۹۴۸	انوکھا پیار	جی ایس نیپالی	انیل بسواس	لتا منگیشکر
سجناری آجاری	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	اُما دیوی
من بھاون ساون آیا	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	اُما دیوی
او چاند میرے	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	اُما دیوی
میرا حسن لوٹنے آیا البیلا	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	زہرہ بائی، موتی بائی
سانجھ کی بیلا جیا اکیلا، گن گن کیا	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	اُما دیوی
ماہی میں تو مدھوبن میں	۱۹۴۸	چندر لیکھا	پنڈت اندرا چندرا	ایس راجیشور راؤ	اُما دیوی
دور پپیہا بولا رات آدھی رہ گئی	۱۹۴۸	گجرے	گوپل سنگھ نیپالی	انیل بسواس	ثریا
گھر یہاں بسانے آئے تھے	۱۹۴۸	گجرے	گوپل سنگھ نیپالی	انیل بسواس	لتا منگیشکر

جلنے کے سوا اور کیا ہے یہاں	۱۹۴۸	گجرے	گوپال سنگھ نیپالی	انیل بسواس	ثریا
کب آ ؤ گے کب آ ؤ گے کب آ ؤ	۱۹۴۸	گجرے	گوپال سنگھ نیپالی	انیل بسواس	لتا منگیشکر
او دوپٹہ رنگ دے میرا اور رنگ ریز	۱۹۴۸	گجرے	گوپال سنگھ نیپالی	انیل بسواس	ثریا
رہ رہ کے تیرا دھیان	۱۹۴۸	گجرے	گوپال سنگھ نیپالی	انیل بسواس	ثریا
انکھیاں ملا کے انکھیاں روئیں	۱۹۴۸	ندیا کے پار	موتی	چتلکر رام چندر	سوریندر کور
دل لے بھاگا، دغا دے کے بھاگا	۱۹۴۸	ندیا کے پار	موتی	چتلکر رام چندر	سوریندر کور
مورے راجا، ہولے چل ندیا کے	۱۹۴۸	ندیا کے پار	موتی	چتلکر رام چندر	رفیع، للیتا دلکر
ننھی سی جان، زندگی میں پیار کیا	۱۹۴۸	ندیا کے پار	موتی	چتلکر رام چندر	شمشاد، رفیع
او گوری او چھوری کہاں چلی ہو	۱۹۴۸	ندیا کے پار	موتی	چتلکر رام چندر	لتا، چتل کر
مرنے کی دُعائیں کیوں مانگوں	۱۹۴۸	ضد (پہلا فلمی گیت کشور کمار)	پروفیسر جذبی	کھیم چند پرکاش	کشور کمار
مرنے کی دعائیں کیوں مانگوں	۱۹۴۸	ضدی	پروفیسر جذبی	کھیم چند پرکاش	کشور کمار
یہ پیار کی باتیں یہ سفر بھول نہ جانا	۱۹۴۸	انوکھی ادا	شکیل بدایونی	نوشاد	مکیش

۱۹۴۹

ہوا میں اُڑتا جائے میرا لال دوپٹہ	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مَیں زندگی میں ہردم روتا ہی رہا	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
برسات میں تم سے ملے ہم سجن ہم	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جیا بے قرار ہے چھائی بہار ہے	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مجھے کسی سے پیار ہوگیا، پیار ہوگیا	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بچھڑے ہوئے پردیسی اک بار تو	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
میری آنکھوں میں بس گیا کوئی	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
اب میرا کون سہارا، میرے بلم مجھ	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
چھوڑ گئے بالم مجھے ہائے اکیلا	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
پتلی کمر ہے ترچھی نظر ہے	۱۹۴۹	برسات	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
سہانی رات ڈھل چکی، نا جانے	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
اے دل تجھے قسم ہے تو ہمت نہ	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
چاندنی آئی بن کے پیار او ساجنا	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
مل مل کے گائیں گے ہو دو دل	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا، رفیع
نہ بول پی پی مورے انگنا پنچھی	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم

رات رنگیلی مست نظارے	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
او تقدیر جگا کر آئی ہوں	۱۹۴۹	دُلاری	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
مشکل ہے بہت مشکل، چاہت کا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
اگر بے وفا تم کو پہچان جاتے	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
آئے گا آنے والا	۱۹۴۹	محل	نقشب	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
گھبرا کے جو مر جائیں تو اچھا ہو	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	راج کماری
دل نے پھر یاد کیا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
آئے گا آنے والا	۱۹۴۹	محل	مجروح سلطانپوری	کھیم چند پرکاش	لتا منگیشکر
بہاریں پھر بھی آئیں گی مگر ہم تم	۱۹۴۸	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	لتا منگیشکر
ٹوٹے ہوئے ارمانوں کی اک	۱۹۴۹	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	لتا منگیشکر
وہ روتا ہوا اک دل	۱۹۴۹	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	کرن دیوان
اُس دل کی قسمت کیا کہیے	۱۹۴۹	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	لتا منگیشکر
دُنیا تو یہ کہتی ہے	۱۹۴۹	لاہور	راجندر کرشن	شیام سندر	مناڈے
تُو میرا چاند میرا تیری چاندنی	۱۹۴۹	دل لگی	شکیل بدایونی	نوشاد	ثریا، شیام
مورلی والے مرلی بجا سن سن	۱۹۴۹	دل لگی	شکیل بدایونی	نوشاد	ثریا
چار دن کی چاندنی تھی پھر اندھیری	۱۹۴۹	دل لگی	شکیل بدایونی	نوشاد	ثریا
اے محبت اُن سے ملنے کا بہانہ	۱۹۴۹	بازار	قمر جلال آبادی	شیام سندر	لتا، رفیع
ذرا سن لو ہم اپنے	۱۹۴۹	بازار	قمر جلال آبادی	شیام سندر	لتا، راج کماری
ڈر نہ محبت کر لے	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	لتا منگیشکر
تُو کہے اگر	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	مکیش
ہم آج کہیں دل کھو بیٹھے، یوں سمجھو	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	مکیش
جھوم جھوم کے ناچو آج، گاؤ خوشی	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	مکیش
کوئی میرے دل میں خوشی بن کے	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	لتا منگیشکر
اُٹھائے جا اُن کے ستم	۱۹۴۹	انداز	مجروح سلطانپوری	نوشاد	لتا منگیشکر
کالی گھٹا و جاو، ساجن کو سمجھاو	۱۹۴۹	شکتی	نامعلوم	رام پرشاد	ثریا
وہ پاس رہے	۱۹۴۹	بڑی بہن	قمر جلال آبادی	حسن لال بھگت رام	ثریا
بگڑی بنانے والے	۱۹۴۹	بڑی بہن	قمر جلال آبادی	حسن لال بھگت رام	ثریا
چلے جانا نہیں نین ملا کے ہائے	۱۹۴۹	بڑی بہن	راجندر کرشن	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر

چپ چپ کھڑے ہو ضرور کوئی	۱۹۴۹	بڑی بہن	قمر جلال آبادی	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر پریم لتا
دل تیرے آنے سے پہلے لکھنے	۱۹۴۹	بڑی بہن	راجندر کرشن	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر
محبت کے دھوکے میں کوئی نہ آئے	۱۹۴۹	بڑی بہن	راجندر کرشن	حسن لال بھگت رام	محمد رفیع
تم مجھ کو بھول جاؤ	۱۹۴۹	بڑی بہن	قمر جلال آبادی	حسن لال بھگت رام	ثریا
چودھویں رات ہے ہائے کیا بات	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	اُما دیوی
چھایا میری اُمید کی دُنیا میں اندھیرا	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
آنکھ ملی دل چلا گیا	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
چھین کے دل کیوں پھیر لی آنکھیں	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، شمشاد بیگم
دو دن کی خوشی راس نہ آئی میری جی	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
خبر کیا تھی کہ غم کھانا پڑے گا	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، شمشاد بیگم
نگاہیں رُک گئیں ہائے کہاں کس	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، شمشاد بیگم
سیاں سے بچھڑ گئی مورے رام	۱۹۴۹	چاندنی رات	شکیل بدایونی	نوشاد	امیر بائی کرناٹکی
میرے پیا گئے رنگون وہاں سے کیا	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	چت لکر رام چندر	چت لکر رام چندر، شمشاد
جانے اس دُنیا میں او دل والو دل	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	چت لکر رام چندر	چت لکر رام چندر، شمشاد
گورے گورے مکھڑے پہ گیسو جو	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	چت لکر رام چندر	شمشاد بیگم
ٹھکرا کے مجھے جانے والے	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	چت لکر رام چندر	لتا منگیشکر
بلم تجھے میرا اسلام	۱۹۴۹	پتنگا	راجندر کرشن	چت لکر رام چندر	شمشاد بیگم
دُنیا کے ستم کا کوئی، او قسمت تیرا	۱۹۴۹	شاعر	شکیل بدایونی	غلام محمد	ثریا
لٹ گیا دن رات کا آرام کیوں	۱۹۴۹	لیکھ	قمر جلال آبادی	کرشن دیال	مکیش
قسمت میں بچھڑنا تھا	۱۹۴۹	شبنم	قمر جلال آبادی	ایس ڈی برمن	گیتا دت، مکیش
کام کرو آو، اپنا جیون بدلیں، کیوں	۱۹۴۹	جیت	پریم دھاون	شیام بابو پاتھک	گیتا دت، ثریا، وینود
لارالپا لارالپا لائی رکھدا، اڈی ٹپا	۱۹۴۹	اک تھی لڑکی	عزیز کشمیری	وینود	لتا، رفیع، جی ایم درانی

۱۹۵۰

سنو گجر کیا گائے، سمے گزرتا جائے	۱۹۵۰	بازی	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
یہ کون آیا کہ میرے دل کی دُنیا میں	۱۹۵۰	بازی	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
دیکھ کے اکیلی موہے برکھا ستائے	۱۹۵۰	بازی	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
ہم عشق میں برباد ہیں	۱۹۵۰	آنکھیں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	محمد رفیع
پریت لگا کے میں نے یہ پھل پایا	۱۹۵۰	آنکھیں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	مکیش

کسی کی یاد میں رو رو کے	۱۹۵۰	آنکھیں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	شمشاد بیگم
پنچھی بن میں پیا پیا گانے لگا	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر۔کورس
چھوڑ بابل کا گھر موہے پی کے نگر	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، طلعت، شمشاد بیگم
ملتے ہی آنکھ دل ہوا دیوانہ کسی کا	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد، طلعت محمود
لگن مورے من کی بلم نہیں جانے	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
دھڑ کے میرا دل مجھ کو بچپن یاد آئے	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم۔کورس
جادو بھرے نینوں میں ڈولے جیا	۱۹۵۰	بابل	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
محفل میں جل اُٹھی شمع پروانے	۱۹۵۰	نرالا	پی ایل سنتوشی	سی رام چندر	لتا منگیشکر
ایسی محبت سے ہم باز آئے	۱۹۵۰	نرالا	پی ایل سنتوشی	سی رام چندر	لتا منگیشکر
مجبور میری آنکھیں برباد میرا دل	۱۹۵۰	نرالا	پی ایل سنتوشی	سی رام چندر	لتا منگیشکر
او دیکھو جی تارے کو تارا، چاندنی	۱۹۵۰	نرالا	پی ایل سنتوشی	سی رام چندر	لتا منگیشکر
ارمان بھرے دل کی لگن تیرے	۱۹۵۰	جان پہچان	شکیل بدایونی	کھیم چند پرکاش	گیتا دت، طلعت
کوئی دل میں سمایا چپکے چپکے	۱۹۵۰	کمل کا پھول	راجندر کرشن	شیام سندر	ثریا
جلتی ہے دُنیا جلتی رہے گی	۱۹۵۰	کمل کا پھول	راجندر کرشن	شیام سندر	ثریا
تڑپ اے دل تڑپنے سے ذرا	۱۹۵۰	شان	کیف عرفانی	ہنس راج بہل	ثریا

۱۹۵۱

تم نہ جانے کس جہاں میں کھو گئے	۱۹۵۱	سزا	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
میری یاد میں تم نہ آنسو بہانا	۱۹۵۱	مدہوش	راجہ مہدی علی خان	انیل بسواس	طلعت محمود
بچپن کے دن بھلا نہ دینا آج ہنسے	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔شمشاد بیگم
ہوئے ہم جن کے لئے برباد	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
میری کہانی بھولنے والے	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دیکھ لیا مَیں نے قسمت تیرا وعدہ	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
مشکل ہے بہت مشکل چاہت کا	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
لے جا میری دعائیں لے جا	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
نصیب در پہ تیرے آزمانے آیا	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دُنیا نے تیری دُنیا والے	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
چمن میں رہ کے ویرانہ	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
تو کون ہے میرا	۱۹۵۱	دیدار	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر

ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں	۱۹۵۱	نوجوان	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
دم بھر جو اُدھر منہ پھیرے، وہ چندا	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا۔مکیش
گھر آیا میرا پردیسی، پیاس بجھی	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آوارہ ہوں، یا گردش میں ہوں	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
اب رات گزرنے والی ہے	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جب سے بلم گھر آئے	۱۹۵۱	آوارہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
بلما بڑا نادان رے پھر بھی جانے نا	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا منگیشکر
شام ڈھلی کھڑکی تلے	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندرا	لتا منگیشکر
شعلہ جو بھڑکے، دل میں دھڑکے	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندرا	لتا۔چتلکر
بھولی صورت دل کے کھوٹے	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا، چتلکر
دیوانہ آ گیا	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا، رفیع
دھیرے دھیرے سے آ جا ری	۱۹۵۱	البیلا	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا، چتلکر
بڑے ارمانوں سے رکھا ہے بلم	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	لتا، مکیش
دل تجھے دیا تھا رکھنے کو تو نے دل	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	مکیش
اک بار اگر تو کہہ دے	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	لتا، مکیش
جیون بھر ڈھونڈا جس کو وہ پیار ملا	۱۹۵۱	نادان	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
تارا ٹوٹے دُنیا دیکھے	۱۹۵۱	ملہار	اندیور	روشن	مکیش
محبت کی قسمت بنانے سے پہلے	۱۹۵۱	ملہار	کیفی اعظمی	روشن	لتا منگیشکر
من میں کیسی پریت	۱۹۵۱	آرام	راجندر کرشن	انیل بسواس	لتا منگیشکر
قسمت بگڑی دنیا بدلی پھر کیوں کسی	۱۹۵۱	افسانہ	اسد بھوپالی	حسن لال بھگت رام	مکیش
دُنیا اک کہانی ہے	۱۹۵۱	افسانہ	اسد بھوپالی	حسن لال بھگت رام	مکیش
قسمت بگڑی دُنیا بدلی	۱۹۵۱	افسانہ	اسد بھوپالی	حسن لال بھگت رام	مکیش
وہ آئے بہاریں لائے	۱۹۵۱	افسانہ	اسد بھوپالی	حسن لال بھگت رام	لتا منگیشکر
چوری چوری آگ سی دل میں	۱۹۵۱	ڈھولک	عزیز کشمیری	شیام سندر	سلوچنا کدم
چھلک رہا ہے نگاہوں سے پیار تھوڑا	۱۹۵۱	ڈھولک	عزیز کشمیری	شیام سندر	سلوچنا کدم
سینے میں سلگتے ہیں ارماں اب رات	۱۹۵۱	ترانہ	پریم دھاون	انیل بسواس	لتا، طلعت محمود
ایک میں ہوں ایک میری بے کسی	۱۹۵۱	ترانہ	پریم دھاون	انیل بسواس	طلعت محمود
نین ملے نین ہوئے باورے	۱۹۵۱	ترانہ	ڈی این مدہوک	انیل بسواس	لتا، طلعت محمود

بے ایمان تورے نینوا نیندیا نہ	۱۹۵۱	ترانہ	ڈی این مدھوک	انیل بسواس	لتا منگیشکر
واپس لے لے یہ جوانی او جوانی	۱۹۵۱	ترانہ	ڈی این مدھوک	انیل بسواس	لتا منگیشکر
کیا خبر تھی وہ دن کہاں گئے بتا	۱۹۵۱	ترانہ	ڈی این مدھوک	انیل بسواس	لتا منگیشکر
سنیاں دل میں آنا رے، آ کے پھر	۱۹۵۱	بہار	راجندر کرشن	ایس ڈی برمن	شمشاد بیگم
اے زندگی کے راہی	۱۹۵۱	بہار	راجندر کرشن	ایس ڈی برمن	طلعت محمود
پیار کی بہار لے کے، دل کا قرار	۱۹۵۱	بہار	راجندر کرشن	ایس ڈی برمن	شمشاد بیگم

۱۹۵۲

بچپن کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
محفل میں جل اُٹھی شمع پروانے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
محبت ہی نہ جو سمجھے وہ ظالم پیار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	طلعت محمود
تُو گنگا کی موج مَیں جمنا کا دھارا	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، لتا
دُور کوئی گائے دُھن یہ سنائے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔ رفیع۔ شمشاد بیگم
او دُنیا کے رکھوالے سن درد بھرے	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
جھولے میں پون کے آئی بہار	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا۔ رفیع
موہے بھول گئے سانوریا	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
اکیلے مت جائیو، رادھے جمنا کی	۱۹۵۲	بیجو باورا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا، رفیع
اس دل کی حالت کیا کہیے	۱۹۵۲	انہونی	علی سردار جعفری	روشن	لتا منگیشکر
مَیں دل ہوں اک ارمان بھرا	۱۹۵۲	انہونی	شیلندر	روشن	طلعت محمود
آج میرے من میں سکھی بانسری	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
دل میں چھپا کے پیار کا طوفان	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
تجھے کھو دیا ہم نے پانے کے بعد	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
محبت چومے جن کے ہاتھ، جوانی	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، شمشاد بیگم
ٹکرا گیا تم سے دل ہی تو ہے	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
مَیں رانی ہوں راجہ کی	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
آگ لگی تن من میں، دل کو لگا	۱۹۵۲	آن	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا	۱۹۵۲	جال	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
پگھلا ہے سونا دُور گگن پر	۱۹۵۲	جال	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
اے میرے دل کہیں اور چل، غم کی	۱۹۵۲	داغ	شیلندر	شنکر جے کشن	طلعت محمود

کاہے کو دیر لگائی رے	۱۹۵۲	داغ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
پریت یہ کیسی بول رے دُنیا	۱۹۵۲	داغ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
ہم درد کے ماروں کا اتنا ہی فسانہ	۱۹۵۲	داغ	شیلندر	شنکر جے کشن	طلعت محمود
اُن کے بلاوے پہ ڈولے میرا دل	۱۹۵۲	نوبہار	شیلندر	روشن	لتا منگیشکر
ای ری مَیں تو پریم دیوانی میرا درد	۱۹۵۲	نوبہار	شیلندر	روشن	راج کماری
کسی صورت لگی دل کی بہل جائے	۱۹۵۲	نوبہار	شیلندر	روشن	طلعت محمود
محبت ہی نہ جو سمجھے وہ ظالم پیار کیا	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	طلعت محمود
نیناں لگا کے سکھ دے گئیو	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
کاٹے ہیں دُکھ میں یہ دن پہلو	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
چندا کی چھاؤں میں او کوئی گا رہا	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
ڈوب جائے جو قسمت کا تارا	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
رات کیونکر کٹے یہ تجھے کیا خبر	۱۹۵۲	پرچھائیں	نور لکھنوی	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو	۱۹۵۲	اِک سال	پریم دھاون	روی	لتا منگیشکر
سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو	۱۹۵۲	اِک سال	پریم دھاون	روی	طلعت محمود
شام سہانی، ندی کے کنارے چلنے	۱۹۵۲	نشان ڈنکا	ایس ایچ بہاری	بسنت پرکاش	گیتا دت۔طلعت محمود
محبت ترک کی میں نے، گریباں سی	۱۹۵۲	دوراہا	ساحر لدھیانوی	انیل بسواس	طلعت محمود
تیرا خیال دل سے مٹایا نہیں ابھی	۱۹۵۲	دوراہا	ساحر لدھیانوی	انیل بسواس	طلعت محمود
دل میں بسا کے میت بنا کے	۱۹۵۲	دوراہا	پریم دھاون	انیل بسواس	طلعت محمود
لوٹا ہے زمانے نے قسمت نے	۱۹۵۲	دوراہا	ساحر لدھیانوی	انیل بسواس	طلعت محمود
تمہیں رہنما ہو میری زندگی کے	۱۹۵۲	دوراہا	ساحر لدھیانوی	انیل بسواس	آشا بھونسلے
یہ میری خاموش نگاہیں	۱۹۵۲	دوراہا	ساحر لدھیانوی	انیل بسواس	طلعت محمود
وہ ہوا یہ رات یہ چاندنی	۱۹۵۲	سنگ دل	راجندر کرشن	سجاد حسین	طلعت محمود
وہ تو چلے گئے اے دل	۱۹۵۲	سنگ دل	راجندر کرشن	سجاد حسین	لتا منگیشکر
کہاں ہو کہاں میرے جیون	۱۹۵۲	سنگ دل	راجندر کرشن	سجاد حسین	طلعت محمود
تم کو فرصت ہو میری جان اِدھر	۱۹۵۲	بے وفا	سرشار سیلانی	استاد اللہ رکھا	طلعت محمود
دل متوالا، لاکھ سنبھالا	۱۹۵۲	بے وفا	سرشار سیلانی	استاد اللہ رکھا	طلعت محمود
اسی کا نام دُنیا ہے	۱۹۵۲	بے وفا	سرشار سیلانی	استاد اللہ رکھا	لتا منگیشکر
چن چن کرتی آئی چڑیا	۱۹۵۲	ابھی دلی دُور نہیں	شیلندر	دتا رام	محمد رفیع

مالک تیرے جہاں میں	۱۹۵۲	ابھی دلی دُور نہیں	شیلندر	دتا رام	سدھا ملہوترا
ماتا او ماتا جوتُو آج ہوتی	۱۹۵۲	ابھی دلی دُور نہیں	شیلندر	دتا رام	سدھا ملہوترا
یہ چمن ہمارا اپنا ہے	۱۹۵۲	ابھی دلی دُور نہیں	شیلندر	دتا رام	آشا، گیتا دت، کورس

۱۹۵۳

نہ یہ چاند ہوگا نہ تارے رہیں گے	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	گیتا دت رہمنت کمار
دیکھو وہ چاند چھپ کے کرتا ہے کیا	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہار	ہمنت منت کمار	لتا، ہمنت کمار
چاند گھٹنے لگا رات ڈھلنے لگی	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	گیتا دت
میرے ہم سفر تجھے کیا خبر	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
اے میرے چمن مَیں ہوں وہ کلی	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
محبت میں میری طرح جو لٹا ہو	۱۹۵۳	شرط	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	ہمنت کمار
یہ زندگی اُسی کی ہے جو کسی کا ہوگیا	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتل کر رام چندر	لتا منگیشکر
آجا اب تو آجا، میری قسمت کے	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتلکر رام چند	لتا منگیشکر
جاگ درد عشق جگ درد عشق	۱۹۵۳	انارکلی	راجندر کرشن	چتلکر رام	لتا منگیشکر
کسی نے اپنا بنا کے مجھ کو مسکرانہ	۱۹۵۳	پاتیتہ	آنند بخشی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
یاد کیا دل نے کہاں تم	۱۹۵۳	پاتیتہ	آنند بخشی	شنکر جے کشن	ہمنت کمار، لتا
اندھے جہاں کے اندھے راستے	۱۹۵۳	پاتیتہ	آنند بخشی	شنکر جے کشن	ہمنت کمار، لتا
آسماں والے تیری دُنیا سے جی	۱۹۵۳	لیلیٰ مجنوں	شکیل بدایونی	غلام محمد	لتا، طلعت محمود
راجا کی آئے گی بارات، رنگیلی ہوگی	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آجا رہے اب میرا دل پکارا رورو	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جانے نہ نظر پہچانے جگر یہ کون جو	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
یہ شام کی تنہائیاں ایسے میں تیرا	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
رات اندھیری دُور سویرا	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
سنتے تھے نام ہم جن کا بہار سے	۱۹۵۳	آہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تیر چلاؤ تیر چلانے والے	۱۹۵۳	نغمہ	شوق لکھنوی	نوشاد	طلعت محمود
موت آئے گی موت آنی ہے	۱۹۵۳	نغمہ	نقشب	نوشاد	افضل حسین
آجا میرے راجہ میرے پریتم	۱۹۵۳	نغمہ	نقشب	نوشاد	شمشاد بیگم
کاہے جادو کیا، مجھ کو اتنا بتا، جادوگر	۱۹۵۳	نغمہ	نقشب	نوشاد	شمشاد بیگم
مَیں ڈھونڈتا ہوں جن کو	۱۹۵۳	ٹھوکر	مجاز لکھنوی	سردار ملک	مکیش

اے غمِ دل کیا کروں اے وحشت	۱۹۵۳	ٹھوکر	مجازؔ لکھنوی	سردار ملک	طلعت/آشا
یاد کیا دل نے کہاں ہو تم	۱۹۵۳	پتی ورتا	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، ہمنت کمار
اندھے جہاں کے اندھے راستے	۱۹۵۳	پتی ورتا	شیلندر	شنکر جے کشن	طلعت محمود
زندگی دینے والے سُن، تیری دُنیا	۱۹۵۳	دلِ نادان	شکیل بدایونی	غلام محمد	طلعت محمود
آجا رے ندیا آ	۱۹۵۳	دو بیگا زمین	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر

۱۹۵۴

جائیں تو جائیں کہاں سمجھے گا کون	۱۹۵۴	ٹیکسی ڈرائیور	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	طلعت محمود/لتا
جوگن بن جاؤں گی سنیاں تورے	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
بھیگا بھیگا ہے سماں ایسے میں ہے تُو	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
جادوگر سنیاں، چھوڑو موری بنیاں	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
من ڈولے میرا تن ڈولے، میرے	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
تیرے دوار کھڑا اِک جوگی	۱۹۵۴	ناگن	راجندر کرشن	ہمنت کمار	ہمنت کمار
تیرے صدقے بلم نہ کر کوئی غم	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
نہ شکوہ ہے کوئی نہ کوئی گلہ ہے	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جانے والے سے ملاقات نہ ہونے	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
انصاف کا مندر ہے یہ بھگوان کا	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
نہ ملتا غم تو بربادی کے افسانے	۱۹۵۴	امر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
بابو جی دھیرے چلنا پیار میں ذرا	۱۹۵۴	آر پار	مجروح سلطانپوری	او پی نیرؔ	گیتا دت
یہ لو مَیں ہاری پیا ہوئی تیری جیت	۱۹۵۴	آر پار	مجروح سلطانپوری	او پی نیرؔ	گیتا دت
کبھی آر کبھی پار لاگا تیر نظر، سنیاں	۱۹۵۴	آر پار	مجروح سلطانپوری	او پی نیرؔ	شمشاد بیگم
جھلمل ستاروں کا آنگن ہوگا	۱۹۵۴	ناز	ستندرا	انیل بسواس	لتا، رفیع
اندھیرا، ہوا اُجالا، چمکا چمکا صبح کا	۱۹۵۴	صبح کا تارا	نور لکھنوی	سی رام چندرا	لتا۔ طلعت محمود
میری بھابھی آئی بڑی دُھوم	۱۹۵۴	صبح کا تارا	نور لکھنوی	سی رام چندرا	اُوشا منگیشکر
ایسے ٹوٹے تار کے میرے گیت	۱۹۵۴	گویا	شیون رضوی	رام گنگولی	طلعت محمود
جوگن بن جاؤں گی سنیا تورے	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
مرنا تیری گلی میں جینا تیری گلی میں	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا، رفیع
چندن کا پالنا ریشم کی ڈوری	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	ہمنت کمار، لتا
محلوں میں رہنے والے	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع

لگی مورے من کو او ساجنا او ساجنا	۱۹۵۴	شباب	شکیل بدایونی	نوشاد	شمشاد بیگم
دن ہے سہانہ آج پہلی تاریخ ہے	۱۹۵۴	پہلی تاریخ	قمر جلال آبادی	سدھیر پھاٹکے	کشور کمار
چھوٹا سا گھر ہوگا بادلوں کی چھاؤں	۱۹۵۴	نوکری	شیلندر	سلیل چوہدری	کشور، اُوشا منگیشکر
جھومے رے کلی بھنورا اُلجھا گیا	۱۹۵۴	نوکری	شیلندر	سلیل چوہدری	گیتا دت
ڈوب گئے آکاش کے تارے	۱۹۵۴	انگارے	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	طلعت محمود
راج دلاری بٹیاری توے	۱۹۵۴	انگارے	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر، کورس

۱۹۵۵

تُو پیار کا ساگر ہے تیری اِک بوند	۱۹۵۵	سیما	شیلندر	شنکر جے کشن	منا ڈے
من موہنا بڑے جھوٹے	۱۹۵۵	سیما	شیلندر	شنکر جے کشن	منا ڈے
مجھ پہ الزام بے وفائی ہے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا منگیشکر
بے چین نظر بے تاب جگر یہ دل	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	طلعت محمود
آجا میرے ساقی جام بھر بھر کے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا منگیشکر، کورس
تم اپنی یاد بھی دل سے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندرا	لتا، طلعت محمود
دل اُن کو ڈھونڈتا ہے	۱۹۵۵	یاسمین	جاں نثار اختر	سی رام چندر	لتا منگیشکر
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
رم یا وتا ویا رم یا وتا ویا، مَیں نے	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
او جانے والے ہو سکے تو لوٹ	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
دل کا حال سنے دل والا، سیدھی	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
میرا جوتا ہے جاپانی یہ پتلون	۱۹۵۵	شری ۴۲۰	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
آن ملو، آن ملو شام سانورے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا، منا ڈے
او البیلے پنچھی تیرا دُور ٹھکانہ ہے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	آشا، اُشا منگیشکر
متوا لگی رے یہ کیسی ان بجھ آگ	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	طلعت محمود
دلدار کے قدموں میں آ، آ گئے	۱۹۵۵	دیوداس	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
جانے کہاں میرا جگر گیا جی	۱۹۵۵	مسٹر اینڈ مسز ۵۵	مجروح سلطانپوری	او پی نیرّ	گیتا دت۔ رفیع
میری دُنیا لٹ رہی ہے	۱۹۵۵	مسٹر اینڈ مسز ۵۵	مجروح سلطانپوری	او پی نیرّ	محمد رفیع
ٹھنڈی ہوا کالی گھٹا آ ہی گئی جھوم	۱۹۵۵	مسٹر اینڈ مسز ۵۵	مجروح سلطانپوری	او پی نیرّ	گیتا دت
چل دیئے بندہ نواز چھیڑ کر میرے	۱۹۵۵	مسٹر اینڈ مسز ۵۵	مجروح سلطانپوری	او پی نیرّ	گیتا دت۔ رفیع
او دُور کے مسافر ہم کو بھی ساتھ	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع

میرا اسلام لے جا دل کا پیام لے	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
محبت کی راہوں میں چلنا سنبھل	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
آئی تھی رات، ستاروں کی محفل سجی	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
کتنا حسین ہے موسما کتنا حسین سفر	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام	چندر لتا، چتلکر
نہ بولے نہ بولے رے رادھانہ	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا منگیشکر
ہم آج کہیں دل کھو بیٹھے	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام چندر	مکیش
جاری جاری او کاری بدریا	۱۹۵۵	آزاد	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا منگیشکر
تیری دُنیا میں جینے سے تو بہتر	۱۹۵۵	ہاوس نمبر۴۴	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
نین سو نین نا ہیں ملاؤ	۱۹۵۵	جھنک جھنک پائل باجے	حسرت جے پوری	وسنت ڈیسائی	ہمنت کمار، لتا
جوتم توڑو پیا میں نا ہیں توڑوں	۱۹۵۵	جھنک جھنک پائل باجے	میرا بائی	وسنت ڈیسائی	ہمنت کمار، لتا
جھنک جھنک پائل باجے	۱۹۵۵	جھنک جھنک پائل باجے	حسرت جے پوری	وسنت ڈیسائی	استاد امیر خان
کبھی آنسو بہاتے ہیں کبھی فریاد	۱۹۵۵	مدھرملن	ایس ایچ بہاری	بولوسی رانی	رفیع، طلعت محمود
دل دے دیا نذرانہ	۱۹۵۵	مسافر خانہ	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	گیتا دت
ذرا حضور نے فسانہ کر دیا	۱۹۵۵	مسافر خانہ	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	آشا بھونسلے
تصویر بناتا ہوں تصویر نہیں بنتی	۱۹۵۵	برادری	کمار بارہ بنکوی	نوشاد	طلعت محمود
بھلا نہیں دینا جی، بھلا نہیں دینا	۱۹۵۵	برادری	کمار بارہ بنکوی	نوشاد	لتا، رفیع
درد بھرا دل بھر بھر آئے	۱۹۵۵	برادری	کمار بارہ بنکوی	نوشاد	لتا منگیشکر
چھوڑو چھوڑ جی بائیاں موری، میں	۱۹۵۵	برادری	کمار بارہ بنکوی	نوشاد	لتا، شمشاد بیگم
ستارے ڈوب چلے محبت کی بس	۱۹۵۵	برادری	کمار بارہ بنکوی	نوشاد	لتا، رفیع
ہم سے بھی کرلو کبھی کبھی تو	۱۹۵۵	ملاپ	ساحرلدھیانوی	این دتا	گیتا دت
یہ بہاروں کا سماں	۱۹۵۵	ملاپ	ساحرلدھیانوی	این دتا	ہمنت کمار
بستی بستی پربت پربت گاتا جائے	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
چاند مدھم ہے آسماں چپ ہے نیند	۱۹۵۵	ریلوے پلیٹ فارم	ساحرلدھیانوی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ویران میرا دل	۱۹۵۵	لٹیرا	راجندر کرشن	سی رام چندر	لتا، رفیع
سبرمتی کے سنت تو نے کر دیا کمال	۱۹۵۵	جگ ریتی	ساحرلدھیانوی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال	۱۹۵۵	جگ ریتی	ساحرلدھیانوی	ہمنت کمار	محمد رفیع
آو بچوں تمہیں دکھائیں	۱۹۵۵	جگ ریتی	ساحرلدھیانوی	ہمنت کمار	پردیپ
جانے کہاں میرا جگر گیا جی	۱۹۵۵	مسٹر اینڈ مسز ۵۵	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	گیتا دت، رفیع

اب وہ کرم کریں یا ستم، میں نشے	۱۹۵۵	مرائینے ڈرائیو	نامعلوم	این دتا	محمد رفیع
محبت کی راہوں میں چلنا سنبھل	۱۹۵۵	اُڑن کھٹولہ	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع

۱۹۵۶

مَیں نے چانداور ستاروں کی تمنا	۱۹۵۶	چندرلیکھا	ساحرلدھیانوی	این دتا	محمد رفیع
بچھڑے ہوئے پردیسی اک بارتو	۱۹۵۶	برسات	حسرت جیپوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
ہوا میں اُڑتا جائے مورالال دوپٹہ	۱۹۵۶	برسات	رامیش شاشتری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مجھے کسی سے پیار ہوگیا	۱۹۵۶	برسات	جلال ملیح آبادی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جیا بے قرار ہے، چھائی بہار ہے	۱۹۵۶	برسات	حسرت جیپوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
برسات میں ہم سے ملے تم سجن	۱۹۵۶	برسات	حسرت جیپوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
چھوڑ گئے بالم مجھے ہائے اکیلا چھوڑ	۱۹۵۶	برسات	حسرت جیپوری	شنکر جے کشن	مکیش، لتا
اب میرا کون سہارا	۱۹۵۶	برسات	حسرت جیپوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آجا صنم مدھر چاندنی ہم تم ملے تو	۱۹۵۶	چوری چوری	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، مناڈے
یہ رات بھیگی بھیگی یہ مست فضائیں	۱۹۵۶	چوری چوری	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مناڈے
پنچھی بنوں اُڑتی پھروں مست	۱۹۵۶	چوری چوری	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
رسک بلما کیوں دل لگایا توسے	۱۹۵۶	چوری چوری	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
جہاں مَیں جاتی ہوں وہیں چلے	۱۹۵۶	چوری چوری	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مناڈے
دکھی من میرے، سن میرا کہنا	۱۹۵۶	فن ٹوش	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
لے کے پہلا پہلا پیار، بھر کے	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح، انجان، جاں نثار	او پی نیئر	شمشاد بیگم
بوجھ میرا کیا ناوں رے، ندی	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	شمشاد بیگم
آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ ہوگیا	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	جانثار اختر	او پی نیئر	گیتا دت۔ رفیع
جاتا کہاں ہے دیوانے	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	گیتا دت
کہیں پہ نگاہیں کہیں پہ نشانہ	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نےء	شمشاد بیگم
اے دل ہے مشکل جینا یہاں	۱۹۵۶	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	گیتا دت۔ رفیع
یہ ہنستا ہوا کارواں زندگی کا نہ	۱۹۵۶	اِک جھلک	ایس ایچ بہاری	ہمنت کمار	ہمنت، آشا
آجا کہ انتظار میں، جانے کو ہے	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، رفیع
اجی چلے آو، تمہیں آنکھوں نے	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، آشا
دل کا نہ کرنا اعتبار کوئی	۱۹۵۶	ہلاکو	شیلندر	شنکر جے کشندس	لتا منگیشکر
نخرے والی، دیکھنے میں دیکھ ہو ہے	۱۹۵۶	نئی دہلی	شیلندر	شنکر جے کشن	کشور کمار

سُر نہ لگے، کیا گاؤں مَیں، سُر کے	۱۹۵۶	بسنت بہار	شیلندر	شنکر جے کشن	منا ڈے
گزرا ہوا زمانہ آتا نہیں دوبارہ	۱۹۵۶	شیریں فرہاد	نامعلوم	ایس مہندر	لتا منگیشکر
سناؤں کس کو افسانہ	۱۹۵۶	شیریں فرہاد	نامعلوم	ایس مہندر	طلعت محمود
دُکھی من میرے سن میرا کہنا	۱۹۵۶	فن ٹوش	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
اے میری ٹوپی پلٹ کے آ	۱۹۵۶	فن ٹوش	ساحر لدھیانوی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
یہ رُت یہ رات جواں	۱۹۵۶	سیلاب	شیلندر	موکل رائے	گیتا دت
لک چھپ لک چھپ جانا	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	گیتا دت
اے دل مجھے بتا دے تو کس پہ آ گیا	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	گیتا دت
میرا نام عبدالرحمٰن	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	کشور کمار، لتا
میرا چھوٹا سا دیکھو یہ سنسار	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
دل تیری نظر میں اٹکا رے	۱۹۵۶	بھائی بھائی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
یہ رات عاشقانہ، چھایا سماں سہانہ	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	رفیع، آشا
اپنا تو زمانے میں بس اتنا فسانہ ہے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	کشور کمار
آج سہانی رات رے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	شمشاد، رفیع، کشور
اُنہیں اک بار پھر اپنی محبت یاد آتی ہے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	کشور کمار
محفل میں آج تیری دیوانے آ گئے (قوالی)	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	کشور کمار
میری نیندوں میں تم میرے خوابوں	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	کشور کمار۔شمشاد
چنا چور گرم بابو مَیں لایا مزیدار	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	شمشاد بیگم، کشور کمار
دُنیا کے بازار میں بھیا چلتا کھوٹا مال	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	محمد رفیع، کشور کمار
بچ کے بلم کہاں جاؤ گے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	شمشاد بیگم
رات رنگیلی آ گئی رے	۱۹۵۶	نیا انداز	جاں نثار اختر	او پی نیر	شمشاد بیگم
زندگی خواب ہے، خواب میں	۱۹۵۶	جاگتے رہو	شیلندر	سلیل چوہدری	مکیش
جاگو موہن پیارے	۱۹۵۶	جاگتے رہو	شیلندر ر پریم دھاون	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
سانورے سلونے آئے دن	۱۹۵۶	اک ہی راستہ	مجروح سلطانپوری	ہمنت کمار	ہمنت کمار، لتا
چلی گوری پی سے ملن کو	۱۹۵۶	اک ہی راستہ	مجروح سلطانپوری	ہمنت کمار	ہمنت کمار
آجا تجھے محبت آواز دے رہی ہے	۱۹۵۶	کاروان	تنویر نقوی	ایس مہندر	طلعت محمود

۱۹۵۷

اور رات کے مسافر چندا ذرا بتا	۱۹۵۷	مس میری	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا۔رفیع

ہم سے آیا نہ گیا اُن سے بلایا نہ گیا	۱۹۵۷	دیکھ کبیرا رویا	راجندر کرشن	مدن موہن	طلعت محمود
کون آیا میرے من کے دوارے	۱۹۵۷	دیکھ کبیرا رویا	راجندر کرشن	مدن موہن	مناڈے، کورس
ہم ہیں راہی پیار کے، ہم سے کچھ	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
اُڑیں جب جب زُلفیں تیری	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	رفیع، آشا
آنکھوں میں کیا جی کسی کا آنچل	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور، آشا
ہم ہیں راہی پیار کے، ہم سے کچھ	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
آجا پنچھی اکیلا ہے	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	رفیع، آشا
جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	ہمنت کمار
آج سجن موہے انگ لگا لو جنم سپھل	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دُنیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
جانے کیا تُو نے کہیں جانے کیا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل کو	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	رفیع، گیتا دت
جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
سر جو تیرا چکرائے اور دل ڈوبا	۱۹۵۷	پیاسا	ساحرلدھیانوی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
اُڑئیں جب جب زُلفیں تیری	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، رفیع
ریشمی شلوار کرتا جالی کا، روپ سہانہ	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، شمشاد بیگم
یہ دُنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، رفیع
مانگ کے ساتھ تمہارا میں نے مانگ	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، رفیع
اُڑیں جب جب زُلفیں تیری	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، رفیع
ساتھی ہاتھ بڑھانا	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	آشا، رفیع
یہ دیس ہے ویر جوانوں کا	۱۹۵۷	نیا دور	ساحرلدھیانوی	او پی نیرّ	رفیع، بلبیر
بدل جائے دُنیا نہ بدلیں گے ہم	۱۹۵۷	کیپٹن کشور	تنویر نقوی	چتر گپتا	طلعت محمود
کوئی لاکھ کرے چترائی، کرم کا بھید	۱۹۵۷	چاندنی پوچا	پردیپ	پردیپ	پردیپ
دُنیا میں ہم آئے ہیں تو جینا ہی پڑے گا	۱۹۵۷	مدر انڈیا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
ہم بے خودی میں تم کو پکارے چلے گئے	۱۹۵۷	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
اچھا جی مَیں ہاری چلو	۱۹۵۷	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	آشا، محمد رفیع
دل والے اب تیری گلی تک	۱۹۵۷	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	آشا، محمد رفیع
نظر لگی راجہ تورے بنگلے پر	۱۹۵۷	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	آشا بھونسلے

جب نام محبت لے کے کسی نادان	۱۹۵۷	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	آشا بھونسلے
ذرا سامنے تو آو چھلئے چھپ چھپ	۱۹۸۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این ترپاٹھی	لتا، رفیع
راہ سے دھرم کو ہٹانے والا کون	۱۹۸۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این ترپاٹھی	لتامنگیشکر
رنگ برنگے پھولوں کی	۱۹۸۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این ترپاٹھی	مناڈے، گیتادت
تو ہے یانہیں بھگوان	۱۹۸۷	جنم جنم کے پھیرے	بھارت ویاس	ایس این ترپاٹھی	لتا، رفیع
تو پیار کرے یاٹھکرائے ہم تو ہیں	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	لتامنگیشکر
کون آیا میرے من کے دوارے پائل	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	مناڈے
ہم سے آیا نہ گیا	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	طلعت محمود
ہم بلاتے ہی رہے	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	آشا، رفیع
ہم پنچھی مستانے	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	لتا، گیتا، سیتااگروال
اشکوں سے تیری ہم نے تصویر بنائی	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	آشا بھونسلے
بیرن ہوگئی رینا (کلاسیکل)	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	مناڈے
لگن توسے لاگی بلما	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	لتامنگیشکر
میری ویناتم بن روئے سجنا سجنا	۱۹۵۷	دیکھ کبیرارویا	راجندرکرشن	مدن موہن	لتامنگیشکر
چل اڑ جارے پنچھی کہ اب یہ	۱۹۵۷	بھابھی	راجندرکرشن	چتر گپتا	محمد رفیع
چلی چلی رے پتنگ میری چلی رے	۱۹۵۷	بھابھی	راجندرکرشن	چتر گپتا	محمد رفیع
کارے کارے بادرا، جارے	۱۹۵۷	بھابھی	راجندرکرشن	چتر گپتا	لتامنگیشکر
چھپا کر میری آنکھوں کو وہ پوچھیں	۱۹۵۷	بھابھی	راجندرکرشن	چتر گپتا	لتامنگیشکر
اینا مینا ڈیکا	۱۹۵۷	آشا	راجندرکرشن	سی رام چندر	کشور کمار
ایک پڑوسی رات کو سوئے اور دوسرا	۱۹۵۷	آشا	راجندرکرشن	سی رام چندر	کشور کمار
منا بڑا پیاراامی کا دُلارا	۱۹۵۷	مسافر	شیلندر	سلیل چوہدری	کشور کمار
اے مالک تیرے بندے	۱۹۵۷	دوآنکھیں بڑا ہاتھ	بھارت ویاس	ویسنت ڈیسائی	لتامنگیشکر
مَیں جاگوں تو سوجا	۱۹۵۷	دوآنکھیں بڑا ہاتھ	بھارت ویاس	ویسنت ڈیسائی	لتامنگیشکر
سنیاں جھوٹوں کا بڑا سرتاج نکلا	۱۹۵۷	دوآنکھیں بڑا ہاتھ	بھارت ویاس	ویسنت ڈیسائی	لتامنگیشکر
مانا جناب نے پکارانہیں کیا میرا ساتھ	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
چھوڑ دو آنچل زمانہ کیا کہے گا	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار، آشا
چاند پھر نکلا مگر تم نہ آئے	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتامنگیشکر
او نگاہیں مستانہ، دیکھ سماں ہے سہانہ	۱۹۵۷	پے اینگ گیسٹ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار، آشا

دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے	۱۹۵۷	بارش	راجندر کرشن	چتلکر رام چندر	چتلکر رام چندر
یہ منہ اور دال مسور کی	۱۹۵۷	بارش	راجندر کرشن	چتلکر رام چندر	لتا منگیشکر
منا بڑا پیارا امی کا دُلارا	۱۹۵۷	مسافر	شیلندر	سلیل چوہدری	کشور کمار
ہم ہیں راہی پیار ہم سے کچھ نہ	۱۹۵۷	نو دو گیارہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
دو گھڑی وہ جو پاس آ بیٹھے، ہم	۱۹۵۷	گیٹ وے آف انڈیا	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا، رفیع
آئے ہیں دور سے ملنے حضور سے	۱۹۵۷	تم سا نہیں دیکھا	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	آشا، رفیع

۱۹۵۸

یوں حسرتوں کے داغ محبت میں	۱۹۵۸	عدالت	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
جانا تھا ہم سے دُور بہانے بنا لئے	۱۹۵۸	عدالت	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
ان کو یہ شکایت ہے کہ ہم کچھ نہیں	۱۹۵۸	عدالت	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
دو پٹہ میرا ململ کا	۱۹۵۸	عدالت	راجندر کرشن	مدن موہن	گیتا، آشا بھونسلے
جا جا رے جا ساجنا	۱۹۵۸	عدالت	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
آجا رے پردیسی مَیں تو کب سے	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
دل تڑپ تڑپ کے کہ رہا ہے	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا، مکیش
گھڑی گھڑی میرا دل دھڑکے	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
ٹوٹے ہوئے خوابوں نے ہم کو	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	محمد رفیع
من مورا بانورا نس دن گائے گیت	۱۹۵۸	راگنی	جاں نثار اختر	او پی نیّر	محمد رفیع
سہانا سفر اور یہ موسم حسیں، ہمیں ڈر	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	مکیش
ظلمی سنگ آنکھ لڑی	۱۹۵۸	مدھومتی	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
ہم پیار میں جلنے والوں کو چین کہاں	۱۹۵۸	جیلر	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
یہ راتیں، یہ موسم، ندی کا کنارا	۱۹۵۸	دلی کا ٹھگ	شیلندر	روی	کشور۔ آشا
سیکھ لے بابو پیار کا جادو	۱۹۵۸	دلی کا ٹھگ	شیلندر	روی	آشا بھونسلے
یہ میرا دیوانہ پن ہے یا محبت کا قصور	۱۹۵۸	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
دل میں پیار کا طوفان نہ سمجھے کوئی	۱۹۵۸	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آئی رے یہ کیسی جدائی	۱۹۵۸	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تم یاد آتے ہو	۱۹۵۸	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
وہ صبح کبھی تو آئے گی	۱۹۵۸	پھر صبح ہو گی	ساحر لدھیانوی	خیام	آشا۔ مکیش
پھر نہ کیجئے میری گستاخ نگاہوں کا	۱۹۵۸	پھر صبح ہو گی	ساحر لدھیانوی	خیام	آشا۔ مکیش

آسماں پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم	۱۹۵۸	پھر صبح ہوگی	ساحر لدھیانوی	خیام	مکیش
دیکھ مجھے آواز نہ دینا، او بے دردز	۱۹۵۸	امر دیپ	راجندر کرشن	سی رام چندر	آشا، رفیع
پانچ روپیہ بڑا آنا	۱۹۵۸	چلتی کا نام گاڑی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
حال کیسا ہے جناب کا، کیا خیال	۱۹۵۸	چلتی کا نام گاڑی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور، آشا
اک لڑکی بھیگی بھاگی سی، سوتی راتوں	۱۹۵۸	چلتی کا نام گاڑی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
آیئے مہرباں	۱۹۵۸	ہاورہ برج	نامعلوم	او پی نیئر	آشا بھونسلے
میرا نام چن چن چُن	۱۹۵۸	ہاورہ برج	ن۔م	او پی نیئر	گیتا دت
سب کچھ سیکھا ہم نے نہ سیکھی ہوشیاری	۱۹۵۹	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
تیرا جانا دل کے ارمانوں لٹ جانا	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
وہ چاند کھلا وہ تارے ہنسے	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
وہ چاند کھلا وہ تارے ہنسے	۱۹۵۹	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
کسی کی مسکراہٹوں پہ ہو نثار	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
دل کی نظر سے	۱۹۵۸	اناڑی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
او نیند نہ مجھ کو آئے، دل میرا گھبرائے	۱۹۵۸	پوسٹ بکس ۹۹۹	پی ایل سنتوشی	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
عورت نے جنم دیا مردوں کو	۱۹۵۸	سادھنا	ساحر لدھیانوی	این دتا	لتا منگیشکر
سنبھل اے دل تڑپنے اور تڑپانے	۱۹۵۸	سادھنا	ساحر لدھیانوی	این دتا	رفیع، آشا بھونسلے
تنگ آ چکے ہیں کشمکش زندگی سے ہم	۱۹۵۸	لائٹ ہاؤس	ساحر لدھیانوی	این دتا	آشا بھونسلے
ہم تو محبت کرے گا دنیا سے نہیں	۱۹۵۸	دلی کا ٹھگ	مجروح سلطانپوری	روی	کشور کمار ہے
کلی کلی کے لب پر تیرے حسن کا فسانہ	۱۹۵۸	لالہ رخ	کیفی اعظمی	خیام	محمد رفیع
اک پردیسی دل لے گیا جاتے	۱۹۵۸	پھاگن	قمر جلال آبادی	او پی نیئر	آشا، رفیع
تجھ کو پردہ رخ روشن سے ہٹانا ہوگا	۱۹۵۸	لالہ رخ	کیفی اعظمی	خیام	رفیع، آشا
ہم بے خودی میں تم کو پکارے چلے گئے	۱۹۵۸	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
اچھا جی میں ہاری چلو مان جاؤ ناں	۱۹۵۸	کالا پانی	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	رفیع، آشا
چاہے پاس ہو چاہے دور ہو میری	۱۹۵۸	سمراٹ چندرگپت	بھارت ویاس	کلیان جی آنند جی	رفیع، لتا

۱۹۵۹

وقت نے کیا کیا حسیں ستم تم رہے	۱۹۵۹	کاغذ کے پھول	کیفی اعظمی	ایس ڈی برمن	گیتا دت
ارے دیکھی زمانے کی یاری، بچھڑے	۱۹۵۹	کاغذ کے پھول	کیفی اعظمی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
دل کا کھلونا ہائے ٹوٹ گیا	۱۹۵۹	گونج اٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا منگیشکر

جیون میں پیا تیرا ساتھ رہے	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا۔رفیع
کہہ دو کوئی نہ کرے یہاں پیار	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	محمد رفیع
ترے سُر اور میرے گیت	۱۹۵۹	گونج اُٹھی شہنائی	بھارت ویاس	وسنت ڈیسائی	لتا منگیشکر
آنسو بھری ہیں یہ جیون کی راہیں	۱۹۵۹	پرورش	حسرت جے پوری	لکشمی کانت پیارے لال	مکیش
جلتے ہیں جس کے لئے میری آنکھوں	۱۹۵۹	سجھاتا	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	طلعت محمود
یہ راتیں یہ موسم ندی کا کنارا یہ چنچل	۱۹۵۹	دلی کا ٹھگ	مجروح سلطانپوری	روی	کشور، آشا
ہم تو محبت کرے گا دُنیا سے نہیں	۱۹۵۹	دلی کا ٹھگ	مجروح سلطانپوری	روی	کشور، آشا
دھیرے دھیرے چل چاند گگن میں	۱۹۵۹	لومیرج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	رفیع۔لتا
دل لبھا کے میرا ساتھی بھول جانا نہ	۱۹۵۹	مکتی	آرزو لکھنوی	مالے چکربتی	لتا منگیشکر
موہے کاری کاری بدری ڈرا گئی رے	۱۹۵۹	مکتی	آرزو لکھنوی	مالے چکربتی	آشا بھونسلے
ستم بھی تمہارے کرم بھی تمہارے	۱۹۵۹	مکتی	آرزو لکھنوی	مالے چکربتی	آشا، رفیع
یہ زمیں ہے دو دلوں کے پیار کی	۱۹۵۹	مکتی	آرزو لکھنوی	مالے چکربتی	آشا، رفیع
لاگی چھوٹے نا اب تو بلم	۱۹۵۹	کالی ٹوپی لال رومال	مجروح سلطانپوری	چتر گپتا	لتا، رفیع
دغا دغا وی وی وی، ہو گئی تم سے	۱۹۵۹	کالی ٹوپی لال رومال	مجروح سلطانپوری	چتر گپتا	لتا، رفیع
او کالی ٹوپی والے ذرا نام تو بتا	۱۹۵۹	کالی ٹوپی لال رومال	مجروح سلطانپوری	چتر گپتا	آشا، رفیع
تیرے پیار کا آسرا چاہتا ہوں	۱۹۵۹	دُھول کا پھول	ساحر لدھیانوی	این دتا	مہندر کپور، لتا
تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا	۱۹۵۹	دُھول کا پھول	ساحر لدھیانوی	این دتا	محمد رفیع
مدھوبن میں رادھیکا ناچے رے	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دو ستاروں کا زمیں پر ہے ملن	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
کوئی پیار کی دیکھے جادوگری گلفام کو	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دل میں بجی پیار کی شہنائیاں	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
ذرا من کی کوڑیاں کھول	۱۹۵۹	کوہ نور	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
رُک جاؤ جانے والے رُک جا	۱۹۵۹	چھلیا	نامعلوم	کلیان جی آنند جی	مکیش
ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا موسم بھیگا بھیگا	۱۹۵۹	چھلیا	ن۔م	کلیان جی آنند جی	مکیش
چھلیا میرا نام چھلنا میرا کام، ہندو مسلم	۱۹۵۹	چھلیا	ن۔م	کلیان جی آنند جی	مکیش
دھیرے دھیرے چل چاند گگن میں	۱۹۵۹	لومیرج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، رفیع
جاؤں کہاں بتا اے دل یہ دُنیا	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	مکیش
مَیں رکشے والا	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع

بھیا میرے راکھی کے بندھن کو	۱۹۵۹	چھوٹی بہن	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
یہ میرا دیوانہ پن ہے یا محبت کا سرور	۱۹۵۹	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
بے نظر کھوئی سی نظر	۱۹۵۹	یہودی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا، گیتا دت
عجیب داستاں ہے یہ کہاں شروع	۱۹۵۹	دل اپنا اور پریت پرائی	شکیل بدایونی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
شیشہ دل اتنا نہ اُچھالو	۱۹۵۹	دل اپنا اور پریت پرائی	شکیل بدایونی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
میرا دل اب تیرا او ساجنا	۱۹۵۹	دل اپنا اور پریت پرائی	شکیل بدایونی	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
او بسنتی پون پاگل نہ جا رے نا جا	۱۹۵۹	جس دیس میں گنگا بہتی ہے	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آ اب لوٹ چلیں	۱۹۵۹	جس دیس میں گنگا بہتی ہے	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش لتا
جس دیش میں گنگا بہتی ہے	۱۹۵۹	جس دیس میں گنگا بہتی ہے	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
جھومتا موسم مست مہنہ	۱۹۵۹	اُجالا	شیلندر	حسرت جیپوری	لتا، منا ڈے
تیرا جلوہ جس نے دیکھا	۱۹۵۹	اُجالا	شیلندر	حسرت جیپوری	لتا منگیشکر
چندا لوریاں سنائے	۱۹۵۹	نیا سنسار	راجندر کرشن	چندر گپتا	لتا منگیشکر
دن رات بدلتے ہیں	۱۹۵۹	نیا سنسار	راجندر کرشن	چندر گپتا	ہمنت کمار
ہم بنتی کے پنچھی ہیں	۱۹۵۹	نیا سنسار	راجندر کرشن	چندر گپتا	لتا، اُوشا منگیشکر
میری مرلی کی تان	۱۹۵۹	نیا سنسار	راجندر کرشن	چندر گپتا	لتا، اُوشا منگیشکر
بیرن نیند نہ آئے	۱۹۵۹	چاچا زندہ باد	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
چاند سا مکھڑا کیوں شرمایا	۱۹۵۹	انسان جاگ اٹھا	شکیل بدایونی	ایس ڈی برمن	رفیع، آشا
بڑے ہیں دل کے کالے	۱۹۵۹	دل دے کے دیکھو	مجروح سلطانپوری	اوشا کھنہ	رفیع، آشا
میں تمہی سے پوچھتی ہوں مجھے تم	۱۹۵۹	بلیک کیٹ	جاں نثار اختر	این دتا	رفیع، لتا منگیشکر

۱۹۶۰

چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب ہو	۱۹۶۰	چودھویں کا چاند	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں	۱۹۶۰	چودھویں کا چاند	شکیل بدایونی	روی	لتا منگیشکر
کھویا کھویا چاند، کھلا آسمان، آنکھوں	۱۹۶۰	کالا بازار	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
جب پیار کیا تو ڈرنا کیا، پیار کیا کوئی	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
موہے پنگھٹ پہ نند لعل چھیڑ گیو رے	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
بے کس پہ کرم کیجئے سرکار مدینہ	۱۹۶۰	مغل اعظم	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
دل آج شاعر ہے غم آج نغمہ ہے شب	۱۹۶۰	گمبلر	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار

چوڑی نہیں یہ میرا دل ہے	۱۹۶۰	گھم بلر	نیرج	ایس ڈی برمن	لتا، کشور کمار
ڈم ڈم ڈیگا ڈیگا موسم بھیگا بھیگا	۱۹۶۰	چھلیا	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	مکیش
چھلیا میرا نام چھلنا میرا کام	۱۹۶۰	چھلیا	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	مکیش
میرے ٹوٹے ہوئے دل سے کوئی	۱۹۶۰	چھلیا	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	مکیش
تیری راہوں میں کھڑے ہیں دل	۱۹۶۰	چھلیا	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
مَیں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا کیسی خوشی	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	لتا منگیشکر
نگاہ ناز کے ماروں کا حال کیا ہوگا	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	آشا، سدھا ملہوترہ
گرجت برست ساون آئیو رے	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	سمن کلیان پوری، کمل بروت
نہ تو کارواں کی تلاش ہے، یہ عشق	۱۹۶۰	برسات کی رات	ساحر لدھیانوی	روشن	رفیع، آشا، مناڈے، سدھا ملہوترہ
آرم جھم کے پیارے پیارے	۱۹۶۰	اُس نے کہا تھا	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا۔طلعت محمود
جانے والے سپاہی سے پوچھو	۱۹۶۰	اُس نے کہا تھا	شیلندر	سلیل چوہدری	مناڈے
چلتے ہی جانا جہاں تک آج یہ راہ چلے	۱۹۶۰	اُس نے کہا تھا	شیلندر/مخدوم محی الدین	سلیل چوہدری	رفیع، مناڈے
آج مجھے کچھ کہنا ہے	۱۹۶۰	گرل فرینڈ	ساحر لدھیانوی	ہمنت کمار	کشور، سدھا ملہوترہ
مجھ کو اس رات کی تنہائی میں آواز	۱۹۶۰	دل بھی تیرا ہم بھی تیرے	کنہیالال پردیسی	کلیان جی آنند جی	مکیش
یہ وعدہ کریں ہم	۱۹۶۰	دل بھی تیرا ہم بھی تیرے	کنہیالال پردیسی	کلیان جی آنند جی	مکیش
جس دیس میں گنگا بہتی ہے	۱۹۶۰	جس دیس میں گنگا بہتی ہے	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
آ اب لوٹ چلیں	۱۹۶۰	جس دیس میں گنگا بہتی ہے	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
آنکھوں میں رنگ کیوں آیا	۱۹۶۰	اِک پھول چار کانٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
دل ااے دل بہاروں سے مل	۱۹۶۰	اِک پھول چار کانٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	لتا، طلعت محمود
بنواری رے جینے کا سہارا تیرا نام	۱۹۶۰	اِک پھول چار کانٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
چپکے سے ملے پیاسے پیاسے	۱۹۶۰	منزل	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	گیتا دت، رفیع
ہٹو کاہے کو بناؤ جھوٹی بتیاں	۱۹۶۰	منزل	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	مناڈے
یاد آ گئیں وہ نشیلی نگاہیں یارو تھام لینا	۱۹۶۰	منزل	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	ہیمنت کمار
او سجنا، برکھا بہار آئی، رس کی پھوار	۱۹۶۰	پارکھ	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
ملا ہے کس کا جھمکا	۱۹۶۰	پارکھ	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
گزرے ہیں اس طرح سے دُنیا میں	۱۹۶۰	بہانہ	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر

دل اپنا اور پریت پرائی کس نے ہے	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
عجیب داستاں ہے یہ کہاں شروع کہاں	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
میرا دل تیرا اب او ساجنا	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
شیشہ دل اتنا نہ اچھالو، یہ کہیں ٹوٹ	۱۹۶۰	دل اپنا اور پریت پرائی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
ساتھی نہ کوئی منزل، دیا ہے نہ کوئی محفل	۱۹۶۰	بمبئی کا بابو	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
دیوانہ مستانہ ہوا دل، جانے کہاں	۱۹۶۰	بمبئی کا بابو	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	رفیع، آشا
چل ری سجنی اب کیا سوچے، کجرا نہ	۱۹۶۰	بمبئی کا بابو	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	مکیش
چاند کو دیکھو جی	۱۹۶۰	چاند میرے آجا	پریم دھاون	چتر گپت	محمد رفیع
کھویا کھویا چاند، کھلا آسمان، آنکھوں	۱۹۶۰	کالا بازار	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
ملی خاک میں محبت، جلا دل کا آشیانہ	۱۹۶۰	چودھویں کا چاند	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع

۱۹۶۱

وہ بھولی داستاں لو پھر یاد آ گئی، نظر کے	۱۹۶۱	سنجوگ	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
بدلی سے نکلا ہے چاند پردیسی پیا لوٹ	۱۹۶۱	سنجوگ	راجندر کرشن	مدہن موہن	لتا منگیشکر
کہتے ہیں چاند جس کو تم سے نہیں وہ	۱۹۶۱	سنجوگ	راجندر کرشن	مدہن موہن	آشا بھونسلے
مانجھی میری قسمت کہ جی چاہے جہاں	۱۹۶۱	ہم ہندوستانی	راجندر کرشن	اوشا کھنہ	لتا منگیشکر
وہ دیکھو جلا گھر کسی کا وہ ٹوٹے ہیں	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہے اسی میں پیار میں کی آبرو وہ جفا	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
رنگ برنگی راکھی لے کر، راکھی	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جیا لے گیا جی مورا	۱۹۶۱	اَن پڑھ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
سو سال پہلے مجھے تم سے پیار تھا	۱۹۶۱	جب پیار کسی سے ہوتا ہے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
جیا او جیا او جیا کچھ بول دو	۱۹۶۱	جب پیار کسی سے ہوتا ہے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
تیری زلفوں سے جدائی تو نہیں	۱۹۶۱	جب پیار کسی سے ہوتا ہے	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
تیری پیاری پیاری صورت کو کسی کی	۱۹۶۱	سسرال	شیلندر/حسرت جیپوری	روی	محمد رفیع
جب سے تمہیں دیکھا ہے آنکھوں	۱۹۶۱	سسرال	شیلندر/حسرت جیپوری	روی	محمد رفیع
حسن والی تیرا جواب نہیں	۱۹۶۱	گھرانہ	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
ٹھنڈی ہوا یہ چاندنی سہانی، اے	۱۹۶۱	جھمرو	مجروح سلطانپوری	کشور کمار	کشور کمار
کوئی ہمدم نہ رہا کوئی سہارا نہ رہا	۱۹۶۱	جھمرو	مجروح سلطانپوری	کشور کمار	کشور کمار
ڈھونڈو ڈھونڈو رے ساجنا	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر

نین لڑ جئی اے، تو منوا ما کسک	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دو ہنسوں کا جوڑا بچھڑ گیو رے	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
دو ہنسوں کا جوڑا بچھڑ گیو رے	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
تورا من بڑا پاپی	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
انصاف کی ڈگر پہ	۱۹۶۱	گنگا جمنا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
تری یاد دل سے بھلانے چلا ہوں	۱۹۶۱	ہریالی اور راستہ	حسرت رشیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
اللہ جانے کیا ہوگا آگے، مولا جانے	۱۹۶۱	ہریالی اور راستہ	حسرت رشیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
کھو گیا ہے میرا پیار	۱۹۶۱	ہریالی اور راستہ	حسرت رشیلندر	شنکر جے کشن	مہندر کپور
ایک تھا راجہ ایک تھی رانی	۱۹۶۱	ہریالی اور راستہ	حسرت رشیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
لاکھوں تارے آسمان پر ایک مگر تو نہ	۱۹۶۱	ہریالی اور راستہ	حسرت رشیلندر	شنکر جے کشن	لتا، مکیش
ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحر لدھیانوی	جے دیو	آشا بھونسلے۔ رفیع
مَیں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحر لدھیانوی	جے دیو	محمد رفیع
کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحر لدھیانوی	جے دیو	محمد رفیع
اللہ تیرو نام ایشو تیرو نام	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحر لدھیانوی	جے دیو	لتا منگیشکر
احسان ترا ہوگا مجھ پر دل چاہتا ہے	۱۹۶۱	جنگلی	شیلندر	شنکر جے کشن	رفیع۔لتا
احسان تیرا ہوگا مجھ پر دل چاہتا	۱۹۶۱	جنگلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
چاہے کوئی مجھے جنگلی کہے، کہنے کو جی	۱۹۶۱	جنگلی	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
دن سارا گزرا تورے انگنا	۱۹۶۱	جنگلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، رفیع
کشمیر کی کلی ہوں مَیں	۱۹۶۱	جنگلی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
حسرت ہی رہی ہم سے بھی کبھی	۱۹۶۱	بمبئی کا چور	راجندر کرشن	روی	کشور کمار
ہے بہار باغ دُنیا چند روز	۱۹۶۱	بمبئی کا چور	راجندر کرشن	روی	محمد رفیع
دھڑکتے دل کی تمنا ہو میرا پیار ہو تم	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	ثریا
وہ سادگی کہیں اسے دیوانگی کہیں	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	محمد رفیع
میرے محبوب تجھے پیار کروں یا نہ	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	لتا منگیشکر
آپ سے پیار ہوا جاتا ہے کھیل دشوار	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	ثریا
اک جرم کر کے ہم نے چاہا تھا مسکرانہ	۱۹۶۱	شمع	شمس لکھنوی	غلام محمد	سمن کلیانپوری
دل غم سے جل رہا ہے جلے پر دھواں	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	سمن کلیانپوری
انصاف تیرا دیکھا، ہم (مجرا)	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	سمن کلیانپوری

مست آنکھوں میں شرارت کبھی	۱۹۶۱	شمع	کیفی اعظمی	غلام محمد	ثریا
آہا رم جھم کے یہ پیارے پیارے	۱۹۶۱	اُس نے کہا تھا	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا، طلعت محمود
جہاں والے سپاہی سے پوچھو وہ	۱۹۶۱	اُس نے کہا تھا	مخدوم محی الدین	سلیل چوہدری	مناڈے،کورساتنا
نہ مجھ سے تو پیار بڑھا کہ مَیں	۱۹۶۱	چھایا	راجندر کرشن	سلیل چوہدری	لتا، طلعت محمود
آنسو سمجھ کے کیوں مجھے آنکھ سے	۱۹۶۱	چھایا	راجندر کرشن	سلیل چوہدری	طلعت محمود
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں	۱۹۶۱	اپنا گھر	علامہ اقبال	روی	مکیش
تم سے ہے میری زندگی	۱۹۶۱	اپنا گھر	پریم دھاون	روی	گیتا دت، مکیش
مکیش حسن والی تیرا جواب نہیں، کوئی تجھ	۱۹۶۱	گھرانہ	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
مجھے پیار کی زندگی دینے والے، کبھی	۱۹۶۱	پیار کا ساگر	پریم دھاون	روی	محمد رفیع
نہ کسی کی آنکھ کو نور رہوں نہ کسی کے	۱۹۶۱	لال قلعہ	بہادر شاہ ظفر	ایس این ترپاٹھی	محمد رفیع

۱۹۶۲

کہیں دیپ جلے کہیں دل، ذرا آ کر دیکھ	۱۹۶۲	بیس سال بعد	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	لتا۔رفیع
بے قرار کر کے ہمیں یوں نہ جایئے	۱۹۶۲	بیس سال بعد	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	ہمنت کمار
ذرا نظروں سے کہہ دو جی نشانہ	۱۹۶۲	بیس سال بعد	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	ہمنت کمار
سپنے سہانے لڑکپن کے میرے نینوں	۱۹۶۲	بیس سال بعد	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
آواز دے کے ہمیں تم بلاؤ محبت میں	۱۹۶۲	پروفیسر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
اے گل بدن اے گل بدن پھولوں کی	۱۹۶۲	پروفیسر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
مَیں چلی مَیں چلی، پیچھے پیچھے جہاں	۱۹۶۲	پروفیسر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تیرا میرا پیار امر پھر کیوں مجھ کو لگتا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تجھے جیون کی ڈور سے باندھ لیا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
چھیڑا میرے دل نے ترانہ	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اک بت بناؤں گا تیرا اور پوجا کروں	۱۹۶۲	اصلی نقلی	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
لاکھ چھپاؤ چھپ نہ سکے گا	۱۹۶۲	اصلی نقلی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تم اک بار محبت کا امتحان تو لو	۱۹۶۲	بابر	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
سلام حسرت قبول کر لو	۱۹۶۲	بابر	ساحر لدھیانوی	روشن	سدھا ملہوترہ
دل توڑنے والے تجھے دل ڈھونڈ	۱۹۶۲	سن آف انڈیا	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، لتا
بہت شکریہ بڑی مہربانی، میری	۱۹۶۲	اک مسافر ایک حسینہ	ایس ایچ بہاری	او پی نیّر	محمد رفیع
آپ یونہی اگر ہم سے ملتے رہے	۱۹۶۲	ایک مسافر ایک حسینہ	راجہ مہدی علی خان	او پی نیّر	رفیع، آشا

ابھی نہ جاؤ چھوڑ کے، کہ دل ابھی	۱۹۶۱	ہم دونوں	ساحر لدھیانوی	جے دیو	رفیع، آشا
بار بار دیکھو ہزار بار دیکھو کہ دیکھنے	۱۹۶۲	چائنا ٹاؤن	مجروح سلطانپوری	روی	محمد رفیع
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا	۱۹۶۲	آرتی	مجروح سلطانپوری	روشن	لتا، رفیع
اب کیا مثال دوں مَیں تمہارے	۱۹۶۲	اناڑی	مجروح سلطانپوری	روشن	محمد رفیع
بھنورا بڑا نادان ہائے پھر بھی جانے نا	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
ساقیا آج مجھے نیند نہیں آئے گی سنا ہے	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
میری بات رہی میرے من میں	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	گیتا دت
کوئی دُور سے آواز دے چلے آؤ چلے	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	گیتا دت
نہ جاؤ سنیاں چھڑا کے بیناں	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	گیتا دت
پیا ایسو جیا میں سمائے گیو رے	۱۹۶۲	صاحب بی بی اور غلام	شکیل بدایونی	ہمنت کمار	گیتا دت
تم تو دل کے تار چھیڑ کر	۱۹۶۲	روپ کی رانی چوروں کا راجہ	شیلندر	شنکر جے کشن	طلعت محمود
مجھے کتنا پیار ہے تم سے	۱۹۶۲	دل تیرا دیوانہ	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
ضرورت ہے ضرورت ہے سخت	۱۹۶۲	من موجی	راجندر کرشن	مدن موہن	کشور کمار
میں تو تم سنگ نین ملا کے ہار گئی سجنا	۱۹۶۲	من موجی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
آیا ہے کہاں سے پی کے	۱۹۶۲	من موجی	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا منگیشکر
اک تھا عبدالرحمٰن	۱۹۶۲	من موجی	راجندر کرشن	مدن موہن	کشور کمار
جانے کیا ڈھونڈتی رہتی ہیں یہ آنکھیں	۱۹۶۲	شعلہ اور شبنم	کیفی اعظمی	خیام	محمد رفیع
جیت ہی لیں گے بازی ہم تم	۱۹۶۲	شعلہ اور شبنم	کیفی اعظمی	خیام	رفیع، لتا

۱۹۶۳

تقدیر کا فسانہ جا کر کسے سنائیں،	۱۹۶۳	سہرا	حسرت جے پوری	رام لعل	محمد رفیع
تم تو پیار ہو، سجنا تم تو پیار ہو، مجھے تم	۱۹۶۳	سہرا	حسرت جے پوری	رام لعل	لتا، رفیع
چلو اِک بار پھر سے اجنبی بن جائیں	۱۹۶۳	گمراہ	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
اس بھری دُنیا میں کوئی بھی ہمارا نہ	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	محمد رفیع
وہ دل کہاں سے لاؤں تیری یاد	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
ہم تیرے پیار میں مر نہ جائیں کہیں	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
یاد نہ جائے بیتے دنوں کی	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
رُک جا رات ٹھہر جا رے چندا بیتے	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آنچل میں سجا لینا کلیاں زلفوں میں	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	محمد رفیع

ہمدم میرے کھیل نہ جانو چاہت	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	رفیع، آشا
آنکھوں سے جو اُتری ہے دل میں	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	آشا بھونسلے
بندہ پرور تھام لو جگر، آپ کے حضور	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	محمد رفیع
لاکھوں ہیں نگاہوں میں زندگی کی	۱۹۶۳	پھر وہی دل لایا ہوں	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	محمد رفیع
جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا	۱۹۶۳	تاج محل	ساحر لدھیانوی	روشن	رفیع، لتا
جو بات تجھ میں ہے تیری تصویر	۱۹۶۳	تاج محل	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہوگی	۱۹۶۳	تاج محل	ساحر لدھیانوی	روشن	رفیع۔لتا
خدائے برتر تیری زمیں پر	۱۹۶۳	تاج محل	ساحر لدھیانوی	روشن	لتا منگیشکر
کھلونا میرے دل سے او ساجنا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ذرا آہٹ ہوئی ہے تو دل سوچتا ہے	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
مَیں یہ سوچ کر اس کے در سے اُٹھا تھا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
ہو کے مجبور اُس نے مجھے بھلایا ہوگا	۱۹۶۳	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	رفیع، طلعت، مناڈے، بھوپندر
مجھ کو اپنے گلے لگا لو اے میرے ہمراہی	۱۹۶۳	ہم راہی	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	رفیع۔مبارک بیگم
پوچھو نہ کیسے مَیں نے رین بتائی	۱۹۶۳	میری صورت تیری آنکھیں	شیلندر	ایس ڈی برمن	مناڈے
لاگا چنری میں داغ چھپاؤں کیسے	۱۹۶۳	دل ہی تو ہے	ساحر لدھیانوی	روشن	مناڈے
نہ تم ہمیں جانو نہ ہم تمہیں جانے	۱۹۶۳	بات اک رات کی	مجروح سلطان پوری	ہمنت کمار	ہمنت کمار
وہ دل کہاں سے لاؤں تیری یاد جو	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
آج کی ملاقات بس اتنی	۱۹۶۳	بھروسہ	راجندر کرشن	روی	لتا، مہندر کپور
مورا گورا رنگ لئی لے	۱۹۶۳	بندنی	گلزار	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
دل کا بھنور کرے پکار	۱۹۶۳	تیرے گھر کے سامنے	حسرت جے پوری	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
مجھے گلے سے لگا لو، بہت اداس	۱۹۶۳	آج اور کل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
اتنی حسین اتنی جواں رات کیا کریں	۱۹۶۳	آج اور کل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
یہ وادیاں یہ فضائیں	۱۹۶۳	آج اور کل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
اب کوئی گلشن نہ اجڑے	۱۹۶۳	مجھے جینے دو	ساحر لدھیانوی	جے دیو	محمد رفیع
وہ جو ملتے تھے کبھی ہم سے دیوانوں	۱۹۶۳	اکیلی مت جائیو	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	لتا منگیشکر
وہ جب یاد آئے بہت یاد آئے	۱۹۶۳	پرسانی	اسد بھوپالی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
یاد میں تیری جاگ جاگ کے ہم رات	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، لتا

تم سے اظہار حال کر بیٹھے، بے خودی	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
تیرے پیار میں دلدار جو ہے میرا حال	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا منگیشکر
اے حسن ذرا جاگ تجھے عشق جگائے	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
جان من اک نظر دیکھ لے	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا، آشا
میرے محبوب تجھے میری محبت کی قسم	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
اے حسن ذرا جاگ تجھے عشق جگائے	۱۹۶۳	میرے محبوب	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
یاد نہ جائے بیتے دنوں کی جا کے نہ آئے	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
رُک جا رات ٹھہر جا رے چندا، بیتے	۱۹۶۳	دل اِک مندر	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
اک گھر بناؤں گا تیرے گھر کے سامنے	۱۹۶۳	تیرے گھر کے سامنے	حسرت جے پوری	ایس ڈی برمن	لتا، رفیع
پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہوگی	۱۹۶۳	تاج محل	ساحر لدھیانوی	روشن	لتا، رفیع

۱۹۶۴

چاہوں گا میں تجھے شام سویرے، پھر	۱۹۶۴	دوستی	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
راہی منوا دکھ کی چنتا کیوں ستاتی ہے	۱۹۶۴	دوستی	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
جانے والو ذرا مڑ کے دیکھو مجھے	۱۹۶۴	دوستی	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
جو ہم نے داستاں اپنی سنائی آپ	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
نیناں برسیں رم جھم رم جھم	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
لگ جا گلے کہ پھر یہ حسین رات ہو	۱۹۶۴	وہ کون تھی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
اگر مجھ سے محبت ہے مجھے سب اپنے	۱۹۶۴	آپ کی پرچھائیاں	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
میرے محبوب قیامت ہوگی آج رُسوا	۱۹۶۴	مسٹر ایکس اِن بمبئی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
یہ نین ڈرے ڈرے یہ جام بھرے	۱۹۶۴	کہرا	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	ہمنت کمار
کھلونا میرے دل سے او میرے سجنا	۱۹۶۴	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ذرا سی آہٹ ہوتی ہے تو دل سوچتا ہے	۱۹۶۴	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہو کے مجبور مجھے اُس نے بھلایا ہوگا	۱۹۶۴	حقیقت	کیفی اعظمی	مدن موہن	رفیع، طلعت محمود۔منا ڈے
تم نے کسی کی جان کو جاتے ہوئے	۱۹۶۴	راج کمار	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اس رنگ بدلتی دُنیا میں انسان کی	۱۹۶۴	راج کمار	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
آجا آئی بہار، دل ہے بے قرار	۱۹۶۴	راج کمار	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
تم نے پکارا اور ہم چلے آئے	۱۹۶۴	راج کمار	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	رفیع، سمن کلیان پوری

تعریف کروں کیا اُس کی جس نے	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	محمد رفیع
دیوانہ ہوا بادل، ساون کی گھٹا چھائی	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	رفیع۔آشا
یہ میرا پریم پتر پڑھ کر کہ تم ناراض	۱۹۶۴	سنگم	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
دوست دوست نہ رہا، پیار پیار نہ	۱۹۶۴	سنگم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
ہر دل جو پیار کرے گا وہ گانا گائے گا	۱۹۶۴	سنگم	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا، مکیش، مہندر کپور
بول رادھا بول سنگم ہوگا کہ نہیں	۱۹۶۴	سنگم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش۔لتا
آہا آئی ملن کی بیلا دیکھو آئی	۱۹۶۴	آئی ملن کی بیلا	شیلندر	شنکر جے کشن	رفیع۔آشا
پربتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ہے	۱۹۶۴	شگن	ساحر لدھیانوی	خیام	رفیع۔سمن کلیان پوری
تم اپنا رنج وغم اپنی پریشانی مجھے	۱۹۶۴	شگن	ساحر لدھیانوی	خیام	جگجیت کور
گوری سسرال چلی، ڈولی سج گئی شگناں	۱۹۶۴	شگن	ساحر لدھیانوی	خیام	جگجیت کور
آج کل میں ڈھل گیا، دن ہوا تمام	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	مہندر کپور
رادھی کی تو نے بنسری چرائی (بھجن)	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اگر تیری جلوہ نمائی نہ ہوگی	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	رفیع، لتا
نینوں والی تیرے نیناں جادو کر گئے	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	شیلندر/حسرت	شنکر جے کشن	رفیع، لتا
جھانکتی ہے میری آنکھوں سے قضا تھم	۱۹۶۴	دوج کا چاند	ساحر لدھیانوی	روشن	لتا منگیشکر
آ چل کہ تجھے میں لے کے چلوں اک	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	کشور کمار	کشور کمار	کشور کمار
دُور گگنن کی چھاؤں میں	۱۹۶۴	دور گگنن کی چھاوں میں	شیلندر	کشور کمار	کشور کمار
کوئی لوٹا دے میرے بیتے ہوئے دن	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	شیلندر	کشور کمار	کشور کمار
جن راتوں کی بھور نہیں ہے	۱۹۶۴	دُور گگن کی چھاؤں میں	شیلندر	کشور کمار	کشور کمار
ترے حسن کی کیا تعریف کروں	۱۹۶۴	لیڈر	ساحر لدھیانوی	نوشاد	محمد رفیع
اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر	۱۹۶۴	لیڈر	ساحر لدھیانوی	نوشاد	لتا، رفیع
مجھے دُنیا والو شرابی نہ سمجھو میں پیتا نہیں	۱۹۶۴	لیڈر	ساحر لدھیانوی	نوشاد	محمد رفیع
آج کل شوق دیدار ہے (قوالی)	۱۹۶۴	لیڈر	ساحر لدھیانوی	نوشاد	رفیع، آشا
اپنی آزادی کو ہم ہرگز مٹا سکتے نہیں	۱۹۶۴	لیڈر	ساحر لدھیانوی	نوشاد	رفیع، کورس
کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی تو	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	محمد رفیع
مجھے لے چلو آج پھر اس گلی میں	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	محمد رفیع
من رے تُو کاہے نہ دھیرے	۱۹۶۴	چتر لیکھا	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
کاہے ترسے رے جیارا (کلاسیکل)	۱۹۶۴	چتر لیکھا	ساحر لدھیانوی	روشن	آشا، اُشا منگیشکر

ساون کے مہینے میں اک آگ سی سینے	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	محمد رفیع
کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	محمد رفیع
مجھے لے چلو آج پھر	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	محمد رفیع
تم ہو حسین کہاں کے، ہم چاند	۱۹۶۴	شرابی	راجندر کرشن	مدن موہن	رفیع، آشا
بہار حسن تیری، موسم شباب تیرا	۱۹۶۴	آؤ پیار کریں	راجندر کرشن	اوشا کھنہ	محمد رفیع
تری آنکھ کے آنسو پی جاؤں ایسی	۱۹۶۴	جہاں آرا	راجندر کرشن	مدن موہن	طلعت محمود
پھر وہی شام وہی غم وہی تنہائی ہے	۱۹۶۴	جہاں آرا	راجندر کرشن	مدن موہن	طلعت محمود
مَیں تیری نظر کا سرور ہوں	۱۹۶۴	جہاں آرا	راجندر کرشن	مدن موہن	طلعت محمود
اے صنم آج یہ قسم کھائیں فاصلے پیار	۱۹۶۴	جہاں آرا	راجندر کرشن	مدن موہن	لتا، طلعت محمود
بعد مدت کے یہ گھڑی آئی	۱۹۶۴	جہاں آراء	راجندر کرشن	مدن موہن	رفیع، سمن کلیان پوری
من رے تو کاہے نہ دھیر دھرے	۱۹۶۴	چترلیکھا	ساحر لدھیانوی	روشن	محمد رفیع
اک شہنشاہ نے بنوا کے حسیں تاج محل	۱۹۶۴	لیڈر	شکیل بدایونی	نوشاد	لتا، رفیع
اپنی آزادی کو ہم ہرگز مٹا سکتے نہیں	۱۹۶۴	لیڈر	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
پربتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ہے	۱۹۶۴	شگون	ساحر لدھیانوی	خیام	رفیع، سمن کلیان پوری
اشاروں اشاروں میں دل لینے والے	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیرّ	آشا، رفیع
ہے دُنیا اسی کی زمانہ اسی کا	۱۹۶۴	کشمیر کی کلی	ایس ایچ بہاری	او پی نیرّ	محمد رفیع
ہم نے جفا نہ سیکھی اُن کو وفا نہ آئی	۱۹۶۴	زندگی	نامعلوم	شنکر جے کشن	محمد رفیع
رنگ اور نور کی بارات کسے پیش کروں	۱۹۶۴	غزل	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
عشق کی گرمیِ جذبات کسے پیش کروں	۱۹۶۴	غزل	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
رادھی کی تو نے بانسری بجائی	۱۹۶۴	بیٹی بیٹے	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
مجھے دنیا والو شرابی نہ سمجھو، میں پیتا	۱۹۶۴	شرابی	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
میں نے رکھا ہے محبت اپنے افسانے کا	۱۹۶۴	شبنم	جاوید انور	اوشا کھنہ	محمد رفیع

۱۹۶۵

تمہی میرے مندر تمہی میری پوجا، تمہی	۱۹۶۵	خاندان	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
کل چمن تھا آج اک صحرا ہوا، دیکھتے	۱۹۶۵	خاندان	راجندر کرشن	روی	لتا منگیشکر
نیل گگن پر اُڑتے بادل آ آ آ	۱۹۶۵	خاندان	راجندر کرشن	روی	رفیع آشا بھونسلے
میری مٹی میں مل گئی	۱۹۶۵	خاندان	راجندر کرشن	روی	آشا، اُوشا منگیشکر
ایک تُو نہ ملا ساری دُنیا ملے بھی تو	۱۹۶۵	ہمالے کی گود میں	آنند بخشی، قمر جلال	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر

مَیں تو اک خواب ہوں اس خواب کی	۱۹۶۵	ہمالے کی گود میں	آنند بخشی، قمر جلال	کلیان جی آنند جی	مکیش
چاندسی محبوبہ ہو میری کب ایسا مَیں	۱۹۶۵	ہمالے کی گود میں	آنند بخشی، قمر جلال	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر اجی
روٹھ کر اب کہاں جایئے گا	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جی پوری	شنکر جے کشن	لتا، رفیع
اے پھولوں کی رانی بہاروں کی ملکہ	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
بے دردی بالماں تجھ کو میرا من یاد کرتا	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
آج پھر جینے کی تمنا ہے آج پھر مرنے	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
گاتا رہے میرا دل، تو ہی میری	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	کشور۔لتا
دن ڈھل جائے ہائے رات نہ جائے	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
کیا سے کیا ہو گیا بے وفا تیرے پیار میں	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
تیرے میرے سپنے اب ایک رنگ	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
کانٹوں سے کھینچ کے یہ آنچل	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
اللہ میگھ دے، پانی دے، چھایا دے	۱۹۶۵	گائیڈ	شیلندر	ایس ڈی برمن	ایس ڈی برمن
چھو لینے دو نازک ہونٹوں کو کچھ نہیں	۱۹۶۵	کاجل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو	۱۹۶۵	کاجل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
اے میری زہرہ جبیں تجھے معلوم نہیں	۱۹۶۵	وقت	ساحر لدھیانوی	روی	منا ڈے
وقت سے دن اور رات وقت سے کل	۱۹۶۵	وقت	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
دل کے سہارے آجا پیار کریں	۱۹۶۵	وقت	ساحر لدھیانوی	روی	آشا، مہندر کپور
آگے بھی جانے نہ تو پیچھے بھی جانے	۱۹۶۵	وقت	ساحر لدھیانوی	روی	آشا بھونسلے
کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ	۱۹۶۵	وقت	ساحر لدھیانوی	روی	منا ڈے
بوجھ میرا کیا ناؤں ندی کنارے	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	شمشاد بیگم
لے کے پہلا پہلا پیار بھر کے آنکھوں	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	شمشاد بیگم
آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ ہو گیا	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	گیتا دت، رفیع
جاتا کہاں ہے دیوانے	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	گیتا دت
کہیں پہ نگاہیں کہیں پہ نشانہ	۱۹۶۵	سی آئی ڈی	مجروح سلطانپوری	او پی نیّر	شمشاد بیگم
جس دل میں بسا تھا پیار تیرا اُس دل	۱۹۶۵	سہیلی	اندیور	کلیان جی آنند جی	مکیش
اتنا تو کہہ دو ہم سے تم سے ہی پیار	۱۹۶۵	سہیلی	اندیور	کلیان جی آنند جی	لتا۔ہمنت کمار
آخری گیت محبت کا سنا لوں تو چلوں	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	محمد رفیع
تیرے پاس آ کے میرا وقت گزر جاتا	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	رفیع، آشا

آپ کو پیار چھپانے کی بری عادت	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	رفیع، آشا
نہ آسماں نہ ستارے فریب دیتے ہیں	۱۹۶۵	نیلا آکاش	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
نہ نہ کرتے پیار تمہی سے کر بیٹھے	۱۹۶۵	جب جب پھول کھلے	آنند جی	کلیان جی آنند جی	رفیع، سمن کلیان پوری
یہ سماں سماں ہے پیار کا کسی کے	۱۹۶۵	جب جب پھول کھلے	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
آجا او جان جاں میرے مہربان	۱۹۶۵	گیت گایا پتھروں نے	حسرت جیپوری	رام لال	آشا بھونسلے
گیت گایا پتھروں نے	۱۹۶۵	گیت گایا پتھروں نے	حسرت جیپوری	رام لال	آشا، مہندر کپور
تیرے خیالوں میں ہم دونوں ہیں	۱۹۶۵	گیت گایا پتھروں نے	حسرت جیپوری	رام لال	آشا بھونسلے
جانے والے او میرے پیار	۱۹۶۵	گیت گایا پتھروں نے	حسرت جیپوری	رام لال	آشا بھونسلے
گمنام ہے کوئی، بدنام ہے کوئی	۱۹۶۵	گمنام	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
دل کا دیا جلا کے گیا	۱۹۶۵	آکاش دیپ	مجروح سلطانپوری	چترا گپت	لتا منگیشکر
مجھے دردِ دل کا پتہ نہ تھا مجھے آپ کس	۱۹۶۵	آکاش دیپ	مجروح سلطانپوری	چترا گپت	محمد رفیع
اجنبی تم جانے پہچانے سے لگتے ہو	۱۹۶۵	ہم سب استاد ہیں	بھوپالی؟	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
ایک تھا گل اور ایک بلبل دونوں چمن	۱۹۶۵	جب جب پھول کھلے	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	رفیع، نندا
دل جو نہ کہہ سکا، وہی راز دل کہنے کی	۱۹۶۵	بھیگی رات	مجروح سلطانپوری	روشن	محمد رفیع
ایسے تو نہ دیکھو کہ بہک جائیں کہیں ہم	۱۹۶۵	بھیگی رات	مجروح سلطانپوری	روشن	محمد رفیع
چھلکے تیری آنکھوں سے شراب اور زیادہ	۱۹۶۵	آرزو	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
ہم نے تو دل آپ کے قدموں میں رکھ	۱۹۶۵	میرے صنم	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	آشا، رفیع
ہوئے ہیں تم پہ عاشق ہم بھلا مانو بُرا مانو	۱۹۶۵	میرے صنم	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	آشا، رفیع
آدم کا لہو، آدم کا لہو	۱۹۶۵	تو ہے میری زندگی	نیرج	نامعلوم	محمد رفیع
پکارتا چلا ہوں میں	۱۹۶۵	میرے صنم	مجروح سلطانپوری	او پی نیئر	محمد رفیع
ردیسوں سے نہ انکھیاں ملانا	۱۹۶۵	جب جب پھول کھلے	آنند جی	کلیان جی آنندی	محمد رفیع

۱۹۶۶

چھپالو دل میں یوں پیار میرا کہ جیسے مندر	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا۔ ہمنت کمار
رہیں نہ رہیں ہم مہکا کریں گے بن	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا منگیشکر
رہتے تھے کبھی جن کے دل میں	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	لتا منگیشکر
سجن رے جھوٹ مت بولو خدا کے پاس	۱۹۶۶	ممتا	مجروح سلطان پوری	روشن	مکیش
کوئی ساغر دل کو بہلاتا نہیں، بے خودی	۱۹۶۶	دل دیا درد لیا	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
کبھی تیرا دامن نہ چھوڑیں گے ہم	۱۹۶۶	نیند ہماری خواب تمہارے	راجندر کرشن	مدن موہن	رفیع۔ آشا

تُو جہاں جہاں چلے گا میرا سایہ	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
نینوں میں بدرا چھائے	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جھمکا گرا رے بریلی کے بجار میں	۱۹۶۶	میرا سایہ	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	آشا بھونسلے
دھیرے دھیرے مچل اے دل	۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
کچھ دل نے کہا کچھ بھی نہیں، کچھ	۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
یا دل کی سنو دنیا والو	۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	ہمنت کمار
بھیگی بھیگی فضا	۱۹۶۶	انوپما	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	آشا بھونسلے
بہارو پھول برساو میرا محبوب آیا ہے	۱۹۶۶	سورج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اتنا ہے تم سے پیار	۱۹۶۶	سورج	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	رفیع۔سمن کلیانت
اکیلے ہیں چلے آو جہاں ہو، کہاں	۱۹۶۶	راز	گلشن باورا	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع، لتا
لو آ گئی اُن کی یاد وہ نہیں آئے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	لتا منگیشکر
رہا گردشوں میں ہر دم میرے عشق	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
نصیب میں جس کے جو لکھا تھا وہ تیری	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
بھری دُنیا میں آخر دل کو سمجھانے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
جب چلی ٹھنڈی ہوا جب اُٹھی کالی گھٹا	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	آشا بھونسے
مت جائیو نوکریا چھوڑ کے تورے	۱۹۶۶	دو بدن	شکیل بدایونی	روی	آشا بھونسلے
ذرا ہولے ہولے چلو مورے ساجنا	۱۹۶۶	ساون کی گھٹا	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	آشا بھونسلے
آجا آجا میں ہوں پیار تیرا	۱۹۶۶	تیسری منزل	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	آشا، رفیع
او حسینہ زلفوں والی	۱۹۶۶	تیسری منزل	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	رفیع، لتا
دُنیا بنانے والے کیا تیرے من میں	۱۹۶۶	تیسری قسم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
سجن رے جھوٹ مت بولو	۱۹۶۶	تیسری قسم	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
یہی وہ جگہ ہے یہی وہ فضائیں یہیں	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	آشا بھونسلے
میرا پیار وہ ہے کہ مر کر تم کو جدا	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	مہندر کپور
حضور والا جو ہو اجازت تو ہم یہ	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	آشا، مینو پرشوتم
پھر ملو گے کبھی اس بات کا وعدہ کرلو	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیر	آشا، رفیع
آ لگ جا گلے دل رُبا، کہاں روٹھ کے	۱۹۶۶	دس لاکھ	پریم دھاون	روی	محمد رفیع
بجے موری پائل چھنن چھنن	۱۹۶۶	دس لاکھ	پریم دھاون	روی	آشا، اُشا منگیشکر
تیری پتلی کمر	۱۹۶۶	دس لاکھ	پریم دھاون	روی	رفیع، آشا

غریبوں کی سنو وہ تمہاری سنے گا	۱۹۶۶	دس لاکھ	پریم دھاون	روی	رفیع، آشا
آپ کے حسین رُخ پہ آج نیا نور ہے	۱۹۶۶	بہاریں پھر بھی آئیں گی	انجان	او پی نیئر	محمد رفیع
بدل جائے اگر مالی بہاریں پھر بھی	۱۹۶۶	بہاریں پھر بھی آئیں گی	انجان	او پی نیئر	مہندر کپور
وہ ہنس کے ملے ہم سے، ہم پیار	۱۹۶۶	بہاریں پھر بھی آئیں گی	انجان	او پی نیئر	آشا بھونسلے
کئی دن سے جی ہے بے کل	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
مَیں نے رنگ لی چنریا	۱۹۶۶	دلہن اک رات کی	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	لتا منگیشکر
ساتھی رے تجھ بن جیا اُداس ہے	۱۹۶۶	پونم کی رات	شیلندر	سلیل چوہدری	لتا منگیشکر
تمہیں یاد کرتے کرتے	۱۹۶۶	امراپالی	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
دُنیا میں ایسا کہاں سب کا نصیب	۱۹۶۶	دیور	آنند بخشی	روشن	لتا منگیشکر
کوئی متوالا آیا میرے دوارے	۱۹۶۶	لوان ٹوکیو	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
کچھ دل نے کہا کچھ بھی نہیں	۱۹۶۶	ان پڑھ	کیفی اعظمی	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
کارواں گزر گیا، غبار دیکھتے رہے	۱۹۶۶	نئی عمر کی نئی فصل	نیرج	روشن	محمد رفیع
غم کی اندھیری رات میں	۱۹۶۶	سوشیلہ	جاں نثار اختر	سی ارجن	طلعت عزیز
پھر ملو گی اس بات کا وعدہ کرلو	۱۹۶۶	یہ رات پھر نہ آئے گی	ایس ایچ بہاری	او پی نیئر	آشا، رفیع

۱۹۶۷

بہارو میرا جیون بھی سنوارو، کوئی آئے	۱۹۶۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو مَیں یونہی	۱۹۶۷	ہم راز	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
نیلے گگن کے تلے دھرتی کا پیار پلے	۱۹۶۷	ہم راز	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور
پتھر کے صنم تجھے ہم نے محبت کا خدا	۱۹۶۷	ہم راز	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
اکیلے ہیں چلے آؤ جہاں ہو، کہاں آواز	۱۹۶۷	ہم راز	ساحر لدھیانوی	روی	لتا، رفیع
آجا پیا توہے پیار دو، گوری بیاں تو پہ	۱۹۶۷	بہاروں کے سپنے	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
کیا جانو ساجن ہوتی ہے کیا غم کی شام	۱۹۶۷	بہاروں کے سپنے	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
زمانے نے مارے جواں کیسے کیسے	۱۹۶۷	بہاروں کے سپنے	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
محبوب میرے، تو ہے تو دُنیا	۱۹۶۷	پتھر کے صنم	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	مکیش
کوئی نہیں ہے پھر بھی ہے مجھ کو کیا جانے	۱۹۶۷	پتھر کے صنم	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
توبہ یہ متوالی، جھک جائے پھولوں کی	۱۹۶۷	پتھر کے صنم	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لعل	مکیش
پتھر کے صنم تجھے ہم نے محبت کا خدا	۱۹۶۷	پتھر کے صنم	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
دل پکارے آرے آرے	۱۹۶۷	جیول تھیف	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا۔ رفیع

ہونٹوں میں ایسی بات مَیں دبا کے	۱۹۶۷	جیول تھیف	مجروح سلطان پوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
یہ دل نہ ہوتا	۱۹۶۷	جیول تھیف	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
رات اور دن دیا جلے	۱۹۶۷	رات اور دن	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
اری او شوخ کلیو مسکرا دینا وہ جب	۱۹۶۷	جب یاد کسی کی آتی ہے	راجہ مہدی علی خان	مدن موہن	مہندر کپور
ساون کا مہینہ پون کرے سور	۱۹۶۷	ملن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔مکیش
مَیں تو دیوانہ دیوانہ	۱۹۶۷	ملن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	مکیش
ہم تم یگ یگ سے گیت ملن کے	۱۹۶۷	ملن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔مکیش
بول گوری تیرا کون پیا	۱۹۶۷	ملن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔مکیش
مسکرانے لگے تھے مگر رو پڑے آج	۱۹۶۷	ملن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
مبارک ہو سب کو ساں یہ سہانہ	۱۹۶۷	ملن	آنند بخش	لکشمی کانت پیارے لال	مکیش
اکیلا ہوں مَیں ہم سفر ڈھونڈتا ہوں	۱۹۶۷	جال	راجہ مہدی علی خان	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
اے چاند ذرا چھپ جا	۱۹۶۷	لاٹ صاحب	شیلندر	شنکر جے کشن	رفیع، آشا
سویرے والی گاڑی سے چلے	۱۹۶۷	لاٹ صاحب	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
مجھے جب سے محبت ہوگئی بس ایک	۱۹۶۷	لاٹ صاحب	شیلندر	شنکر جے کشن	لتا منگیشکر
مست بہاروں کا مَیں عاشق	۱۹۶۷	فرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
ہم تو ترے عاشق ہیں صدیوں پرانے	۱۹۶۷	فرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا،مکیش
ہپی برتھ ڈے ٹو یو، بار بار دن یہ آئے	۱۹۶۷	فرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
وہ ہیں ذرا خفا خفا	۱۹۶۷	شاگرد	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
یہ دل نہ ہوتا نہ ہوتا قدم نہ ہوتے آوارہ	۱۹۶۷	جیول تھیف	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
میرے دیس کی دھرتی سونا اُگلے	۱۹۶۷	اُپکار	گلشن باورا	کلیانت جی آنند جی	مہندر کپور
قسمیں وعدے پیار وفا	۱۹۶۷	اُپکار	گلشن باورا	کلیانت جی آنند جی	منا ڈے
دیوانوں سے یہ مت پوچھو	۱۹۶۷	اُپکار	گلشن باورا	کلیانت جی آنند جی	مکیش
دل بے تاب کو سینے سے لگانا ہوگا	۱۹۶۷	پالکی	شکیل بدایونی	نوشاد	رفیع، سمن کلیان پوری
اکیلے اکیلے کہاں جا رہے ہو	۱۹۶۷	این ایوننگ ان پیرس	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
ہم انتظار کریں گے تیرا قیامت تک	۱۹۶۷	بہو بیگم	مجروح سلطانپوری	روشن	محمد رفیع
میری آواز سنو، پیار کے راز سنو	۱۹۶۷	نونہال	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
میرے دشمن تو میری دوستی کو ترسے	۱۹۶۷	آئے دن بہار کے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
آج کی رات میرے دل کی سلامی	۱۹۶۷	رام اور شیام	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع

۱۹۶۸

کہیں دیپ جلے کہیں دل	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
چھوڑ دے ساری دُنیا کسی کے لئے	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
چندن سا بدن چنچل چتون دھیرے	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلیانت جی آنند جی	مکیش
پھول تمہیں بھیجا ہے خط میں پھول	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش، لتا
سو سال پہلے مجھے تم سے پیار تھا	۱۹۶۸	سرسوتی چندرا	اندیور	کلانت جی آنند جی	محمد رفیع
یہ دل تم بن کہیں لگتا نہیں ہم کیا کریں	۱۹۶۸	عزت	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔ رفیع
ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی	۱۹۶۸	آنکھیں	ساحر لدھیانوی	روی	لتا منگیشکر
غیروں پہ کرم، اپنوں پہ ستم، اے جان	۱۹۶۸	آنکھیں	ساحر لدھیانوی	روی	لتا منگیشکر او
ملک کی سرحد کو	۱۹۶۸	آنکھیں	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
بابل کی دُعائیں لیتی جا، جا تجھ کو سُکھی	۱۹۶۸	نیل کمل	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
آجا تجھ کو پکارے میرا پیار	۱۹۶۸	نیل کمل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
دل کے جھروکے میں تجھ کو بٹھا کر یادوں	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر سنگھ	شنکر جے کشن	محمد رفیع
آج کل تیرے میرے پیار کے چرچے	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر سنگھ	شنکر جے کشن	محمد رفیع
تیری تعریف کیا کروں	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
لکھے جو خط تجھے وہ تیری یاد میں	۱۹۶۸	کنیا دان	شکیل بدایونی	روی	محمد رفیع
کجرا محبت والا انکھیوں میں ایسا ڈالا	۱۹۶۸	قسمت	ایس ایچ بہاری	روی	شمشاد، آشا
آو حضور تم ستاروں میں لے چلوں	۱۹۶۸	قسمت	ایس ایچ بہاری	روی	آشا بھونسلے
چھلکائے جام آیئے آپ کی	۱۹۶۸	میرے ہم دم میرے دوست	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے	محمد رفیع
آج پرانی راہوں سے کوئی مجھے	۱۹۶۸	آدمی	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
تمہاری نظر کیوں خفا ہوگئی، خطا بخش دو	۱۹۶۸	دو کلیاں	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
میرے سامنے والی کھڑکی میں اک	۱۹۶۸	پڑوسن	راجند کرشن	آر ڈی برمن	کشور کمار
مَیں چلی مَیں چلی دیکھو پیار کی گلی	۱۹۶۸	پڑوسن	راجندر کرشن	آر ڈی برمن	لتا، کشور
اک چتر نار بڑی ہوشیار	۱۹۶۸	پڑوسن	راجندر کرشن	آر ڈی برمن	کشور کمار
وہ خوشی ملی ہے مجھ کو میں خوشی سے	۱۹۶۸	میرے حضور	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
غم اُٹھانے کے لئے مَیں تو جیئے	۱۹۶۸	میرے حضور	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
بے خودی میں صنم اُٹھ گئے جو قدم	۱۹۶۸	حسینہ مان جائے گی	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع

چلے تھے ساتھ مل کر چلے گئے	۱۹۶۸	حسینہ مان جائے گی	قمر جلال آبادی	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع
اپنی آنکھوں کے جھروکوں میں بٹھا لو	۱۹۶۸	من کا میت	راجندر کرشن	روی	آشا، مہندر کپور
خوش رہو ہر خوشی ہے تمہارے لئے	۱۹۶۸	سہاگ رات	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
گنگا میا میں جب تک یہ پانی	۱۹۶۸	سہاگ رات	اندیور	کلانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
ارے او رے، دھرتی کی طرح ہر	۱۹۶۸	سہاگ رات	اندیور	کلانت جی آنند جی	کشور کمار
میری آنکھوں کے اُجالے	۱۹۶۸	آبرو	جی ایس راول	سونگ اومی	محمد رفیع
وادیاں میرا دامن راستے میری	۱۹۶۸	ابھی لشا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
وہ محبت وہ وفائیں کس طرح ہم	۱۹۶۸	نور جہاں	شکیل بدایونی	روشن	محمد رفیع
رات کی محفل سونی سونی	۱۹۶۸	نور جہاں	شکیل بدایونی	روشن	لتا منگیشکر
دل کی آواز بھی سن میرے فسانے	۱۹۶۸	ہمسایہ	شیون رضوی	او پی نیئر	محمد رفیع
وہ حسین درد دے دو جسے میں گلے	۱۹۶۸	ہمسایہ	شیون رضوی	او پی نیئر	آشا بھونسلے
چھلکائے جام آیئے آپ کی آنکھوں	۱۹۶۸	میرے ہمدم میرے دوست	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
ہوئی شام اُن کا خیال آ گیا	۱۹۶۸	میرے ہمدم میرے دوست	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
چلو سجنا جہاں تک گھٹا چلے	۱۹۶۸	میرے ہم دم میرے دوست	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
جنہیں ہم بھولنا چاہیں وہ اکثر یاد	۱۹۶۸	آبرو	جی ایس راول	سونک اومی	مکیش
کون ہے جو سپنوں میں آیا، کون ہے	۱۹۶۸	جھک گیا آسمان	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
غم اٹھانے کے لئے میں تو	۱۹۶۸	میرے حضور	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
آجا تجھ کو پکارے میرے گیت	۱۹۶۸	نیل کمل	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
آج پرانی راہوں سے کوئی مجھے	۱۹۶۸	آدمی	شکیل بدایونی	نوشاد	محمد رفیع
آجکل تیرے میرے پیار کے	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر	شنکر جے کشن	رفیع، سمن کلیانپوری
میں گاؤں تم سو جاؤ	۱۹۶۸	برہمچاری	شیلندر	شنکر جے کشن	محمد رفیع
دل کی آواز بھی سن میرے فسانے	۱۹۶۸	ہمسایہ	شیون رضوی	او پی نیئر	محمد رفیع

۱۹۶۹

رم جھم کے گیت ساون گائے ہائے	۱۹۶۹	انجانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع

بڑی مستانی ہے میری محبوبہ، میری	۱۹۶۹	جینے کی راہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
آپ مجھے اچھے لگنے لگے	۱۹۶۹	جینے کی راہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
اک بنجارہ گائے جیون کے گیت	۱۹۶۹	جینے کی راہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
نیلے پربتوں کی دھارا، آئی ڈھونڈے	۱۹۶۹	آدمی اور انسان	ساحر لدھیانوی	روی	مہندر کپور۔آشا
رُوپ تیرا مستانہ پیار میرا دیوانہ، بھول	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
کورا کاغذ تھا یہ من میرا، لکھ لیا نام	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا۔کشور
میرے سپنوں کی رانی کب آئے	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
گنگنا رہے ہیں بھنورے کھل رہی	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	محمد رفیع
باغوں میں بہار ہے، ہے، پھولوں	۱۹۶۹	ارادھنا	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا، محمد رفیع
نی سلطانہ رے، آیا موسم پیار کا	۱۹۶۹	پیار کا موسم	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
نا جا میرے او میرے ہمدم	۱۹۶۹	پیار کا موسم	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
تم بن جاوں کہاں کہ دُنیا میں آکے	۱۹۶۹	پیار کا موسم	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
تم بن جاوں کہاں کہ دُنیا میں آکے	۱۹۶۹	پیار کا موسم	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
ساتھیا نہیں جانا کہ جی نہ لگے	۱۹۶۹	آیا ساون جھوم کے	آنند بخشی	لکشمی پیارے لال	لتا۔رفیع
آیا ساون جھوم کے	۱۹۶۹	آیا ساون جھوم کے	آنند بخشی	لکشمی پیارے لال	لتا۔رفیع
مانجھی چل ہو مانجھی چل	۱۹۶۹	آیا ساون جھوم کے	آنند بخشی	لکشمی پیارے لال	محمد رفیع
یہ شمع تو جلی روشنی کے لئے	۱۹۶۹	آیا ساون جھوم کے	آنند بخشی	لکشمی پیارے لال	لتا۔رفیع
او ننھے سے فرشتے تجھ سے یہ کیسا ناتا	۱۹۶۹	اِک پھول دو مالی	پریم دھاون	روی	محمد رفیع
تجھے سورج کہوں یا چندا، تجھے	۱۹۶۹	اِک پھول دو مالی	پریم دھاون	روی	منا ڈے
اولاد والو پھولو پھلو، بھوکے فقیر کی	۱۹۶۹	اِک پھول دو مالی	پریم دھاون	روی	رفیع، آشا
یہ پردہ ہٹا دو یہ مکھڑا دکھا دو، ہم پیار	۱۹۶۹	اِک پھول دو مالی	پریم دھاون	روی	رفیع، آشا
کتنی اکیلی کتنی تنہا	۱۹۶۹	تلاش	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
کھائی ہے رے ہم نے قسم	۱۹۶۹	تلاش	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
پلکوں کے پیچھے سے	۱۹۶۹	تلاش	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا، رفیع
میری دُنیا ہے ماں	۱۹۶۹	تلاش	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	منا ڈے
تیرے نیناں تلاش کریں	۱۹۶۹	تلاش	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	منا ڈے
تم سے اچھا کون ہے	۱۹۶۹	تم سے اچھا کون ہے	راجندر کرشن	شنکر جے کشن	محمد رفیع
اک تیرا ساتھ ہم کو دو جہاں سے	۱۹۶۹	واپس	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر

بندیا چمکے گی چوڑی چھنکے گی	۱۹۶۹	دو راستے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
چھپ گئے سارے نظارے اوئے	۱۹۶۹	دو راستے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
خزاں کے پھول پہ آتی کبھی بہار نہیں	۱۹۶۹	دو راستے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
یہ ریشمی زلفیں یہ شربتی آنکھیں	۱۹۶۹	دو راستے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
بے خودی میں صنم اُٹھ گئے جو قدم	۱۹۶۹	حسینہ مان جائے گی	اختر رومانی	کلیان جی آنند جی	لتا، رفیع
بدن سے ستارے لپٹے ہوئے	۱۹۶۹	پرنس	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
آجا جان جاں، آ میرا حسن جواں	۱۹۶۹	انتقام	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
ہم تمہارے لئے تم ہمارے لئے	۱۹۶۹	انتقام	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
کیسے رہوں چپ کہ میں نے پی ہے	۱۹۶۹	انتقام	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
رم جھم کے گیت ساون گائے ہائے	۱۹۶۹	انجانا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
پیار تو اک دن ہونا تھا ہوتا تھا	۱۹۶۹	اک شریمان اک شریمتی	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	آشا، رفیع
تیری آنکھوں کے سوا دُنیا میں رکھا	۱۹۶۹	چراغ	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	محمد رفیع
چراغ دل کا جلاو بہت اندھیرا ہے	۱۹۶۹	چراغ	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	محمد رفیع
جواُن کی تمنا ہے برباد ہو جا	۱۹۶۹	انتقام	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
اگر بے وفا تجھ کو پہچان جاتے خدا کی	۱۹۶۹	رات کے اندھیرے میں	ن۔م	پریم دھاون	محمد رفیع/لتا
دونوں نے کیا تھا پیار مگر، مجھے یا	۱۹۶۹	ماہوا	قمر جلال آبادی	سونک اومی	محمد رفیع
ملے نہ پھول تو کانٹوں سے دوستی	۱۹۶۹	انوکھی رات	اندیور	روشن	محمد رفیع

۱۹۷۰

کہیں دُور جب دن ڈھل جائے	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چوہدری	مکیش
مَیں نے تیرے لئے ہی سات رنگ	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چوہدری	مکیش
تم مجھے یوں بھلا نہ پاؤ گے جب کبھی	۱۹۷۰	پگلا کہیں کا	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	لتا۔رفیع
عاشق ہوں اک، لوگ کہیں مجھے	۱۹۷۰	پگلا کہیں کا	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
وہ شام کچھ عجیب تھی یہ شام بھی عجیب	۱۹۷۰	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	کشور کمار
ہم نے دیکھی ہے اُن آنکھوں کی	۱۹۷۰	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	لتا منگیشکر
تم پکار لو تمہارا انتظار ہے	۱۹۷۰	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	ہمنت کمار
کوئی جب تمہارا ردھے توڑ دے	۱۹۷۰	پورب اور پچھم	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
پھولوں کے رنگ سے دل کی قلم	۱۹۷۰	پریم پجاری	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار

شوخیوں میں گھولا جائے پھولوں	۱۹۷۰	پریم پجاری	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
جانے کہاں گئے وہ دن	۱۹۷۰	میرا نام جوکر	شیلندر	سنکر جے کشن	مکیش
اے بھائی ذرا دیکھ کے چلو	۱۹۷۰	میرا نام جوکر	شیلندر	شنکر جے کشن	مکیش
تیتر کے دو آگے تیتر کے دو پیچھے تیتر	۱۹۷۰	میرا نام جوکر	شیلندر	شنکر جے کشن	آشا، مکیش، سیمی
جینا یہاں مرنا یہاں	۱۹۷۰	میرا نام جوکر	شیلندر	سنکر جے کشن	مکیش
اکیلے ہی اکیلے چلے ہے کہاں	۱۹۷۰	گوپی	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
رنگیلا رے تیرے رنگ میں یوں	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
یہ شام مستانی مدہوش کئے جائے	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
پیار دیوانہ ہوتا مستانہ ہوتا ہے	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
جس گلی میں تیرا گھر نہ ہو بالما	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	مکیش
نہ کوئی اُمنگ ہے نہ کوئی ترنگ	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
یہ جو محبت ہے یہ اُن کا ہے کام	۱۹۷۰	کٹی پتنگ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
ملو نہ تم تو ہم گھبرائیں ملو تو آنکھ	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
دو دل ٹوٹے دو دل ہارے	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
یہ دُنیا یہ محفل میرے کام کی نہیں	۱۹۷۰	ہیر رانجھا	کیفی اعظمی	مدن موہن	محمد رفیع
کھلونا جان کر تم تو میرا دل توڑ	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
خوش رہے تُو صدا یہ دُعا ہے میری	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
اگر دلبر کی رسوائی ہمیں منظور ہو جائے	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
دل کو دیکھو، چہرہ نہ دیکھو، چہروں	۱۹۷۰	سچا جھوٹا	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
زندگی کا سفر ہے کیسا سفر، کوئی سمجھا	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
ہم تھے جن کے سہارے وہ ہوئے	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
جیون سے بھری تیری آنکھیں مجبور کریں	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
جو تم کو ہو پسند وہی بات کہیں گے	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلیانت جی آنند جی	مکیش
ندیا چلے چلے رے دھارا	۱۹۷۰	سفر	اندیور	کلانت جی آنند جی	منا ڈے
جوانی اور دیوانی تُو زندہ باد	۱۹۷۰	آن ملو سجنا	آنند بخشی	لکمشی کانت پیارے لعل	کشور کمار
سماں ہے سہانہ سہانہ نشے میں	۱۹۷۰	گھر گھر کی کہانی	راجندر کرشن	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
ایسے نہ دیکھو کانہا	۱۹۷۰	گھر گھر کی کہانی	راجندر کرشن	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
جے جے نندلالہ جے جے گوپالا	۱۹۷۰	گھر گھر کی کہانی	راجندر کرشن	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر

بابل پیارے، روئے پائل کی چھم	۱۹۷۰	بابل پیارے	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر تیری
دُنیا سے ہو کے مجبور چلا، میں بہت	۱۹۷۰	پویتر اپاپی	پریم دھاون	پریم دھاون	کشور کمار
ہم ہیں متاع کوچہ و بازار کی	۱۹۷۰	دستک	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	لتا منگیشکر
بیاں نہ دھرو او بلما	۱۹۷۰	دستک	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	لتا منگیشکر
مائی ری مَیں کاسے کہوں اپنے جیا	۱۹۷۰	دستک	مجروح سلطانپوری	مدن موہن	لتا منگیشکر
کان میں جھمکا، چال میں ٹھمکا، کمر	۱۹۷۰	ساون بھادوں	ورمان ملک	سونک اومی	محمد رفیع
کھلونا جان کر تم تو میرا دل	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
خوش رہے تو سدا یہ دعا ہے	۱۹۷۰	کھلونا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
خدا بھی آسماں سے جب زمیں پر	۱۹۷۰	دھرتی	راجندر کرشن	شنکر جے کشن	محمد رفیع
کہیں دُور جب دن ڈھل جائے	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چوہدری	مکیش
مَیں نے تیرے لئے ہی سات رنگ	۱۹۷۰	آنند	یوگیش	سلیل چوہدری	مکیش
پل بھر کے لئے کوئی ہمیں پیار کر لے	۱۹۷۰	جونی میرا نام	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
بابل پیارے، روئے پائل کی چھم	۱۹۷۰	جانی میرا نام	ورما ملک	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر

۱۹۷۱

کھلتے ہیں گل یہاں کھل کو بکھرنے	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
میگا چھائے آدھی رات بیرن بن گئی	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
آج مدہوش ہوا جائے رے میرا من	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار۔لتا
او میری او میری شرمیلی، آونا	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
کیسے کہیں ہم پیار نے ہم کو کیا کیا	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
ریشمی اُجالا ہے مخملی اندھیرا	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	آشا بھونسلے
یہ جو چلمن ہے دشمن ہے ہماری	۱۹۷۱	محبوب کی مہندی	آنند بخشی	لکشمی کان پیار لال	محمد رفیع
اتنا تو یاد ہے مجھے کہ اُن سے	۱۹۷۱	محبوب کی مہندی	آنند بخشی	لکشمی کان پیار لال	محمد رفیع
میرے دیوانے پن کی بھی دوا نہیں	۱۹۷۱	محبوب کی مہندی	آنند بخشی	لکشمی کان پیار لال	کشور کمار
جانے کیوں لوگ محبت کیا کرتے	۱۹۷۱	محبوب کی مہندی	آنند بخشی	لکشمی کان پیار لال	لتا منگیشکر
چنگاری کوئی بھڑکے تو ساون اُسے	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
رینا بیتی جائے	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
کچھ تو لوگ کہیں گے لوگوں کا کام	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
یہ کیا ہوا کیسے ہوا کیوں ہوا	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار

بڑا نٹ کھٹ ہے رے کشن کنیا	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ڈولی میں بٹھائے کے کہار	۱۹۷۱	امر پریم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	ایس ڈی برمن
جیسے رادھا نے مالا جپی شام کی، مَیں	۱۹۷۱	تیرے میرے سپنے	نیرج	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
سماں ہے سہانا سہانا، نشے میں	۱۹۷۱	گھر گھر کی کہانی	حسرت جےپوری	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
کتنا پیارا وعدہ ہے اِن متوالی آنکھوں	۱۹۷۱	کاروان	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	رفیع۔آشا
گوری کہاں تیرا دیس رے	۱۹۷۱	کاروان	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	رفیع۔آشا
اکیلے ہیں چلے آؤ جہاں ہو	۱۹۷۱	کاروان	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا۔رفیع
پیا تو اب تو آجا	۱۹۷۱	کاروان	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	آشا، آر ڈی برمن
ہم تو ہیں راہی دل کے، پہنچیں گے	۱۹۷۱	کاروان	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
دیکھو او دیوانو تم یہ کام نہ کرو، رام کا	۱۹۷۱	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	کشور کمار
زباں پہ درد بھری داستاں چلی آئی	۱۹۷۱	مریادا	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	مکیش
محبت کے سہانے دن، جوانی کی	۱۹۷۱	مریادا	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع
اُن کے خیال آئے تو آئے تو	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
رے من سر میں گا	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	منا ڈے، آشا
گیت گاتا ہوں مَیں	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور کمار
قرآن کہانی	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	جی ایم درانی
پھولوں کی سیج	۱۹۷۱	لعل پتھر	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	آشا بھونسلے
بھنورے کی گنجن ہے میرا دل	۱۹۷۱	کل آج اور کل	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور کمار
ہم جب ہوں گے ساٹھ سال کے	۱۹۷۱	کل آج اور کل	شیلندر	شنکر جے کشن	کشور، آشا
آپ یہاں آئے کس لئے آپ نے	۱۹۷۱	کل آج اور کل	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور، آشا
اچھا تو ہم چلتے ہیں پھر کب ملو	۱۹۷۱	آن ملو سجنا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار، لتا
جوانی او دیوانی تو زندہ باد	۱۹۷۱	آن ملو سجنا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
جیون کی بگیا مہکے گی، چہکے گی	۱۹۷۱	تیرے میرے سپنے	نیرج	ایس ڈی برمن	لتا، کشور کمار
جادوگر تیرے نیناں	۱۹۷۱	من مندر	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
اے میری آنکھوں کے پہلے سپنے	۱۹۷۱	من مندر	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
کچھ کہتا ہے یہ ساون	۱۹۷۱	میرا گاؤں میرا دیس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع، لتا
رات کلی اک خواب میں آئی اور گلے	۱۹۷۱	بڈھا مل گیا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
زندگی اک سفر ہے سہانہ	۱۹۷۱	انداز	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	کشور کمار

سماں ہے سہانہ سہانہ، نشے میں	۱۹۷۱	گھر گھر کی کہانی	حسرت جے پوری	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
سمٹی سی شرمائی سی کس دُنیا سے	۱۹۷۱	پروانہ	کیفی اعظمی	مدن موہن	کشور کمار
تم کو بھی تو ایسا ہی کچھ ہوتا ہوگا	۱۹۷۱	آپ آئے بہار آئی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور، لتا
پنچھی ہوں میں اس پتھ کا، انت	۱۹۷۱	دُور کا راہی	ارشد کامل	کشور کمار	کشور کمار
خوشی دو گھڑی کی ملے نہ ملے	۱۹۷۱	دور کا راہی	اے ارشاد	کشور کمار	کشور کمار
کوئی ہوتا جس کو اپنا کہہ	۱۹۷۱	میرے اپنے	گلزار	سلیل چوہدری	کشور کمار
آج مدہوش ہوا جائے میرا من	۱۹۷۱	شرمیلی	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور، لتا
آج اُن سے پہلی ملاقات ہوگی	۱۹۷۱	پرایا دھن	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار، کورس
جب بھی یہ دل اداس ہوتا ہے	۱۹۷۱	سیما	گلزار	شنکر جے کشن	رفیع، شاردا دل
اُسے دو جو جان دے دے، جان	۱۹۷۱	انداز	شیلندر	شنکر جے کشن	آشا، رفیع

۱۹۷۲

یہ وہی گیت ہے جس کو میں	۱۹۷۲	من جائیے	نقش لائلپوری	جے دیو	کشور کمار
ہوا کے ساتھ ساتھ گھٹا کے سنگ	۱۹۷۲	سیتا اور گیتا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
چلا جاتا ہوں کسی کی دھن	۱۹۷۲	میرے جیون ساتھی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
تھارے رہیو، او بانکے یار رہے	۱۹۷۲	پاکیزہ	مجروح سلطانپوری	غلام محمد	لتا منگیشکر
انہیں لوگوں نے، چھین لیا دوپٹہ	۱۹۷۲	پاکیزہ	مجروح سلطانپوری	غلام محمد	لتا منگیشکر
چلتے چلتے یونہی کوئی مل گیا تھا سرِ راہ	۱۹۷۲	پاکیزہ	کیف بھوپالی	غلام محمد	لتا منگیشکر
چلو دلدار چلو چاند کے پار چلو	۱۹۷۲	پاکیزہ	کیف بھوپالی	غلام محمد	لتا منگیشکر
آج ہم اپنی دُعاوں کا اثر دیکھیں	۱۹۷۲	پاکیزہ	کیف بھوپالی	غلام محمد	لتا منگیشکر، کورس
موسم ہے عاشقانہ اے دل کہیں	۱۹۷۲	پاکیزہ	مجروح سلطانپوری	غلام محمد	لتا منگیشکر
کون گلی گیو شیام	۱۹۷۲	پاکیزہ	مجروح سلطانپوری	غلام محمد	لتا منگیشکر
تم بن جیون کیسا جیون پھول کھلے تو	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	منا ڈے
دلبر جانی چلی ہوا مستانی	۱۹۷۱	ہاتھی میرے ساتھی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور
نہ تُو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں	۱۹۷۲	داستان	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لعل	محمد رفیع
دھیرے دھیرے بول کوئی سن	۱۹۷۲	گورا اور کالا	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، مکیش
بھور آئی گیا اندھیرا	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	کشور۔ منا ڈے
تم بن جیون کیسا جیون پھول کھلے	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	منا ڈے
مست پون ڈولے رے ڈولے	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	لتا منگیشکر

مورے نیناں بہائیں نیر سکھی کا	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	لتا منگیشکر
پہلے چوری پھر سینہ زور	۱۹۷۲	باورچی	گلزار	مدن موہن	کوی فیاض
دیکھا نہ ہائے، سوچا نہ ہائے رے	۱۹۷۲	بمبئی ٹو گوا	راجندر کرشن	آر ڈی برمن	کشور کمار
او میرے دل کے چین، چین آئے	۱۹۷۲	میرے جیون ساتھی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
دیوانہ لے کے آیا ہے دل کا ترانہ	۱۹۷۲	میرے جیون ساتھی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
کئی صدیوں سے کئی جنموں سے	۱۹۷۲	ملاپ	نقش لائلپوری	برج بھوشن	مکیش
مسافر ہوں یارو نہ گھر ہے نہ ٹھکانہ	۱۹۷۲	پریچے	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
بیتے نہ بیتائے رینا، برہا کی	۱۹۷۲	پریچے	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر، بھوپندر
دم مارو دم مٹ جائے غم	۱۹۷۲	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
کانچی رے کانچی پریت میری کانچی	۱۹۷۲	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
پھولوں کا تاروں کا سب کا کہنا	۱۹۷	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
دیکھو او دیوانوں تم یہ کام نہ کرو	۱۹۷۲	ہرے راما ہرے کرشنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
ابھی تو ہاتھ میں جام ہیں، تو بہ کتنا	۱۹۷۲	سیتا اور گیتا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	مناڈے
اک چیز مانگتے ہیں ہم تم سے پہلی	۱۹۷۲	بابل کی گلیاں	راجندر کرشن	روی	کشور، آشا
اِک پیار کا نغمہ ہے موجوں کی	۱۹۷۲	شور	مجروح سلطانپوری	لکشمی	لتا۔مکیش
پانی رے پانی	۱۹۷۲	شور	مجروح سلطانپوری	لکشمی	لتا۔مکیش
جیون چلنے کا نام چلتے رہو صبح وشام	۱۹۷۲	شور	مجروح سلطانپوری	لکشمی	مہندر، مناڈے
یہ جیون ہے اس جیون کا یہی ہے	۱۹۷۲	پیا کا گھر	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارلال	کشور کمار
گم ہے کسی کے پیار میں دل صبح	۱۹۷۲	رام پور کا لکشمن	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا، کشور
کجرا لگا کے گجرا سجا کے بجوری گرا	۱۹۷۲	اپنا دیس	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
تم کتنی خوبصورت ہو یہ میرے دل	۱۹۷۲	جنگل میں منگل	نامعلوم	شنکر جے کشن	کشور کمار
گیت گاتا ہوں میں گنگناتا ہوں	۱۹۷۲	لال پتھر	دیو کھولی	شنکر جے کشن	کشور کمار
پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے	۱۹۷۲	اک نظر	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیعکم
ہے کسی کے پیار میں دل صبح وشام	۱۹۷۲	رام پور کا لکشمن	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا

۱۹۷۳

یہ دل اور ان کی نگاہوں کے سائے	۱۹۷۳	پریم پربت	جان نثار اختر	جے دیو	لتا منگیشکر
آج موسم بڑا بے ایمان ہے	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع، لتا
کوئی شہری بابو، کوئی لہری بابو ہائے	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کنات پیارے لال	لتا منگیشکر

مَیں تیرے عشق میں مرنہ جاؤں	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کنات پیارے لال	لتا منگیشکر
موتیوں کی لڑی ہوں مَیں	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	آشا بھونسلے
آج سوچا تو آنسو بھر آئے، مدتیں ہو	۱۹۷۳	ہنستے زخم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
ہر کوئی چاہتا ہے اِک مٹھی آسمان	۱۹۷۳	اک مٹھی آسمان	اندیور	مدن موہن	کشور کمار
میری بھیگی بھیگی سی پلکوں پہ رہ گئے	۱۹۷۳	انامیکا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
باہوں میں چلے آو، ہم سے صنم کیا پردہ	۱۹۷۳	انامیکا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
گر گیا جھمکا گرنے دو	۱۹۷۳	جگنو	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا، کشور
میرے دل میں آج کیا ہے تو کہے	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار
اب چاہے ماں روٹھے یا بابا یارا مَیں	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا، کشور کمار
پل پل دل کے پاس تم رہتی ہو	۱۹۷۳	بلیک میل	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
مَیں ڈوب ڈوب جاتا ہوں	۱۹۷۳	بلیک میل	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
اب تو ہے تم سے ہر خوشی اپنی، تم پہ	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
لوٹے کوئی من کا نگر بن کے میرا	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منہر اداس
تیری بندیا رے، سجن بن لے لے	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا، رفیع
تیرے میرے ملن کی یہ رینا	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا، کشور کمار
میت نہ ملا رے من کا	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
ندیا کنارے پھر آئے	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
پیا بنا پیا بنا بتیا، باجے نہ، باجے نہ	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
بڑی سونی سونی ہے زندگی یہ زندگی	۱۹۷۳	ملی	یوگیش رمجروح	ایس ڈی برمن	کشور کمار
مَیں نے کہا پھولوں سے ہنسو تو وہ	۱۹۷۳	ملی	یوگیش رمجروح	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
آئے تم یاد مجھے گانے لگی ہر دھڑکن	۱۹۷۳	ملی	یوگیش رمجروح	ایس ڈی برمن	کشور کمار
میرے دل میں آج کیا ہے تو کہے	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
نی مَیں تے یار منا نا نی چاہے لوگ	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
مَیں تو کچھ بھی نہیں	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	راجیش کھنا
ہوا چلے کیسے نہ تو جانے نہ میں جانو	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور
اب چاہے ماں روٹھے یا بابا یارا	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور
خواجہ جی میرے خواجہ جی	۱۹۷۳	عالم آرا	نامعلوم	اقبال قریشی	شنکر، شمبھو قوال
میرا تجھ سے ہے پہلے کا ناتا کوئی یونہی	۱۹۷۳	آ گلے لگ جا	ساحر لدھیانوی	آر ڈی برمن	کشور کمار

انکھیوں کو رہنے دے انکھیوں کے	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
مَیں شاعر تو نہیں مگر اے حسین	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔شیلندر سنگھ
ہم تم اِک کمرے میں بند ہوں	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔شیلندر سنگھ
جھوٹ بولے کوا کاٹے	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
توبہ میری ڈوھلنا نہیں بولنا	۱۹۷۳	بابی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	نریند چنچل
چرا لیا ہے تم نے جو دل کو نظر نہیں	۱۹۷۳	یادوں کی بارات	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	رفیع۔آشا
یادوں کی بارات نکلی ہے آدل	۱۹۷۳	یادوں کی بارات	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	رفیع۔کشور
رفتہ رفتہ دیکھو آنکھ میری لڑی ہے	۱۹۷۳	کہانی قسمت کی	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور۔ریکھا
گھوڑی پہ ہو کے سوار چلا ہے	۱۹۷۳	غلام بیگم بادشاہ	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	محمد رفیع
تیرے میرے ملن کی یہ رینا	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور، لتا منگیشکر
میت نہ ملا رے من کا، کوئی تو	۱۹۷۳	ابھیمان	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
میرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو	۱۹۷۳	داغ	ساحر لدھیانوی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
نیند چرا کے راتوں میں، تم نے	۱۹۷۳	شریف بدمعاش	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
میں شاعر بدنام، میں چلا محفل سے	۱۹۷۳	نمک حرام	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
جو میں ہوتا اک ٹوٹا ہوا تارا	۱۹۷۳	چھپا رستم	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور، آشا
ارے رفتہ رفتہ دیکھو آنکھ میری لڑی	۱۹۷۳	کہانی قسمت کی	راجندر کرشن	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
دھیرے سے جانا کھٹین میں او کھٹمل	۱۹۷۳	چھپا رستم	نیرج	ایس ڈی برمن	کشور کمار
کس کا رستہ دیکھے اے دل اے	۱۹۷۳	جوشیلہ	ساحر لدھیانوی	آر ڈی برمن	کشور کمار
سیاں تیرے لئے کہاں کہاں	۱۹۷۳	وفا	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
آنکھوں سے یار جو پلائے	۱۹۷۳	وفا	راجندر کرشن	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
بنا کے کیوں بگاڑا رے نصیبہ	۱۹۷۳	زنجیر	گلشن باورا	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
اب کے ساون میں جی ڈرے	۱۹۷۳	جیسے کو تیسا	نامعلوم	آر ڈی برمن	کشور کمار، لتا
وعدہ کرو نہیں چھوڑ و میرا گے	۱۹۷۳	آ گلے لگ جا	ساحر لدھیانوی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
کس کا رستہ دیکھے اے دل اے	۱۹۷۳	جوشیلہ	ساحر لدھیانوی	آر ڈی برمن	کشور کمار
ہم کو تو جان سے پیاری	۱۹۷۳	نیناں	حسرت جے پوری	شنکر جے کشن	محمد رفیع
مَیں نے کہا پھولوں سے ہنسو تو	۱۹۷۳	ملی	یوگیش رمجروح	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
آج موسم بڑا بے ایمان ہے	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع، لتا
آج موسم بڑا بیایمان ہے	۱۹۷۳	لوفر	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع

۱۹۷۴

گھنگھرو کی طرح بجتا ہی رہا	۱۹۷۴	چور مچائے شور	راجندر جین	راجندر جین	کشور کمار
لے جائیں گے لے جائیں دل والے	۱۹۷۴	چور مچائے شور	راجندر جین	راجندر جین	کشور کمار، لتا
ایک ڈال پہ توتا بولے ایک ڈال	۱۹۷۴	چور مچائے شور	راجندر جین	راجندر جین	لتا، کشور کمار
میرا جیون کورا کاغذ کورا ہی رہ گیا	۱۹۷۴	کورا کاغذ	ایم جی حشمت	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
اچھا ہی ہوا دل ٹوٹ گیا	۱۹۷۴	ماں بہن اور بیوی	قمر جلال آبادی	شاردا	محمد رفیع
زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
کروٹیں بدلتے رہے ساری رات	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
جے جے شیو شنکر، کانٹا لگے نہ کنکر	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
پاس نہیں آنا، دور نہیں جاتا	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
سنو، کہو، کہا سنا، کچھ ہوا کیا؟ کچھ	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
وعدہ کر لے ساجنا تیرے بن میں	۱۹۷۴	ہاتھ کی صفائی	گلشن باورا	کلیان جی آنند جی	لتا، رفیع
پینے والوں کو پینے کا بہانا چاہیے	۱۹۷۴	ہاتھ کی صفائی	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور۔ ہمالنی
ہائے ہائے یہ مجبوری، یہ موسم	۱۹۷۴	روٹی کپڑا اور مکان	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، رفیع
ہائے ہائے یہ مجبوری یہ موسم	۱۹۷۴	روٹی کپڑا اور مکان	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
مَیں نہ بھولوں گا مَیں نہ بھولوں گی	۱۹۷۴	روٹی کپڑا اور مکان	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا۔ مکیش
باقی کچھ بچا تو مہنگائی مار گئی	۱۹۷۴	روٹی کپڑا اور مکان	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا۔ مکیش۔ جانی بابو
تو ہی ساگر ہے تو ہی کنارا	۱۹۷۴	سن کلپ	کیفی اعظمی	خیام	سولکشنا پنڈت
پریم کہانی میں اک راجہ ہوتا ہے	۱۹۷۴	پریم کہانی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔ کشور
دونوں دریا میں میں ڈوب جائیں	۱۹۷۴	پریم کہانی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔ کشور
کس کا محل ہے کس کا یہ گھر ہے	۱۹۷۴	پریم نگر	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا، کشور کمار
غم کا فسانہ بن گیا اچھا، ایک بہانہ	۱۹۷۴	منچلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
بھیگی بھیگی راتوں میں میٹھی میٹھی	۱۹۷۴	اجنبی	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
ہے تیرے ساتھ میری وفا میں نہیں	۱۹۷۴	ہندوستان کی قسم	کیفی اعظمی	مدن موہن	لتا منگیشکر
بہت دُور مجھے چلے جانا ہے	۱۹۷۴	ہیرا، پنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
گورے رنگ پہ نہ اتنا گمان کر	۱۹۷۴	روٹی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور
غم کا فسانہ بن گیا اچھا ایک بہانہ	۱۹۷۴	من چلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
او من چلی، کہاں چلی	۱۹۷۴	من چلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار

میرا جیون کورا کاغذ کورا ہی رہ گیا	۱۹۷۴	کورا کاغذ	ایم جی حشمت	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں	۱۹۷۴	آپ کی قسم	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
اک اجنبی حسینہ سے یوں ملاقات	۱۹۷۴	اجنبی	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
رک جانا نہیں تو کہیں ہار کے	۱۹۷۴	امتحان	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	کشور
کمار اُلفت میں زمانے کی	۱۹۷۴	کال گرل	نقش لائلپوری	سپن جگ موہن	کشور، لتا
یہ لال رنگ کب مجھے چھوڑے گا	۱۹۷۴	پریم نگر	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	کشور کمار
سالا میں تو صاحب بن گیا	۱۹۴۷	سگینہ	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	کشور کمار
پنا کی تمنا ہے کہ ہیرا مجھے مل جائے	۱۹۷۴	ہیرا پنا	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
ہم دونوں دو پریمی دُنیا چھوڑ چلے	۱۹۷۴	اجنبی	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
اک اجنبی حسینہ سے یوں ملاقات ہوگی	۱۹۷۴	اجنبی	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
لے جائیں گے لے جائیں دل	۱۹۷۴	چور مچائے شور	راج کوئی اندر جیت سنگھ	راویندر جین	کشور، آشا

۱۹۷۵

آپ یوں فاصلوں سے گزرتے	۱۹۷۵	شنکر حسین	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
راتوں میں پائلیں کھنکتی ہیں	۱۹۷۵	شنکر حسین	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
دونیوں میں آنسو بھرے ہیں نیند	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
او مانجھی رے اپنا کنارا، ندیا کی	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
گھر جائے گی تر جائے گی، ڈولیاں	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
بیچارہ دل کیا کرے ساون جلے	۱۹۷۵	خوشبو	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
بڑی سونی سونی ہے زندگی یہ زندگی	۱۹۷۵	ملی	یوگیش	ایس ڈی برمن	کشور کمار
اپنے جیون کی اُلجھن کو کیسے مَیں	۱۹۷۵	اُلجھن	ایم جی حشمت	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
یہ دوستی ہم نہیں توڑیں گے، توڑیں	۱۹۷۵	شعلے	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور۔ رفیع
کوئی حسینہ جب روٹھ جاتی ہے تو	۱۹۷۵	شعلے	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
کیا خوب لگتی ہے کیا سندر دکھتی ہو	۱۹۷۵	دھرماتما	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
مَیں نے کسی سے کبھی پیار	۱۹۷۵	دھرماتما	اندیور	کلانت جی آنند جی	مکیش
جا رے جا او ہجرائی، دیکھی تیری	۱۹۷۵	کالی چرن	اندیور	کلیان جی آنند جی	لتا منگیشکر
ایک بٹا دو، دو بٹا چار، چھوٹی چھوٹی	۱۹۷۵	کالی چرن	اندیور	کلیان جی آنند جی	کنچن۔ انورادھا
دل کیا کرے جب کسی کو کسی سے	۱۹۷۵	جولی	آنند بخشی	راجیش روشن	کشور کمار
بھول گیا سب کچھ یاد نہیں اب کچھ	۱۹۷۵	جولی	آنند بخشی	راجیش روشن	کشور کمار

یہ راتیں نئ پرانی، آتے جاتے کہتی	۱۹۷۵	جولی	آنند بخشی	راجیش روشن	لتا منگیشکر
سانجھا نام تیرا، تو شام میرا	۱۹۷۵	جولی	آنند بخشی	راجیش روشن	آشا۔لتا
اِک دن بک جائے ماٹی کے مول	۱۹۷۵	دھرم کرم	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	مکیش
تیرے بنا زندگی سے کوئی شکوہ تو نہیں	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
تم آگئے ہو نور آ گیا ہے	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
اس موڑ سے جاتے ہیں کچھ ست	۱۹۷۵	آندھی	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
باغوں میں کیسے یہ پھول کھلتے ہ	۱۹۷۵	چپکے چپکے	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا، مکیش
چپکے چپکے چلی رے پروا	۱۹۷۵	چپکے چپکے	مجروح سلطانپوری	ایس ڈی برمن	لتا، مکیش
اب کے سجن ساون میں	۱۹۷۵	چپکے چپکے	آنند بخشی	ایس ڈی برمن	لتا منگیشکر
دل ایسا کسی نے میرا توڑا	۱۹۷۵	امانوش	اندیور	مدن موہن	کشور کمار
کل کے اپنے (ایوراڈ یافتہ)	۱۹۷۵	امانوش	اندیور	شیامل مترا	آشا بھونسلے
نہ پوچھو کوئی ہمیں زہر کیوں پی لیا	۱۹۷۵	امانوش	اندیور	شیامل مترا	کشور کمار
تیرے چہرے میں وہ جادو ہے	۱۹۷۵	دھرماتما	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
تم بھی چلو ہم بھی چلیں چلتی رہے زندگی	۱۹۷۵	ضمیر	ساحرلدھیانوی	سپن چکروتی	کشور کمار
پھولوں کے ڈیرے ہیں سائے گہرے	۱۹۷۵	ضمیر	ساحرلدھیانوی	سپن چکروتی	کشور کمار
دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے	۱۹۷۵	اک محل ہو سپنوں کا	ساحرلدھیانوی	روی	کشور کمار

۱۹۷۶

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	مکیش
مَیں پل دو پل کا شاعر ہوں	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	مکیش
میرے گھر آئی ایک ننھی پری	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	لتا منگیشکر
تیرے چہرے سے نظر نہیں ہٹتی	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	کشور، لتا
پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں	۱۹۷۶	کبھی کبھی	ساحرلدھیانوی	خیام	کشور، لتا
دل میں تجھے بٹھا کے، کرلوں گی	۱۹۷۶	فقیرا	راویندر جین	رابندر جین	لتا منگیشکر
تو تا مینا کی کہانی تو پرانی ہوگی	۱۹۷۶	فقیرا	راویندر جین	رابندر جین	لتا۔کشور
چل چلا چل اکیلا، ہمت نہ ہار	۱۹۷۶	فقیرا	راویندر جین	رابندر جین	ہیم لتا
میرے نیناں ساون بھادوں پھر	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار ر لتا
پربت کے پیچھے چمبے دا گاوں	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
جمنا کنارے آئے	۱۹۷۶	محبوبہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر

جب دیپ جلے آنا، جب شام	۱۹۷۶	چت چور	راویندر جین	راویندر جین	یشو داس، ہیم لتا
گوری تیرا گاؤں بڑا پیارا مَیں تو	۱۹۷۶	چت چور	راویندر جین	راویندر جین	یشو داس، ہیم لتا
تو جو میرے سُر میں سُر م	۱۹۷۶	چت چور	راویندر جین	راویندر جین	یشو داس، ہیم لتا
حسن حاضر ہے محبت کی سزا پانے کو	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	لتا منگیشکر
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	لتا۔رفیع
مَیں تیرے در پر آیا ہوں کچھ کر	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
اب اگر ہم سے خدائی بھی خفا ہو	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	لتا۔رفیع
کہ آجا تیری یاد آئی او بلما	۱۹۷۶	چرس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
کل کی حسین ملاقات کے لئے	۱۹۷۶	چرس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور کمار مَیں
اک شریف لڑکی بدنام ہوگئی	۱۹۷۶	چرس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
رُکے رُکے سے قدم رُک کے بار	۱۹۷۶	موسم	گلزار	مدن موہن	لتا منگیشکر
دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے	۱۹۷۶	موسم	گلزار	مدن موہن	لتا منگیشکر، بھوپندر
دشمن نہ کرے دوست نے وہ کام	۱۹۷۶	ہیرا پھیری	انجان	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
چلتے چلتے میرے یہ گیت یاد رکھنا کبھی	۱۹۷۶	چلتے چلتے	امیت کھنہ	بپی لہری	کشور کمار
برباد محبت کی دعا ساتھ لئے جا	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	محمد رفیع
پیتے پیتے کبھی کبھی یوں جام بدل	۱۹۷۶	بیراگ	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	رفیع، آشا
سارے شہر میں آپ سا کوئی نہیں	۱۹۷۶	بیراگ	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	رفیع، آشا
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے	۱۹۷۶	لیلیٰ مجنوں	ساحر لدھیانوی	مدن موہن	لتا منگیشکر

۱۹۷۷

سہانی چاندنی راتیں ہمیں سونے نہیں	۱۹۷۷	مکتی	آنند بخشی	آر ڈی برمن	مکیش
پیار کا بدلہ مجھے دیکھو کیسا ملا پیار	۱۹۷۷	یہی ہے زندگی	آنند بخشی	راجیش روشن	کشور کمار
یادوں میں وہ سپنوں میں ہے	۱۹۷۷	سوامی	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور کمار
کا کروں سجنی آئے نہ بالم	۱۹۷۷	سوامی	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	یشو داس
پل بھر میں یہ کیا ہوگیا	۱۹۷۷	سوامی	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	لتا منگیشکر
جب درد نہیں تھا سینے میں تب خاک	۱۹۷۷	انورودھ	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
آپ کے انورودھ پہ مَیں یہ گیت	۱۹۷۷	انورودھ	مجروح سلطانپوری	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
چاند میرا دل چاندنی ہو تم چاند سے	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
کیا ہوا تیرا وعدہ وہ قسم وہ ارداہ	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع

مل گیا ہم کو ساتھی مل گیا، ہم سے گر	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	آشا۔کشور
بچنا اے حسینوں لو مَیں آ گیا	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
ہم کو تو یارا تیری یاری جان	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور۔آشا
یہ لڑکا ہائے اللہ کیسا ہے دیوانہ	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	آشا۔رفیع
دل کیا محفل ہے تیرے قدموں	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور۔آشا
ہے اگر دشمن زمانہ غم نہیں کوئی آئے	۱۹۷۷	ہم کسی سے کم نہیں	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	رفیع۔آشا
مَیں پیاسا تم ساون مَیں دل تم	۱۹۷۷	فرار	راجند کرشن	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
پردہ پردہ پردے کے پیچھے پردہ	۱۹۷۷	امر اکبر انتھونی	آنند بخشی رمجروح	لکشمی کان پیارے لال	محمد رفیع
ہونی کو انہونی کر دوں انہونی	۱۹۷۷	امر اکبر انتھونی	آنند بخشی رمجروح	لکشمی کان پیارے لال	محمد رفیع
دو دیوانے شہر میں رات میں اور	۱۹۷۷	گھروندا	گلزار	جے دیو	رونا لیلیٰ، بھوپندر
نظروں سے کہہ دو پیار میں ملنے کا	۱۹۷۷	دوسرا آدمی	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور، لتا
چل کہیں دور نکل جائیں	۱۹۷۷	دوسرا آدمی	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور، لتا،
رفیعد ورہ کرنہ کرو بات قریب	۱۹۷۷	امانت	ساحر لدھیانوی	روی	کشور کمار
ڈریم گرل، کسی شاعر کی غزل ڈریم	۱۹۷۷	ڈریم گرل	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
ایسے نہ مجھے تم دیکھو، سینے سے	۱۹۷۷	ڈارلنگ ڈارلنگ	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
دور رہ کرنہ کرو بات قریب آجاو	۱۹۷۷	امانت	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
مطلب نکل گیا ہے تو پہچانتے نہیں	۱۹۷۷	امانت	ساحر لدھیانوی	روی	محمد رفیع
آنکھوں میں کاجل ہے کاجل میں	۱۹۷۷	دوسرا آدمی	مجروح سلطان پوری	راجیش روشن	کشور، لتا

۱۹۷۸

آدمی مسافر ہے آتا ہے اور جاتا	۱۹۷۸	اپنا پن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
تمہیں دیکھتی ہوں تو لگتا ہے ایسے	۱۹۷۸	تمہارے لئے	نقش لائلپوری	جے دیو	لتا منگیشکر
دل تو ہے دل، دل کا اعتبار کیا کیجئے	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا منگیشکر
او ساتھی رے تیرے بنا بھی کیا جینا	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
پیار زندگی ہے پیار بندگی ہے	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
روتے ہوئے آتے ہیں سب	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
سلام عشق میری جاں ذرا قبول کر لو	۱۹۷۸	مقدر کا سکندر	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا۔کشور
کھائی کے پان بنارس والا، کھل	۱۹۷۸	ڈان	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور کمار
جس کا مجھے تھا انتظار، جس کے	۱۹۷۸	ڈان	انجان	کلیانت جی آنند جی	لتا۔کشور کمار

یہ میرا دل یار کا دیوانہ، آتا ہے	۱۹۷۸	ڈان	انجان	کلیانت جی آنند جی	آشا بھونسلے
آپ کی آنکھوں میں کچھ مہکے	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
آج کل پاوں زمیں پر نہیں	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	لتا۔کشور
پھر وہی رات ہے خواب کی	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
تیرے بنا جیا جائے نا	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
انکھیوں کے جھروکوں سے مَیں	۱۹۷۸	انکھیوں کے جھروکوں سے	راویندر جین	راویندر جین	ہیم لتا
آپ کی عنایت آپ کے کرم	۱۹۷۸	چالباز	انجان	مدن موہن	لتا منگیشکر
جایئے ہم سے خفا ہو جایئے	۱۹۷۸	چالباز	انجان	مدن موہن	لتا منگیشکر
محبت بڑے کام کی چیز ہے	۱۹۷۸	تری شول	ساحرلدھیانوی	خیام	لتا۔کشور۔ یسوداسجا
ری بہنا جاتو اپنے گھر جا	۱۹۷۸	تری شول	ساحرلدھیانوی	خیام	لتا۔کشور
تو میرے ساتھ رہے گا منے	۱۹۷۸	تری شول	ساحرلدھیانوی	خیام	لتا۔کشور۔ یسوداس
چھاپ تلک سب چھین لی رے	۱۹۷۸	مَیں تلسی تورے آنگن کی	امیر خسرو	لکشمی کان یارے لال	لتا۔آشا
یہ کھڑکی جو بند رہتی ہے میری	۱۹۷۸	مَیں تلسی تورے آنگن کی	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	محمد رفیع
مَیں تلسی تیرے آنگن کی	۱۹۷۸	مَیں تلسی تورے آنگن کی	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	لتا
سنیاں روٹھ گئے مَیں مناتی رہی	۱۹۷۸	مَیں تلسی تورے آنگن کی	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	شوبھا گورچو
ستم شیوم سندرم	۱۹۷۸	ستم شیوم سندرم	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	لتا منگیشکر
یشومتی میا سے بولے نند لالہ	۱۹۷۸	ستم شیوم سندرم	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	لتا۔مناڈے
بھور بھئے پنگھٹ پہ موہے	۱۹۷۸	ستم شیوم سندرم	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	لتا منگیشکر
سنی جواُن کے آنے کی آہٹ ہم	۱۹۷۸	ستم شیوم سندرم	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	لتا منگیشکر
چنچل شیتل نرمل کومل سنگیت کی	۱۹۷۸	ستم شیوم سندرم	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	مکیش
آئینہ وہی رہتا ہے چہرے	۱۹۷۸	شالیمار	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ہم بے وفا ہرگز نہ تھے پر ہم وفا	۱۹۷۸	شالیمار	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
ساون کے جھولے پڑے تم چلے آو	۱۹۷۸	جرمانہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
چھوٹی سی اک کلی کھلی تھی باغ میں	۱۹۷۸	جرمانہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
پیار مانگا ہے تمہیں سے نہ انکار کرو	۱۹۷۸	کالج گرل	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
تو جی اور پی، کہتا یہ ٹونی	۱۹۷۸	دیس پردیس	امیت کھنہ	راجیش روشن	کشور کمار، کورس
پھر وہی رات ہے خواب کی	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
آپ کی آنکھوں میں کچھ مہکے ہ	۱۹۷۸	گھر	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار

مَیں تیرے پیار میں پاگل ایسے	۱۹۷۸	پریم بندھن	نامعلوم	لکشمی کانت پیارے لال	لتا،کشور کمار
قسمیں وعدے نبھائیں گے ہم	۱۹۷۸	قسمیں وعدے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	لتا،کشور کمار

۱۹۷۹

آنے والا پل جانے والا ہے	۱۹۷۹	گول مال	گلزار	آر ڈی برمن	کشور کمار
دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مسکرا	۱۹۷۹	دادا	راویندر جین	اوشا کھنہ	یشو داش
رم جھم گرے ساون سلگ سلگ	۱۹۷۹	منزل	یوگیش	آر ڈی برمن	کشور کمار رلتا
ڈفلی والی ڈفلی بجا، میرے گھنگرو	۱۹۷۹	سرگم	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔رفیع
باہوں میں چلے آو، تم سے صنم	۱۹۷۹	سرگم	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
کتنے رانجھے تجھے دیکھ کے بیراگی	۱۹۷۹	احساس	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
مَیں تو بے گھر ہوں اپنے گھر	۱۹۷۹	سہاگ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	آشا۔ششی کپور
ایک ڈال پہ طوطا بولے ایک ڈال	۱۹۷۹	سہاگ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔رفیع۔شیلندر
تیری رب نے بنادی جوڑی تو	۱۹۷۹	سہاگ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	آشا۔رفیع
جانو میری جان میں تیرے قربان	۱۹۷۹	سہاگ	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	کشور۔آشا۔رفیع
اے یارسن یاری تیری مجھے زندگی	۱۹۷۹	سہاگ	آنند بخشی	لکشمی کان پیارے لال	آشا۔رفیع۔شیلندر سنگھ
میری دوروں سے آئی بارات	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحر لدھیانوی	راجیش روشن	لتا منگیشکر
باہوں میں تیری مستی کے گھیرے	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحر لدھیانوی	راجیش روشن	لتا، رفیع
اک راستہ ہے زندگی جو تھم گئے تو	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحر لدھیانوی	راجیش روشن	کشور، لتا
آجا رے آجا رے میری پردیسی	۱۹۷۹	نوری	جان نثار اختر	خیام	لتا،نیتن مکیش
چوری چوری کوئی آئے	۱۹۷۹	نوری	جان نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
قدر تو نے نہ جانی	۱۹۷۹	نوری	نقش لائلپوری	خیام	آشا بھونسلے
تیرے ہاتھوں میں پہنا کے	۱۹۷۹	جانی دشمن	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع، آشا
چلو رے ڈولی اُٹھاو رے کہار پیا	۱۹۷۹	جانی دشمن	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
سارے رشتے ناتے توڑ کے آ گئی	۱۹۷۹	جانی دشمن	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
وہ شام کچھ عجیب تھی، یہ شام بھی	۱۹۷۹	خاموشی	گلزار	ہمنت کمار	کشور کمار
سپنوں کے شہر ہم بنائیں گے گھر	۱۹۷۹	احساس	راویندر پی پت	بپی لہری	کشور کمار
سنیے، کہئے، کہتے سنتے باتوں باتوں	۱۹۷۹	باتوں باتوں میں	امیت کھنہ	راجیش روشن	آشا، کشور کمار
چلو رے ڈولی اُٹھاو کہار پیا ملن کی	۱۹۷۹	جانی دشمن	ورما ملک	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
دیکھ ہمیں آواز نہ دینا او بے درد	۱۹۷۹	امر دیپ	راجندر کرشن	چتلکر رام چندر	رفیع، آشا

دل دے کے دیکھو، دل دے	۱۹۷۹	دادا	راویندر جین	اوشا کھنہ	محمد رفیع
دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مسکرا	۱۹۷۹	دادا	راویندر جین	اوشا کھنہ	یاشوداس
پردہ ہے پردہ ہے پردہ ہے	۱۹۷۹	دادا	راویندر جین	اوشا کھنہ	رفیع، شیلندر سنگھ
باہوں میں تیری مستی کے گھیرے	۱۹۷۹	کالا پتھر	ساحر لدھیانوی	راجیش روشن	لتا، محمد رفیع
آئے گی آئے گی کسی کو ہماری یاد	۱۹۷۹	جان من	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
آپ کی آنکھوں میں کچھ مہکے	۱۹۷۹	جنتا حوالدار	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور، لتا
کوئل بولی دُنیا ڈولی سمجھو دل کی بولی	۱۹۷۹	سرگم	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
دُوری نہ رہے کوئی آج اتنے قریب	۱۹۷۹	کرتوے	نامعلوم	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر

۱۹۸۰

بھور بھئے پنچھی دُھن یہ سنائے	۱۹۸۰	آنچل	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
تیرے لئے پلکوں کی جھالر بنوں	۱۹۸۰	ہرجائی	ندا فاضلی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
کبھی پلکوں پہ آنسو ہیں کبھی لب پر	۱۹۸۰	ہرجائی	ندا فاضلی	آر ڈی برمن	کشور کمار
یہ رُت ہے حسین، درد بھی ہے جواں	۱۹۸۰	ہرجائی	ندا فاضلی	آر ڈی برمن	کشور کمار
تجھ سا حسین دیکھا نہ کہیں، تو ہوگی	۱۹۸۰	ہرجائی	ندا فاضلی	آر ڈی برمن	کشور کمار
تو نے او رنگیلے کیسا جادو کیا	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	پروین سلطانہ
ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
چھوڑو صنم کا ہے کا غم ہنسے رہو	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
سجتی ہے یونہی محفل، رنگ یونہی	۱۹۸۰	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
شیشہ ہو یا دل ہو آخر ٹوٹ جاتا ہے	۱۹۸۰	آشا	آنند بخشی	سی رام چندر	لتا منگیشکر
آشاؤں کے ساون میں، اُمنگوں کی	۱۹۸۰	آشا	آنند بخشی	سی رام چندر	لتا، رفیع
آنکھوں میں ہم نے آپ کے سپنے	۱۹۸۰	تھوڑی سی بے وفائی	گلزار	خیام	لتا منگیشکر
آنکھوں میں ہم نے آپ کے سپنے	۱۹۸۰	تھوڑی سی بے وفائی	گلزار	خیام	کشور، لتا، کور
درد دل درد جگر دل میں جگایا	۱۹۸۰	قرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے	محمد رفیع
مَیں نے پوچھا چاند سے کہ	۱۹۸۰	عبداللہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	محمد رفیع
لاالہ اللہ تیرا نگہبان	۱۹۸۰	عبداللہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	منا ڈے
اے خدا ہر فیصلہ تیرا مجھے منظور ہے	۱۹۸۰	عبداللہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
بھیگا بدن جلنے لگا، موسم بدلنے لگا	۱۹۸۰	عبداللہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے

لڑی پسند کی مشکل سے ملتی ہے مل	۱۹۸۰	رام بلرام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع۔لتا
یار کی خبر مل گئی، پیار کی نظر مل گئی	۱۹۸۰	رام بلرام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور آشا
ہم کو سب قبول، ہم سے بھول ہو گئی	۱۹۸۰	رام بلرام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور۔آشا
ہم تمہیں چاہتے ہیں ایسے مرنے والا	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	مہندر ادہاس
آپ جیسا کوئی میری زندگی میں	۱۹۸۰	قربانی	فاروق قیصر	کلیان جی آنند جی	نازیہ حسن
مَیں اکیلا اپنی دُھن میں مگن زندگی	۱۹۸۰	من پسند	نامعلوم	راجیش روشن	کشور کمار
من مانی سے ہرگز نہ ڈرو کبھی شادی	۱۹۸۰	من پسند	نامعلوم	راجیش روشن	کشور کمار
تو اس طرح سے میری زندگی میں	۱۹۸۰	آپ تو ایسے نہ تھے	آنند بخشی	اوشا کھنہ	رفیع رمنہر اداس
خدا ہی جدا کرے تو کرے	۱۹۸۰	آپ تو ایسے نہ تھے	آنند بخشی	اوشا کھنہ	رفیع، کشور کمار
تمہیں دل میں بند کرلوں دریا میں	۱۹۸۰	آس پاس	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور۔لتا
میرے دوست قصہ یہ کیا ہو گیا سنا	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
بنے چاہے دشمن زمانہ ہمارا	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
دل لگی نے دی ہوا تھوڑا سا دھواں	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار، لتا
سلامت رہے دوستانہ ہمارا	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
کتنا آساں ہے کہنا	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
بہت خوبصورت جواں ایک لڑکی	۱۹۸۰	دوستانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
کبھی تم نے کسی کو پھانسا کبھی ہم نے	۱۹۸۰	جوالا مکھی	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور۔آشا
ہم تیرے بنا بھی نہیں جی سکتے	۱۹۸۰	جوالا مکھی	انجان	کلیانت جی آنند جی	کشور۔آشا۔ہیم لتا۔مہندر کپور
خدا ہی جدا کرے تو کرے	۱۹۸۰	آپ تو ایسے نہ تھے	اندیور	اُشا کھنہ	رفیع، کشور کمار
ہزار راہیں مڑ کے دیکھی کہیں کوئی	۱۹۸۰	تھوڑی سی بے وفائی	گلزار	خیام	کشور، لتا منگیشکر
جانو میری جان میں تیرے قربان،	۱۹۸۰	شان	آنند بخشی	آر ڈی برمن	آشا، کشور، رفیع، اُشا منگیشکر
بس میری جاں بس، مان لے	۱۹۸۰	آنچل	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
بس میری جاں بس مان لے	۱۹۸۰	آنچل	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
بھور بھئے پنچھی دھن یہ سنائے	۱۹۸۰	آنچل	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ارے تو نے ابھی دیکھا نہیں، دیکھا	۱۹۸۰	دو اور دو پانچ	انجان	راجیش روشن	کشور کمار
درد دل درد جگر دل میں جگایا آپ	۱۹۸۰	قرض	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
خدا ہی جدا کرے تو کرے	۱۹۸۰	آپ تو ایسے نہ تھے	اندیور	اُوشا کھنہ	رفیع، کشور کمار
کیا دیکھتے ہو، صورت تمہاری	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	آشا، رفیع لیلہ

میں لیلہ ایسی میں لیلہ، ہر کوئی چاہے	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	آشا، رفیع
نصیب انسان کا چاہت سے سنورتا	۱۹۸۰	قربانی	اندیور	کلیان جی آنند جی	منہراداس، کنچن، آنند کمار

۱۹۸۱

دیکھا ایک خواب تو یہ سلسلے ہوئے	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	کشور، لتا
یہ کہاں آ گئے ہم یونہی ساتھ ساتھ	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	لتا، امیتابھ بچن
نیلا آسماں سو گیا	۱۹۸۱	سلسلہ	جاوید اختر	شیو ہری	لتا/امیتابھ بچن
جو تم توڑو پیا میں نہیں	۱۹۸۱	سلسلہ	میرا بائی	شیو ہری	لتا منگیشکر
رنگ برسے بھیگے چنر والی رنگ برسے	۱۹۸۱	سلسلہ	ہری ویناش رائے بچن	شیو ہری	امیتابھ بچن
اہل دل یوں بھی نبھا لیتے ہیں	۱۹۸۱	درد	نقش لائلپوری	خیام	لتا/بھوپندر سنگھ
اِن آنکھوں کی مستی کے مستانے	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
جب بھی ملتی ہے	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
جستجو جس کی تھی اُس کو تو نہ پایا ہم	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	آشا بھونسلے
زندگی جب بھی تیری بزم میں لاتی	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	طلعت عزیز
جھولا کن نے ڈالا رے ہم رئیاں	۱۹۸۱	امراؤ جان	شہر یار	خیام	شاہدہ خان
زندگی کی نہ ٹوٹے لڑی پیار کر	۱۹۸۱	کرانتی	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔نتن مکیش
اب کے برس تجھے دھرتی کی رانی	۱۹۸۱	کرانتی	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	مہندر کپور
لوئی شاشا اُوی، لے جا پیار ذرا سا	۱۹۸۱	کرانتی	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
چنا چور گرم بابو میں لائی مزیدار	۱۹۸۱	کرانتی	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔کشور
ہونٹوں سے چھو لو تم میرا گیت امر	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
آ مل جائیں ہم سوگندھ اور سمن	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
دیکھ لو آواز دے کر پاس اپنے	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	انورادھا پوڈوال
تم نے کیا کیا کیا ہے ہمارے لئے	۱۹۸۱	پریم گیت	اندیور	جگجیت سنگھ	آشا بھونسلے
اپنی تو جیسے تیسے کٹ جائے گی	۱۹۸۱	لاوارث	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
میرے انگنے میں تمہارا کیا کام ہے	۱۹۸۱	لاوارث	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
کاہے پیسے پہ اتنا غرور کرے ہے	۱۹۸۱	لاوارث	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
کب کے بچھڑے ہوئے ہم آج	۱۹۸۱	لاوارث	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور۔آشا
جس کا کوئی نہیں اُس کا تو خدا ہے	۱۹۸۱	لاوارث	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور کمار

یاد آ رہی ہے تیری یاد آ رہی ہے	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	امیت کمار۔لتا
دیکھو میں نے دیکھا ہے یہ اِک	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	امیت کمار۔لتا
یہ لڑکی ذرا سی دیوانی لگتی ہے مجھے	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	امیت کمار۔لتا
کیا غصب کرتے ہو جی پیار سے	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
تیرے میرے بیچ میں کیسا ہے	۱۹۸۱	اک دوجے کے لئے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
سولہ برس کی بالی عمر کو سلام	۱۹۸۱	اک دوجے کے لئے	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
جان جانی جنا جن تا را رم پم پم پم	۱۹۸۱	نصیب	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد رفیع
چل میرے بھائی تیرے ہاتھ	۱۹۸۱	نصیب	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع۔امیتابھ بچن
میرے نصیب میں تو ہے کہ	۱۹۸۱	نصیب	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	آشا۔رفیع۔کشور
زندگی امتحان لیتی ہے لوگوں کی جان	۱۹۸۱	نصیب	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	رفیع۔آشا۔کشور
اپنے پیار کے سپنے سچ ہوئے، ہونٹوں	۱۹۸۱	برسات کی اک رات	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، لتا
یاد آ رہی ہے تیری یاد آ رہی ہے	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	امیت کمار۔لتا
دیکھو میں نے دیکھا ہے یہ اک سپنا	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا، امیت کمار
کیا غصب کرتے ہو جی پیار	۱۹۸۱	لوسٹوری	آنند بخشی	آر ڈی برمن	امیت کمار۔لتا
کوئی نہ جب تیرا ساتھی ہو تو چل	۱۹۸۱	انسان	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	امیت کمار
کوئی نہ جب تیرا ساتھی ہو تو چل	۱۹۸۱	انسان	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
روتی روتی رینا، روتے روتے نیناں	۱۹۸۱	گھنگرو کی آواز	وجے آنند	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
اپنے پیار کے سپنے سچ ہوئے	۱۹۸۱	برسات کی اک رات	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا۔کشور کما
من چلی او من چلی، کون سی ہے یہ گلی	۱۹۸۱	برسات کی اک رات	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا۔کشور کما
کبھی کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا	۱۹۸۱	آہستہ آہستہ	ندا فاضلی	خیام	آشا، بھوپندر
سر سے سر کے، سر کے چنریا	۱۹۸۱	سلسلہ	حسن کمال	شیو ہری	کشور، لتا
تم ساتھ ہو جب اپنے دنیا کو دیکھا	۱۹۸۱	کالیا	مجروح سلطان پوری	آر ڈی برمن	کشور، آشا
پیار ہی جینے کی صورت ہے	۱۹۸۱	ارمان	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
کبھی پلکوں پہ آنسو ہیں کبھی لب پہ	۱۹۸۱	ہرجائی	وٹّل بھائی، ندا فاضلی	آر ڈی برمن	کشور کمار
جس کا کوئی نہیں اُس کا تو خدا ہے	۱۹۸۱	لاوارث	انجان	کلیان جی آنند جی	مناڈے
اپنی تو جیسے تیسے تھوڑی ایسے یا	۱۹۸۱	لاوارث	پرکاش مہرا	کلیان جی آنند جی	کشور کمار
کیا یہی پیار ہے، ہاں یہی پیار ہے	۱۹۸۱	راکی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا

آ دیکھیں ذرا کس میں کتنا ہے دم	۱۹۸۱	راکی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
ہم تم سے ملے پھر جدا ہو گئے دیکھو	۱۹۸۱	راکی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
کیا یہی پیار ہے، ہاں یہی پیا	۱۹۸۱	راکی	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
چھوڑو صنم کاہے کا غم، ہنستے رہو	۱۹۸۱	قدرت	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	انیتی، کشور کمار
بوندیں نہیں ستارے ٹپکے ہیں	۱۹۸۱	ساجن کی سہیلی	مجروح سلطانپوری	اوشا کھنہ	محمد رفیع

۱۹۸۲

جانے کیسے کب کہاں اقرار ہو گیا، ہم	۱۹۸۲	شکتی	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا۔کشور کما
ہم نے صنم کو خط لکھا، خط میں لکھا	۱۹۸۲	شکتی	آنند بخشی	آر، ڈی برمن	لتا منگیشکر
دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا	۱۹۸۲	بازار	میر تقی میر	خیام	لتا منگیشکر
پھر چھڑی رات بات پھولوں کی	۱۹۸۲	بازار	مخدوم محی الدین	خیام	لتا منگیشکر
کرو گے یاد تو ہر بات یاد آئے گی	۱۹۸۲	بازار	بشر نواز	خیام	بھوپندر
دیکھ لو آج ہم کو جی بھر کے، کوئی	۱۹۸۲	بازار	مرزا شوق	خیام	جگجیت کور
چلے آؤ سنیاں رنگیلے مَیں واری	۱۹۸۲	بازار (شادی کا گیت)	جگجیت کور	خیام	پامیلا چوپڑا۔جگجیت کور
اے دل ناداں، آرزو کیا ہے جستجو	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
پیاس بھڑکی ہے سر شام سے جلتا	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
اے خدا شکر تیرا کہ میرا یار چلا	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	جاں نثار اختر	خیام	لتا منگیشکر
ہریالہ بنا آئے رے	۱۹۸۲	رضیہ سلطانہ	ندا فاضلی	خیام	آشا۔جگجیت کور
دل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ	۱۹۸۲	نکاح	حسن کمال	روی	سلمیٰ آغا
دل کی یہ آرزو تھی کوئی دلبرا ملے	۱۹۸۲	نکاح	حسن کمال	روی	مہندر کپور
چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا	۱۹۸۲	نکاح	حسرت موہانی	روی	غلام علی
چہرہ چھپا لیا ہے کسی نے (قوالی)	۱۹۸۲	نکاح	حسن کمال	روی	مہندر کپور
تم اتنا جو مسکرا رہے ہو، کیا غم ہے	۱۹۸۲	ارتھ	افتخار امام صدیقی	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
جھکی جھکی سی نظر بے قرار ہے کہ نہیں	۱۹۸۲	ارتھ	افتخار امام صدیقی	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
کوئی یہ کیسے بتائے کہ وہ تنہا کیوں	۱۹۸۲	ارتھ	افتخار امام صدیقی	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
تیرے خوشبو میں بسے خط مَیں	۱۹۸۲	ارتھ	افتخار امام صدیقی	جگجیت سنگھ	جگجیت سنگھ
یہ گلیاں یہ چوبارہ یہاں آنا نہ	۱۹۸۲	پریم روگ	امیر قزلباش	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
محبت ہے کیا چیز یہ ہم کو بتاؤ یہ کس	۱۹۸۲	پریم روگ	امیر قزلباش	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
میری قسمت میں تو نہیں شاید کیوں	۱۹۸۲	پریم روگ	امیر قزلباش	لکشمی کانت پیارے لال	لتا سوریش واڈکر

میری قسمت میں تو نہیں شاید، کیوں	۱۹۸۲	پریم روگ	سنتوش آنند	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، سوریش واڈکر
بھنورے نے کھلایا پھول پھول کو	۱۹۸۲	پریم روگ	نیندر شرما	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، سوریش واڈکر
آئے وہ پھولوں کی رتھ پہ	۱۹۸۲	دیدارِ یار	اندیور	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
اے ری پون	۱۹۸۲	بے مثال	آنند بخشی	آر۔ڈی۔برمن	لتا منگیشکر
ہاتھوں کی چند لکیروں کا	۱۹۸۲	وی دھاتا	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	شوریش واڈکر
سات سہلیاں کھڑی کھڑی فریاد	۱۹۸۲	وی دھاتا	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	کشور۔الکا۔انورادھا
نشہ یہ کیسا مجھے ہو گیا دل میرا کھو گیا	۱۹۸۲	وی دھاتا	آنند بخشی	کلیان جی آنند جی	آشا بھونسلے
تجھ سنگ پریت لگائی سجنا	۱۹۸۲	کام چور	اندیور	راجیش روشن	کشور۔لتا
مل دے گلال موہے آئی	۱۹۸۲	کام چور	اندیور	راجیش روشن	کشور کمار
اونچے نیچے راستے اور منزل تیری	۱۹۸۲	خودار	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور کمار
مچ گیا شور ساری نگری رے آیا	۱۹۸۲	خودار	مجروح سلطانپوری	راجیش روشن	کشور کمار
انگریزی میں کہتے ہیں کہ آئی لو یو	۱۹۸۲	خوددار	مجروح سلطان پوری	راجیش روشن	لتا، کشور کمار
پگ گھنگرو میرا ناچی تھی او ہم ناچے	۱۹۸۲	نمک حلال	انجان	بپی لہری	کشور کمار
تھوڑی سی جو پی لی ہے چوری تو	۱۹۸۲	نمک حلال	انجان	بپی لہری	کشور کمار
آج رپٹ جائیں تو ہمیں نہ اٹھیو	۱۹۸۲	نمک حلال	انجان	بپی لہری	کشور کمار
جوانی جان من حسین دلبرا، ملیں تو دل	۱۹۸۲	نمک حلال	انجان	بپی لہری	آشا بھونسلے
دو کی پہ دو کی ہو یا ستے پہ ستہ	۱۹۸۲	ستے پہ ستہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، آشا، آر ڈی برمن
جھکا کے سر کو بولو، ڈو بیوڈو	۱۹۸۲	ستے پہ ستہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، آشا، آر ڈی برمن
پیار ہمیں کس موڑ پہ لے آیا	۱۹۸۲	ستے پہ ستہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور، بھوپندر، آر ڈی برمن
دلبر میرے کب تک مجھے	۱۹۸۲	ستے پہ ستہ	آنند بخشی	آر ڈی برمن	کشور کمار
اے ری پون ڈھونڈے کسے	۱۹۸۲	بے مثال	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
جوت سے جوت جلاتے چلو، پریم	۱۹۸۲	ستن گنیش ور	بھارت ویاس	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
تیرا چہرہ مجھے گلاب لگے	۱۹۸۲	آپس کی بات	انجان	انو ملک	کشور کمار
اک روز میں تڑپ کر اس دل	۱۹۸۲	بے مثال	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
خاتون کی خدمت میں سلام اپن کا	۱۹۸۲	دیس پریمی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
چاندنی رات میں اک بار تجھے	۱۹۸۲	دل نادان	نقش لائلپوری	خیام	کشور کمار
پوچھو نہ یار کیا ہوا، دل کا قرار کیا	۱۹۸۲	زمانے کو دکھانا ہے	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	محمد رفیع
میرے پیار کی آواز پہ چلی آنا	۱۹۸۲	راج محل	ورما ملک	کلیان جی آنند	لتا، محمد رفیع

۱۹۸۳

تجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران	۱۹۸۳	معصوم	گلزار	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
دو نیناں اِک کہانی، تھوڑا سا بادل	۱۹۸۳	معصوم	گلزار	آر ڈی برمن	آرتی مکھرجی
اے ہوا میرے سنگ سنگ چل	۱۹۸۳	بابو	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
زندگی پیار کا گیت ہے اسے ہر دل	۱۹۸۳	سوتن	ساون کمار	اوشا کھنہ	لتا/کشور کمار
جب اپنے ہو جائیں بے وفا تو	۱۹۸۳	سوتن	ساون کمار	اوشا کھنہ	کشور کمار
شاید میری شادی کا خیال دل	۱۹۸۳	سوتن	ساون کمار	اوشا کھنہ	کشور کمار
مجھے پینے کا شوق نہیں، پیتا ہوں غم	۱۹۸۳	قلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	شبیر کمار
ایکسڈنٹ ہو گیا پرمانٹ ہو گیا	۱۹۸۳	قلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	شبیر کمار
مدینے والے سے میرا اسلام کہنا	۱۹۸۳	قلی	آنند بخشی	لکشمی کانت پایرے لال	شبیر کمار
دن مہینے سال گزرتے جائیں گے	۱۹۸۳	اوتار	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، کشور
نیلے نیلے امبر پر چاند جب آئے	۱۹۸۳	کلاکار	اندیور	بپی لہری	کشور کمار
کھوئے کھوئے رہے تیری باہوں میں	۱۹۸۳	کلاکار	اندیور	بپی لہری	کشور کمار۔انورادھا
تیری قسم ہم کو تیری یادیں جو آتی	۱۹۸۳	میری کہانی	نامعلوم	اجیت سنگھ	اجیت سنگھ
یاد تیری آئے گی دل کو بڑا ستائے	۱۹۸۳	اک جان ہیں ہم	انجان	انو ملک	شبیر کمار۔آشا۔راجیو کپور
ہمیں اور جینے کی چاہت نہ ہوتی اگر	۱۹۸۳	اگر تم نہ ہوتے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	کشور کمار
ہمیں اور جینے کی چاہت نہ ہوتی اگر	۱۹۸۳	اگر تم نہ ہوتے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
ہم تو ہیں چھوئی موئی اِبکا کریں	۱۹۸۳	اگر تم نہ ہوتے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
دھیرے دھیرے ذرا ذرا جان	۱۹۸۳	اگر تم نہ ہوتے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
جب ہم جواں ہوں گے جانے	۱۹۸۳	بے تاب	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر، شبیر کمار
تم نے دی آواز لو میں آ گیا	۱۹۸۳	بے تاب	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر، شبیر کمار
بادل یوں گرجتا ہے ڈر کچھ ایسا لگتا	۱۹۸۳	بے تاب	آنند بخشی	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر، شبیر کمار
تیری تصویر مل گئی	۱۹۸۳	بے تاب	آنند بخشی	آر ڈی برمن	شبیر کمار
پیار کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے	۱۹۸۳	وہ سات دن	آنند بخشی	لکشمی، پیارے لال	تا منگیشکر، شبیر کمار
تم میکے مت جیو مت جائیو	۱۹۸۳	پکار	گلشن باورا	آر ڈی برمن	شور، امتیابھ
بچجان جگر دنیا میں تو سب سے حسین	۱۹۸۳	پکار	گلشن باورا	آر ڈی برمن	امتیابھ بچن، آر ڈی برمن
بچ کے رہنا رے بابا	۱۹۸۳	پکار	گلشن باورا	آر ڈی برمن	کشور، آشا، آر ڈی برمن
ساتھ میرے آؤ گی	۱۹۸۳	جسٹس چوہدری	اندیور	بپی لہری	کشور، آشا

زندگی کی پہلی	۱۹۸۳	جسٹس چوہدری	اندیور	بپی لہری	کشور، لتا
تمہیں بھول جانے کا حق ہے اگر	۱۹۸۳	مزدور	حسن کمال	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
پہلا پہلا پیار نہ بھولے، بھولے	۱۹۸۳	مزدور	حسن کمال	آر ڈی برمن	سلمیٰ آغا
بات ادھوری کیوں ہے، دل کی	۱۹۸۳	مزدور	حسن کمال	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے ناچ
اٹھی، جانے کیوں میں دیوانی	۱۹۸۳	مزدور	حسن کمال	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
یہ جشن محبت تحفہ قبول ہے ہمیں	۱۹۸۳	گھنگرو	انجان	کلیان جی آنند جی	آشا بھونسلے
پیار کے دھاگے، دھاگے ٹوٹے	۱۹۸۳	گھنگرو	انجان	کلیان جی آنند جی	آشا بھونسلے
ہمیں اور جینے کی چاہت نہ ہوتی	۱۹۸۳	اگر تم نہ ہوتے	گلشن باورا	آر ڈی برمن	کشور/لتا
زندگی پیار کا گیت ہے اسے ہر دل	۱۹۸۳	سوتن	ساون کمار	اوشا کھنہ	کشور کمار
نیلے نیلے امبر پر چاند جب آئے	۱۹۸۳	کلاکار	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور، سادھنا سرگم
کھوئے کھوئے رہے تیری چاہوں	۱۹۸۳	کلاکار	اندیور	کلیان جی آنند جی	کشور، سانو رادھا
کسی کی بے وفائی کا سبب بن جایا	۱۹۸۳	میں آوارہ ہوں	نامعلوم	آر ڈی برمن	کشور کمار

۱۹۸۴

مجھے تم یاد کرنا اور مجھ کو یاد آنا تم	۱۹۸۴	مشعل	جاوید اختر	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
لئے سپنے نگاہوں میں چلا ہوں تیری	۱۹۸۴	مشعل	جاوید اختر	ہری دے ناتھ منگیشکر	کشور کمار
ہولی آئی رے	۱۹۸۴	مشعل	جاوید اختر	ہری دے ناتھ منگیشکر	کشور۔لتا۔مہندر
فٹ پاتھوں کے ہم رہنے والے	۱۹۸۴	مشعل	جاوید اختر	ہری دے ناتھ منگیشکر	سوریش۔شیلندر
جیون کے دن چھوٹے سہی ہم بھی	۱۹۸۴	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
کسی بات پر میں کسی سے خفا ہوں	۱۹۸۴	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
کہو کیسے رستہ بھول پڑے اچھے تو	۱۹۸۴	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار کہیں
نہ جا آج کہیں مت جا، پھر ملے	۱۹۸۴	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا، کشور کمار
منزلیں اپنی جگہ ہیں راستے اپنی جگہ	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار
انتہا ہو گئی انتظار کی، آئی نہ کچھ خبر	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار۔آشا
مجھے نولکھا منگا دے رے او سنیا	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	آشا بھونسلے
دے دے پیار دے پیار دے	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	لتا منگیشکر
جہاں چار یار مل جائیں وہیں	۱۹۸۴	شرابی	انجان	بپی لہری	کشور کمار
لہروں کی طرح یادیں اس دل سے	۱۹۸۴	جھوٹا سچ	گلشن باورا	آر ڈی برمن	کشور، لتا
کیسی لگ رہی ہوں میں	۱۹۸۴	جھوٹا سچ	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر

پیار جب نہ دیا زندگی نے کبھی	ستم گر	۱۹۸۴	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
اندروز اور میری جان چندروز	ستم گر	۱۹۸۴	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
ہم کتنے نادان تھے یارو آج یہ سمجھے	ستمگر	۱۹۸۴	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
موسم مستانہ ہے دل دیوانہ ہے پیار	ستمگر	۱۹۸۴	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور، لتا
وہ بیتے دن یاد ہیں وہ پل چھن یاد	پرانا مندر	۱۹۸۴	اجیت سنگھ	اجیت سنگھ	اجیت سنگھ
جنم جنم کا ہے یہ ناتا تیرا میرا ساجنا	امرجیوتی	۱۹۸۴	نقش لائلپوری	جے دیو	آشا بھونسلے

۱۹۸۵

ہم چپ ہیں کہ دل سن رہے ہیں	فاصلے	۱۹۸۵	شہریار	شیو ہری	لتا، کشور کمار
یوں تو ملنے کو ہم ملیں ہیں	فاصلے	۱۹۸۵	شہریار	شیو ہری	آشا بھونسلے
زندگی ہر قدم امتحان لیتی ہے	میری جنگ	۱۹۸۵	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا۔نیتن مکیش
آنا جانا لگا رہے گا	گرفتار	۱۹۸۵	اندیور	بپی لہری	بپی لہری
دل میں آگ لگائے ساون کا مہینہ	الگ الگ	۱۹۸۵	آنند بخشی	آر۔ڈی۔برمن	لتا منگیشکر
سن صاحبا سن پیار کی دُھن، میں نے	رام تیری گنگا میلی	۱۹۸۵	حسرت جے پوری	راویندر جین	لتا منگیشکر
رام تیری گنگا میلی ہوگئی پاپیوں کے	رام تیری گنگا میلی	۱۹۸۵	راویندر جین	راویندر جین	سوریش واڈکر
اک رادھا اک میرا اک پریم دیوانی	رام تیری گنگا میلی	۱۹۸۵	راویندر جین	راویندر جین	لتا منگیشکر
زحال مسکیں مکن بہ رنجش	غلامی	۱۹۸۵	گلزار	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، شبیر کمار
میرے پی کو پون کس گلی لے چلی	غلامی	۱۹۸۵	گلزار	لکشمی کانت پیارے لال	لتا، شبیر کمار
دُشمن نہ کرے دوست نے وہ کام	آخر کون	۱۹۸۵	اندیور	راجیش روشن	لتا، امیت کمار، کورس
دھوپ میں نکلا نہ کرو روپ کی رانی	گرفتار	۱۹۸۵	گلزار	بپی لہری	کشور، آشا
یشودہ کا نندلالہ برج کا اُجالا	سنجوگ	۱۹۸۵	انجان	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
بہت دیر سے در پہ آنکھیں لگی تھیں	طوائف	۱۹۸۵	حسن کمال	روی	آشا بھونسلے
تیرے پیار کی تمنا غم زندگی کے	طوائف	۱۹۸۵	حسن کمال	روی	مہندر کپور
میرا شوہر بڑا شرمیلا بیٹھا ہے نظریں	طوائف	۱۹۸۵	حسن کمال	روی	آشا، مہندر کپور
چہرہ ہے یا چاند کھلا، زلف گھنیری	ساگر	۱۹۸۵	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کشور کمار
جب چاہا یارا تم نے، آنکھوں سے	زبردست	۱۹۸۵	مجروح سلطانپوری	آر ڈی برمن	کشور کمار
ساگر کنارے دل یہ پکارے تو جو نہیں	ساگر	۱۹۸۵	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کشور، لتا
او ماریہ، او ماریہ	ساگر	۱۹۸۵	جاوید اختر	آر ڈی برمن	آشا، ایس پی بالاسبرامنیم

۱۹۸۶

چھٹی آئی ہے چھٹی آئی ہے	۱۹۸۶	نام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	پنکج اداس
ویریا وے کیا کیا قصور میں نے	۱۹۸۶	نام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
تو کل چلا جائے گا تو مَیں کیا	۱۹۸۶	نام	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	عزیز، منہراداس
اِک اِک آنکھ میری سوالاکھ کی	۱۹۸۶	نصیب اپنا اپنا	ایس ایچ بہاری	لکشمی کانت پیارے لال	آشا بھونسلے
اجنبی ہیں لوگ یہاں پر اجنبی	۱۹۸۶	بیگانہ	انجان	انو ملک	کشور کمار
یسودہ کا نند لالہ، برج کا اُجالا	۱۹۸۶	سجنوگ	انجان	لکشمی کانت پیارے لعل	لتا منگیشکر
مَیں اللہ رکھا	۱۹۸۶	اللہ رکھا	راجندر کرشن	دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن	
تیرے لئے	۱۹۸۶	کرما	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویتا۔عزیز۔دلیپ کمار
نہ جائیو پردیس	۱۹۸۶	کرما	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کشور۔کویتا
تو نے بے چین اتنا زیادہ کیا میں	۱۹۸۶	نگینہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا، طلعت
مَیں تیری دشمن، دشمن تو میرا	۱۹۸۶	نگینہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
بھولی بسری ایک کہانی پھر آئی	۱۹۸۶	نگینہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا پوڈوال
آج کل یاد اور کچھ رہتا نہیں	۱۹۸۶	نگینہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	طلعت عزیز

۱۹۸۷

بہارو میرا جیون بھی سنوارو، کوئی	۱۹۸۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
میرے چندا میرے ننھے تجھے اپنے	۱۹۸۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	لتا منگیشکر
رت جواں جواں، رات مہرباں	۱۹۸۷	آخری خط	کیفی اعظمی	خیام	بھوپندر
حیران ہوں مَیں آپ کی زلفوں کو	۱۹۸۷	جواب ہم دیں گے	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	انورداھا۔شبیر کمار
ہوا سویرا پنچھی جاگے شیتل پون	۱۹۸۷	اولاد	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	کویتا کرشنا مورتی
اک ماں کا یہ دل تھا کوئی مٹی کا	۱۹۸۷	اولاد	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	کویتا کرشنا مورتی
لو جا رہا ہے راکھ اُڑاتا ہوا کوئی	۱۹۸۷	اولاد	ایس ایچ بہاری	لکشمی۔پیارے لال	محمد عزیز
اور اس دل میں کیا رکھا ہے	۱۹۸۷	ایمان دار	اندیور	کلیان جی آنند جی	آشا۔شوریش واڈکر
مورے گھر آئے، بولے کویلیا	۱۹۸۷	ایمان دار (کلاسیکل)	اندیور	کلیان جی آنند جی	الکا یاگنی، سادھنا سرگم
دل میں ہو تم آنکھوں میں تم بولو	۱۹۸۷	ستیا موجیت	فاروق قیصر	بپی لہری	ایس جانکی
دل بہلتا ہے میرا آپ کی آجانے	۱۹۸۷	خودغرض	اندیور	راجیش روشن	انورادھا، طلعت
میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا، اس سے پہلے	۱۹۸۷	نذرانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لعل	کشور کمار

کہہ دے تو کہہ زمانے سے، میں نے	۱۹۸۷	نذرانہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا، منا
رادھا رانی نہ جائیو جمنا کے تیر	۱۹۸۷	سنسار	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا پوڑوال
امیر سے ہوگا یا غریب سے ہوگا	۱۹۸۷	انسانیت کے دشمن	نامعلوم	انو ملک	طلعت عزیز

۱۹۸۸

دل توڑ کے مت جائیو، برسات کا	۱۹۸۸	کب تک چپ رہوں گی	ایس ایچ بہاری	بپی لہری	کویتا کرشنا مورتی
پاپا کہتے ہیں بڑا نام کرے گا بیٹا ہمارا	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	ادت نارائن
اے میرے ہم سفر، اک ذرا انتظار	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	الکا۔ادت نارائن
اکیلے ہیں تو کیا غم ہے	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	الکا۔ادت نارائن
غضب کا ہے دن سوچو ذرا	۱۹۸۸	قیامت سے قیامت تک	مجروح سلطانپوری	آنند ملن	الکا۔ادت نارائن
اندھیری راتوں میں	۱۹۸۸	شہنشاہ	آنند بخشی	امر اتپال	کشور۔لتا
جانے دو جانے دو مجھے جانا ہے	۱۹۸۸	شہنشاہ	آنند بخشی	امر اتپال	کشور۔لتا
اے دو تین چار پانچ چھ سات	۱۹۸۸	تیزاب	جاوید اختر	لکشمی کانت پیارے لال	الکا یاگنی
سو گیا یہ جہاں سو گیا آسماں	۱۹۸۸	تیزاب	جاوید اختر	لکشمی کانت پیارے لال	الکا یاگنی
میرا کچھ سامان تمہارے پاس پڑا ہے	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
چھوٹی سی کہانی سے	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
قطرہ قطرہ ملتی ہے	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
خالی ہاتھ شام آئی ہے خالی ہاتھ	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے
یہ دل تم بن	۱۹۸۸	اجازت	گلزار	آر ڈی برمن	آشا بھونسلے

۱۹۸۹

میرے ہاتھوں میں نو نو چوڑیاں ہیں	۱۹۸۹	چاندنی	آنند بخشی	شیو ہری	لتا منگیشکر
لگی آج ساون کی پھر وہ جھڑی ہے	۱۹۸۹	چاندنی	آنند بخشی	شیو ہری	سوریش واڈکر
تیرے میرے ہونٹوں پہ میٹھے میٹھے	۱۹۸۹	چاندنی	آنند بخشی	شیو ہری	لتا، بابلا
کہاں تھے آپ زمانے کے بعد آئے	۱۹۸۹	سوتن کی بیٹی	ساون کمار ٹک	ود پال	لتا منگیشکر
ہم بھول گئے ہر بات مگر تیرا پیار	۱۹۸۹	سوتن کی بیٹی	ساون کمار ٹک	ود پال	لتا منگیشکر
کس کو سنائیں کون سنے گا، اس لئے	۱۹۸۹	سوتن کی بیٹی	ساون کمار ٹک	ود پال	کشور کمار
زندگی کی یہی ریت ہے، ہار کے	۱۹۸۹	مسٹر انڈیا	جاوید اختر	لکشمی کانت پیارے لال	کشور کمار
تیرا نام لیا، ہو دل تھام لیا	۱۹۸۹	رام لکھن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا۔منہر اداس

مائی نیم از لکھن	۱۹۸۹	رام لکھن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	انورادھا۔محمد عزیز
او رام جی بڑے دُکھ دینا	۱۹۸۹	رام لکھن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
میرے دو انمول رتن	۱۹۸۹	رام لکھن	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویتا کرشنا مورتی
کیا کرتے تھے ساجنا تم ہم سے دُور	۱۹۸۹	لال دوپٹہ ململ کا	مجروح سلطانپوری	آنند ملند	ادت ،انورادھا
سونی سونی انکھیوں میں	۱۹۸۹	لال دوپٹہ ململ کا	مجروح سلطانپوری	آنند ملند	ادت ،انورادھا
تم نے رکھ تو لی تصویر ہماری	۱۹۸۹	لال دوپٹہ ململ کا	مجروح سلطانپوری	آنند ملند	ادت ،انورادھا
مَیں گل ہوں کلی ہوں صبا ہوں	۱۹۸۹	لال دوپٹہ ململ کا	مجروح سلطانپوری	آنند ملند	ادت ،انورادھا
دل دیوانہ بن سجنا کے مانے نا	۱۹۸۹	میں نے پیار کیا	اسد بھوپالی	لکشمی کانت پیارے لال	لتا منگیشکر
دل دیوانہ بن سجنا کے کہ مانے نا	۱۹۸۹	میں نے پیار کیوں کیا	دیوکھولی	رام لکشمن	لتا،ایس پی بالا سبرامنیم
آجا شام ہونے آئی	۱۹۸۹	میں نے پیار کیوں کیا	دیوکھولی	رام لکشمن	لتا،ایس پی بالا سبرامنیم
کبوتر جا کبوتر جا، پہلے پیار کی پہلی	۱۹۸۹	میں نے پیار کیوں کیا	دیوکھولی	رام لکشمن	لتا،ایس پی بالا سبرامنیم

۱۹۹۰

جب کوئی بات بگڑ جائے جب کوئی	۱۹۹۰	جرم	اندیور	راجیش روشن	کمار سانو،سادھنا سرگم
کھمبے جیسی کھڑی ہے لڑکی ہے یا	۱۹۹۰	دل	سمیر	انو ملک	ادت نارائن
او پریا پریا کیوں بھلا دیا	۱۹۹۰	دل	سمیر	انو ملک	انورادھا،شبر کمار
مجھے نیند نہ آئے مجھے چین نہ آئے	۱۹۹۰	دل	سمیر	انو ملک	انورادھا،ادت
ہم نے گھر چھوڑا ہے رسموں	۱۹۹۰	دل	سمیر	انو ملک	ادت،سادھنا سرگم
ہم پیار کرنے والے دُنیا سے نہ	۱۹۹۰	دل	سمیر	انو ملک	انورادھا،ادت
مَیں دُنیا بھلا دوں گا تیری چاہت	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا۔کمار
سانو سانسوں کی ضرورت ہے جیسے	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا،کمار سانو
نظر کے سامنے جگر کے پار،کوئی	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا۔کمار سانو
دھیرے دھیرے سے میری زندگی	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا۔کمار سانو
تُو میری زندگی ہے تو میری ہر خوشی	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا۔کمار سانو
دل کا عالم مَیں کیا بتاوں تجھے	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
اب تیرے بن جی لیں گے ہم زہر	۱۹۹۰	عاشقی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
گوری ہیں کلائیاں پہنا دے مجھے	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	لتا۔شبیر کمار
بہنا او بہنا،میرا ہی نہیں یہ سب کا	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	شبیر کمار
نہ جا رے نہ جا رے یوں مجھے	۱۹۹۰	آج کا ارجن	انجان	بپی لہری	لتا منگیشکر

او یارا سلی سلی، برہا کی رات کا جلنا	1991	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
دل میں لے کر تمہاری یاد چلے	1991	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ منگیشکر	لتا منگیشکر
مَیں اِک صدی سے یہاں بیٹھی	1991	لیکن	گلزار	ہری دے ناتھ	لتا منگیشکر
کبھی مَیں کہوں کبھی تم سنو، کہ مَیں	1991	لمحے	آنند بخشی	شیو ہری	لتا، ہری ہرن
یہ لمحے یہ پل ہم برسوں یاد کریں گے	1991	لمحے	آنند بخشی	شیو ہری	ہری ہرن
میگا رے میگا تیرا من ترسا	1991	لمحے	آنند بخشی	شیو ہری	لتا، ایلا ارون
گڑیا رانی بٹیا رانی	1991	لمحے	آنند بخشی	شیو ہری	لتا منگیشکر
دل ہے کہ مانتا نہیں، مشکل بڑی	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، انورادھا
تو پیار ہے کسی اور کا تجھے مانگتا کوئی	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
دل تجھ پہ آ گیا کیا نشہ چھا گیا	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، ابھیت
ہم تو مشہور ہوئے ہیں آپ کی	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا پوڈوال
او میرے سپنوں کے سوداگر	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا پوڈوال
ادائیں بھی ہیں محبت بھی ہے	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
مینوں عشق دا لگیا روگ میرے	1991	دل ہے کہ مانتا نہیں	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا پوڈوال
کوئل سی تیری بولی کوکوکو، صورت	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	انورادھا، ادت
دھک دھک کرنے لگا، مورا جیارا	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	انورادھا، ادت
سجنا میں تیری تو میرا، دُنیا سے کیا لینا	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	انورادھا، سچے دیو
سنیاں سے کیا چھپ کی ہوئی تری	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	ادت نارائن
بول تو ماں سے	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	انورادھا، ادت
خوشیوں کا دن آیا ہے آج میری	1991	بیٹا	سمیر	انو ملک	انورادھا
املی کا بوٹا بیری کا پیڑ	1991	سوداگر	پی ایل سنتوشی	لکشمی کانت پیارے لال	محمد عزیز، سادھنا سرگم
ایلو ایلو، یہ ایلو ایلو کیا ہے	1991	سوداگر	پی ایل سنتوشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویتا، منہر
اداس، سکھوندر میرا دل بھی کتنا پاگل	1991	ساجن	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا یاگنی
دیکھا ہے پہلی بار ساجن کی آنکھوں	1991	ساجن	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ایس پی بالا سبرینم
تو شاعر ہے مَیں تیری شاعری	1991	ساجن	سمیر	ندیم شیرون	الکا یاگنی
تم سے ملنے کی تمنا ہے پیار کا	1991	ساجن	سمیر	ندیم شیرون	ایس پی بالا سبرینم
بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم قسم چاہے	1991	ساجن	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ایس پی بالا سبرینم

جئیں تو جئیں کیسے بن آپ کے، لگتا	۱۹۹۱	ساجن	سمیر		
پریمی عاشق آوارہ، پاگل مجنوں	۱۹۹۱	پھول اور کانٹے	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار سانو
مَیں نے پیار تمہی سے کیا ہے	۱۹۹۱	پھول اور کانٹے	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار
سانو دھیرے دھیرے پیار کو بڑھانا	۱۹۹۱	پھول اور کانٹے	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
پہلی بارش میں اور تُو	۱۹۹۱	پھول اور کانٹے	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
جسے دیکھ میرا دل دھڑکا	۱۹۹۱	پھول اور کانٹے	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار سانو
بے دردی تیرے پیار نے	۱۹۹۱	حنا	نامعلوم	راویندر جین	لتا منگیشکر
چٹھیئے غیر دے ہتھ ناں آوئیں	۱۹۹۱	حنا	ن۔م	راویندر جین	لتا منگیشکر
مرحبا سیدی	۱۹۹۱	حنا	ن۔م	راویندر جین	محمد عزیز
کاغذ قلم دوات لا	۱۹۹۱	ہم	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	عزیز، کویتا
چما چما دے دے	۱۹۹۱	ہم	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویتا، سودیش
بھونسلے زندگی کی تلاش میں	۱۹۹۱	ساتھی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
تمہیں اپنا بنانے کی قسم کھائی ہے	۱۹۹۱	سڑک	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
جب جب دُنیا تڑپائے گی محبت	۱۹۹۱	سڑک	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا، کمار سانو
زمانے کے دیکھیں ہیں رنگ ہزار	۱۹۹۱	سڑک	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا پوڈوال
کیا سوچتا ہے اے دل، یہ پیار تو سبھی	۱۹۹۱	سڑک	سمیر	ندیم شیرون	انورادھا پوڈوال
رہنے کو گھر نہیں سونے کو بستر نہیں	۱۹۹۱	سڑک	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، جنید اختر

۱۹۹۲

ایسی دیوانگی دیکھی نہیں کہیں، مَیں	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ونود راٹھور
پائلیا ہو ہو، شور مچائے نیند چرائے	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار سانو
تیری اُمید تیرا انتظار کرتے ہیں	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو۔ سادھنا سرگم
تیرے درد سے دل آباد رہا کچھ بھول	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
کوئی نہ کوئی چاہیے پیار کرنے والا	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	ونود راٹھور
سوچیں گے تمہیں پیار کریں کہ نہیں	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
تیری اسی ادا پہ صنم مجھ کو تو پیار آیا	۱۹۹۲	دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو۔ سادھنا سرگم
دیوانہ مجھے کر گیا	۱۹۹۲	خدا گواہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	الکا۔ محمد عزیز
مَیں ایسی چیز نہیں	۱۹۹۲	خدا گواہ	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویتا۔ محمد عزیز
یہ دُعا ہے میری رب سے تجھے	۱۹۹۲	سپنے ساجن کے	سمیر	ندیم شیراون	کمار سانو، الکا

پہلا نشہ پہلا خمار نیا پیار ہے نیا	۱۹۹۲	جو جیتا وہی سکندر	مجروح سلطانپوری	جتن للت	ادت، سادھنا سرگم
ہم سے ہے سارا جہاں	۱۹۹۲	جو جیتا وہی سکندر	مجروح سلطانپوری	جتن للت	جتن پنڈت، سادھنا سرگم

۱۹۹۳

جھوٹی موٹی متوا آون بولے	۱۹۹۳	رودالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	لتا منگیشکر
دل ہوم ہوم کرے، ڈر جائے	۱۹۹۳	رودالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	لتا منگیشکر
سمے اودھیرے چلو	۱۹۹۳	رودالی	گلزار	بھوپن ہزاریکا	بھوپن ہزاریکا
آسمان کے دھرتی پہ	۱۹۹۳	گنگ انکل	اندیور	راجیش روشن	سادھنا سرگم
جادو تیری نظر، خوشبو تیرا بدن	۱۹۹۳	ڈر	آنند بخشی	شیو ہری	ادت نارائن
تو میرے سامنے میں تیرے سامنے	۱۹۹۳	ڈر	آنند بخشی	شیو ہری	لتا، ادت نارائن
تُو ساون میں پیاس پیا	۱۹۹۳	پرمپرا	آنند بخشی	شیو ہری	لتا منگیشکر
اے کاش کے ہم ہوش میں اب	۱۹۹۳	کبھی ہاں کبھی ناں	مجروح سلطانپوری	جتین للت	کمار سانو
میرا دل تھا اکیلا تو کھیل ایسا کھیلا	۱۹۹۳	بازی گر	رانی ملک	انو ملک	الکا یاگنی، کمار سانو
کتنی حسرت ہے ہمیں	۱۹۹۳	سینک	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، سادھنا سرگم
آپ کو دیکھ کر مجھ کو ایسا لگا، جیسے	۱۹۹۳	دیویا شکتی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا یاگنی
بادلوں میں چھپ رہا ہے چاند کیوں	۱۹۹۳	پھر تیری کہانی یاد آئی	قتیل شفائی	انو ملک	کمار سانو، الکا یاگنی
تیرے در پر صنم چلے آئے تو نہ آیا	۱۹۹۳	پھر تیری کہانی یاد آئی	قتیل شفائی	انو ملک	کمار سانو
آنے والا کل بس اک سپنا ہے	۱۹۹۳	پھر تیری کہانی یاد آئی	کیفی اعظمی	انو ملک	کمار سانو، الکا یاگنی
دل میں صنم کی صورت	۱۹۹۳	پھر تیری کہانی یاد آئی	کیفی اعظمی	انو ملک	کمار سانو، الکا یاگنی
کتنی حسرت ہے ہمیں	۱۹۹۳	سینک	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، سادھنا سرگم
میری وفائیں یاد کرو گے	۱۹۹۳	سینک	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، آشا بھونسلے
چولی کے پیچھے کیا ہے چولی کے پیچھے	۱۹۹۳	کھل نائیک	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	ایلا ارون، الکا یاگنی
دیر سے آنا جلد جانا اے صاحب	۱۹۹۳	کھل نائیک	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	الکا یاگنی، منہرداس
نائیک نہیں کھل ہوں میں	۱۹۹۳	کھل نائیک	آنند بخشی	لکشمی کانت پیارے لال	کویا، سپریمنم، ونود
گھونگھٹ کی آڑ سے دلبر کا دیدار	۱۹۹۳	ہم ہیں راہی پیار کے	سمیر	ندیم شیرون	الکا یاگنی، کمار سانو
وہ میری نیند میرا چین مجھے لوٹا دو	۱۹۹۳	ہم ہیں راہی پیار کے	سمیر	ندیم شیرون	سادھنا سرگم
آپ کو دیکھ کر مجھ کو ایسا لگا، جیسے مجھ کو نئی	۱۹۹۳	دیویا شکتی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا یاگنی

۱۹۹۴

چہرہ کیا دیکھتے ہو دل میں اُتر کر	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	کمار سانو
تمہیں چھیڑے ہوا چنچل، شرارت تم	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا
ملیں تم سے بچھڑ کر ہم میرے ساجن	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	الکا، کویتا، کمار سانو
تھوڑی معصوم ہے تھوڑی نادان	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا
بس ایک تمنا ہے	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا
جب حال دل تم سے کہنے کو	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	الکا یاگنی
دل جب سے ٹوٹ گیا کیسے کہیں	۱۹۹۴	سلامی	سمیر/انور ساگر	ندیم شیرون	پنکج اداس
خوبصورت ہے وہ دل کا مہمان	۱۹۹۴	سلامی	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
نہ بکھرے کی دھار نہ موتیوں کے ہار	۱۹۹۴	مہرہ	آنند بخشی	وجو شاہ	پنکج اداس، سادھنا سرگم
میں چیز بڑی ہوں مست مست	۱۹۹۴	مہرہ	آنند بخشی	وجو شاہ	پنکج اداس، سادھنا سرگم
پہلا پہلا پیار ہے پہلی پہلی بار ہے	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	ایس پی بالا سبرا
مینم یہ موسم کا جادو ہے متوا	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا
چلی رے چلی رے بابل کی گلی	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	شردھا سنہا
دیدی تیرا دیور دیوانہ، ہائے رام	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا سبرمنیم
دھک تانہ دھک تانہ بھابھی تو	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	ادت نارائن
مائے نی مائے منڈیر پہ تیری بول رہا	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	لتا منگیشکر
واہ واہ رام جی، بھیا اور بھابھی کو	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی/رویندر راول	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا
ہم آپ کے ہیں کون	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیوکھولی	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا سبرمنیم
پاس وہ آنے لگے ذرا ذرا، نظریں	۱۹۹۴	میں کھلاڑی تو اناڑی	راحت اندیوری	انو ملک	کمار سانو، الکا
زباں خاموش ہوتی ہے نظر سے	۱۹۹۴	میں کھلاڑی تو اناڑی	راحت اندیوری	انو ملک	کمار سانو، الکا
چرا کے دل میرا گوریا چلی	۱۹۹۴	میں کھلاڑی تو اناڑی	راحت اندیوری	انو ملک	کمار سانو، الکا
جیتا تھا جس کے لئے جس کے	۱۹۹۴	دل والے	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
کتنا حسین چہرہ کتنی پیاری آنکھیں	۱۹۹۴	دل والے	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
گورے گورے مکھڑے پہ کالا کالا	۱۹۹۴	سہاگ	سمیر	انو ملک	ادت نارائن، الکا یاگنی
شادا یہ نخرا لڑکی کا	۱۹۹۴	سہاگ	سمیر	انو ملک	ادت، کمار سانو، الکا
تیرے لئے جانم تیرے لئے	۱۹۹۴	سہاگ	سمیر	انو ملک	ادت نارائن، الکا یاگنی
کاش تم مجھ سے ایک بار کہو	۱۹۹۴	آتش	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
تم سا کوئی پیارا کوئی معصوم نہیں ہے	۱۹۹۴	خوددار	اندیور	انو ملک	کمار سانو

چاہا تو بہت نہ چاہیں تمہیں	۱۹۹۴	امتحان	فیض انور	انو ملک	بیلا سولکھی
جب دو دل ملتے ہیں	۱۹۹۴	آؤ پیار کریں	نامعلوم	آدیش سری واستو	الکا، کمار
چاند سے پردہ کیجئے	۱۹۹۴	آؤ پیار کریں	ن۔م	آدیش سری واستو	کمار سانو
جیتا تھا جس کے لئے جس کے	۱۹۹۴	دل والے	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو
چرا کے دل میرا گوریا چلی	۱۹۹۴	میں کھلاڑی تو اناڑی		انو ملک	کمار سانو
دیدی تیرا دیور دیوانہ، ہائے رام	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیو کھولی	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا سبر یمیم
ہم آپ کے ہیں کون	۱۹۹۴	ہم آپ کے ہیں کون	دیو کھولی	رام لکشمن	لتا، ایس پی بالا سبر یمنم

۱۹۹۵

تو ملے دل کھلے اور جینے کو کیا چاہیے	۱۹۹۵	کریمنل	اندیور	ایم ایم کریم	کمار سانو، الکا یاگنی
تجھے دیکھا تو یہ جانا صنم پیار ہوتا ہے	۱۹۹۵	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	آنند بخشی	جتن للت	لتا۔کمار سانو
مہندی لگا کے رکھنا چہرہ چھپا کے رکھنا	۱۹۹۵	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	آنند بخشی	جتن للت	لتا۔ادت نارائن میرے
خوابوں میں جو آئے	۱۹۹۵	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	آنند بخشی	جتن للت	لتا منگیشکر
ذرا سا جھوم لوں میں ارے	۱۹۹۵	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	آنند بخشی	جتن للت	ابھی جیت، آشا
گھر آجا پردیسی تیرا دیس بلائے	۱۹۹۵	دل والے دلہنیا لے جائیں گے	آنند بخشی	جتن للت	من پریت، پامیلا
اِک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کمار سانو
کچھ نہ کہو کچھ بھی نہ کہو، کیا کہنا ہے	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کمار سانو
کچھ نہ کہو کچھ بھی نہ کہو، کیا کہنا ہے	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	لتا منگیشکر
پیار ہوا چپکے سے، یہ کیا ہوا چپکے سے	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	وتیا کرشنا مورتی
رم جھم رُم جھم بھیگی بھیگی رُت میں تم	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کویتا، کمار سانو
روٹھ نہ جانا تم سے کہوں تو، میں ان	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	کمار سانو
یہ سفر بہت ہے کٹھن مگر نہ اداس ہو	۱۹۹۵	لوسٹوری ۱۹۴۲	جاوید اختر	آر ڈی برمن	
دھیرے دھیرے آپ میرے دل کے	۱۹۹۵	بازی	مجروح سلطانپوری	انو ملک	سادھنا، اُدت
ایسا زخم دیا ہے جو نہ پھر بھرے گا	۱۹۹۵	اکیلے ہم اکیلے تم	مجروح سلطانپوری	انو ملک	ادت نارائن
راجہ کو رانی سے پیار ہو گیا، پہلی نظر	۱۹۹۵	اکیلے ہم اکیلے تم	مجروح سلطانپوری	انو ملک	ادت نارائن، الکا
راجہ کو رانی سے پیار سے پیار ہو گیا	۱۹۹۵	اکیلے ہم اکیلے تم	مجروح سلطانپوری	انو ملک	الکا یاگنی، کمار سانو
دل کہتا ہے چل اُن سے مل	۱۹۹۵	اکیلے ہم اکیلے تم	مجروح سلطانپوری	انو ملک	الکا یاگنی، کمار سانو
جاتی ہوں میں جلدی ہے کیا	۱۹۹۵	کرن ارجن	اندیور	راجیش روشن	الکا، کمار سانو
برسات کے موسم میں میں گھر سے	۱۹۹۵	ناجائز	اندیور	انو ملک	کمار سانو

اب ہے نیند کسے اب ہے چین	۱۹۹۵	زمانہ دیوانہ	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا یاگنی

۱۹۹۶

پانی پانی رے پانی، کھارے پانی	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	لتا منگیشکر
اے ہوا کچھ تو بتا جانے والوں کا پتہ	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	لتا منگیشکر
چپا چپا چرخا چلے	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	لتا منگیشکر
چھوڑ آئے ہم وہ گلیاں	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	ہری ہرن، سوریش واڈکر، کے کے
یاد نہ آئے کوئی لہو نہ رلائے کوئی	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	لتا منگیشکر
تم گئے سب گیا کوئی اپنی ہی مٹی	۱۹۹۶	ماچس	گلزار	وشال بھردواج	لتا منگیشکر
پردیسی پردیسی جانا نہیں مجھے چھوڑ	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	ادت، کمار سانو، الکا، سوریش
آئے ہو میری زندگی میں تم بہار	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔ سپنا۔ ادت
کنا سوہنا تینوں رب نے بنایا، جی	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔ ادت
پوچھو ذرا پوچھو	۱۹۹۶	راجہ ہندوستانی	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار سانو
شیشے سے بنی اک لڑکی پتھر کے نگر	۱۹۹۶	دستک	جاوید اختر	راجیش روشن	کمار سانو
آنکھوں سے دل میں اُتر کے	۱۹۹۶	فریب	نیرج	جتن للت	الکا، کمار سانو

۱۹۹۷

دل تو پاگل ہے دل دیوانہ ہے	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت نارائن
بھولی سی صورت آنکھوں میں مستی	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت نارائن
لے گئی لے گئی دل لے گئی لے گئی	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	آشا بھونسلے
ارے ارے یہ کیا ہوا میں نے نہ	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت نارائن
کب تم چپ بیٹھیں اب تو کچھ	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت نارائن
گھوڑے جیسی چال ہاتھی جیسی دُم	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت
ناراض چاند نے کچھ کہا، رات نے کچھ	۱۹۹۷	دل تو پاگل ہے	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔ اُدت نارائن
سانسوں کی مالا پہ سمروں میں پی کا	۱۹۹۷	کوئلہ	اندیور	راجیش روشن	نصرت فتح علی خان
دیکھا تجھے تو ہوگئی مَیں دیوانی	۱۹۹۷	کوئلہ	اندیور	راجیش روشن	کمار سانو، الکا یاگنی
دو دل مل رہے ہیں مگر چپکے چپکے	۱۹۹۷	پردیس	آنند بخشی	ندیم شیرون	کمار سانو
ذرا تصویر سے تو نکل کے سامنے آ	۱۹۹۷	پردیس	آنند بخشی	ندیم شیرون	کمار سانو، الکا یاگنی
مَیں کوئی ایسا گیت گاؤں	۱۹۹۷	یس باس	جاوید اختر	جتن للت	ابھی جیت

ایک دن آپ ہم کو مل جائیں گے	۱۹۹۷	یس باس	جاوید اختر	جتن للت	الکا یاگنی، کمار سانو
گھر سے نکلتے ہی، کچھ دُور چلتے ہی	۱۹۹۷	پاپا کہتے ہیں	جاوید اختر	راجیش روشن	سونوگم
مجھ سے ناراض ہو تو ہو جاؤ خود	۱۹۹۷	پاپا کہتے ہیں	جاوید اختر	راجیش روشن	سونم نگم
سندیس آتے ہیں	۱۹۹۷	باڈر	جاوید اختر	انو ملک	ادت نارائن
ہمیں جب سے محبت ہو گئی ہے	۱۹۹۷	باڈر	جاوید اختر	انو ملک	سونم نگم
او بے بی ڈونٹ بریک مائی ہارٹ	۱۹۹۷	محبت	نامعلوم	ندیم شیروان	کوتیاادت نارائن
دل کی دھڑکن کہتی ہے	۱۹۹۷	محبت	نامعلوم	ندیم شیروان	کوتیا، ادت نارائن

۱۹۹۷

آواز دو ہم کو ہم کھو گئے، کب نیند	۱۹۹۸	دشمن	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا۔اُدت نارائن
چھٹی نہ کوئی سندیس، جانے وہ کون	۱۹۹۸	دشمن	آنند بخشی	اُتم سنگھ	لتا، جگجیت سنگھ
قصہ ہم لکھیں گے دل بے قرار کا	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	انوراھا، ایم جی شری کمار
چل کھیوا رے کھیوا رے	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	رانو مکھرجی، سکھ ویندر
جھولا باہوں کا آج دو نہ مجھے بھیا	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	سادھنا،
شرینوا سبولے بجنی، موری بجنی	۱۹۹۸	ڈولی سجا کے رکھنا	محبوب	اے آر رحمان	کویتا کرشنا، سونوگم
تم پاس آئے یوں مسکرائے تم نے	۱۹۹۸	کچھ کچھ ہوتا ہے	سمیر	جتن للت	الکا یاگنی
لڑکی بڑی انجانی ہے	۱۹۹۸	کچھ کچھ ہوتا ہے	سمیر	جتن للت	الکا یاگنی، کمار سانو
سجن گھر آئے، دلہن کیوں شرمائے	۱۹۹۸	کچھ کچھ ہوتا ہے	سمیر	جتن للت	الکا یاگنی، کمار سانو
اوڑھ لی چنریا تیرے نام کی	۱۹۹۸	پیار کیا تو ڈرنا کیا	سمیر	جتن للت	الکا یاگنی، کمار سانو
جیا جلے جو جلے نینوں تلے	۱۹۹۸	دل سے	گلزار	اے آر رحمان	لتا منگیشکر
چل چھیاں چھیاں چھیاں چل	۱۹۹۸	دل سے	گلزار	اے آر رحمان	سکھ ویندر، سپنا اواستی

۱۹۹۹

عشق بنا کیا جینا یارا عشق بنا کر مرنا	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	کویتا کرشنا مورتی
تال سے تال ملا ہو	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	سکھ ویندر۔الکا۔ادت
کہیں آگ لگے لگ جاوے	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	اُدت، آشا، ریچھا شرما
کریئے نہ کوئی وعدہ کسی سے کریئے	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	سکھ ویندر۔الکا یاگنی
نی مَیں سمجھ گئی اس گل دی رمز مَیں	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	سکھ ویندر۔ ہری
ہرنرمتا جوگی۔مَیں پریم دا پیالہ پی آیا	۱۹۹۹	تال	آنند بخشی	اے۔آر۔رحمان	سکھ ویندر۔الکا یاگنی

آ کہیں دُور چلے جائیں ہم، دور	۱۹۹۹	لاوارث	جاوید اختر	راجیش روشن	الکا، اُدت نارائن
نہ ملو ہم سے زیادہ کہیں پیار ہو	۱۹۹۹	بادل	سمیر	انو ملک	کویتا کرشنا مورتی، سونو نگم
آنکھوں کی گستاخیاں معاف ہوں	۱۹۹۹	ہم دل دے چکے صنم	محبوب	اسماعیل دربار	کمار سانو
چاند چھپا بادل میں شرما کے	۱۹۹۹	ہم دل دے چکے صنم	محبوب	اسماعیل دربار	ادت، الکا یاگنی
البیلا ساجن آیا ری	۱۹۹۹	ہم دل دے چکے صنم	محبوب	اسماعیل دربار	کویتا، شنکر، استاد سلطان خان
مجھے رات دن بس مجھے چاہتی ہو	۱۹۹۹	سنگھرش	سمیر	جتن للت	سونو نگم
پہلی پہلی بار بلیئے، دل گیا ہار	۱۹۹۹	سنگھرش	سمیر	جتن للت	سونو نگم
ناراض سویرا ہے ہر اور اندھیرا ہے	۱۹۹۹	سنگھرش	سمیر	جتن للت	کمار سانو
ہم بڑی دور چلیں آئے ہیں	۱۹۹۹	سنگھرش	سمیر	جتن للت	سونو نگم، کویتا
بانٹ رہا تھا جب خدا سارے جہاں	۱۹۹۹	بڑے دل والا	مجروح سلطانپوری	آدیش شیرو عایو	احسان
پہلی پہلی بار محبت کی ہے	۱۹۹۹	صرف تم	سمیر	آہاتھین	الکا یاگنی، کمار سانو
اے رات ذرا تھم تھم کے گزر	۱۹۹۹	یہ ہے ممبئی میری جان	سید گل ریز	پی لہری	کمار سانو
وہ پہلی بار جب ہم ملے	۱۹۹۹	پیار میں کبھی کبھی	وشال راج کوشل	وشال، شیراز، سمراٹ	شان
آ اب لوٹ چلیں	۱۹۹۹	آ اب لوٹ چلیں	سمیر	ندیم شیراون	الکا یاگنی، ادت نارائن

۲۰۰۰

تم دل کی دھڑکن میں رہتے ہو	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	ابھجیت ۔ الکا یاگنی
دل نے یہ کہا دل سے، محبت ہوگئی	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	ادت، الکا، کمار سانو
دلہے کا سہرا سہانہ لگتا، دلہن کا تو دل	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	نصرت فتح علی خان
اکثر اس دُنیا میں انجانے ملتے	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	الکا یاگنی، کورس
دو لفظوں میں لکھ دی مَیں نے اپنی	۲۰۰۰	ڈھائی اشکر پریم کے	سمیر	جتن للت	انو رادھا، بابل سپریئو
اک حسین لڑکی، اس کے گھر کی کھڑکی	۲۰۰۰	ڈھائی اشکر پریم کے	سمیر	جتن للت	انو رادھا، بابل سپریئو
کوئی تازہ ہوا من کو چھو گئی، مجھ کو	۲۰۰۰	ڈھائی اشکر پریم کے	سمیر	جتن للت	بابل سپریئو
ہے دیوانہ یہ عشق میرا	۲۰۰۰	ڈھائی اشکر پریم کے	سمیر	جتن للت	انو رادھا، بابل سپریئو
یہ سماں یہ نظارے ہو گئے ہیں ہم	۲۰۰۰	ڈھائی اشکر پریم کے	سمیر	جتن للت	انو رادھا، بابل سپریئو
ان پیاری باتوں میں انجانہ اقرار	۲۰۰۰	کہو ناں پیار ہے	ساون کمار	راجیش روشن	ادت نارائن، الکا
چاند ستارے پھول اور خوشبو یہ تو	۲۰۰۰	کہو ناں پیار ہے	وجے اکیلا	راجیش روشن	کمار سانو
اے میرے دل تو گائے جا	۲۰۰۰	کہو ناں پیار ہے	ساون کمار	راجیش روشن	نامعلوم
ہم کو ہمیں سے چرا لو، دل میں کہیں	۲۰۰۰	محبتیں	آنند بخشی	جتن للت	لتا ۔ ادت نارائن

آنکھیں کھلی ہوں یا ہوں بند	۲۰۰۰	محبتیں	آنند بخشی	جتن للت	لتا۔ ادت، ایشان، منوہر
زندہ رہتی ہیں اُن کی محبتیں	۲۰۰۰	محبتیں	آنند بخشی	جتن للت	لتا۔ ادت نارائن
اپن بولا تو میری لیلہ... یہ اس کا	۲۰۰۰	جوش	سمیر	انو ملک	ہیما سردیسی۔ شاہ رخ خان
ہر دل جو پیار کرے گا اسے ہنسا بھی	۲۰۰۰	ہر دل جو پیار کرے گا	سمیر	انو ملک	الکا یاگنی، ادت نارائن
قسمت سے تم ہم کو ملے	۲۰۰۰	پکار	جاوید اختر	اے آر رحمان	کویتا۔ سونو نگم
سنتا ہے میرا خدا	۲۰۰۰	پکار	جاوید اختر	اے آر رحمان	کویتا۔ سونو نگم
دلہے کا سہرا سہانا لگتا، دلہن کا	۲۰۰۰	دھڑکن	سمیر	ندیم شیرون	استاد نصرت فتح علی خان
کہو ناں پیار ہے	۲۰۰۰	کہو ناں پیار ہے	ابرہیم عاشق	راجیش روشن	الکا، ادت نارائن

۲۰۰۱

جو میری روح کو چین دے	۲۰۰۱	قصور	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔ ادت نارائن
دل میرا توڑ دیا اُس نے مَیں برا	۲۰۰۱	قصور	سمیر	ندیم شیرون	الکا۔ ادت نارائن
پنچھی ندیاں پون کے جھونکے	۲۰۰۱	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی۔ کمار سانو
میرے ہم سفر میرے پاس آ	۲۰۰۰	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی۔ سونو نگم
رات کی ہتھیلی پر چاند جگمگاتا ہے	۲۰۰۱	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	ادت نارائن
ایسا لگتا ہے جو نہ ہوا ہونے کو ہے	۲۰۰۱	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی۔ سونو نگم
تال پہ جب یہ زندگانی چلی ہم ہیں	۲۰۰۱	ریفو جی	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی۔ سونو
مَیں نکلا جی گڈی لے کے	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	اُدت نارائن
گھر آجا پردیسی کہ تیری میری اک	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	اُدت۔ الکا یاگنی
آن ملو سجنا، انکھیوں میں نہ آئے	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی (کلاسیکل گیت)	اُتم سنگھ	اجے چکر بوتی۔ پروین سلطانہ
اڈ جا کالے کوواں تیرے منہ وچ	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	اُدت۔ الکا
ساڈے تے ویڑے بوٹا انگور دا	۲۰۰۱	غدار، اِک پریم کتھا	آنند بخشی	اُتم سنگھ	پریتی اُتم
کبھی خوشی کبھی غم	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	سمیر	جتین للت	لتا منگیشکر
کبھی خوشی کبھی غم	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	سمیر	جتین للت	سونو نگم
بولے چوڑیاں بولے کنگنا، ہائے	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	سمیر	جتین للت	الکا۔ امیت۔ سونو نگم، ادت
سورج ہوا مدھم، چاند جلنے لگا	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	سمیر	جتین للت	الکا۔ سونو نگم
سے شاوا شاوا	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	سمیر	جتین للت	الکا۔ امیتابھ بچن، ادت
بنو کی سہیلی ریشم کی ڈوری	۲۰۰۱	کبھی خوشی کبھی غم	جاوید اختر	جتین للت	الکا۔ سونو نگم
تم اگر سامنے آ بھی جایا کرو، لازمی	۲۰۰۱	راز	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ادت نارائن

آپ کے پیار میں ہم سنورنے لگے	۲۰۰۱	راز	سمیر	ندیم شیرون	الکا یاگنی
اتنا مَیں چاہوں تجھے کوئی کسی کو نہ	۲۰۰۱	راز	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ادت نارائن
پیار سے پیار ہم اب تو کرنے لگے	۲۰۰۱	راز	سمیر	ندیم شیرون	ابھی جیت
اوری چھوری، مان بھی لے بات	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا، ادت، وسندرا داس
رادھا کیسے نہ جلے، آگ تن میں	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	ادت نارائن، الکا
آجارے، متواسن متوا، یہ دھرتی	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	لکا۔ادت، سکھ وندر، سرینواس
گھنن گھنن گھر آئے بدروا	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا، ادت، شان، سکھ ویندر
او پالن ہارے، تمرے بن ہمرا کونو	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	لتا۔ادت نارائن
کوئی ہم سے جیت نا پاوے	۲۰۰۱	لگان	جاوید اختر	اے آر رحمان	اے آر رحمان، سرینواس
مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا یاگنی
دھیمے دھیمے گاؤں ہولے ہولے گاؤں	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	کویتا کرشنا مورتی
میں البیلی، میں اکیلی، ہواؤں کی	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	کویتا کرشنا، سکھ
ویندر مہکی مہکی ہیں راہیں، بہکی بہکی	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	الکا یاگنی، ادت
نارائن چھوڑو ناں موری بیاں، سنیاں	۲۰۰۱	زبیدہ (کلاسیکی)	جاوید اختر	اے آر رحمان	رجھا
شرما پیارا سا گاؤں، گاؤں میں اک چھوٹا	۲۰۰۱	زبیدہ	جاوید اختر	اے آر رحمان	لتا منگیشکر
کہوناں پیار ہے	۲۰۰۰	کہوناں پیار ہے	ابراہیم عاشق	راجیش روشن	الکا، ادت نارائن
کوئی کہے کہتا رہے	۲۰۰۱	دل چاہتا ہے	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	کے کے، شان
جانے کیوں لوگ پیار کرتے ہیں	۲۰۰۱	دل چاہتا ہے	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	الکا یاگنی، ادت نارائن

۲۰۰۲

سلسلہ یہ چاہت کا نہ مَیں نے بجھنے دیا	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر	اسماعیل دربار	شریا گوشل
بیری پیا بڑا بے دردی، دل کا درد نہ	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر	اسماعیل دربار	ادت نارائن۔شریا گوشل
ڈولا رے ڈولا رے ڈولا، من ڈولا	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر	اسماعیل دربار	کویتا سبرامینم، شریا گوشل
ہم پہ یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا، خوشی	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر	اسماعیل دربار	شریا گوشل
ہمیشہ تم کو چاہا اور چاہا کچھ بھی نہیں	۲۰۰۲	دیوداس	سمیر	اسماعیل دربار	ادت نارائن۔کویتا
روٹھے یار نوں منالے یار، رب	۲۰۰۲	چوری چوری	امیر خسرو	ساجد واجد	عدنان سمیع
آپ مجھے اچھے لگنے لگے	۲۰۰۲	آپ مجھے اچھے لگنے لگے	نامعلوم	راجیش روشن	ابھی جیت، الکا
عشق سمندر دل دے اندر	۲۰۰۲	کانٹے	دیو کھولی رکی علی	آنند راج آنند	آنند راج، سونیدی چوہان
جب رہنے لگے وہ پرے یہ دل کیا	۲۰۰۲	کانٹے	دیو کھولی رکی علی	آنند راج آنند	کویتا، کمار سانو

یار منگیا سی رباتیتوں رو کے، کیڑی	۲۰۰۲	کانٹے	دیوکھولی رکّی علی	آنند راج آنند	سونو نگم
ماہی وے اسی کیہ کریئے قسمت	۲۰۰۲	کانٹے	دیوکھولی رکّی علی	آنند راج آنند	سکھ ویندر سنگھ، ریچھا
شرما چھائی ہیں مدہوشیاں، گستاخیاں ہیں	۲۰۰۲	آنکھیں	اندیور	آدیش سری واستو	وسندرا، آدیش سری واستو
کبھی بندھن چھڑا لیا کبھی دامن	۲۰۰۲	ہم تمہارے ہیں صنم	مایا گوبند	ساجد واجد، نکی لہری	سپنا اوستی، سونو نگم
ہم تمہارے ہیں تمہارے صنم	۲۰۰۲	ہم تمہارے ہیں صنم	مایا گوبند	ساجد واجد، نکی لہری	اوڑا، ادت نارائن
کھوئے کھوئے دن ہیں تنہا تنہا	۲۰۰۲	ہم تمہارے ہیں صنم	مایا گوبند	ساجد واجد، نکی لہری	انورادھا، سونو نگم
تاروں کا چمکتا گہنا ہو	۲۰۰۲	ہم تمہارے ہیں صنم	مایا گوبند	ساجد واجد، نکی لہری	ادت نارائن
ہم پیار ہیں تمہارے، دلدار ہیں	۲۰۰۲	ہاں میں نے بھی پیار کیا	سمیر	ندیم شیرون	الکا یاگنی، کمار سانو
زندگی کو بنا پیار کے کوئی کیسے	۲۰۰۲	ہاں میں نے بھی پیار کیا	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو، سریکا کپور
مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری	۲۰۰۲	ہاں میں نے بھی پیار کیا	سمیر	ندیم شیرون	ادت نارائن
آنکھ ہے بھری بھری اور تم مسکرا	۲۰۰۲	تم سے اچھا کون ہے	سمیر	ندیم شیرون	کمار سانو/الکا
آپ مجھے اچھے لگنے لگے	۲۰۰۲	آپ مجھے اچھے لگنے لگے	دیوکھولی، ابراہیم	راجیش روشن	ابھی جیت، الکا

۲۰۰۳

مَیں یہاں تو وہاں	۲۰۰۳	باغبان	سمیر	آدیش سری واستو	الکا۔ امیتابھ بچن
میری ملکھنا میری سوہنیے	۲۰۰۳	باغبان	سمیر	آدیش سری واستو	الکا۔ سودیش بھوسلے
پہلے کبھی نہ میرا حال ایسا ہوا، میری	۲۰۰۳	باغبان	سمیر	آدیش سری واستو	الکا، ادت نارائن
چلی چلی پھر عشق دی ہوا چلی	۲۰۰۳	باغبان	سمیر	آدیش سری واستو	الکا۔ امیتابھ بچن
باغوں کے ہر پھول کو سمجھے اپنا باغباں	۲۰۰۳	باغبان	سمیر	آدیش سری واستو	ریچھا شرما۔ امیتابھ بچن
لگن لاگی تم سے من کی لگن	۲۰۰۳	پاپ	امجد اسلام امجد	انو ملک	راحت فتح علی خان
گرج برس ساون گھر آیو	۲۰۰۳	پاپ	نامعلوم	انو ملک	علی عظمت
انتظار میری صبحوں کو تیری شاموں	۲۰۰۳	پاپ	سید قادری	انو ملک	انورادھا پوڈوال
سن اے میرے دل میرا	۲۰۰۳	پاپ	سید قادری	انو ملک	انورادھا پوڈوال
پیار ہم کو بھی ہے پیار تم کو بھی ہے	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	ابھجیت، الکا
تو بہ تمہارے یہ اشارے ہم تو دیوانے	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	ابھی جیت، الکا
سنوناں سنوناں، سن لوناں، ہم سفر مجھی	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	ابھی جیت
لائی وی نہ گئی تے نبھائی وی نہ گئی	۲۰۰۳	چلتے چلتے	جاوید اختر	جتن للت	سکھ ویندر سنگھ
آپ کو مجھ سے گلہ ہوتا نہ شکوہ ہوتا	۲۰۰۳	تہذیب	جاوید اختر	اے آر رحمان	سوجھاتا بھٹیاچاریہ

یہ دھوپ اِک سفر، چمکے تو ہے سحر	۲۰۰۳	دُھوپ	نامعلوم	للت سین	شریا گوشل
تری آنکھوں سے ہی جاگے سوئے ہم	۲۰۰۳	دُھوپ	نامعلوم	للت سین	شریا گوشل
جادو ہے نشہ ہے، مدہوشیاں ہیں	۲۰۰۳	جسم	سید قادری	ایم ایم کریم	شان، شریا گوشل
چلو تم کو لے کر چلیں ہم اُن	۲۰۰۳	جسم	سید قادری	ایم ایم کریم	شریا گوشل
مجھے جب تم ایسے چپکے چپکے دیکھتی	۲۰۰۳	کچھ نہ کہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	ادت، کویتا کرشنا موری
بات میری سنئے تو ذرا	۲۰۰۳	کچھ نہ کہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	مہالکشمی، شنکر مہا دیو
تمھیں آج جو میں نے دیکھا	۲۰۰۳	کچھ نہ کہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	بجھا تا بھٹیا چاریہ
وہ لڑکی بہت یاد آتی ہے	۲۰۰۳	قیامت	سمیر	ندیم شیرون	الکا، کمار سانو
پیار نہیں کرنا انتظار نہیں کرنا، حد	۲۰۰۳	قیامت	سمیر	ندیم شیرون	ابھی جیت، سادھنا
دل چرا لیا	۲۰۰۳	قیامت	سمیر	ندیم شیرون	ابھی جیت، کویتا کرشنا مورتی
کتنا پیارا پیارا ہے سماں، ہو گئے	۲۰۰۳	فٹ پاتھ	سمیر	ندیم شیرون	ابھی جیت، الکا
ساری رات تیری یاد مجھے آتی رہی	۲۰۰۳	فٹ پاتھ	سمیر	ندیم شیرون	الکا، ادت نارائن
اعتبار نہیں کرنا حد سے بھی تم کسی سے	۲۰۰۳	قیامت	سمیر	ندیم شیرون	ابھیجیت، سادھنا سرگم
تیرے بینا تیرے بینا	۳۰۰۳	خوشی	سمیر	انو ملک	شان، الکا یاگنی
کوئی مل گیا، خوابوں، خیالوں	۳۰۰۳	کوئی مل گیا	ابراہیم عاشق	راجیش روشن	چترا کے ایس، ادت نارائن

۲۰۰۴

تیرے لئے ہم ہیں جئے، ہونٹوں کو	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	لتا منگیشکر۔ روپ کمار راٹھو
جانم دیکھ لو مٹ گئیں دوریاں، مَیں	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی (مدن موہن)	اُدت نارائن
دھرتی سنہری، امبر نیلا، ہر موسم رنگیلا	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	ادت، گورداس، لتا
دو پل کی تھی یہ دلوں کی داستاں	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	لتا۔ سونو نگم
آیا تیرے پر دیوانہ (قوالی)	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	مدن موہن	محمد حسین، جاوید حسین، احمد
تیرے قربان جاواں، تیری مرضی	۲۰۰۴	ویرزارا	جاوید اختر	سنجیو کھولی	لتا۔ جگجیت سنگھ
کل ہو نہ ہو	۲۰۰۴	کل ہو نہ ہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	الکا، رِتچھا، سونو نگم
ہر گھڑی بدل رہی ہے دھوپ زندگی	۲۰۰۴	کل ہو نہ ہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	سونو نگم
ماہی وے ماہی وے	۲۰۰۴	کل ہو نہ ہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	سدھانہ، سونو،
شنکر، بجھاتا میں نے جسے ابھی ابھی	۲۰۰۴	کل ہو نہ ہو	جاوید اختر	شنکر احسان لوئے	شنکر مہا دیو، روی
رگز بھیگے ہونٹ تیرے، میرے	۲۰۰۴	مرڈر	سید قادری	انو ملک	کونل گنجا والا دل
کو ہزرا بار روکا ٹوکا	۲۰۰۴	مرڈر	راحت اندوری	انو ملک	علی شاہ چنائے

کہونہ کہو، یہ آنکھیں بولتی ہیں	۲۰۰۴	مرڈر	راحت اندوری	انو ملک	عامر جمال
تمہیں جومَیں نے دیکھا تمہیں جو	۲۰۰۴	مَیں ہوں ناں	جاوید اختر	انو ملک	ابھی جیت، شریا گوشل
تم سے مل کے دل کا ہے یہ حال کیا	۲۰۰۴	مَیں ہوں ناں	جاوید اختر	انو ملک	صابری برادرز، سونو نگم
تمہیں جومَیں نے دیکھا تمہیں جو	۲۰۰۴	مَیں ہوں ناں	جاوید اختر	انو ملک	ابھی جیت، شریا گوشل
مَیں ہوں ناں	۲۰۰۴	مَیں ہوں ناں	جاوید اختر	انو ملک	سونو نگم، شریا گوشل

۲۰۰۵

کجرارے تیرے کارے کارے	۲۰۰۵	بنٹی اور ببلی	گلزار	شنکر احسان لوئے	علی شاہ، شنکر مہادیو
نچ بلیئے	۲۰۰۵	بنٹی اور ببلی	گلزار	شنکر احسان لوئے	شنکر مہا۔سومیا۔لوئے منڈونسا
لگا لگا لگا رے، پریم روگ	۲۰۰۵	مَیں نے پیار کیوں کیا	سمیر	ہمیش رہشامیا	الکا، کمال خان
عشق چنریا اوڑھ کے دل میں آنا	۲۰۰۵	مَیں نے پیار کیوں کیا	سمیر	ہمیش رہشامیا	الکا، ادت نارائن
دھیرے جلنا دھیرے جلنا	۲۰۰۵	پہیلی	گلزار	ایم ایم کریم	سونو نگم، شریا گوشل
گنگنا رے گنگنا رے	۲۰۰۵	پہیلی	گلزار	ایم ایم کریم	ونو نگم، شریا گوشل
منت کرے نامانیو، پائیاں پڑے	۲۰۰۵	پہیلی	گلزار	ایم ایم کریم	سونو نگم، شریا گوشل
پھر رات کٹی اور دن نکلا	۲۰۰۵	پہیلی	گلزار	ایم ایم کریم	سکھ ویندر، سویندی چوہان
لاگا رے جل لاگا، برسا رے	۲۰۰۵	پہیلی	گلزار	ایم ایم کریم	شریا گوشل، بیلا، مہادیشری
پیا ہو	۲۰۰۵	واٹر	نامعلوم	اے آر رحمان	ریچھا شرما، سکھ ویندر سنگھ
آیوری سکھی	۲۰۰۵	واٹر	نامعلوم	اے آر رحمان	سکھ ویندر سنگھ، سادھنا سرگم
نیناں نیر بہائے	۲۰۰۵	واٹر	نامعلوم	اے آر رحمان	سکھ ویندر سنگھ، سادھنا سرگم
موہے شام رنگ دے	۲۰۰۵	واٹر	نامعلوم	اے آر رحمان	رقیب عالم، سورجو بھٹیا چاریہ
آئے گا آئے گا وہ دن آئے گا	۲۰۰۵	کسنا	جاوید اختر	اسماعیل دربار	سکھ ویندر، عائشا، اسماعیل
تو اتنی پگلی کیوں ہے	۲۰۰۵	کسنا	جاوید اختر	اسماعیل دربار	الکا یاگنی، ادت نارائن
کاہے اجاڑی موری نیند او کسنا	۲۰۰۵	کسنا	جاوید اختر	اسماعیل دربار	استاد راشد خان
وہ کسنا ہے	۲۰۰۵	کسنا	جاوید اختر	اسماعیل دربار	عایشہ، اسماعیل، بجھاتا، سکھ
ویندر گا تو ایسی دھن میں گا	۲۰۰۵	کسنا	جاوید اختر	اسماعیل دربار	اسماعیل، عائشہ، کیلاش، سلامت، بجھاتا
ٹوٹ گیا دل ٹوٹ گیا، سانسوں	۲۰۰۵	وقت	نامعلوم	انو ملک	کیلاش کھیر
صبح ہوگی شام ہوگی دن گزرتے	۲۰۰۵	وقت	نامعلوم	انو ملک	ادت، الکا
چاہتوں کا یہ سلسلہ	۲۰۰۵	شبد	ارشاد کامل	وشال، شیکھر	ادت نارائن
غنچہ کوئی میرے نام کردیا	۲۰۰۵	مَیں میری پتنی اور وہ	نامعلوم	محیط چوہان	محیط چوہان

آ کے بھرلو بازووں میں جان میری	۲۰۰۵	لکی	نامعلوم	عدنان سمیع	ادت، انورادھا
سن ذرا سوہنے آج خاموشیوں سے	۲۰۰۵	لکی	سمیر	عدنان سمیع	سونونگم
لکی لپس	۲۰۰۵	لکی	سمیر	عدنان سمیع	آشا بھونسلے
چوری چوری چپکے سے آ کے میری	۲۰۰۵	لکی	سمیر	عدنان سمیع	سونونگم، الکا
شاید یہی تو پیار ہے	۲۰۰۵	لکی	سمیر	عدنان سمیع	لتا، عدنان، شریا گوشل
ہم دیوانے یوں ملیں ہیں پیار کی	۲۰۰۵	لکی	سمیر	عدنان سمیع	انورادھا، سونونگم
سلام نمستے	۲۰۰۵	سلام نمستے	جے دیپ سہانی	وشال اینڈ شیکھر	وسندھرا، کونل
مائی دل گوز، ام ام	۲۰۰۵	سلام نمستے	جے دیپ سہانی	وشال اینڈ شیکھر	شان، گیاتری

۲۰۰۶

اب جو کیے ہو داتا، ایسا نہ کی جیو	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	ریچا شرما
اِک ٹوٹے ہوئے دل کی آواز	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
سلام، تمہاری محفل میں آ گئے ہیں	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
تم جو پاس آ گئے ....تم بھی پہلے پہل	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
دیکھا ہمیں کچھ ایسے کہ بہکا دیا	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی، سونونگم
جھوٹے الزام میری جان لگایا نہ کرو	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
مَیں نہ مل سکوں جو تم سے	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
پوچھ رہے ہیں پوچھنے والے لیکن	۲۰۰۶	امراؤ جان	جاوید اختر	انو ملک	الکا یاگنی
چاند سفارش جو کرتا ہماری	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتین للت	شان، کیلاش کھیر
یہ سازش ہے بوندوں کی، کوئی	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتین للت	سونونگم۔ سندی چوہان
میرے ہاتھ میں تیرا ہاتھ ہو، ساری	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتین للت	سونونگم۔ سندی چوہان
چندا چمکے، چم چم چمکے	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتین للت	بابل سپریو، مہالکشمی
یہاں ہر قدم قدم پہ دھرتی بدلے	۲۰۰۶	فنا	پرسون جوشی	جتین للت	مہالکشمی
بے بسی درد کا عالم، تم مجھے دے دو	۲۰۰۶	بابل	سمیر	آدیش سری وستو	کونل گنجاولہ
گا رے من پیا پیا، ہر نظر ہے کب	۲۰۰۶	بابل	سمیر	آدیش سری وستو	الکا، کویتا۔ امیتابھ بچن
کہتا ہے بابل او میری بٹیا	۲۰۰۶	بابل	سمیر	آدیش سری وستو	جگجیت سنگھ
باوری پیا کی (کلاسیکل)	۲۰۰۶	بابل	سمیر	آدیش سری وستو	سونونگم
بیڑی جلائی لے جگر سے پیا، جگر	۲۰۰۶	اومکارا	جاوید اختر	وشال بھردواج	سکھوندر، سونیدی
چوہان نینوں کی مت سنیو رے	۲۰۰۶	اومکارا	جاوید اختر	وشال بھردواج	راحت فتح علی خان

نمک عشق کا	۲۰۰۶	اوم کارا	جاوید اختر	وشال بھردواج	ریکھا بھردواج
مجھے حق ہے، تجھ کو جی بھر کے مَیں	۲۰۰۶	ویواہ	راویندر جین	راویندر جین	ادت ۔ شریا گوشل
اے جی او جی ہم نہ کہیں گے	۲۰۰۶	ویواہ	راویندر جین	راویندر جین	شریا گوشل، پامیلا جین

۲۰۰۷

جب سے تیرے نیناں میرے	۲۰۰۷	ساوریا	سمیر	مونٹی شرما	شان
جھوم برابر جھوم	۲۰۰۷	جھوم برابر جھوم	گلزار	شنکر مہادیو، احسان لوئے	شنکر مہادیون
ٹکٹ ٹو ہالی وڈ	۲۰۰۷	جھوم برابر جھوم	گلزار	شنکر مہادیو، احسان لوئے	علی شاہ، نیرج
دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور کے	۲۰۰۷	جھوم برابر جھوم	گلزار	شنکر مہادیو، احسان لوئے	راحت فتح علی ۔ مہالکشمی
او رے پیا، اُڑنے لگا کیوں	۲۰۰۷	نچ لے	نامعلوم	سلیم سلیمان	راحت فتح علی خان
آ جا نچ لے نچ لے میرا یار	۲۰۰۷	نچ لے	نامعلوم	سلیم سلیمان	سونیدی چوہان
تیری خوبیاں، لوٹ لیں گی ہمیں	۲۰۰۷	نچ لے	نامعلوم	سلیم سلیمان	ریچھا شرما، کیلاش، سلیم مرچنٹ
شام سویرے ہن موجاں ای موجاں	۲۰۰۷	جب وی مٹ	ارشد سمیر	پریتم	میکا سنگھ
تم سی ہی ہر گھڑی سانس آتی ہے	۲۰۰۷	جب وی مٹ	ارشد سمیر	پریتم	مویت چوہان
یہ عشق ہائے بیٹھے بیٹھائے	۲۰۰۷	جب وی مٹ	ارشد سمیر	پریتم	شریا گوشل
نگارا بجا، اُس کے روپ سے قتل	۲۰۰۷	جب وی مٹ	ارشد سمیر	پریتم	سونو نگم، جاوید علی
آؤ گے جب تم ساجنا انگنا پھول	۲۰۰۷	جب وی مٹ	ارشد سمیر	پریتم	استاد سلطان خان، شان
دوپٹہ تیرا نو رنگ دا	۲۰۰۷	پارٹنر	شبیر احمد	ساجد واجد	سونو نگم، شریا گوشل، کونل
سوہنی دے نخرے سوہنے لگدے	۲۰۰۷	پارٹنر	شبیر احمد	ساجد واجد	سنیا، ساجد، لابھ
جنجو عمہاریہ ماریہ	۲۰۰۷	پارٹنر	شبیر احمد	ساجد واجد	سونو نگم، سونیدی، ساجد
اک اوچا لمبا قد، دوجا سوہنی این	۲۰۰۷	ویل کم	سمیر/صابر احمد	آنند راج آنند	آنند راج آنند
مَیں اگر کہوں تم سا حسین کائنات	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	ونو نگم، شریا گوشل
آنکھوں میں تیری عجب سی عجب سی	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	کے کے
بس دیوانگی دیوانگی دیوانگی، نہ کوئی	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	سونیدی، شریا گوشل، شان
چک دے ہو چک دے انڈیا	۲۰۰۷	چک دے انڈیا	جے دیپ سہانی	سلیم سلیمان	سکھ ویندر، سلیم مرچنٹ
بادل پہ پاؤں ہے	۲۰۰۷	چک دے انڈیا	جے دیپ سہانی	سلیم سلیمان	سکھ ویندر، سلیم مرچنٹ
آنکھوں میں تیری عجب سی ادائیں	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	کیرن کھیر
دل میں میرے ہے درد ڈسکو	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	سکھ ویندر، نیشا
دیوانگی دیوانگی دیوانگی ہے	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	سکھ ویندر، نیشا

جگ سونا سونا لاگے	۲۰۰۷	اوم شانتی اوم	جاوید اختر	وشال اور شیکھر	راحت فتح علی، ریچھا شرما
اوم شانتی اوم	۲۰۰۷	چک دے انڈیا	جے دیپ سہانی	سلیم سلیمان	شان، جیکی وی

۲۰۰۸

خواجہ میرے خواجہ، آ دل میں سما جا	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	اے آر رحمان
من موہنا، تم بن پاؤں کیسے چین	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	بیلا سیندی
عظیم الشان شہنشاہ	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	بونی چکروتی، محمد اسلم
جشن بہاراں	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	اے آر رحمان
ان لمحوں کے دامن میں	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	مدھوشری، سونو نگم
خواجہ میرے خواجہ	۲۰۰۸	جودھا اکبر	جاوید اختر	اے آر رحمان	بونی چکروتی
ہولے ہولے ہو جائے گا پیار چھلیا	۲۰۰۸	رب نے بنا دی جوڑی	جئے دیپ سہانی	روپ کمار راٹھور	سکھ ویندر سنگھ
تجھ میں رب دکھتا ہے یارا میں	۲۰۰۸	رب نے بنا دی جوڑی	جئے دیپ سہانی	روپ کمار راٹھور	سکھ ویندر سنگھ
کبھی کبھی آدتی زندگی میں کوئی	۲۰۰۸	جانے تو یا جانے نا	عباس ٹائر والا	اے آر رحمان	راشد علی
پپو کین ڈانس سالا	۲۰۰۸	جانے تو یا جانے نا	عباس ٹائر والا	اے آر رحمان	انو پما، اسلم، نارلیش
نظریں چرانا نظریں ملانا	۲۰۰۸	جانے تو یا جانے نا	عباس ٹائر والا	اے آر رحمان	انو پما، اسلم، نارلیش
فلک تک چل ساتھ میرے	۲۰۰۸	تشان	وشال ددلانی	وشال شیکھر	اُدت، مہالکشمی
آ کر سجدے میں یونہی جھکتا ہوں	۲۰۰۸	بچنا اے حسینوں	انویتا دت/مجروح سلطان	وشال شیکھر	کیلاش کھیر، شلپھا راؤ
جوگی ماہی، سنو اک تھی کانچ کی گڑیا	۲۰۰۸	بچنا اے حسینوں	انویتا دت/مجروح سلطان	وشال شیکھر	سکھ ویندر، شکھیر، ہمانی
تیری اور تیری اور	۲۰۰۸	سنگھ از کنگ	جاوید اختر	پریتم	راحت فتح علی، شریا گوشل جی
کردا بھئی جی کردا، تینوں کول	۲۰۰۸	سنگھ از کنگ	جاوید اختر	پریتم	سوزی، لبھا جنجوعہ

۲۰۰۹

سریلی انکھیوں والے سنا ہے تیری	۲۰۰۹	ویر	گلزار	ساجد واجد	راحت فتح علی، سوزانے
دبی دبی سانسوں میں سنا تھا میں	۲۰۰۹	ویر	گلزار	ساجد واجد	روپ کمار راٹھور، شریا گوشل
اَج دن چڑھیا تیرے رنگ ورگا	۲۰۰۹	لو آج کل	ارشد کمال	جستن	راحت فتح علی خان
یہ دوریاں، ان راہوں کی دوریاں	۲۰۰۹	لو آج کل	ارشد کمال	جستن	محیط چوہان
تیرا ہونے لگتا ہوں	۲۰۰۹	عجب پریم کی غصب کہانی	ارشد کامل	پریتم	عاطف اسلم، علی شاہ
تُو جانے نا	۲۰۰۹	عجب پریم کی غصب کہانی	ارشد کامل	پریتم	عاطف اسلم
کمبخت عشق	۲۰۰۹	کمبخت عشق	انویتا دت گپتا	سلیم مرچینٹ	سویندی، کے کے

لکھ لکھ نخرے رہن دے، او صدلی	۲۰۰۹	کمبخت عشق	انویتا دت گپتا	سلیم مرچینٹ	سوینِدی، کے کے
جے ہو	۲۰۰۹	سلم ڈاگ کروڑ پتی	نامعلوم	اے آر رحمان	ایس آئی ڈی ایچ
یو، نام ہے سدھو	۲۰۰۹	چاندنی چوک ٹو چائنا	نامعلوم	بپی لہری	کیلاش کھیر
فقیرانہ ہو کے	۲۰۰۹	بلیو	نامعلوم	اے آر رحمان	شریا گوشل، وجے پرکاش
ربا کس دا توں کیا لاگے، لوٹو ٹے	۲۰۰۹	مَیں اور مسز کھنہ	نامعلوم	ساجد واجد	راحت فتح علی خان

۲۰۱۰

تیرے مست مست دو نین، میرے	۲۰۱۰	دبنگ	جلیس شروانی رفیض انور	للت پنڈت	راحت فتح علی خان
منی بدنام ہوئی ڈارلنگ تیرے	۲۰۱۰	دبنگ	جلیس شروانی رفیض انور	للت پنڈت	ممتا شرما
گول مال	۲۰۱۰	گول مال	کمار	پریتم	کیلاش کھیر، مونالی، انوکشا
اپنا ہر دن	۲۰۱۰	گول مال	کمار	پریتم	شان، انوکشا من چندا
یاد آ رہا ہے تیرا پیار	۲۰۱۰	گول مال	کمار	پریتم	شان، انوکشا من
سجدہ میرا سجدہ، مَیں رہوں نہ رہوں	۲۰۱۰	مائی نیم از خان	نرنجن اینگر	شنکر احسان لوئے	راحت، ریچھا شرما، شنکر مہادیو
نور خدا	۲۰۱۰	مائی نیم از خان	نرنجن اینگر	شنکر احسان لوئے	عدنان سمیع، شنکر مہادیو
تیرے نیناں، تیرے نیناں رے	۲۰۱۰	مائی نیم از خان	نرنجن اینگر	شنکر احسان لوئے	شفقت امانت علی
اللہ ہی رحم، مولا ہی رحم	۲۰۱۰	مائی نیم از خان	نرنجن اینگر	شنکر احسان لوئے	راشد خان
شیلا کی جوانی	۲۰۱۰	تیس مار خان	انویتا دت گپتا	شیریش کندر روشال شیکھر	سوینِدی چوہان
تیس مار خان	۲۰۱۰	تیس مار خان	انویتا دت گپتا	شیریش کندر روشال شیکھر	سونو نگم
واللہ رے واللہ	۲۰۱۰	تیس مار خان	انویتا دت گپتا	شیریش کندر روشال شیکھر	شریا، شیکھر، ربیہ حسن،
کمال بڑے دل والا	۲۰۱۰	تیس مار خان	انویتا دت گپتا	شیریش کندر روشال شیکھر	سکھ وِیندر، شریا گوشل
او گرل یو آر مائن	۲۰۱۰	ہاوس فل	سمیر، امیتا بھٹ چاریہ	شنکر احسان لوئے	لوئے، الیاسا منڈوسا، تارون ساگر
آپ کا کیا ہوگا جناب عالی	۲۰۱۰	ہاوس فل	سمیر، امیتا بھٹ چاریہ	شنکر احسان لوئے	سونیدی چوہان، شنکر مہادیو، ساجد
آئی ڈونٹ نو وٹ ٹو ڈو	۲۰۱۰	ہاوس فل	سمیر، امیتا بھٹ چاریہ	شنکر احسان لوئے	ونیدی چوہان، شبیر کمار
الو دا پٹھا	۲۰۱۰	تیرے بن لادن	نامعلوم	شنکر احسان لوئے	شنکر مہادیون، علی ظفر
جب ملا تو	۲۰۱۰	آئی ہیٹ لو سٹوری	کمار/انویتا دتا گپتا	وشال شیکھر	وشال ڈڈلانی
بن تیرے کوئی خلش ہے ہواؤں	۲۰۱۰	آئی ہیٹ لو سٹوری	کمار/انویتا دتا گپتا	وشال شیکھر	شفقت امانت علی، سونیدی چوہان
بہارا بہارا ہوا دل پہلی بار ہے	۲۰۱۰	آئی ہیٹ لو سٹوری	کمار/انویتا دتا گپتا	وشال شیکھر	شریا گوشل، سونا مہاپترا

بہارا بہارا ہوا دل پہلی بار ہے	۲۰۱۰	آئی ہیٹ لوسٹوری	کمار/انویتا دتا گپتا	وشال شیکھر	راحت فتح علی خان
انجانہ انجانی کی کہانی	۲۰۱۰	انجانہ انجانی	ارشد کمال،کوثر منیر	وشال شیکھر	مونالی ٹھاکر، نکھیل داسوزا
حیرت ہے حیرت ہے	۲۰۱۰	انجانہ انجانی	ارشد کمال،کوثر منیر	وشال شیکھر	لکی علی
آس پاس ہے خدا	۲۰۱۰	انجانہ انجانی	ارشد کمال،کوثر منیر	وشال شیکھر	راحت فتح علی خان
تجھے بھلا دیا پھر	۲۰۱۰	انجانہ انجانی	ارشد کمال،کوثر منیر	وشال شیکھر	محیط چوہان، شیکھر روجینی

۲۰۱۱

ٹنکو جیا پل پل نہ مانے ٹنکو جیا، عشق کا	۲۰۱۱	یملا پگلا دیوانہ	انو ملک	انو ملک	ممتا شرما، جاوید علی
چڑھا دے رنگ	۲۰۱۱	یملا پگلا دیوانہ	نعمان جاوید	نعمان جاوید	ممتا شرما، جاوید علی
میری چمکی مست جوانی	۲۰۱۱	یملا پگلا دیوانہ	انو ملک	انو ملک	دلیر مہدی
جٹ یملا پگلا دیوانہ	۲۰۱۱	یملا پگلا دیوانہ	آنند بخشی	پری لال	نندی کور، سونو نگم
عادت ہے وہ	۲۰۱۱	پٹیالہ ہاؤس	انویتا دت گپتا	شنکر مہادیون	وشال ڈڈلانی
کیوں میں جاگوں	۲۰۱۱	پٹیالہ ہاؤس	انویتا دت گپتا	شنکر مہادیون	شفقت امانت
علی لانگ دا لشکارا	۲۰۱۱	پٹیالہ ہاؤس	انویتا دت گپتا	شنکر مہادیون	ہارڈ کور، مہالکشمی
ابھی کچھ دنوں سے	۲۰۱۱	دل تو بچہ ہے	نیلاش مسرا	پرتیم چکرابورٹی	محیط چوہان
تیرے بن میں دیکھوں نہ	۲۰۱۱	دل تو بچہ ہے	کمار	پرتیم چکرابورٹی	سونو نگم
تو خواب ہے یا کوئی جادوگری	۲۰۱۱	دل تو بچہ ہے	سنجے چھل	پرتیم چکرابورٹی	کونل گنج والا
یہ دل ہے نخرے والا	۲۰۱۱	دل تو بچہ ہے	نیلاش مسرا	پرتیم چکرابورٹی	انترا امترا
ہائے ڈارلنگ، آنکھوں سے	۲۰۱۱	سات خون معاف	گلزار	وشال بھردواج	ریکھا بھردواج، اوشا
او ماما کا نچے مارے	۲۰۱۱	سات خون معاف	گلزار	وشال بھردواج	کیلاش کھیر
بے کراں ہے بیکراں آنکھیں بند	۲۰۱۱	سات خون معاف	گلزار	وشال بھردواج	وشال بھردواج
دل دربدر	۲۰۱۱	یہ سالی زندگی	سوننند ن کرکرے	نیشت خان	شلپا راو، جاوید علی
یہ سالی زندگی	۲۰۱۱	یہ سالی زندگی	سوننند ن کرکرے	نیشت خان	سونیدی شل چھا، جاوید علی
عشق تیرے جلوے ہر پہر دل میں	۲۰۱۱	یہ سالی زندگی	سوننند ن کرکرے	نیشت خان	شلپا راو، جاوید علی
کیسے کہیں الوداع	۲۰۱۱	یہ سالی زندگی	سوننند ن کرکرے	نیشت خان	جاوید علی

ضمیمہ ۔ ۲

پاکستانی فلمی گیتوں کی فہرست

۱۹۴۸

ہمیں چھوڑ نہ جانا جی، مکھ	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	آشا پھوسلے
دُکھ کی ماری، برسوں اپنے بھاگ	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	آشا پھوسلے
مَیں تتلی بن کے آئی، جوبن	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	آشا پھوسلے
چھلکی جوانی ہائے جیا میرا ڈولے	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	ن۔م
محبت کا مارا چلا جا رہا ہے	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	ن۔م
بول بولری، او بولری، دوپہریا میں	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	علی بخش ظہور
کیا آئی ہے یاد سہانی، من کرے	۱۹۴۸	تیری یاد	تنویر نقوی، قتیل شفائی، سیف الدین سیف	عنایت علی ناتھ	ن۔م

۱۹۴۹

جوستم بھی ٹوٹا ہے دیکھ لیتا ہے	۱۹۴۹	شہیدا	نامعلوم	غلام حیدر	منور سلطانہ
اس جہاں میں کیا غریبوں کا خدا	۱۹۴۹	شہیدا	ن۔م	غلام حیدر	منور سلطانہ
مینوں رب دی سوں تیرے نال	۱۹۴۹	پھیرے	بابا سیاہ عالم پوش	جی اے چشتی	منور سلطانہ
انکھیاں لاویں ناں تے دل پر	۱۹۴۹	پھیرے	بابا سیاہ عالم پوش	جی اے چشتی	منور سلطانہ

۱۹۵۰

معلوم نہیں کب ہو میرے غم کا	۱۹۵۰	دو آنسو	طالب بدایونی، ساغر صدیقی، حزیں قادری	مبارک علی خان	زینت بیگم
کیوں ہنس رہی ہے دُنیا سن کر	۱۹۵۰	دو آنسو	طالب بدایونی، ساغر صدیقی، حزیں قادری	مبارک علی خان	زینت بیگم
کوئی اپنی نشانی لے گیا دل دے گیا	۱۹۵۰	دو آنسو	طالب بدایونی، ساغر صدیقی، حزیں قادری	مبارک علی خان	زینت بیگم
دل کو لگا کے کہیں بھول نہ جانا	۱۹۵۰	بے قرار	ن۔م	ماسٹر غلام حیدر	منور سلطانہ، ظہور علی بخش
او پردیسیا بھول نہ جانا	۱۹۵۰	بے قرار	ن۔م	ماسٹر غلام حیدر	منور سلطانہ
تریکاں بھگتن گے تیرے ماں پے	۱۹۵۰	لارے	نامعلوم	جی اے چشتی	منور سلطانہ، عنایت حسین بھٹی
نیوں نہیں لانا اوے نیوں نہیں لانا	۱۹۵۰	لارے	ن۔م	جی اے چشتی	منور سلطانہ، عنایت حسین بھٹی
وے میں بول بول تھکی	۱۹۵۰	لارے	ن۔م	جی اے چشتی	منور سلطانہ، عنایت حسین بھٹی

سجناوے تینوں انج نہیں سی چائی	۱۹۵۰	لارے	ن۔م	جی اے چشتی	منور سلطانہ،عنایت حسین بھٹی

۱۹۵۱

تیرے مکھڑے دا کالا کالا تل وے	۱۹۵۱	چن وے	ایف ڈی شریف	فیروز نظامی	نور جہاں
چن دیا ٹوٹیا وے دلاں دیا کھوٹیا	۱۹۵۱	چن وے	ایف ڈی شریف	فیروز نظامی	نور جہاں
چنگا بنایا ای سانوں کھڈونا	۱۹۵۱	چن وے	ایف ڈی شریف	فیروز نظامی	نور جہاں
چ جا منڈیا موڑ توں	۱۹۵۱	چن وے	استاد دامن	فیروز نظامی	نور جہاں
تیرے لانگ دا پیا لشکارا	۱۹۵۱	چن وے	ایف ڈی شریف	فیروز نظامی	نور جہاں
لمیاں منزلاں،دل دُور کنارا	۱۹۵۱	چن وے	ایف ڈی شریف	فیروز نظامی	نور جہاں

۱۹۵۲

چاندنی راتیں سب جگ سوئے	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
تم زندگی کو غم کا فسانہ بنا گئے	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
جگر کی آگ سے اس دل کو جلتا	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
بات ہی بات میں چاندنی رات	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
مَیں بن پتنگ اُڑ جاوں،ہوا کے	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
میرے من کے راجہ آجا صورتیا	۱۹۵۲	دوپٹہ	مشیر کاظمی	فیروز نظامی	نور جہاں
لو چل دیئے وہ ہم کو تسلی دیئے بغیر	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
اے رات ذرا تھم تھم کے گز	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
بچپن کی یادگارو مَیں تم کو ڈھونڈتی	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں
سکھی رے ناہیں آئے سانوریا	۱۹۵۲	گلنار	قتیل شفائی	غلام حیدر	نور جہاں

۱۹۵۴

پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے تو	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	اقبال بانو
چاندنی کی اک جھنکار پر کوئی بک	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین
جیا جلے اور دھواں نہ ہووئے	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین
آنکھیں ملا کے پیار کی	۱۹۵۴	گمنام	سیف الدین سیف	عنایت حسین	کوثر پروین

۱۹۵۵

لگادی آگ کیوں مالک میرے	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین
راج دلارے تو ہے دل میں بسوں	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین
زندگی سے پیار بھرے کوئی گیت	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین
میرا پیار ڈگمگ ڈولے	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین
گھونگھٹ کی اوٹ گوری بالم کو	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین
تقدیر کے مالک دیکھ ذرا	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	کوثر پروین، سلیم رضا
ون، ٹو تھری، فور، مل کر لگاؤ زور	۱۹۵۵	نوکر	قتیل شفائی	جی اے چشتی	منور سلطانہ
اُلفت کی نئی منزل کو چلا دل توڑنے	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	اقبال بانو
آتے ہو یاد بار بار کیسے تمہیں	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
او مینا نا جانے کیا ہو گیا کہاں دل	۱۹۵۵	قاتل	قتیل شفائی	عنایت حسین	کوثر پروین

۱۹۵۶

چھن چھن ناچوں گی گن گن گاوں گی	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
جس دن سے پیا دل لے گئے دُکھ	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
چاند ہنسے دُنیا بسے روئے میرا پیار	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
او جانے والے رے ٹھہرو ذرا رُک	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
آ بھی جا، دیکھ آ کر ذرا، مجھ پہ گزری	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
غصب کیا تیرے وعدے پر اعتبار کیا	۱۹۵۶	انتظار	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
نظر ملتے ہی دل کی بات کا	۱۹۵۶	شکار	ن-م	اصغر علی ایم حسین	مہدی حسن
تیری اُلفت میں صنم دل نے بہت	۱۹۵۶	سرفروش	طفیل ہوشیار پوری	رشید عطرے	زبیدہ خانم
اے چاند اُن سے جا کر میرا سلام کہنا	۱۹۵۶	سرفروش	طفیل ہوشیار پوری	رشید عطرے	زبیدہ خانم
میرا نشانہ دیکھے زمانہ تیر پہ تیر چلاوں	۱۹۵۶	سرفروش	طفیل ہوشیار پوری	رشید عطرے	زبیدہ خانم
وہ خواب سہانا ٹوٹ گیا، اُمید گئی	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
چندا کی نگری سے آجا ری نندیا	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
آ حال دیکھ لے میرا دل میں پیار	۱۹۵۶	لخت جگر	مشیر کاظمی	جی اے چشتی	نور جہاں
آہیں تڑپ رہی ہیں آنسو نکل رہے	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
آج ہم بے آسروں کا آسرا کوئی	۱۹۵۶	لخت جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں

چندا رے چندا میرے دامن کو	۱۹۵۶	لختِ جگر	سیف الدین سیف	جی اے چشتی	نور جہاں
نینوں کی نگری میں آ جا رے آ جا	۱۹۵۶	حمیدہ	نامعلوم	صفدر حسین	زبیدہ خانم
بن کے دلہن لہراؤں گی گھونگھٹ میں	۱۹۵۶	حمیدہ	ن۔م	صفدر حسین	زبیدہ خانم
گاڑی کو چلانا بابو ذرا ہلکے ہلکے ہلکے	۱۹۵۶	انوکھی	ن۔م	تمار برن	زبیدہ خانم
جیون کے سفر میں راہی جب مل کے	۱۹۵۶	انوکھی	ن۔م	تمار برن	زبیدہ خانم
تیرے محلوں کی چھاؤں میں قرار اپنا	۱۹۵۶	حاتم	ن۔م	صفدر حسین	سلیم رضا
پریشاں چاندنی ہے چاند ترے	۱۹۵۶	مرزا صاحباں	ن۔م	خواجہ خورشید انور	سلیم رضا

۱۹۵۷

آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نا ہیں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
قرار لوٹنے والے قرار کو ترسے	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	منیر حسین
گھونگھٹ اٹھاؤں کہ گھونگھٹ	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	زبیدہ خانم
یارو مجھے معاف رکھو میں نشے میں	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	سلیم رضا
ستم گر مجھے بے وفا جانتا ہے	۱۹۵۷	سات لاکھ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	کوثر پروین
پریشاں رات ساری ہے ستارو تم تو	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
بادِ صبا اے بادِ صبا اک درد بھرا پیغام	۱۹۵۷	عشق لیلہ	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
لیلیٰ لیلیٰ لیلیٰ، شہرِ خوباں لیلیٰ	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
چاند تکے چھپ چھپ کے اُونچی	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	سلیم رضا، زبیدہ خانم
اُداس ہے دل نظر پریشاں قرار بن	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	سلیم رضا
چاند سی اُن کی جبیں تاروں سے	۱۹۵۷	عشق لیلہ	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
اک ہلکی ہلکی آہٹ ہے اک مہکا	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
جگر چھلنی ہے دل گھبرا رہا ہے	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	عنایت حسین بھٹی
نکل کر تری محفل سے یہ دیوانے	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	عنایت حسین بھٹی
کس کو سنائیں غم کی کہانی ہائے	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
ہائے کس بات پہ تقدیر خفا ہے ہم	۱۹۵۷	عشق لیلیٰ	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
بے درد زمانے والوں نے کب درد	۱۹۵۷	آس پاس	نامعلوم	اختر حسین	سلیم رضا
ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال	۱۹۵۷	بیداری	ن۔م	فتح علی خان	سلیم رضا
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں تیری	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی
بار بار ترسیں مورے نین	۱۹۵۷	وعدہ	سیف الدین سیف	رشید عطرے	شرافت علی، کوثر پروین

شاہ مدینہ یثرب کی والی، سارے	۱۹۵۷	نور اسلام	نعیم ہاشمی	حسن لطیف	سلیم رضا

۱۹۵۸

بانوری چکوری کرے دُنیا سے	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
صدا ہوں اپنے پیار کی جہاں سے	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
جلتے ہیں ارمان میرا روتا ہے قسمت	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
بے وفا ہم نہ بھولے تجھے ساری دُنیا	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
تمہاری آرزو میں کوچہء قاتل تک	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
پہلے تو اپنے دل کی ادا جان جایئے	۱۹۵۸	انارکلی	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
دیکھو جی بے دردی سنیاں جا کے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
موہے پیا ملن کو جانے دے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
چھم چھم ناچوں مرے پیا گھر آئے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
پل پل جھوموں جھوم کے گاؤں دل	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	کوثر پروین
سنو عرج میں کملی والے کوئی کیا	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
سو جا رے سو جا لعل ہمارے	۱۹۵۸	زہر عشق	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
نگاہیں ہو گئیں پُرنم ذرا آواز دے	۱۹۵۸	بے گناہ	فیاض ہاشمی	شہر یار	نسیم بیگم
زمانہ پیار کا اتنا ہی کم ہے یہ نہ جانا	۱۹۵۸	آدمی	مجروح سلطان پوری	مصلح الدین	سلیم رضا
اس جہاں میں دل لگا کے دیکھ	۱۹۵۸	آدمی	مجروح سلطان پوری	مصلح الدین	سلیم رضا
تڑپنا دیکھ لے جانے والے اپنے	۱۹۵۸	حسرت	قتیل شفائی	صفدر حسین	سلیم رضا

۱۹۵۹

دل کا دیا جلایا میں نے دل کا دیا	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مہکی فضائیں گاتی ہوائیں	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
ساگر روئے لہریں شور مچائیں یاد	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
رم جھم رم جھم پڑے پھوار تیرا میرا	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں۔منیر حسین
او دل جلا نہ دل والے آنکھیں	۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
مستی میں جھوم جھوم رے ساغر کو	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
او بے وفا میں نے تجھ سے پیار	۱۹۵۹	کوئل	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں

دھیرے سے آکے نندیا سپنوں کے	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	زبیدہ خانم
امبوا کی ڈاریوں سے جھولنا جھلا جا	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	اقبال بانو
ہٹ جاؤ مَیں تم نہ بولوں رے	۱۹۵۹	ناگن	قتیل شفائی	صفدر حسین	کوثر پروین
روتے ہیں چھم چھم نین اُجڑ گیا چین	۱۹۵۹	سولہ آنے	نامعلوم	فیروز نظامی	زبیدہ خانم
آج میرے منے کی سالگرہ ہے	۱۹۵۹	ثریا	ن۔م	اختر حسین	زبیدہ خانم
آ گئی رات نہ آئے سانوریا میرا	۱۹۵۹	نیند	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
ترے در پہ صنم چلے آئے تُو نہ آیا تو	۱۹۵۹	نیند	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
آئی من میں لہر کسی اور سے	۱۹۵۹	نیند	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
چھن چھن بولے پائل کی دُھن	۱۹۵۹	نیند	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
جیا دھڑکے سکھی ری زور سے	۱۹۵۹	نیند	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
اِک البیلا پردیسی دل میں سما گیا ہے	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
چلی رے چلی رے مَیں تو دیس	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
مرلی بجائے دُور سے کوئی کسی کو	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
جب یاد کسی کی تڑپائے جب اپنے	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
پیا پیا کوک نہ رے	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	ناہید نیازی
دل کا دیا جلایا مَیں نے دل دیا جلایا	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	منیر حسین
مہکی فضائیں گاتی ہوائیں	۱۹۵۹	جھومر	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مَیں نے جو گیت ترے پیار کی	۱۹۵۹	سولہ آنے	شاعر لکھنوی	فیروز نظامی	عنایت حسین بھٹی
اے نازنیں تجھ سا حسین ہم نے	۱۹۵۹	شمع	نامعلوم	حسن لطیف	سلیم رضا
نین روئیں چھم چھم کیسے مَیں چھپاؤں	۱۹۵۹	اپنا پرایا	ن۔م	سیف چغتائی	نسیم بیگم
اے زندگی رُلائے جا، قصہ غم سنائے	۱۹۵۹	راز	ن۔م	فیروز نظامی	مبارک بیگم

۱۹۶۰

ہم بھول گئے ہر بات مگر تیرا پیار	۱۹۶۰	سہیلی	تنویر نقوی	اے حمید	نسیم بیگم
ہم نے جو پھول چنے دل میں	۱۹۶۰	سہیلی	تنویر نقوی	اے حمید	نسیم بیگم
مکھڑے پہ سہرا ڈالے آ جاؤ آنے	۱۹۶۰	سہیلی	فیاض ہاشمی	اے حمید	نسیم بیگم
کہیں دو دل جو مل جاتے بگڑتا کیا	۱۹۶۰	سہیلی	تنویر نقوی	اے حمید	نسیم بیگم
کیوں مجھ سے تو خفا ہے کس جرم کی	۱۹۶۰	سلمیٰ	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نسیم بیگم
زندگی ہے یا کسی کا انتظار	۱۹۶۰	سلمیٰ	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نور جہاں

جب بدلی میں چندا چھپ جائے ۱۹۶۰	سلمیٰ	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نسیم بیگم
گھڑی گھڑی یوں کھڑی کھڑی ۱۹۶۰	سلمیٰ	تنویر نقوی	رشید عطرے	سلیم رضا
سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی دُنیا ۱۹۶۰	شام ڈھلے	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	رشید عطرے	نسیم بیگم
مرلی بجائے جا دل میں سمائے جا ۱۹۶۰	شام ڈھلے	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	رشید عطرے	نسیم بیگم
صلو اللہ واعلےٰ حیٰ ۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	زبیدہ خانم
رقص میں ہے سارا جہاں گونج ہے ۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	تنویر نقوی
ناچ ناچ پروانے جب تک شمع جلے ۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	کوثر پروین
شب مہتاب ہے تنہائی ہے ۱۹۶۰	ایاز	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	اقبال بانو
تجھے پیار آئے کسی پہ کب تیرا جو ستم ۱۹۶۰	راہ گزار	تنویر نقوی	مصلح الدین	سلیم رضا
زندگی میں ایک پل بھی چین ۱۹۶۰	ہم سفر	نامعلوم	مصلح الدین	سلیم رضا
کیا ہوا دل پہ ستم تم نہ سمجھو گے بلم ۱۹۶۰	رات کے راہی	اے حمید	فیاض ہاشمی	زبیدہ خانم

۱۹۶۱

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
کوئی اُمید بر نہیں آئی کوئی صورت نظر ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
کبھی نیکی بھی اُس کی جی میں گر آ ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں، سلیم رضا
نکتہ چیں ہے غم دل اُس کو سنائے ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے، آخر اس ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
ہے بس کہ ہر اک بات کا آساں ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوق نظر ۱۹۶۱	غالب	مرزا غالب	تصدق حسین	نور جہاں
دل کی دھڑکن تیری آواز ہوئی ۱۹۶۱	فرشتہ	نامعلوم	رشید عطرے	نور جہاں
وہ زمانہ ضرور آئے گا ۱۹۶۱	فرشتہ	نامعلوم	رشید عطرے	نور جہاں
شام ہوئی نہ آئے سجنا ۱۹۶۱	غازی بن عباس	نامعلوم	صفدر حسین	نسیم بیگم
بنا کے میرا نشیمن بھلا دیا تو نے ۱۹۶۱	دوراستے	نامعلوم	عنایت حسین	سلیم رضا
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ۱۹۶۱	گلفام	تنویر نقوی	رشید عطرے	نسیم بیگم
یہ ناز یہ انداز یہ جادو یہ ادائیں ۱۹۶۱	گلفام	تنویر نقوی	رشید عطرے	سلیم رضا
رنگ محفل ہے اور نہ تنہائی ۱۹۶۱	جادوگر	نامعلوم	سلیم اقبال	نسیم بیگم

۱۹۶۲

مجھ سے پہلی سے محبت میرے	۱۹۶۲	قیدی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	نور جہاں
میرے دل کی انجمن میں ترے غم	۱۹۶۲	قیدی	قتیل شفائی	رشید عطرے	سلیم رضا
میرے دل کے تار بجے بار بار	۱۹۶۲	قیدی	قتیل شفائی	رشید عطرے	سلیم رضا
تم جگ جگ جیو مہاراج رے ہم	۱۹۶۲	موسیقار	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
تم جگ جگ جیو مہاراج رے ہم	۱۹۶۲	موسیقار	تنویر نقوی	رشید عطرے	سلیم رضا
گائے گی دُنیا گیت میرے، سریلے	۱۹۶۲	موسیقار	تنویر نقوی	رشید عطرے	نور جہاں
جا جا میں تو سے ناہیں بولوں	۱۹۶۲	موسیقار	طفیل ہوشیار پوری	رشید عطرے	نور جہاں
رسیلے مورے رسیا نگریا میں آ	۱۹۶۲	موسیقار	نامعلوم	رشید عطرے	نور جہاں
اس شہر خرابی میں غم عشق کا مارے	۱۹۶۲	موسیقار	حبیب جالب	رشید عطرے	سلیم رضا
ڈھلنے لگی ہے رات کوئی بات کیجئے	۱۹۶۲	موسیقار	ن-م	رشید عطرے	مالا بیگم
اُس بے وفا کے شہر ہے اور ہم ہیں	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن کہ	۱۹۶۲	شہید	فیض احمد فیض	رشید عطرے	منیر حسین
اے قوم کی ماؤں سوچو ذرا عورت	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
مری نظریں ہیں تلوار کس کا دل ہے	۱۹۶۲	شہید	منیر نیازی	رشید عطرے	نسیم بیگم
حبیبی حیا حیا نقاب جب اٹھایا	۱۹۶۲	شہید	ن-م	رشید عطرے	نسیم بیگم
جب سانولی شام ڈھلے اور چاند کی	۱۹۶۲	شہید	ن-م	رشید عطرے	نسیم بیگم
تم قوم کی ماں ہو سوچو ذرا عورت	۱۹۶۲	اولاد	فیاض ہاشمی	اے حمید	نسیم بیگم
نام لے لے کے تیرا ہم تو جئے جائیں	۱۹۶۲	اولاد	فیاض ہاشمی	اے حمید	نسیم بیگم
تم ملے پیار ملا اب کوئی ارمان نہیں	۱۹۶۲	اولاد	فیاض ہاشمی	اے حمید	نسیم بیگم، منیر حسین
جس نے میرے دل کو درد دیا اُس	۱۹۶۲	سسرال	منیر نیازی	حسن لطیف	مہدی حسن
جا اپنی حسرتوں پہ آنسو بہا کے سو جا	۱۹۶۲	سسرال	منیر نیازی	حسن لطیف	نور جہاں
کیسی ہیں چپ چپ سو گئیں	۱۹۶۲	سسرال	منیر نیازی	حسن لطیف	آصف خان
چھن چھن چھن میری پائل کی دُھن	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
میرے پیا کو ڈھونڈ کے لاؤ سکھی	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مجھ کو آواز دے تُو کہاں ہے تیرے بن	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
کبھی تم بھی تھے ہم سے آشنا تمہیں	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا	۱۹۶۲	گھونگھٹ	فیض احمد فیض	خواجہ خورشید انور	نور جہاں

پل پل مراجی گھبرائے جانے	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
راہوں پہ تمہاری میں نظریں جمائے	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مَیں ہوں ایک پہیلی چھوڑ کے دُنیا کے	۱۹۶۲	گھونگھٹ	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نجمہ نیازی
جانے بہاراں رشک چمن غنچہ دہن	۱۹۶۲	عذرا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
کچھ بھی نہ کہا اور کہہ بھی گئے	۱۹۶۲	عذرا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نور جہاں
سب داغ دل چراغ بنا کر جلا	۱۹۶۲	عذرا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم
کسی چمن میں رہو تم بہار بن کے رہو	۱۹۶۲	آنچل	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
تجھ کو معلوم نہیں تجھ کو بھلا کیا معلوم	۱۹۶۲	آنچل	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	سلیم رضا
اے مصور تیری تصویر	۱۹۶۲	آنچل	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
نہ جانے کیسا سفر ہے میرا، جہاں	۱۹۶۲	بنجارن	مسرور انور	دیبو بھٹیاچاریہ	نور جہاں
کہیں دل پہ نہ جادو کر جائے یہ	۱۹۶۲	بنجارن	مسرور انور	دیبو بھٹیاچاریہ	مسعود رانا
پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے	۱۹۶۲	چراغ جلتا رہا	میر تقی میر	نہال عبداللہ	نور جہاں
چھپ گئے ستارے ندیا کنارے تم	۱۹۶۲	دروازہ	نامعلوم	سلیم اقبال	نسیم بیگم
استاد امانت علی خان کا پہلا فلمی گیت	۱۹۶۲	دروازہ	ن۔م	سلیم اقبال	استاد امانت علی خان
نگاہیں ملا کر بدل جانے والے مجھے	۱۹۶۲	محبوب	ن۔م	رشید عطرے	نور جہاں
سپنوں میں اُڑی اُڑی جاؤں	۱۹۶۲	محبوب	ن۔م	رشید عطرے	مالا بیگم
گول گپے والا آیا گول گپے لایا گلی	۱۹۶۲	مہتاب	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
نہیں خبر جب ملی نظر	۱۹۶۲	مہتاب	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
زندگی مجبور لاچار ہے سانس لینا	۱۹۶۲	برسات میں	ن۔م	حسن لطیف	سلیم رضا

۱۹۶۳

دل کے افسانے نگاہوں کی زباں	۱۹۶۳	باجی	احمد راہی	سلیم اقبال	نور جہاں
چندا توری چاندنی میں جیا جلا	۱۹۶۳	باجی	احمد راہی	عنایت حضروی	نسیم بیگم
سجن لاگی توری لگن من ما، یاد موہے	۱۹۶۳	باجی	احمد راہی	عنایت حضروی	نور جہاں، فریدہ خانم
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے	۱۹۶۳	باجی	سلیم اقبال	احمد راہی	سلیم رضا
سانوریا نے ہائے دیا بڑا دکھ دینو	۱۹۶۳	باجی	احمد راہی	عنایت حضروی	نسیم بیگم
اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا	۱۹۶۳	باجی	فیض احمد فیض	سلیم اقبال	نور جہاں
گھنگھور گھٹا لہرائی ہے پھر یاد کسی کی	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم
اے دل کسی کی یاد میں ہوتا ہے	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	نسیم بیگم

اے دل کسی کی یاد میں ہوتا ہے	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
آنکھوں میں آنسوؤں کی روانی لئے	۱۹۶۳	اک تیرا سہارا	قتیل شفائی	عنایت حسین	سلیم رضا
اے دل تجھے اب اُن سے یہ کیسی	۱۹۶۳	شرارت	مسرور انور	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
جب سے دیکھا ہے تمہیں دل کا عجب	۱۹۶۳	جب سے دیکھا ہے تمہیں	حمایت علی شاعر	سہیل رعنا	سلیم رضا
نہ چھڑا سکو گے دامن نہ نظر بچا سکو	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
آپ کی در کے سوا میرا یہاں کوئی نہیں	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
واللہ سر سے پاؤں تلک موج نور ہو	۱۹۶۳	دامن	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
او بابو میں لایا چنا چور گرم مسالے دار	۱۹۶۳	سازش	سیف الدین سیف	اختر حسین	فضل حسین
الٰہی آنسو بھری زندگی کسی کو نہ دے	۱۹۶۳	ہمیں بھی جینے دو	مسرور انور	سی فیاض	مہدی حسن
کچھ اپنی کہیے کچھ میری سنئے	۱۹۶۳	تلاش	نامعلوم	روبن گھوش	بشیر احمد
رکشا والا متوالا	۱۹۶۳	تلاش	ن-م	روبن گھوش	بشیر احمد
اے میری جان غزل کیوں تری	۱۹۶۳	سیما	ن-م	عنایت حسین	سلیم رضا
دیکھو جی پہلی بار کرے گا کوئی پیار	۱۹۶۳	دلہن	ن-م	رشید عطرے	نسیم بیگم
میرے گھونگھٹ میں چور سکھی ری	۱۹۶۳	عشق پہ زور نہیں	ن-م	عنایت حسین	نسیم بیگم
اتنے بڑے جہان میں کوئی نہیں ہمارا	۱۹۶۳	ماں کے آنسو	ن-م	منظور اشرف	خادم حسین

۱۹۶۴

میرا بچھڑا بلم گھر آ گیا میری پائل	۱۹۶۴	حویلی	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نسیم بیگم
اے روشنیوں کے شہر بتا	۱۹۶۴	چنگاری	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
گلی گلی منڈلائے بھنورا کہیں بھی چین	۱۹۶۴	چنگاری	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
دل کی بات بتائیں کس کو ہم دُکھ	۱۹۶۴	چنگاری	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مَیں تو کر کر بنتی ہار گئی پیا ہاتھ چھڑا	۱۹۶۴	چنگاری	تنویر نقوی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
آ جا پاس مرے غم کی لمبی رات کٹے	۱۹۶۴	چنگاری	نامعلوم	خواجہ خورشید انور	سلیم رضا
زندگی تجھ کو پکارے آ، ڈولتی نیا لگے	۱۹۶۴	چنگاری	ن-م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
دل گیا تم نے لیا ہم کیا کریں جانے	۱۹۶۴	واہ بھئی واہ	ن-م	ماسٹر عبداللہ	نور جہاں
بڑے سنگ دل ہو بڑے ناسمجھ ہو	۱۹۶۴	آشیانہ	فیاض ہاشمی	اے حمید	احمد رشدی
جا رے بے دردی تو نے کہیں کا	۱۹۶۴	آشیانہ	فیاض ہاشمی	اے حمید	مالا بیگم
جب تم اکیلے ہو گے ہم یاد آئیں	۱۹۶۴	کارواں	ن-م	روبن گھوش	بشیر احمد
تیری تصویر بناتا ہوں	۱۹۶۴	کارواں	ن-م	روبن گھوش	بشیر احمد

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار	۱۹۶۴	فرنگی	فیض احمد فیض	رشید عطرے	مہدی حسن
تیری ذات ہے مظہر نورِ خدا	۱۹۶۴	فرنگی	ن۔م	رشید عطرے	نور جہاں
بن کے پروانہ آئے گا اکبر خانہ	۱۹۶۴	فرنگی	ن۔م	رشید عطرے	مالا بیگم
تیری اس نگاہ کا شکریہ مجھے جس نے	۱۹۶۴	فرنگی	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
آ بھی جا دلدارا آ بھی جا دلدارا	۱۹۶۴	فرنگی	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
سجنوا مت جا ارج تو سُن موری	۱۹۶۴	دیوانہ	ن۔م	مصلح الدین	نسیم بیگم
محبت کا مزا لیجئے آہستہ آہستہ، ہمیں	۱۹۶۴	خاندان	ن۔م	رحمان ورما	نسیم بیگم
نگاہیں ہو گئیں پُرنم ذرا آواز	۱۹۶۴	لٹیرا	بابا سیاہ عالم پوش	سیف چغتائی	نسیم بیگم
آج میرے مُڈھیرے کا گا بولے	۱۹۶۴	شباب	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
اک میرا چاند اک میرا تارا امی کی	۱۹۶۴	شکریہ	ن۔م	ایم اشرف	نسیم بیگم
تمہیں دل دے کے سنیاں مَیں تو ہار	۱۹۶۴	توبہ	فیاض ہاشمی	اے حمید	نسیم بیگم
مَیں نے تو پریت نبھائی سانوریا	۱۹۶۴	خاموش رہو	نامعلوم	خلیل احمد	مالا بیگم
تم پوچھتے ہو کیا تم سے کہوں مَیں کس	۱۹۶۴	آزاد	ن۔م	رشید عطرے	سلیم رضا
مَیں وہ دیوانہ ہوں جس پہ کوئی ہنستا	۱۹۶۴	آزاد	ن۔م	رشید عطرے	مسعود رانا
تم سلامت رہو مسکراتے رہو مَیں	۱۹۶۴	ملن	ن۔م	عطاالرحمٰن	بشیر احمد
جا جا رے چندا جا رے	۱۹۶۴	ہیرا اور پتھر	مسرور انور	سہیل رعنا	مالا
بھوک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے	۱۹۶۴	پیسے	ن۔م	رابن گھوش	احمد رشدی
ہم اجنبی مسافر تم اجنبی حسینہ	۱۹۶۴	توبہ	فیاض ہاشمی	اے حمید	احمد رشدی
تمہارا پیار نہ ملتا تو مر گئے ہوتے	۱۹۶۴	عورت کا پیار	ن۔م	منظور اشرف	نور جہاں
حال دل ہم نے سنایا تو برا مانو گے	۱۹۶۴	عورت کا پیار	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
تری تصویر بناتا ہوں مٹاتا ہوں	۱۹۶۴	کارواں	ن۔م	روبن گھوش	سلیم رضا
جان کہہ کر جو بلایا تو برا مان گئے	۱۹۶۴	مے خانہ	ن۔م	ناشاد	سلیم رضا
چھپ کے مے خانے چلو	۱۹۶۴	مے خانہ	ن۔م	ناشاد	نسیم بیگم
میرا بچھڑا بلم گھر آ گیا، میری پائل	۱۹۶۴	حویلی	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نسیم بیگم
شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں	۱۹۶۴	حویلی	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	

نور جہاں ۱۹۶۵

غم دل کو ان آنکھوں سے چھلک	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
دُور ویرانے میں اک شمع ہے روشن	۱۹۶۵	نائیلہ	حمایت علی شاعر	عنایت حسین	مالا بیگم

مجھے آرزو تھی جس کی وہ پیام آ	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
اب ٹھنڈی آہیں بھر پگلی جا	۱۹۶۵	نائیلہ	قتیل شفائی	عنایت حسین	مالا بیگم
ہو تمنا اور کیا جانے تمنا آپ ہیں	۱۹۶۵	ایسا بھی ہوتا ہے	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
ٹکرا وہ چاند کا رُخ زیبا کہیں جسے	۱۹۶۵	ایسا بھی ہوتا ہے	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
کیسے کیسے لوگ ہمارے جی کو جلانے	۱۹۶۵	ترے شہر میں	منیر نیازی	حسن لطیف	مہدی حسن
شکوہ نہ کر گلہ نہ کر، یہ دُنیا ہے	۱۹۶۵	ضامن	مشیر کاظمی	وزیر افضل	مہدی حسن
آنکھوں سے ملی آنکھیں دل دل	۱۹۶۵	ہزار داستان	ن ـ م	رشید عطرے	مہدی حسن
سنگیت نہ جانے ریت	۱۹۶۵	ساز و آواز	حبیب جالب	حسن لطیف	مہدی حسن
جب رات ڈھلی تم یاد آئے	۱۹۶۵	کنیز	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشد/مالا
غیر کی باتوں کا اعتبار آ ہی گیا	۱۹۶۵	کنیز	آغا حشر کاشمیری	خلیل احمد	نسیم بیگم
پیار میں ہم اے جان تمنا جان سے	۱۹۶۵	کنیز	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
آگ ہے دونوں طرف برابر لگی	۱۹۶۵	کنیز	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
تجھے حقیر سمجھتی رہے گی یہ دُنیا	۱۹۶۵	کنیز	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	مسعود رانا
دے صدقہ کملی والے کا	۱۹۶۵	سرتاج	ن ـ م	صفدر حسین	نور جہاں
چن لیا مَیں نے تمہیں سارا جہاں	۱۹۶۵	شبنم	فیاض ہاشمی	اے حمید	نور جہاں
پیار میں ہم اے جان تمنا جان سے	۱۹۶۵	شبنم	فیاض ہاشمی	اے حمید	نور جہاں
لے ڈوبا زندگی کو ارمان زندگی کا	۱۹۶۵	شبنم	فیاض ہاشمی	اے حمید	نور جہاں
صلی علی سیدی مکی مدنی	۱۹۶۵	عظمت اسلام	ن ـ م	عاشق حسین	مسعود رانا
جھکی جھکی آنکھوں کا لے لو سلام	۱۹۶۵	ناچے ناگن باجے بین	ن ـ م	طالب جعفری	نسیم بیگم
تقدیر ہنس رہی تھی غم مسکرا	۱۹۶۵	عید مبارک	ن ـ م	اے حمید	مالا بیگم

۱۹۶۶

ہوا سے موتی برس رہے ہیں فضا	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نور جہاں
من جا من جا بالم من جا، نہ ٹھکرا	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نور جہاں
یارب یہ بلاؤں میں گرفتار نہ ہو جائے	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نور جہاں
رات آئی تو ساقی نے بڑی دُھوم	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نسیم بیگم
اے سرکار مدینہ (نعت)	۱۹۶۶	آگ کا دریا	جوش ملیح آبادی	غلام نبی اے لطیف	نسیم بیگم
اکیلے نا جانا ہمیں چھوڑ کر تم	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی/مالا
جب پیار میں دو دل ملتے ہیں مَیں	۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی

کوکوکوری نہ، میرے خیال پہ چھائی ۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
مری قسمت بتا کیا ہے میری خطا ۱۹۶۶	ارمان	مسرور انور	سہیل رعنا	مالا
مجھے چھوڑ کر اکیلا کہیں دُور جانے ۱۹۶۶	ہمراہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
یاد کرتا ہے زمانہ اُنہی انسانوں کو ۱۹۶۶	ہمراہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
کیا کہوں اے دُنیا والو کیا ہوں مَیں ۱۹۶۶	ہمراہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
کرم کی اِک نظر ہم پر خدارا یا رُسول ۱۹۶۶	ہمراہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
ہوگئی زندگی مجھے پیاری، مل گیا ۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
مان بھی جاؤ گڑیا رانی نہیں روٹھنا اچھا ۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
نقشہ تری جدائی کا زخم جگر میں ۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
قدم قدم پہ نئے دُکھ ہیں زندگی ۱۹۶۶	ہم راہی	مظفر وارثی	تصدق حسین	مسعود رانا
ارے او بے مروت ارے اور بے ۱۹۶۶	سوال	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نور جہاں
لٹ اُلجھی سلجھا جا رے بالم، میں نہ ۱۹۶۶	سوال	فیاض ہاشمی	رشید عطرے	نور جہاں
رات کی بے سکوں خموشی میں ۱۹۶۶	سوال	سیف الدین سیف	رشید عطرے	مہدی حسن
میرے دل کے تار بجے بار بار ۱۹۶۶	پائل کی جھنکار	قتیل شفائی	رشید عطرے	مہدی حسن
حُسن کو چاند جوانی کو غزل کہتے ہیں ۱۹۶۶	پائل کی جھنکار	قتیل شفائی	رشید عطرے	سلیم رضا
اُن کی نظروں سے محبت کا یہ پیغام ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	رونا لیلہ
مَیں خوشی سے کیوں نہ گاؤں ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	مجیب عالم
خداوندا یہ کیسی آگ سی جلتی ہے ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	مہدی حسن
چندا کے ہنڈولے میں اُڑن ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
مانا کہ حضور آپ ہزاروں میں حسیں ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	احمد رشدی
ہوا نے چپکے سے کہہ دیا کیا ۱۹۶۶	لوری	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	مالا بیگم
بڑے بے مروت ہیں یہ حسن ۱۹۶۶	بدنام	حمایت علی شاعر	دیبو بھٹیا چاریا	ثریا ملتانیکر
ہم بھی مسافر تو بھی مسافر کون کسی کا ۱۹۶۶	بدنام	حمایت علی شاعر	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
آ تجھ کو سناؤں لوری حالات سے ۱۹۶۶	بدنام	مسرور انور	دیبو بھٹا چاریہ	آئرن پروین
ابھی تو دل میں ہلکی سی خلش محسوس ۱۹۶۶	بدنام	حمایت علی شاعر	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
دل ویراں ہے تری یاد ہے تنہائی ۱۹۶۶	آئینہ	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
تمہیں ہو محبوب میرے مَیں کیوں ۱۹۶۶	آئینہ	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مسعود رانا
اے راہ حق کے شہیدو وفا کی تصویرو ۱۹۶۶	مادر وطن	ن۔م	سلیم اقبال	نسیم بیگم

دُنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم	۱۹۶۶	جاگ اُٹھا انسان	دُکھی پریم نگری	لعل محمد اقبال	مہدی حسن
بھنویں تنی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے	۱۹۶۶	جاگ اُٹھا انسان	دُکھی پریم نگری	لعل محمد اقبال	نور جہاں
ہر قدم پہ نت نئے سانچے میں ڈھل	۱۹۶۶	میرے محبوب	حمایت علی شاعر	خلیل احمد	نور جہاں
مَیں نے خود اپنا گھر جلایا ہے	۱۹۶۶	سرحد	ن۔م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
یہ میری منزل نہیں ہر سُو اندھیرا ہے	۱۹۶۶	سرحد	حمایت علی شاعر	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
مَیں دلیپ کمار بن کے آیا ہوں	۱۹۶۶	بیگانہ	ن۔م	روبن گھوش	احمد رشدی
گدگداتی ہے کیوں بہار مجھے	۱۹۶۶	باغی سردار	یوسف نظامی	تصدق حسین	مالا بیگم
آجا ری پیاری نندیا	۱۹۶۶	مجبور	ن۔م	تصدق حسین	مالا بیگم
پیار میں ہم کھائی ہے ٹھوکر، دل ہے	۱۹۶۶	جوکر	ن۔م	مصلح الدین	احمد رشدی
آج اس شہر میں کل نئے شہر میں	۱۹۶۶	جوکر	حبیب جالب	مصلح الدین	احمد رشدی
آج تیرے کہنے پہ گیت اِک سناتا	۱۹۶۶	جوکر	حبیب جالب	مصلح الدین	احمد رشدی
عنایت نوازش کرم مہربانی	۱۹۶۶	وہ کون تھی	ن۔م	نذیر جعفری	احمد رشدی
دُنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم	۱۹۶۶	جاگ اُٹھا انسان	دُکھی پریم نگری	لعل محمد اقبال	مہدی حسن
بنسی بجائے کوئی ندیا کے پار رے	۱۹۶۶	جاگ اٹھا انسان	دکھی پریم نگری	لعل محمد اقبال	مالا بیگم
گدگداتی ہے کیوں بہار مجھے	۱۹۶۶	باغی سردار	یوسف نظامی	تصدق حسین	مالا بیگم
آجا ری پیاری نندیا (لوری)	۱۹۶۶	مجبور	ن۔م	تصدق حسین	مالا بیگم
تم ہی ہو محبوب میرے مَیں کیوں نہ	۱۹۶۶	آئینہ	خواجہ پرویز	منظور اشرف	مسعود رانا
اے مومنو مبارک رہے یہ رمضان کا	۱۹۶۶	میرا اسلام	ن۔م	محمد علی منو	مسعود رانا
اے صنم دلربا بھول نہ جا	۱۹۶۶	رسوائی	شہزاد احمد	سلیم اقبال	مسعود رانا
ہم شہر وفا کے لوگوں کو	۱۹۶۶	تقدیر	فیاض ہاشمی	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
یہ کیسا نشہ ہے میں کس عجب خمار	۱۹۶۶	تقدیر	فیاض ہاشمی	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	۱۹۶۶	تصویر (ٹائٹل سانگ)	الطاف حسین حالی	خلیل احمد	مسعود رانا
ہم سفر آج کی یہ رات نہیں بھولیں	۱۹۶۶	وہ کون تھی	ن۔م	نذیر جعفری	مسعود رانا
اے وطن ہم ہیں تیری شمع کے	۱۹۶۶	آگ کا دریا	(ٹائٹل سانگ)	غلام نبی اے لطیف	مسعود رانا
گنگنائے کی فضا مسکرائے گی ہوا	۱۹۶۶	الہلال	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
ہم شہر وفا کے لوگوں کو	۱۹۶۶	تقدیر	فیاض ہاشمی	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
یہ کیسا نشہ ہے میں کس عجب خمار	۱۹۶۶	تقدیر	فیاض ہاشمی	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا

۱۹۶۷

بھولی ہوئی داستاں گزرا ہوا خیال ہوں	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی رمالا
مجھے تم نظر سے گرا تو رہے ہو مجھے تم کبھی	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	مہدی حسن
ہاں اسی موڑ پر اس جگہ بیٹھ کر تم نے	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
تمہیں کیسے بتا دوں تم میری من	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	احمد رشدی
اے چاند ذرا رک جانا میں تجھ کو	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	مالا بیگم
کوئی میرے دل میں	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انور	سہیل رعنا	مالا بیگم
یہ زندگی اک دوراہا ہے	۱۹۶۷	دوراہا	مسرور انو	سہیل رانا	مسعود رانا
یہ موسم یہ مست نظارے پیار کرو تو	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
چل دیے تم جو دل توڑ کر یوں اکیلا	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
گلشن میں بہاروں میں تُو ہے	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
دن رات خیالوں میں تجھے یاد کروں گا	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
تمہارے لئے اس دل میں جتنی محبت	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
یہ سماں پیارا پیارا یہ ہوائیں ٹھنڈی	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	مالا بیگم
ہم چلے چھوڑ کر تیری محفل صنم دل کہیں	۱۹۶۷	درشن	بشیر احمد	بشیر احمد	بشیر احمد
کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ بہاریں	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	احمد رشدی
کہاں ہو تم کو ڈھونڈ رہی ہیں یہ	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	ندیم۔فردوسی بیگم
وہ میرے سامنے تصویر بنے بیٹھے ہیں	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	مجیب عالم
لئے آنکھوں میں غرور ایسے بیٹھے ہیں	۱۹۶۷	چکوری	اختر یوسف	رابن گھوش	احمد رشدی
چلو اچھا ہوا تم بھول گئے، اک بھول	۱۹۶۷	لاکھوں میں ایک	فیاض ہاشمی	نثار بزمی	نور جہاں
بڑی مشکل سے ہوا تیرا میرا ساتھ پیا	۱۹۶۷	لاکھوں میں ایک	فیاض ہاشمی	نثار بزمی	نور جہاں
حالات بدل نہیں سکتے	۱۹۶۷	لاکھوں میں ایک	فیاض ہاشمی	نثار بزمی	نور جہاں
یوں زندگی کی راہ میں ٹکرا گیا کوئی	۱۹۶۷	آگ	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
اک نئے موڑ پہ لے آئے ہیں	۱۹۶۷	احسان	مسرور انور	سہیل رعنا	مہدی حسن رمالا
نشاں بھی نہ چھوڑا کہ دل کو سمجھائیں	۱۹۶۷	عالیہ	ن۔م	عنایت حسین	مہدی حسن
یہ کاغذی پھول جیسے چہرے	۱۹۶۷	دیور بھابھی	فیاض ہاشمی	عنایت حسین	مہدی حسن
تھری چیئرز فار بھابھی ہپ	۱۹۶۷	دیور بھابھی	ن۔م	عنایت حسین	احمد رشدی
تم وہی ہو لو تمہیں آج بتا دیتے ہیں	۱۹۶۷	دیور بھابھی	ن۔م	عنایت حسین	احمد رشدی

میرا گھر میری جنت، یہ میرا آشیاں	۱۹۶۷	دیور بھابھی	فیاض ہاشمی	عنایت حسین	نور جہاں
اِک نئے موڑ پہ لے آئے ہیں حالات	۱۹۶۷	احسان	مسرور انور	سہیل رعنا	مہدی حسن / مالا
کہاں ہو تم سہیلیو کہاں ہو تم	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
وعدہ کرو چھوڑ کے نہ جاؤ گے ہم کو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا بیگم
جانے کل تلک تری حیات ہو نہ ہو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
کس دل سے مَیں جانے دوں تم کو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا بیگم
مجھے ایسے پیا کا پیار ملے جسے من کا	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا بیگم
کس دل سے مَیں جانے دوں تم کو	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مالا بیگم
یہ حسین یہ نازنیں یہ پیار کے دشمن	۱۹۶۷	ہم راز	قتیل شفائی	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
نوازش کرم شکریہ مہربانی	۱۹۶۷	مَیں وہ نہیں	ن۔م	اے حمید	مہدی حسن
ہمیں کوئی غم نہیں تھا غم عاشقی سے پہلے	۱۹۶۷	شب بخیر	فیاض ہاشمی	صفدر حسین	مہدی حسن
تیرے غم سے محبت ہو گی ہے	۱۹۶۷	شب بخیر	فیاض ہاشمی	صفدر حسین	مالا بیگم
یاد کرو ہم دم وہ پیار بھرا موسم	۱۹۶۷	میرے بچے میری آنکھیں	مسرور انور	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
عجیب ہے یہ زندگی کبھی ہے غم کبھی خوشی	۱۹۶۷	شعلہ اور شبنم	تنویر نقوی	ایم اشرف	مسعود رانا
ابھی یوں نہ جایئے یوں ستم نہ ڈھایئے	۱۹۶۷	چھوٹے صاحب	اختر یوسف	علی حسن	احمد رشدی
آنکھوں کے گلابی ڈورے زلفوں کا	۱۹۶۷	چھوٹے صاحب	اختر یوسف	علی حسن	احمد رشدی
محبت میں سارا جہاں جل گیا ہے	۱۹۶۷	انسانیت	ن۔م	منظور اشرف	مالا بیگم
دیکھا ہے تمہیں جب سے	۱۹۶۷	ماں باپ	قتیل شفائی	تصدق حسین	احمد رشدی
بیتے دنوں کی یادوں کو کیسے مَیں	۱۹۶۷	آگ	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
ملت کے جوانوں کو یہ پیغام سنا دو	۱۹۶۷	وقت کی پکار	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
جب سے ملے ہو تم رہوں میں گم سم	۱۹۶۷	یتیم	فیاض ہاشمی	سلیم اقبال	نور جہاں
میرے ہونٹوں پہ یونہی مہر حیا رہنے دو	۱۹۶۷	میرے بچے میری آنکھیں	مسرور انور	دیبو بھٹا چاریہ	رونا لیلیٰ
زخم دل چھپا کے روئیں گے تجھ کو آزما	۱۹۶۷	رشتہ ہے پیار کا	منیر نیازی	ناشاد	نسیم بیگم
دیا رے دیا	۱۹۶۷	پھر صبح ہو گی	صہبا اختر		رونا لیلیٰ، رفیق
انور دیکھا ہے تمہیں جب سے	۱۹۶۷	ماں باپ	قتیل شفائی	تصدق حسین	احمد رشدی
زخم دل چھپا کے روئیں گیا تجھ کو آزما	۱۹۶۷	رشتہ ہے پیار کا	منیر نیازی	ناشاد	نسیم بیگم
تیرے غم سے محبت ہو گی ہے	۱۹۶۷	شب بخیر	ن۔م	صفدر حسین	مالا بیگم
اے دُنیا کیا تجھ سے کہیں جا چھیڑ	۱۹۶۷	سہاگن	فیاض ہاشمی	اے حمید	مہدی حسن

۱۹۶۸

ترکِ اُلفت کا صلہ پا بھی لیا ہے	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تیری	قتیل شفائی	ماسٹر عنایت حسین	مہدی حسن
کیا ہے جو پیار تو پڑے گا نبھانا	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تیری	قتیل شفائی	ماسٹر عنایت حسین	مالا/احمد رشدی
جھوم اے دل وہ میرا جان بہار آئے	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	ماسٹر عنایت حسین	مسعود رانا
او جا دیکھ لیا تیرا پیار	۱۹۶۸	دل میرا دھڑکن تری	قتیل شفائی	ماسٹر عنایت حسین	نور جہاں
جانے تمنا خط ہے تمہارا پیار بھرا افسانہ	۱۹۶۸	چاند اور چاندنی	اختر یوسف	کریم شہاب الدین	احمد رشدی
تیری یاد آ گئی غم خوشی میں ڈھل گئے	۱۹۶۸	چاند اور چاندنی	اختر یوسف	کریم شہاب الدین	مسعود رانا
یہ سماں موج کا کارواں	۱۹۶۸	چاند اور چاندنی	اختر یوسف	کریم شہاب الدین	مسعود رانا
سُن لے اے جانِ وفا تُو ہے دُنیا میری	۱۹۶۸	سنگ دل	خواجہ پرویز	ایم اشرف	احمد رشدی/مالا
تری پائل کی جھنکار لوٹے دل کا قرار	۱۹۶۸	سنگ دل	خواجہ پرویز	ایم اشرف	احمد رشدی
کہتے ہیں سبھی مجھ کو دیوانہ تمہارا	۱۹۶۸	سنگ دل	خواجہ پرویز	ایم اشرف	احمد رشدی
ٹھہر بھی جا وصنم،	۱۹۶۸	سنگ دل	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مالا بیگم
بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی	۱۹۶۸	شریک حیات	بہادر شاہ ظفر	اے حمید	مہدی حسن
محفل تو اجنبی تھی تم بھی ہوئے پرائے	۱۹۶۸	میرا گھر میری جنت	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
اِک ستم اور مری جاں ابھی جاں باقی	۱۹۶۸	صائقہ	نامعلوم	نثار بزمی	مہدی حسن
آجا تیرے پیار میں ہے دل بے قرار	۱۹۶۸	صائقہ	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلہ
جانے من اتنا بتا دو محبت محبت	۱۹۶۸	کمانڈر	مشیر کاظمی	ماسٹر عبداللہ	رونا لیلہ
جواب دے بے وفا زمانے جواب	۱۹۶۸	کمانڈر	مشیر کاظمی	ماسٹر عبداللہ	نور جہاں
تیرا میرا ساتھی ہے لہراتا سمندر	۱۹۶۸	سمندر	صہبا اختر	دیبو بھٹیا چاریہ	مسعود رانا
کچھ دل کی بات سمجھ لیتے کچھ سمجھاتے	۱۹۶۸	سمندر	صہبا اختر	دیبو بھٹیا چاریہ	مالا بیگم
اب تری مرضی تو آئے یا نہ آئے	۱۹۶۸	عظمت	قتیل شفائی	معصوم رحیم	نسیم بیگم
کیا ملا ہم کو وفاؤں کا صلہ	۱۹۶۸	عشق پہ زور نہیں	ن۔م	عنایت حسین	نسیم بیگم
محبت کے دم سے یہ دُنیا حسین ہے	۱۹۶۸	پرستان	ن۔م	وجاہت عطرے	نسیم بیگم
گھونگھٹ اُٹھا کے جب وہ دیکھیں	۱۹۶۸	ظالم	ن۔م	رشید عطرے	نسیم بیگم
جیارا ترسے دیکھنے کو، لگی ہے آگ	۱۹۶۸	محل	ن۔م	رشید عطرے	نور جہاں
دل بہت اُداس ہے	۱۹۶۸	پرستان	تنویر نقوی	رشید عطرے	مہدی حسن
اے دل تری آہوں میں اثر ہے کہ	۱۹۶۸	تاج محل	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
کاش کوئی مجھ کو سمجھاتا میری سمجھ میں	۱۹۶۸	بہن بھائی	ن۔م	اے حمید	احمد رشدی

اُسے چاہا اُسے دیکھا اُسے بھول گئے	۱۹۶۸	جہاں تم وہاں ہم	مسرور انور	رابن گھوش	احمد رشدی
حسن دیکھا جو تمہارا تو خدا یاد آیا	۱۹۶۸	جہاں تم وہاں ہم	مسرور انور	رابن گھوش	احمد رشدی
تُو جانِ آرزو ہے	۱۹۶۸	جنگلی پھول	قتیل شفائی	کریم شہاب الدین	احمد رشدی
گُل کہوں خوشبو کہوں ساگر کہوں	۱۹۶۸	کھلونا	صہبا اختر	خلیل احمد	احمد رشدی
تجھے اپنے دل سے مَیں کیسے	۱۹۶۸	شہنائی	ن۔م	سہیل رانا	احمد رشدی
مَیں اک پھول ہوں اُجڑی ہوئی	۱۹۶۸	الف لیلہ	مشیر کاظمی	تصدق حسین	مسعود رانا
اے وطن کی سرزمیں (ٹائٹل سانگ)	۱۹۶۸	ایک ہی راستہ	مسرور انور	دیبو بھٹاچاریہ	مسعود رانا
پھر اک بار وہی نغمہ گنگنا دو ذرا	۱۹۶۸	گوری	ن۔م	کریم شہاب الدین	بشیر احمد

۱۹۶۹

لے آئی پھر کہاں پر قسمت ہمیں	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
میری زندگی ہے نغمہ میری زندگی ترانہ	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
تیرے وعدے سے مَیں نے زندگی	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	مہدی حسن
زلف کو تیری گھٹاوں کا پیام آیا ہے	۱۹۶۹	سالگرہ	شیون رضوی	ناشاد	مہدی حسن
کچھ لوگ روٹھ کر بھی لگتے ہیں کتنے	۱۹۶۹	عندلیب	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں/احمد رشدی
پیار کر کے ہم بہت پچھتائے	۱۹۶۹	عندلیب	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
گیسوں کے آنچل میں کیا رنگ ہے	۱۹۶۹	عندلیب	کلیم عثمانی	نثار بزمی	احمد رشدی تنھ
ی منی گڑیا رانی ایک پہیلی بوجھو	۱۹۶۹	عندلیب	مسرور انور	نثار بزمی	رونا لیلہ تیری
محفل سے یہ دیوانہ چلا جائے گا	۱۹۶۹	درد	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
سامنے آ کے تجھ کو پکارا نہیں تیری	۱۹۶۹	درد	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
تُو کہ ناواقف آدابِ غلامی ہے	۱۹۶۹	زرقا	حبیب جالب	وجاہت عطرے	مہدی حسن
مَیں پھول بیچنے آئی	۱۹۶۹	زرقا	احمد راہی	وجاہت عطرے	نسیم بیگم
بہت یاد آئیں گے وہ دن مجھے	۱۹۶۹	انیلہ	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
جب کوئی پیار سے بلائے گا	۱۹۶۹	زندگی کتنی حسین ہے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
تم ضد تو کر رہے ہو ہم کیا تمہیں	۱۹۶۹	داغ	اختر یوسف	علی حسن	مہدی حسن
قصۂ غم میں ترا نام نہ آنے دیں گے	۱۹۶۹	داستان	ن۔م	تصدق حسین	مہدی حسن
ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا	۱۹۶۹	دل بے تاب	قتیل شفائی	عنایت حسین	مہدی حسن
ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا	۱۹۶۹	دل بے تاب	ن۔م	عنایت حسین	نور جہاں
تمہیں دیکھوں تمہارے چاہنے والوں	۱۹۶۹	پیا ملن کی آس	فیاض ہاشمی	سلیم اقبال	مہدی حسن

سوچا تھا پیار نہ کریں گے ہم نہ کسی	۱۹۶۹	لاڈلا	ن۔م	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
میرا خیال ہو تم میری آرزو تم ہو	۱۹۶۹	نازنین	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مسعود رانا
یہ مانا کہ تم دلربا نازنین ہو	۱۹۶۹	نازنین	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مسعود رانا
بہت یاد آئیں گے وہ دن مجھے	۱۹۶۹	اناڑی	کلیم عثمانی	مہدی حسن	لکھے پڑھے
ہوتے اگر تو تم کو خط لکھتے	۱۹۶۹	اناڑی	ن۔م	ندیم	ندیم
مستی میں جھومیں فضا، گیت سنائے	۱۹۶۹	نازنیں	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
یہ کاغذی پھول جیسے چہرے مذاق	۱۹۶۹	سزا	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
جب بھی چاہیں اِک نئی صورت بنا	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مہدی حسن
تو نے بار بار کیا مجھے بے قرار	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مالا بیگم
میرے جوڑے میں گیندے کا پھول	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	مالا بیگم
مَیں کیوں دامن کو پھیلاؤں	۱۹۶۹	سزا	قتیل شفائی	ناشاد	احمد رشدی
مجھے آئی نہ جگ سے لاج مَیں اتنا	۱۹۶۹	ناز	قتیل شفائی	نثار بزمی	مالا بیگم
تمہی ہو محبوب میرے میں کیوں نہ	۱۹۶۹	تمہی ہو محبوب میرے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مسعود رانا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی	۱۹۶۹	تمہی ہو محبوب میرے	احسان دانش	ایم اشرف	مہدی حسن
فسانہ دل ہے مختصر سا کہ آگ دل	۱۹۶۹	تمہی ہو محبوب میرے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مسعود رانا
ہر آدمی الگ سہی مگر اُمنگ ایک ہے	۱۹۶۹	زندگی کتنی حسین ہے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
درد یوں دل سے لگا ہو جیسے، میری	۱۹۶۹	زندگی کتنی حسین ہے	خواجہ پرویز	ایم اشرف	مہدی حسن
کیا خبر تھی تیری محفل سے نکلنا ہوگا	۱۹۶۹	پاک دامن	ن۔م	عنایت حسین	نور جہاں
اس جھومتی محفل میں یوں رات بسر	۱۹۶۹	پاک دامن	ن۔م	عنایت حسین	نور جہاں
میرا خیال ہو تم میری آرزو تم ہو	۱۹۶۹	نازنین	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مسعود رانا
مستی میں جھومے وفا، گیت سنائے	۱۹۶۹	نازنیں	کلیم عثمانی	ایم اشرف	احمد رشدی
یہ مانا کہ تم دلربا نازنین ہو	۱۹۶۹	نازنین	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مسعود رانا
ذرا تم ہی سوچو بچھڑ کر یہ ملنا محبت نہیں	۱۹۶۹	دل دے کے دیکھو	ن۔م	سہیل رعنا	مجیب عالم
گا میرے منوا گاتا جارے جانا ہے ہم	۱۹۶۹	دیا اور طوفان	ن۔م	کمال احمد	رنگیلا
نینا ترس کر رہ گئے پیا آئے نہ	۱۹۶۹	آسرا	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلہ
اُس دھوپ کنارے شام ڈھلے	۱۹۶۹	قسم اُس وقت کی	فیض احمد فیض	سہیل رعنا	مجیب عالم
منزلیں شوق دیدار کی منزلیں	۱۹۶۹	قسم اُس وقت کی	فیض احمد فیض	سہیل رعنا	مجیب عالم
قسم اُس وقت کی جب زندگی	۱۹۶۹	قسم اُس وقت کی	جوشؔ ملیح آبادی	سہیل رعنا	مجیب عالم

اچھا کیا دل نہ دیا ہم جیسے دیوانے کو ۱۹۶۹	پیاسا	ن۔م	سُبل داس	احمد رشدی
غلط فہمی ہوئی ہوگئی غلط فہمی نہیں اچھی ۱۹۶۹	پیاسا	ن۔م	سُبل داس	احمد رشدی
گوری کے سر پہ سج کے سہرے کے ۱۹۶۹	تم ملے پیار ملا	ن۔م	ناشاد	احمد رشدی
مجھ کو اُلفت بھی نہیں مجھ کو عداوت ۱۹۶۹	تم ملے پیار ملا	ن۔م	ناشاد	مجیب عالم

۱۹۷۰

آپ دل کی انجمن میں حسن بن کر ۱۹۷۰	انجمن	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلہ
بھابھی میری بھابھی تم جیو ہزاروں ۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
یادش بخیر بچپن میں کھیلے تھے گھر آنگن ۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
لگ رہی ہے مجھ آج ساری فضا اجنبی ۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
کچھ لوگ روٹھ کر بھی لگتے ہیں کتنے ۱۹۶۹	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	احمد رشدی
اظہار بھی مشکل ہے کچھ کہہ بھی نہیں ۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
دل دھڑکے مَیں تم سے یہ کیسے کہوں ۱۹۷۰	انجمن	مسرور انور	نثار بزمی	رونا لیلہ
اے ابر کرم آج اتنا برس اتنا برس ۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
ملی گل کو خوشبو مجھے مل گیا تُو، پسند ۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	رونا لیلہ
دل تم کو دے دیا ہے اس کا خیال رکھنا ۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
ہم سے نہ بگڑا اے لڑکی اپنوں سے ۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
آج نہیں تو کل اس گھر میں چاندنی ۱۹۷۰	نصیب اپنا اپنا	مسرور انور	لعل محمد اقبال	آئرن پروین
آشیاں جل گیا گلستان لٹ گیا ۱۹۷۰	بازی	راز آلہ آبادی	سہیل رعنا	حبیب ولی محمد
راتیں تھیں چاندنی جوبن پہ تھی بہار ۱۹۷۰	بازی	فیاض ہاشمی	سہیل رعنا	حبیب ولی محمد
ٹھہر بھی جاؤ صنم تم کو میری قسم ۱۹۷۰	بازی	فیاض ہاشمی	سہیل رعنا	حبیب ولی محمد
دُنیا کو اب کیا سمجھائیں کیا جیتے کیا ہار ۱۹۷۰	بازی	فیاض ہاشمی	سہیل رعنا	مہدی حسن
کس نے توڑا ہے دل حضور کا، کس نے ۱۹۷۰	رنگیلا	نامعلوم	کمال احمد	رونا لیلہ
وے سب توں سوہنا ہائے وے من ۱۹۷۰	رنگیلا	نامعلوم	کمال احمد	تصور خانم آ
بھی جاؤ ساجنا ارمانوں کے گلزاروں ۱۹۷۰	چاند سورج	شعور لکھنوی	ناشاد	نور جہاں
مرنے کی دُعائیں کیوں مانگوں جینے کی ۱۹۷۰	چاند سورج	شعور لکھنوی	ناشاد	حبیب ولی محمد
انہی کو ڈھونڈ رہی ہے نگاہ شوق میری ۱۹۷۰	چاند سورج	شعور لکھنوی	ناشاد	نور جہاں، مہدی حسن
نگاہ نیچی کئے سر جھکائے بیٹھے ہیں ۱۹۷۰	چاند سورج	شعور لکھنوی	ناشاد	مہدی حسن
تُو جہاں کہیں بھی جائے میرے پیار ۱۹۷۰	انسان اور آدمی	نامعلوم	ایم اشرف	مہدی حسن، نور جہاں

خط پڑھ کر یہ دل ہمارا سنبھلتا نہیں	۱۹۷۰	انسان اور آدمی	نامعلوم	ایم اشرف	مالا بیگم
تُو چندا ہے میرا	۱۹۷۰	بے قصور	تنویر نقوی	ایم اشرف	نور جہاں
ابھی ڈھونڈ ہی رہی تھی تمہیں یہ نظر ہماری	۱۹۷۰	بے وفا	کلیم عثمانی	نثار بزمی	نور جہاں
بھول کر عہد وفا مجھ کو رُلانے والے	۱۹۷۰	نجمہ	نامعلوم	عنایت حسین	نور جہاں
مَیں تیرے اجنبی شہر میں ڈھونڈتا	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	مسرور انور	عنایت حسین	مجیب عالم
آج ہے محفل دید کے قابل شمع بھی ہے	۱۹۷۰	شمع اور پروانہ	عنایت حسین	مسرور انور	نور جہاں
یوں کھو گئے تیرے پیار میں ہم اب	۱۹۷۰	افسانہ	ن۔م	ناشاد	مجیب عالم
ترسی ہوئی آنکھوں کو آجائے قرار آجا	۱۹۷۰	آنسو بن گئے موتی	ن۔م	عنایت حسین	مہدی حسن
اپنوں نے غم دیئے تو مجھے یاد آ گیا اِک	۱۹۷۰	انجان	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
خدا کبھی نہ کرے غم سے ہم کنار تجھے	۱۹۷۰	انجان	ن۔م	منظور اشرف	نور جہاں/مجیب عالم
تم سے مل کر میرے دُنیا ہی بدل جاتی	۱۹۷۰	سوغات	فیاض ہاشمی	سہیل رعنا	مجیب عالم
دُنیا والو تمہاری دُنیا میں یوں گزاری	۱۹۷۰	سوغات	مسرور انور	سہیل رعنا	مجیب عالم
ہم نے تم سے پیار کیا ہے اُلفت کا	۱۹۷۰	انسان اور آدمی	ن۔م	ایم اشرف	رنگیلا
کتنی بار ملے ہیں آج بھی یوں لگتا	۱۹۷۰	نورین	ن۔م	نثار بزمی	احمد رشدی۔مالا
ہائے یہ میرا اظہارِ محبت، اُف یہ ترا	۱۹۷۰	نورین	ن۔م	نثار بزمی	احمد رشدی
دُنیا والو تمہاری دُنیا میں	۱۹۷۰	سوغات	ن۔م	ن۔م	مجیب عالم
اگر مَیں بتادوں میرے دل میں	۱۹۷۰	آنسو بن کے موتی	ن۔م	عنایت حسین	احمد رشدی/رونا
ہم کو تمہارے سر کی قسم	۱۹۷۰	افسانہ	تنویر نقوی	نثار بزمی	احمد رشدی
نہ ہم تم سے جدا ہوں نہ تم ہم	۱۹۷	افسانہ	تنویر نقوی	نثار بزمی	احمد رشدی
یہ پھول سا نازک چہرہ یہ زلف تری	۱۹۷۰	ہنی مون	ن۔م	جاوید سرور	احمد رشدی
چھوڑ چلے ہم چھوڑ چلے لو شہر تمہارا	۱۹۷۰	پھر چاند نکلے گا	انجم کیرنوی	سہیل رعنا	احمد رشدی
چلے ٹھنڈی ہوا تھم تھم	۱۹۷۰	نجمہ	ن۔م	عنایت حسین	احمد رشدی، مالا
بھول کر عہد وفا مجھ کو رُلانے والے	۱۹۷۰	نجمہ	ن۔م	عنایت حسین	نور جہاں
آ بھی جاؤ ساجنا ارمانوں کے گلزروں	۱۹۷۰	چاند سورج	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
پھول جھڑیں منہ سے ہنسے جو	۱۹۷۰	شاہی فقیر	مشیر کاظمی	تصدق حسین	مسعود رانا
زمانے میں رہ کے رہے ہم اکیلے	۱۹۷۰	یہ راستے ہیں پیار کے	مشیر کاظمی	اعظم بیگ	مسعود رانا
بیتے دن کو نہ آواز دو	۱۹۷۰	مینا	ن۔م	بشیر احمد	بشیر احمد
اب کہاں ان کی وفا یاد وفا باقی ہے	۱۹۷۰	کوثر	ن۔م	عنایت حضروی	نسیم بیگم

دل میرا تجھ کو آواز دیتا رہا تو نہ آیا تو نہ ۱۹۷۰ ہنی مون ن۔م جاوید سرور مالا بیگم

تیرے بنایوں گھڑیاں بیتیں جیسے صدیاں ۱۹۷۰ آنسو خواجہ پرویز نذیر علی مسعود رانا

زمانے میں رہ کے رہے ہم اکیلے ۱۹۷۰ یہ راستے ہیں پیار کے مشیر کاظمی اعظم بیگ نسیم بیگم/مسعود رانا

۱۹۷۱

خدا کرے کہ محبت میں وہ مقام آئے ۱۹۷۱ افشاں تسلیم فاضلی ناشاد نور جہاں/مہدی حسن

یہ وادیاں یہ پربتوں کی شہزادیاں ۱۹۷۱ دوستی قتیل شفائی اے حمید نور جہاں

بس کیتو تو سوتنیا کے دوار سجنا کہاں ہے ۱۹۷۱ دوستی تنویر نقوی اے حمید نور جہاں

چٹھی ذرا سنیا جی نام لکھ دے حال ۱۹۷۱ دوستی قتیل شفائی اے حمید نور جہاں

ساجنا رے، بھول نہ جانا میرا پیار ۱۹۷۱ دوستی قتیل شفائی اے حمید نور جہاں

روتے سنیاں کو میں تو اپنے خود ہی ۱۹۷۱ دوستی قتیل شفائی اے حمید نور جہاں

کیوں ہم سے خفا ہو گئے اے جان تمنا ۱۹۷۱ سلام محبت نامعلوم خواجہ خورشید انور مہدی حسن

محبت کی قسم تم کو کئے وعدے وفا کرنا ۱۹۷۱ سلام محبت ن۔م خواجہ خورشید انور نور جہاں

سلام محبت بڑا خوبصورت بڑا دلبر ۱۹۷۱ سلام محبت ن۔م خواجہ خورشید انور نور جہاں، احمد رشدی

سلگ رہا ہوں بادلوں کی چھاؤں میں ۱۹۷۱ سلام محبت ن۔م خواجہ خورشید انور مہدی حسن

سن پگلی بون سن اُڑتی ہوا ۱۹۷۱ سلام محبت ن۔م خواجہ خورشید انور نور جہاں

تیرے بنایوں گھڑیاں بیتیں جیسے ۱۹۷۱ آنسو خواجہ پرویز نذیر علی نور جہاں

جان جاں تُو جو کہے گاؤں میں گیت ۱۹۷۱ آنسو خواجہ پرویز نذیر علی مہدی حسن

لگا ہے مصر کا بازار دیکھو نئی تہذیب ۱۹۷۱ تہذیب سیف الدین سیف نثار بزمی نور جہاں

گھر آنے والا ہے اک انجانا ۱۹۷۱ تہذیب سیف الدین سیف نثار بزمی نور جہاں

مَیں نے اک آشیاں بنایا تھا ۱۹۷۱ رم جھم شیون رضوی ناشاد نور جہاں

اک زندگی سمجھ کر اپنا لیا تھا تجھ کو ۱۹۷۱ رم جھم نوشاد شیرون رضوی مالا بیگم

ظلم رہے اور امن بھی ہو کیا ممکن ہے ۱۹۷۱ یہ امن (ٹائیٹل سانگ) حبیب جالب اے حمید مہدی حسن

حال دل آج ہم سنائیں گے آرزو کو ۱۹۷۱ چراغ کہاں روشنی کہاں کلیم عثمانی ایم اشرف مسعود رانا

کس نام سے پکاروں کیا نام ہے تمہارا ۱۹۷۱ غرناطہ ن۔م اے حمید نور جہاں

سو برس کی زندگی میں ایک پل، تُو اگر ۱۹۷۱ انصاف اور قانون ن۔م ایم اشرف نور جہاں

حال دل آج ہم سنائیں گے آرزو کو ۱۹۷۱ چراغ کہاں روشنی کہاں کلیم عثمانی ایم اشرف مسعود رانا

چمپا اور چمبیلی یہ کلیاں نئی نویلی، تحفہ ۱۹۷۱ دل اور دُنیا ن۔م کمال احمد رونا لیلہ

خدا کرے کہ محبت میں وہ مقام آئے ۱۹۷۱ افشاں تسلیم فاضلی ناشاد مہدی حسن

گھر آنے والا ہے اک انجانہ	۱۹۷۱	تہذیب	ن-م	نثار بزمی	رونا لیلیٰ
لگا ہے مصر کا بازار دیکھوئی تہذیب	۱۹۷۱	تہذیب	ن-م	نثار بزمی	مہدی حسن
لگا ہے مصر کا بازار دیکھوئی تہذیب	۱۹۷۱	تہذیب	ن-م	نثار بزمی	نور جہاں
کیسے جئیں گے درد کے مارے ترے بغیر	۱۹۷۱	یادیں	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن سو
برس کی زندگی میں ایک پل	۱۹۷۱	انصاف اور قانون	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
سو برس کی زندگی میں ایک پل	۱۹۷۱	انصاف اور قانون	ن-م	ایم اشرف	نور جہاں
مرے محبوب میرے پیار کے قابل تُو	۱۹۷۱	مجرم کون	ن-م	ماسٹر رفیق	مہدی حسن
جو بظاہر اجنبی ہیں ہم سے بیگانے	۱۹۷۱	نیند ہماری خواب تمہارے	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مہدی حسن
قسم تم کو کئے وعدے وفا کرنا	۱۹۷۱	پرائی آگ	ن-م	خواجہ خورشید انور	نور جہاں
اے شمعِ غم بتا	۱۹۷۱	پرائی آگ	ن-م	خواجہ خورشید انور	مہدی حسن
اِک اُڑن کھٹولہ آئے گا اِک لال پری	۱۹۷۱	جان بونڈ ۸۰۰	ن-م	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
الف سے اچھی گاف سے گڑیا ج سے	۱۹۷۱	خاموش نگاہیں	خواجہ پرویز	ایم اشرف	احمد رشدی
حال دل آج ہم سنائیں گے آرزو کو	۱۹۷۱	چراغ کہاں روشنی کہاں	ن-م	ایم اشرف	مسعود رانا
گورتے مکھڑے سے زلفیں ہٹا دو کہ	۱۹۷۱	چراغ کہاں روشنی کہاں	ن-م	ایم اشرف	مسعود رانا، مالا
کس نام سے پکاروں کیا نام ہے تمہارا	۱۹۷۱	غرناطہ	ن-م	اے حمید	نور جہاں
حال دل آج ہم سنائیں گے آرزو	۱۹۷۱	چراغ کہاں روشنی کہاں	کلیم عثمانی	ایم اشرف	مالا بیگم

۱۹۷۲

جو بچا تھا وہ لٹانے کے لئے آئے ہیں	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	نور جہاں
کاٹے نہ کٹے رے رتیاں سنیاں انتظار	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلیٰ
نجانے کس لئے ہم پر قیامت ڈھائی	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلیٰ
جھومیں کبھی ناچیں کبھی لہرائیں خوشی سے	۱۹۷۲	امراؤ جان ادا	سیف الدین سیف	نثار بزمی	رونا لیلیٰ
یہ گھر میرا گلشن ہے گلشن کا خدا حافظ	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
میرے دل کی ہے آواز کہ بچھڑا یار ملے گا	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	مسعود رانا
چندا رے چندا کچھ تُو ہی بتا میرا افسانہ	۱۹۷۲	بہارو پھول برساو	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
اِک حُسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	مہدی حسن
یہاں قدر کیا دل کی ہوگی، یہ دُنیا ہے	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	رنگیلا
تیرا کسی پہ آئے دل تیرا کوئی دُکھا	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	نور جہاں
تیرا کسی پہ آئے دل تیرا کوئی دُکھائے	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	رنگیلا

حال دل کیا کہیں آپ کے سامنے	۱۹۷۲	میری زندگی ہے نغمہ	شیون رضوی	نثار بزمی	مالا، خورشید، آئرن پروین
من میں اُٹھی نئی ترنگ ناچے مورا	۱۹۷۲	ناگ منی	حبیب جالب	نثار بزمی	نور جہاں
تن تو پہ واروں من تو پہ واروں	۱۹۷۲	ناگ منی	حبیب جالب	نثار بزمی	نور جہاں
جیارا ترپے، نیناں ترسیں	۱۹۷۲	ناگ منی	فیاض ہاشمی	نثار بزمی	نور جہاں
آج بھی سورج ڈوب گیا آج بھی	۱۹۷۲	ناگ منی	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
میرا ایمان محبت ہے محبت کی قسم	۱۹۷۲	ناگ منی	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
خاموش ہیں نظارے اک بار مسکرا دو	۱۹۷۲	بندگی	کلیم عثمانی	ناشاد	مہدی حسن
دنوا دنوا میں گنوں کب آئیں گے	۱۹۷۲	من کی جیت	ن۔م	ایم اشرف	رونا لیلہ
میرا بابو چھیل چھبیلا میں تو ناچوں گی	۱۹۷۲	من کی جیت	ن۔م	ایم اشرف	رونا لیلہ
ساتھی ساتھ نبھانا رے مجھ کو بھول	۱۹۷۲	من کی جیت	ن۔م	ایم اشرف	رونا لیلہ
سیاں جی کے نینوں سے پیار چھلکے	۱۹۷۲	من کی جیت	ن۔م	ایم اشرف	رونا لیلہ
اس خط کو میری آخری تحریر سمجھنا	۱۹۷۲	سہاگ	نامعلوم	ناشاد	نور جہاں
ہمیں کھو کر بہت پچھتاؤ گے جب ہم	۱۹۷۲	احساس	سرور بارہ بنکوی	رابن گھوش	رونا لیلہ
آپ کا حسن جو دیکھا تو خدا یاد آیا	۱۹۷۲	احساس	سرور بارہ بنکوی	رابن گھوش	مہدی حسن
تمہیں مبارک نئی کہانی تمہیں مبارک	۱۹۷۲	سہاگ	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں	۱۹۷۲	انگارے	احمد فراز	اے حمید	مہدی حسن
رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے	۱۹۷۲	محبت	احمد فراز	نثار بزمی	مہدی حسن
یہ محفل جو آج سجی ہے اس محفل میں ہے	۱۹۷۲	محبت	ن۔م	نثار بزمی	طاہرہ سید
اگر کوئی پوچھے بہاروں کا مطلب،	۱۹۷۲	محبت	ن۔م	نثار بزمی	احمد رشدی، رونا لیلہ
وہ میرا ہو نہ سکا تو میں برا کیوں مانوں	۱۹۷۲	عظمت	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
زندگی کے سفر میں اکیلے تھے ہم، آپ	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن۔م	ایم اشرف	نور جہاں/احمد رشدی
کس کو سنائیں جا کر افسانہ زندگی کا	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن۔م	ایم اشرف	نور جہاں
دل میں تو پیار ہے لیکن کہتے ہوئے	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
سن میری بیٹیا، سن میری رانی (لوری)	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن۔م	ایم اشرف	نور جہاں
گا میرے دیوانے دل اس دُنیا سے	۱۹۷۲	دولت اور دُنیا	خواجہ پرویز	کمال احمد	مہدی حسن
اک بار چلے آؤ پھر آ کے چلے جانا	۱۹۷۲	اک رات	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن
کس نے بجائی ہے یہ بانسریا	۱۹۷۲	اک رات	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
زندگی ایک سفر ہے جس میں لوگ	۱۹۷۲	زندگی ایک سفر ہے	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن

ہر آدمی الگ سہی مگر اُمنگ ایک ہے	۱۹۷۲	زندگی ایک سفر ہے	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
گا میرے دیوانے دل، اس دُنیا	۱۹۷۲	دولت اور دُنیا	خواجہ پرویز	کمال احمد	مہدی حسن
میری وفا کا تقاضا ہے مجھ سے پیار کرو	۱۹۷۲	دولت اور دُنیا	خواجہ پرویز	کمال احمد	مہدی حسن
مَیں بجلی ہوں مَیں شعلہ ہوں	۱۹۷۲	دولت اور دُنیا	خواجہ پرویز	کمال احمد	نور جہاں
میرا دل نا جانے کب سے تیرا پیار	۱۹۷۲	ہل سٹیشن	تسلیم فاضلی	ناشاد	احمد رشدی
پیار پیار ہوتا ہے جب دل دل سے	۱۹۷۲	خلش	کلیم عثمانی	ایم اشرف	احمد رشدی
تکلف برطرف ہم تو سر بازار ناچیں	۱۹۷۲	بازار	ن-م	منظور اشرف	رونا لیلہ
تجھ جیسا دغاباز مَیں نے دیکھا نہیں رے	۱۹۷۲	میرے ہم سفر	ن-م	سہیل رعنا	رونا لیلہ
ہے میری یہ دُعا تم سلامت رہو	۱۹۷۲	میرے ہم سفر	ن-م	سہیل رعنا	رونا لیلہ ہے
بے قرار تمنا ذرا ٹھہر جاو	۱۹۷۲	میرے ہم سفر	ن-م	سہیل رعنا	ن-م
زندگی کے سفر میں اکیلے تھے ہم آپ	۱۹۷۲	افسانہ زندگی کا	ن-م	ایم اشرف	احمد رشدی
جو کیا ہے آج وعدہ یونہی عمر نبھانا	۱۹۷۲	بندگی	کلیم عثمانی	ناشاد	نور جہاں
تیرے بنا یوں گھڑیاں بیتیں جیسے	۱۹۷۲	آنسو	ن-م	ن-م	مسعود رانا
مَیں نے اک آشیاں بنایا تھا	۱۹۷۲	رم جھم	ن-م	ن-م	نور جہاں
منزل ہے نہ ہمدم ہے، دکھ ہے تو مجھے	۱۹۷۲	مَیں اکیلا	مبشر کاظمی	بخشی وزیر	مسعود رانا
ہم پہ الزام تو ویسے ہے ایسے بھی سہی	۱۹۷۲	الزام	ن-م	ناشاد	نور جہاں
ہم نے دیکھے اس دُنیا میں کیسے کیسے	۱۹۷۲	آس	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
میری آہوں سے محبت کا جہاں جلنے لگا	۱۹۷۲	دل ایک آئینہ	حزیں صدیقی	ایم اشرف	رجب علی
تمہیں مبارک نئی کہانی تمہیں	۱۹۷۲	سہاگ	ن-م	ناشاد	مہدی حسن

۱۹۷۳

یہ وعدہ کرو کہ محبت کریں گے	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	نامعلوم	ایم اشرف	نور جہاں، مسعود رانا
دیس پرائے جانے والے وعدہ	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	ن-م	ایم اشرف	نور جہاں
ہمارے دل سے مت کھیلو کھلونا ٹوٹ	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
بڑی بڑی آنکھیں او میرے دل پہ	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	ن-م	ایم اشرف	احمد رشدی
سہیلی ترا بانکپن لٹ گیا آئینہ توڑ دے	۱۹۷۳	دامن اور چنگاری	ن-م	ایم اشرف	نور جہاں
مجھے کر دیں نہ دیوانہ ترے انداز مستانہ	۱۹۷۳	نیا راستہ	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
خط پڑھ کے تیرا آدھی ملاقات ہو گی	۱۹۷۳	نیا راستہ	ن-م	نوشاد	مالا بیگم
میری زندگی کے ساتھی میرے ساتھ	۱۹۷۳	نیا راستہ	ن-م	ناشاد	نور جہاں

آتی ہیں بہاریں جاتی ہیں بہاریں	۱۹۷۳	نیا راستہ	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
میرے دل کی دھڑکنوں میں ترا پیار	۱۹۷۳	نیا راستہ	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
اُن کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی	۱۹۷۳	سہرے کے پھول	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں
اُن کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی	۱۹۷۳	سہرے کے پھول	شیون رضوی	ناشاد	نور جہاں آج
تک یاد ہے وہ پیار کا منظر مجھ کو	۱۹۷۳	سہرے کے پھول	ن۔م	ناشاد	مہدی حسن آج
جانے کی ضد نہ کرو یونہی پہلو میں	۱۹۷۳	بادل اور بجلی	ن۔م	سہیل رعنا	حبیب ولی محمد
بنسی بجانے والے نیندیں اُڑانے	۱۹۷۳	بادل اور بجلی	ن۔م	سہیل رعنا	نور جہاں
گلیاں گلیاں ڈھونڈ چکی مَیں کہاں ہو	۱۹۷۳	بادل اور بجلی	ن۔م	سہیل رعنا	نور جہاں
زندگی میں تو سبھی پیار کیا کرتے ہیں	۱۹۷۳	عظمت	قتیل شفائی	ناشاد	مہدی حسن
لکھ دیجئے اِک پیار کی عرضی میرے	۱۹۷۳	ملاقات	کلیم عثمانی	نثار بزمی	احمد رشدی
مرا کچھ حق تو نہیں ہے ترے جلووں پہ	۱۹۷۳	خواب اور زندگی	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
بھولا بھولا میرا نام ہنسا گانا میرا کام	۱۹۷۳	نادان	ن۔م	لعل محمد اقبال	احمد رشدی
سیاں اناڑی سے نیناں لگا بیٹھے	۱۹۷۳	نادان	ن۔م	لعل محمد اقبال	رونا لیلہ
تیرا سایہ جہاں بھی ہو سجنا پلکیں	۱۹۷۳	گھرانہ	ن۔م	ایم اشرف	نیرہ نور
پیار پیار کرنے کو تو سب کرتے ہیں	۱۹۷۳	گھرانہ	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
اک آنے کی چڑیا اور دو آنے کا	۱۹۷۳	گھرانہ	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی، رونا لیلہ
یارو مَیں بڑا پریشان اک لڑکی انجان	۱۹۷۳	پردے میں رہنے دو	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
کھڑکی کی دروازوں سے چلمن سے	۱۹۷۳	رنگیلا اور منور ظریف	ن۔م	ایم اشرف	احمد رشدی
لاکھ نخرے دکھاو سر جھکانا پڑے گا بن	۱۹۷۳	آس	مسرور انور	نثار بزمی	نور جہاں
دل تری یاد میں جب بھی گھبرائے گا	۱۹۷۳	آس	مسرور انور	نثار بزمی	نیرہ نور
میری مرضی مَیں گاوں گی مَیں پائل	۱۹۷۳	آس	مسرور انور	نثار بزمی	رونا لیلہ
بول ری گڑیا بول (لوری)	۱۹۷۳	آس	مسرور انور	نثار بزمی	نیرہ نور
پیار دُنیا کے ہر غم کو مٹا دیتا ہے	۱۹۷۳	انمول	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
جب پیار کسی سے ہوتا ہے	۱۹۷۳	بے ایمان	ن۔م	کمال احمد	مہدی حسن
شام ڈھلی وہ زلف کھلی	۱۹۷۳	دل کا سفر	ن۔م	نثار بزمی	مہدی حسن
کل بھی تم سے پیار تھا مجھ کو تم سے	۱۹۷۳	خواب اور زندگی	قتیل شفائی	اے حمید	مسعود رانا، رونا لیلہ
میرا کچھ حق تو نہیں ترے جلووں پہ مگر	۱۹۷۳	خواب اور زندگی	قتیل شفائی	اے حمید	مہدی حسن
تو حسن کی دیوی ہے مَیں ہوں تیرا	۱۹۷۳	کبڑا عاشق	ن۔م	ایم اشرف	مہدی حسن

رونے والے ذرا بتا مجھ کو	۱۹۷۳	کبڑا عاشق	ن ۔م	ایم اشرف	مہدی حسن
جسے مل سکی نہ منزل میں وہ بدنصیب	۱۹۷۳	سوسائٹی	ن ۔م	ایم اشرف	مہدی حسن

۱۹۷۴

مرجھائے ہوئے پھولوں کی قسم اس	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مسعود رانا
آگ لگا کر چھپنے والے سُن میرا	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مسعود رانا
ہم چلے اِس جہاں سے، دل اُٹھ گیا	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مہدی حسن
مجھے جان سے پیارا محبوب مل گیا	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مجیب عالم، نور جہاں، ندیم
دل لگی میں دل کو ایسی لگی کہ دل کھو گیا	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	نور جہاں
ساتھ ہمارا چھوٹے نا، یاد رہے	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	نور جہاں، مہدی حسن
پیار کرنا تو کوئی جرم نہیں ہے یارو	۱۹۷۴	دل لگی	مشیر کاظمی	رفیق علی	مجیب عالم، ندیم، کورس
ساون آئے ساون جائے تجھ کو	۱۹۷۴	چاہت	ن ۔م	روبن گھوش	اخلاق احمد
پیار بھرے دو شرمیلے نین، جن سے	۱۹۷۴	چاہت	ن ۔م	روبن گھوش	مہدی حسن
یہ تیرا آنا بھیگی راتوں میں چپکے	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
کسی مہرباں نے آ کے میری زندگی	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	ناہید اختر
نہ گھر سے نکلنا یوں زلفیں بکھیرے	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
میری سانولی سلونی محبوبہ، تیری جھیل	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
ایسے موسم میں چپ کیوں ہو کانوں	۱۹۷۴	شمع	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	ناہید اختر
محبت زندگی ہے اور تم میری محبت ہو	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	نور جہاں
محبت زندگی ہے اور تم میری محبت ہو	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	مہدی حسن
کرتے ہیں محبت سب ہی مگر ہر دل کو	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	غلام علی
اپنے قدموں میں رکھ لیجئے	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	مہدی حسن
کیا نہ جائے انتظار آ جا	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	نور جہاں
دل دھڑکے میرا دل دھڑکے	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	ناشاد	نور جہاں
آئے گا کوئی آئے گا دھڑکن دھڑکن	۱۹۷۴	تم سلامت رہو	مسرور انور	نوشاد	مالا بیگم
کل تک جو کہتے تھے اپنا آج	۱۹۷۴	بہشت	ریاض شاہد	اے حمید	نور جہاں
مَیں جو شاعر کبھی ہوتا تیرا سہرا کہتا	۱۹۷۴	بہشت	ریاض شاہد	اے حمید	مہدی حسن
کیوں پوچھتے ہو کیا تم سے کہوں	۱۹۷۴	بہشت	ریاض شاہد	اے حمید	مہدی حسن
ستارو میری راتوں کے سہارو	۱۹۷۴	بہشت	ریاض شاہد	اے حمید	نور جہاں

تیرے بھیگے بدن کی خوشبو سے، لہریں	۱۹۷۴	شرافت	ن۔م	رابن گھوش	مہدی حسن
ہو میرے سنگ چلا اک	۱۹۷۴	شرافت	ن۔م	رابن گھوش	اخلاق احمد، نیرہ نور
اک سایہ سا روز نکلتا ہے	۱۹۷۴	شرافت	ن۔م	رابن گھوش	روبینہ بدر
دُنیا کی شرافت دیکھ کر	۱۹۷۴	شرافت	ن۔م	رابن گھوش	رونا لیلیٰ
تُو ہی بتا پگلی پون، کس کے لئے جلے	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	مسرور انور	ایم اشرف	نیرہ نور
چھیڑ چھاڑ کروں گا آوازار کروں گا	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	مسرور انور	ایم اشرف	احمد رشدی
تو ہے پھول میرے گلشن کا	۱۹۷۴	پھول میرے گلشن کا	مسرور انور	ایم اشرف	مالا بیگم
زندگی جا چھوڑ دے پیچھا مرا	۱۹۷۴	جواب دو	تنویر نقوی	اے حمید	مہدی حسن
زندگی جا چھوڑ دے پیچھا میرا	۱۹۷۴	جواب دو	تنویر نقوی	اے حمید	نور جہاں
جب پیار کسی ہوتا ہے تو ہوتا ہے	۱۹۷۴	ایمان دار	ن۔م	ناشاد	رنگیلا
اگر تم مل جاؤ زمانہ چھوڑ دیں ہم	۱۹۷۴	ایمان دار	ن۔م	ناشاد	تصور خانم
یہ دُنیا سنگ دل ہے	۱۹۷۴	بات پہنچی تری جوانی تک	شیون رضوی	نثار بزمی	مسعود رانا
چلو کہیں دُور یہ سماج چھوڑ دیں	۱۹۷۴	سماج	حبیب جالب	اے حمید	مہدی حسن، مالا
یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا جہاں بھی	۱۹۷۴	سماج	حبیب جالب	اے حمید	مہدی حسن
پیار خود جینے کے انداز سکھا دیتا ہے	۱۹۷۴	سماج	حبیب جالب	اے حمید	منیر حسین
ساون آئے تم نہیں آئے	۱۹۷۴	ساون آیا تم نہیں آئے	ن۔م	ن۔م	مہدی حسن
جانے والے نے یہ بھی سوچا ہم	۱۹۷۴	دشمن	ن۔م	نثار بزمی	رونا لیلیٰ
کیا خبر تھی جنہیں ہم نے چاہا ایک	۱۹۷۴	دشمن	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں
جب پیار کسی سے ہوتا ہے تو ہوتا	۱۹۷۴	ایمان دار	ن۔م	ناشاد	رونا
لیلیٰ رنگیلا بے بی تُو کتنی بڑی ہو گئی	۱۹۷۴	نمک حرام	ن۔م	نثار بزمی	احمد رشدی
کبھی تو دل زار میں پیار آئے گا	۱۹۷۴	دیدار	ن۔م	ناشاد	نور جہاں
یہ کیا غضب ہے کہ تم بھی سنگار کرتی ہو	۱۹۷۵	پالکی	ن۔م	ناشاد	رجب علی
اک چوٹ لگی دل پہ جب کوئی چشم	۱۹۷۴	نیلم	تسلیم فاضلی	ناشاد	نسیم بیگم

۱۹۷۵

یہ دُنیا رہے نہ رہے میرے ہمدم کہانی	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
یہ دُنیا رہے نہ رہے میرے ہمدم کہانی	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	ناہید اختر
تجھے پیار کرتے کرتے میری عمر بیت	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
ملتے جلتے رہیے گا آنکھ ملی ہے	۱۹۷۵	میرا نام ہے محبت	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن الله

ہی اللہ کیا کرو دُکھ نہ کسی کو دیا کرو	۱۹۷۵	پہچان	ن-م	نثار بزمی	ناہید اختر
میرا پیار تیرے جیون کے سنگ رہے	۱۹۷۵	پہچان	ن-م	نثار بزمی	مہناز
ہم نے کیا ہے پیار، زمانہ لاکھ بنے	۱۹۷۵	پہچان	ن-م	نثار بزمی	ناہید اختر، اخلاق احمد
اے دل اپنا درد چھپا کر گیت خوشی کے	۱۹۷۵	پہچان	ن-م	نثار بزمی	اخلاق احمد
بے ایمان چاہوں تجھے صبح و شام	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے	مسرور انور	ایم اشرف	مہدی حسن
کیا پتہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے کسی کا	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے	مسرور انور	ایم اشرف	احمد رشدی
ترے نینا بڑے چت چور	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے	مسرور انور	ایم اشرف	احمد رشدی
مَیں ہوں تیری میرا پیار نہیں جھوٹا	۱۹۷۵	جب جب پھول کھلے	مسرور انور	ایم اشرف	نور جہاں
یہ جھکی جھکی نگاہیں انہیں مَیں سلام	۱۹۷۵	پالکی	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
بنو کے گھر سے مہندی لگانے کوئی	۱۹۷۵	پالکی	ن-م	ناشاد	نور جہاں
دل کو جلانا ہم چھوڑ دیا چھوڑ دیا	۱۹۷۵	محبت زندگی ہے	مسرور انور	ایم اشرف	احمد رشدی
مَیں نے ڈھونڈا جسے باغوں میں	۱۹۷۵	دلہن اِک رات کی	ن-م	کمال احمد	نور جہاں
او جانے والے میں ترے قربان	۱۹۷۵	دلہن اِک رات کی	ن-م	کمال احمد	نور جہاں
مَیں ہو گئی دلدار کی، ہونے لگی چبھن	۱۹۷۵	تیرے میرے سپنے	ن-م	کمال احمد	ناہید اختر
سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو	۱۹۷۵	تیرے میرے سپنے	کمال احمد	مہدی حسن	ناہید اختر
اپنا جیون شیشے کا کھلونا ہی تو ہے	۱۹۷۵	نوکر	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
لاکھ کروانکار سر جی رنگ لائے گا	۱۹۷۵	نوکر	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
اج مالش کرائی جا چپ کر کے	۱۹۷۵	نوکر	ن-م	ایم اشرف	احمد رشدی
یہ آج مجھ کو کیا ہوا لرالرا، بدن	۱۹۷۵	نوکر	ن-م	ایم اشرف	ناہید اختر
ہزار بار منع کیا میری گلی نہ سیاں آ	۱۹۷۵	عزت	تسلیم فاضلی	اے حمید	ثمر اقبال
ساتھ دینا ہے تو زندگی بھر کا دو	۱۹۷۵	اجنبی	ن-م	نثار بزمی	مہدی حسن
ہوں ہاں کرتے کرتے آہیں بھرتے	۱۹۷۵	اناڑی	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
دل میں طوفاں چھپائے بیٹھا ہوں	۱۹۷۵	نیکی بدی	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
مَیں شاعر تو نہیں غزل کہنے کو	۱۹۷۵	محبت زندگی ہے	مسرور انور	ایم اشرف	مہدی حسن
بندہ تو گناہ گار ہے رحمان ہے مولا	۱۹۷۵	صورت اور سیرت	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
رفتہ رفتہ وہ میری ہستی کا ساماں	۱۹۷۵	زینت	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
کسی گھر کا یہ بھی چراغ تھا	۱۹۷۵	زینت	ن-م	ناشاد	غلام علی
بنو تیری مہندی لگانے کوئی آیا	۱۹۷۵	زینت	ن-م	ناشاد	نور جہاں

پکارا جب چلے آئے محبت ہو تو ایسی ہو	۱۹۷۵	فرض اور مامتا	کلیم عثمانی	ایم اشرف	رونا لیلہ
میرا پیار تیرے جیون کے سنگ رہے	۱۹۷۵	پہچان	ن-م	نثار بزمی	مہدی حسن
یہ کیا غضب ہے کہ تم بھی سنگار کرتی ہو	۱۹۷۵	پالکی	ن-م	ناشاد	رجب علی
اک مَیں ہی برا ہوں باقی سب لوگ	۱۹۷۵	اپنے ہوئے پرائے	ن-م	ایم اشرف	احمد رشدی
نہ کوئی گلہ ہے مجھ کو نہ کوئی شکایت ہے	۱۹۷۵	زنجیر	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن

۱۹۷۶

یہ تیرا نازک بدن ہے یا کوئی مہکا	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
جو درد ملا اپنوں سے ملا غیروں	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
تیرے سوا دُنیا میں کچھ بھی نہیں	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
بے وفا کون ہے کون ہرجائی ہے	۱۹۷۶	شبانہ	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
ہم راہی ایسی راہوں کے جن کی کوئی	۱۹۷۶	مسافر	عبیداللہ علیم	سہیل رعنا	اخلاق احمد
مَیں ہوں راستے کا پتھر	۱۹۷۶	راستے کا پتھر	ن-م	ناشاد	اخلاق احمد
نام آئے نہ تیرا پیار کی رسوائی میں	۱۹۷۶	ٹرتا بھوپالی	سیف الدین سیف	ایم اشرف	مہدی حسن
ہم بچھڑ جائیں گے	۱۹۷۶	ضرورت	سیف الدین سیف	اے حمید	مسعود رانا
پیار کیا ہے پیار کریں گے	۱۹۷۶	وعدہ	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
بھیگی بھیگی رات میں رجھم جھم کی	۱۹۷۶	وعدہ	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
یہ لوگ بڑے، ہم لوگوں پہ ہنستے ہی	۱۹۷۶	وعدہ	تسلیم فاضلی	ناشاد	مہدی حسن
نظاروں کی حسین تنہائیوں میں	۱۹۷۶	زبیدہ	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
پھیلا ہوا رنگ فضاؤں میں	۱۹۷۶	زبیدہ	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
ساتھی میرے بن تیرے کیسے بیتے گی	۱۹۷۶	زبیدہ	ن-م	کمال احمد	اخلاق احمد
ساتھی میرے بن ترے کیسے بیتے گی	۱۹۷۶	زبیدہ	ن-م	کمال احمد	نور جہاں
یہ لوگ بڑے ہم لوگوں پہ ہنستے ہی رہے	۱۹۷۶	وقت	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی	۱۹۷۶	آپ کا خادم	تسلیم فاضلی	خلیل احمد	مہدی حسن
تیرے قدموں میں بکھر جانے کو جی	۱۹۷۶	سوسائٹی گرل	ن-م	خلیل احمد	نور جہاں
قدموں میں ترے جینا مرنا اب دور	۱۹۷۶	طلاق	طفیل ہوشیار پوری	فیروز نظامی	نور جہاں
ہم بچھڑ جائیں گے	۱۹۷۶	ضرورت	سیف الدین سیف	اے حمید	مسعود رانا
زخم دل چھپا کے روئیں گے تجھ کو	۱۹۷۶	راستے کا پتھر	مسرور انور	ناشاد	نور جہاں
اقرار محبت تمہیں کرنا پڑے گا	۱۹۷۶	راستے کا پتھر	مسرور انور	ناشاد	مہدی حسن

۱۹۷۷

کبھی مَیں سوچتا ہوں کچھ نہ کچھ کہوں	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	مہدی حسن
وعدہ کرو ساجنا، چھو کے مجھے ابھی	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	مہناز، عالمگیر
مجھے دل سے نہ بھلانا، چاہے روکے	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	مہناز، مہدی حسن
حسین وادیوں سے یہ پوچھو	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	اخلاق احمد، نیرہ نور
روٹھے تم، تم کو کیسے مناؤں پیا بولو ناں	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	نیرہ نور
مجھے دل نہ بھلانا چاہے روکے یہ زمانہ	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	مہدی حسن
مجھے دل سے نہ بھلانا، میری ماں	۱۹۷۷	آئینہ	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	نیرہ نور
ہماری سانسوں میں آج تک وہ حنا کی	۱۹۷۷	میرے حضور	ن-م	ایم اشرف	نور جہاں
کیوں بھیگے تورے نین	۱۹۷۷	پہلی نظر	ن-م	عنایت حسین	نور جہاں
دُنیا کب چپ رہتی ہے کہنے دے	۱۹۷۷	پہلی نظر	ن-م	عنایت حسین	نور جہاں
تیرے میرے پیار کا ایسا ناتا ہے دیکھ	۱۹۷۷	سلاخیں	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
مَیں چھپا سکوں گا کیسے تیرے پیار	۱۹۷۷	شمعِ محبت	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
عشق سچا ہے تو پھر وعدہ نبھانا ہوگا تجھ کو	۱۹۷۷	عشق عشق	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
عشق سچا ہے تو پھر وعدہ نبھانا ہوگا تجھ کو	۱۹۷۷	عشق عشق	ن-م	کمال احمد	مہناز
نیناں رے نیناں تم ہی برے	۱۹۷۷	عشق عشق	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن

۱۹۷۸

ٹھہرا ہے سماں ہم تم ہیں	۱۹۷۸	امبر	تسلیم فاضلی	رابن گھوش	مہدی حسن
ملے دو ساتھی ملے دو کلیاں	۱۹۷۸	امبر	تسلیم فاضلی	رابن گھوش	اے نیئر
مجھے لے چل یہاں سے دُور ان	۱۹۷۸	امبر	تسلیم فاضلی	رابن گھوش	مہناز
بہت خوبصورت ہے میرا صنم	۱۹۷۸	آبشار	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
تمہارا آخری کرلوں نظارہ پھر	۱۹۷۸	اکسیڈنٹ	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن
ٹھہرا ہے سماں ہم تم ہیں جہاں	۱۹۷۸	عنبر	ن-م	رابن گھوش	مہدی حسن
میرے دل سے زندگی بھر تیرا	۱۹۷۸	دل کے داغ	ن-م	اے حمید	مہدی حسن
یہ ساتھ کبھی نہ چھوٹے گا	۱۹۷۸	ملن	ن-م	ناشاد	مہدی حسن
یہ تیرا آنا بھیگی راتوں میں چھپکے چھپکے	۱۹۷۸	نذرانہ	ن-م	ایم اشرف	مہدی حسن
جنگل میں منگل تیرے ہی دم سے	۱۹۷۸	زندگی	ن-م	ن-م	اے نیئر

تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا ہے آدمی	۱۹۷۸	آدمی	مسرور انور	کمال احمد	اخلاق احمد
یہ تیرا پھول سا چہرہ	۱۹۷۸	آدمی	مسرور انور	کمال احمد	مہدی حسن
مَیں تم سے ابھی بیگانہ سہی	۱۹۷۸	یہاں سے وہاں تک	مسرور انور	وجاہت عطرے	مہدی حسن
ملے دو ساتھی کھلی دو کلیاں، دیوانہ	۱۹۷۸	عنبر	تسلیم فاضلی	روبن گھوش	اے نیر
یاد رکھنے کو کچھ نہ رہا بھول جانے کو کچھ	۱۹۷۸	بارات	ن۔م	ایم اشرف	اے نیر
اِک بات کہوں دلدارہ ترے عشق نے	۱۹۷۸	خدا اور محبت	فیاض ہاشمی	طافو	اے نیر
پونچھ لے آنسو ان آنکھوں سے	۱۹۷۸	پارکھ	ن۔م	کمال احمد	اے نیر
جی رہے ہم تنہا اور تیرا غم تنہا	۱۹۷۸	شرمیلی	یونس ہمدم	کریم شہاب الدین	اے نیر
تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا ہے آدمی	۱۹۷۸	آدمی	مسرور انور	کمال احمد	اخلاق احمد
یہی ہے پیارے زندگی کبھی ہے غم اور	۱۹۷۸	پرنس	ن۔م	کمال احمد	اخلاق احمد

۱۹۷۹

مَیں جس دن بھلا دوں تیرا پیار دل سے	۱۹۷۹	خوشبو	ن۔م	کمال احمد	مہدی حسن
روز کہتا ہوں بھول جاؤں تجھے، روز یہ	۱۹۷۹	راجہ کی آئے گی بارات	تسلیم فاضلی	ایم اشرف	مہدی حسن
مل جاتا ہے یار مگر پیار نہیں ملتا	۱۹۷۹	پاکیزہ	ن۔م	ن۔م	غلام عباس
اے جان آرزو مجھے اتنا	۱۹۷۹	وعدے کی زنجیر	قتیل شفائی	ایم اشرف	مہدی حسن
اپنی سانسوں میں بسا لو تو عنایت ہوگی	۱۹۷۹	عورت راج	ن۔م	نذیر علی	رنگیلا

۱۹۸۰

سونا نہ چاندی نہ کوئی محل جانے من تجھ	۱۹۸۰	بندش	ن۔م	رابن گھوش	اخلاق احمد
دو پیاسے دل ایک ہوئے ہیں ایسے	۱۹۸۰	بندش	ن۔م	رابن گھوش	مہدی حسن/مہناز
جھکے جھکے نینوں والے چین میرا لے گئے	۱۹۸۰	بندھن	اختر یوسف	ایم اشرف	مہدی حسن
رونا نہیں زندگی کے کسی موڑ پر	۱۹۸۰	بدلا	قتیل شفائی	امجد بوبی	اے نیر
یہ زندگی اک سفر ہے	۱۹۸۰	بارود کی چھاؤں	سعید گیلانی	امجد بوبی	اے نیر
او ہمدم او ساتھی مجھے تیری دوستی پہ ناز ہے	۱۹۸۰	ساتھی	ن۔م	ایم اشرف	رجب علی
جب جب مجھ کو یاد کرو گے پیار تمہیں	۱۹۸۰	ہم دونوں	ن۔م	ایم اشرف	اخلاق احمد

۱۹۸۱

نینا رے نینا تم سے برا نہ کوئی رے	۱۹۸۱	میرے اپنے	ن۔م	نثار بزمی	نور جہاں/مہدی حسن

کچھ دیر تو رُک جاؤ برسات کے بہانے	۱۹۸۱	بڑا آدمی	ن-م	نذیر علی	نور جہاں
کچھ دیر تو رُک جاؤ برسات کے بہانے	۱۹۸۱	بڑا آدمی	ن-م	نذیر علی	مہدی حسن
آنے والی خوشیوں کا احساس تو ہے	۱۹۸۱	بڑا آدمی	ن-م	نذیر علی	نور جہاں
میرا تجھ سے ایسا بندھن ہے	۱۹۸۱	قربانی	مسرور انور	ایم اشرف	مہناز
میرا تجھ سے ایسا بندھن ہے	۱۹۸۱	قربانی	مسرور انور	ایم اشرف	غلام عباس
کس کس کی طرف دیکھوں	۱۹۸۱	یہ زمانہ اور ہے	ن-م	ایم اشرف	مہناز / اے نیئر

۱۹۸۲

چھوٹے جو تیرا ساتھ زندگی	۱۹۸۲	مہربانی	مسرور انور	ایم اشرف	اخلاق احمد
کبھی خواہشوں نے لوٹا	۱۹۸۲	مہربانی	مسرور انور	ایم اشرف	اخلاق احمد
تیرے بنا جی سکیں گے نہ ہم	۱۹۸۲	مہربانی	مسرور انور	ایم اشرف	اخلاق احمد
تو ہے زندگی میں اُمنگ	۱۹۸۲	مہربانی	مسرور انور	ایم اشرف	اخلاق احمد میرا
بلم آنے والا ہے	۱۹۸۲	سنگ دل	سیف الدین سیف	اے حمید	ناہید اختر
مجھ کو تری وفا کا یقیں	۱۹۸۲	آنگن	قتیل شفائی	ایم اشرف	اے نیر
کبھی خواہشوں نے لوٹا کبھی بے بسی	۱۹۸۲	مہربانی	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد
شہری بابو سے کر کے شادی	۱۹۸۲	میاں بیوی راضی	ن-م	کمال احمد	ناہید اختر
عشق نہ دیکھے اونچ نیچ کو	۱۹۸۲	میاں بیوی راضی	ن-م	کمال احمد	ناہید اختر
سونا تھا جیون تو نے بکھیرا رنگ پیار کا	۱۹۸۲	میاں بیوی راضی	ن-م	کمال احمد	ناہید اختر، اے نیئر
یاد ماضی عذاب ہے یارب	۱۹۸۲	آہٹ	ن-م	رابن گھوش	مہدی حسن
چمن چمن کلی کلی	۱۹۸۲	آہٹ	ن-م	رابن گھوش	اخلاق احمد
سچا تیرا نام	۱۹۸۲	بیوی ہو تو ایسی	مسرور انور	نثار بزمی	مہناز

۱۹۸۳

آج تُو غیر سہی پیار سے بیر سہی	۱۹۸۳	دہلیز	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن دو
نینوں کا کام سارا، دو نینوں کا	۱۹۸۳	دہلیز	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن، ناہید اختر
تو میرے ساتھ رہے	۱۹۸۳	دہلیز	ن-م	کمال احمد	مہدی حسن، مہناز
لوٹا قرار میرے من کا	۱۹۸۳	نادانی	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد

۱۹۸۴

اک بار ملو ہم سے تو سو بار ملیں گے	۱۹۸۴	بابی	ن-م	امجد بابی	سلمی آغا، غلام عباس
آپ اپنی مثال ہوتا ہے، پیار تو	۱۹۸۴	لازوال	ن-م	امجد بابی	اے نیرؔ، اخلاق احمد، ناہید اختر
رشتہ پیار کا نہ ٹوٹے	۱۹۸۴	لازوال	ن-م	امجد بابی	مہناز، اخلاق
احمد دل دے کے تمہیں اپنا	۱۹۸۴	لازوال	ن-م	امجد بابی	اخلاق احمد
اُدھر زندگی کا جنازہ اُٹھے گا اِدھر	۱۹۸۴	نام میرا بدنام	ن-م	کمال احمد	نور جہاں
بستی اُجاڑ ڈالی تو نے	۱۹۸۴	نام میرا بدنام	ن-م	کمال احمد	نور جہاں
جان من تیری نشیلی آنکھوں میں	۱۹۸۴	کامیابی	مسرور انور	ایم اشرف	اے نیر
ہم کو کس کے غم نے مارا یہ کہانی پھر سہی	۱۹۸۴	بسیرا	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد
جو زمانے میں ہمت نہ ہارے	۱۹۸۴	کامیابی	ن-م	ایم اشرف	غلام علی
جان من تیری ان آنکھوں کا میں عاشق	۱۹۸۴	کامیابی	ن-م	ایم اشرف	اے نیرؔ
چند ملاقاتوں میں باتوں ہی باتوں میں	۱۹۸۴	کامیابی	ن-م	ایم اشرف	اے نیرؔ، ناہید اختر
ہے اپنے وطن سے پیار ہمیں	۱۹۸۴	کامیابی	ن-م	ایم اشرف	ناہید اختر

۱۹۸۵

تنہا تھی اور ہمیشہ سے تنہا ہے زندگی	۱۹۸۵	جلتے ارمان بجھتے دیپ	صہبا اختر	دیبو بھٹا چاریہ	مہدی حسن
بن کی مصرع غزل کا چلی آؤنا	۱۹۸۵	ہیرو	ن-م	ایم اشرف	احمد رشدی
کالی گھٹا چلی	۱۹۸۵	زمین آسمان	ن-م	وجاہت عطرے	اخلاق احمد
پیار کرنا میرے جان سکھاوں گا	۱۹۸۵	زمین آسمان	ن-م	وجاہت عطرے	اخلاق احمد
تم پھر مجھے یاد کرو گے	۱۹۸۵	زمین آسمان	ن-م	وجاہت عطرے	اخلاق احمد
یہ کیسا انصاف ہے مالک	۱۹۸۵	زمین آسمان	ن-م	وجاہت عطرے	مسعود رانا
مست ملنگ جا کی تا ای	۱۹۸۵	ڈائریکٹ حوالدار	ن-م	ایم اشرف	نور جہاں

۱۹۸۶

کھل اُٹھی بہار بن کے زندگی	۱۹۸۶	فیصلہ	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد، مہناز
زندگی گیت ہے گیت ہے زندگی	۱۹۸۶	فیصلہ	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد، مہناز
آنکھوں میں تیرا پیار	۱۹۸۶	فیصلہ	ن-م	ایم اشرف	اخلاق احمد، ناہید اختر

۱۹۸۷

کھلونہ تیری زندگی کیا	۱۹۸۷	کندن	ن-م	کمال احمد	اخلاق احمد

ماں اولاد کا سایہ بن کر	۱۹۸۷	لاوا	ن-م	وجاہت عطرے	مسعود رانا
تو چور، مَیں چور، چوروں کا ہے	۱۹۸۷	چوروں کی بارات	حبیب جالب	وجاہت عطرے	مہناز، اے نیئر، مسعود رانا
ماں اولاد کا سایہ بن کر ساری عمر	۱۹۸۷	لاوا	ن-م	وجاہت عطرے	مسعود رانا
دل کا کمرہ نہ رکھ خالی چابی مانگے دل	۱۹۸۷	لاوا	ن-م	وجاہت عطرے	مسعود رانا، مہناز
تو جو مجھ کو نظر نہ آئے، وہ دن	۱۹۸۷	لاوا	ن-م	وجاہت عطرے	مسعود رانا، مہناز

۱۹۸۸

منڈیا دوپٹہ چھٹ میرا تو شرماں دا	۱۹۸۹	مکھڑا	ن-م	ن-م	نور جہاں، ندیم

۱۹۸۹

تم بھی خفا ہو لوگ بھی برہم ہے	۱۹۸۹	خاندان	ن-م	خلیل احمد	مہدی حسن

۱۹۹۰

آخری سانس تک تجھ کو چاہوں گا	۱۹۹۰	بلندی	مسرور انور	ایم ارشد	مہناز، اخلاق احمد
پھلوں میں، کلیوں میں آنکھوں کی	۱۹۹۰	بلندی	مسرور انور	ایم ارشد	مہناز
آ پلکوں کی چھاؤں میں مَیں گیت	۱۹۹۰	بلندی	مسرور انور	ایم ارشد	مہناز، اے نیئر
کہاں گیا وہ تیرا وعدہ	۱۹۹۰	بلندی	مسرور انور	ایم ارشد	مہناز، اخلاق احمد
ساون پیار کا پہلا ساون	۱۹۹۰	بلندی	مسرور انور	ایم ارشد	مہناز
افغان جل رہا ہے، تہذیب کی	۱۹۹۰	بارود کا تحفہ	مظفر وارثی	مشتاق علی	مسعود رانا، آصف جاوید
رکنا نہیں، جھکنا نہیں	۱۹۹۰	بارود کا تحفہ	مظفر وارثی	مشتاق علی	مسعود رانا

۱۹۹۵

ذرا ڈھولکی بجاو گوریو	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	عدنان، آشا
بھیگا ہوا موسم پیارا	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	عدنان سمیع
پیار ہے یہی تو پیار ہے	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	عدنان، حدیقہ کیانی
وہ مجھے یاد آیا، جتنا بھی مَیں نے	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	حدیقہ کیانی
چمکی کرن، کھلے پھلوا	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	عدنان، حدیقہ کیانی
اے خدا اے خدا، جس نے کی جستجو	۱۹۹۵	سرگم	ریاض الرحمٰن ساغر	عدنان سمیع	عدنان سمیع
جانو سن ذرا، پلکیں تو اُٹھا	۱۹۹۵	جیوا	خواجہ پرویز	ایم ارشد	انور رفیع

چھو کر چلے تجھ کو ہوا	۱۹۹۵	جیوا	سعید گیلانی	ایم ارشد	انور رفیع
دل ہو گیا ہے تیرا دیوانہ اب	۱۹۹۵	مشکل	ن-م	امجد بوبی	تسکین جاوید/مہناز
اماں دیکھ تیرا منڈا وگڑا جائے	۱۹۹۵	منڈا وگڑا جائے	ن-م	ایم ارشد	سلیم دانش

۱۹۹۶

دیکھا جو چہرہ تیرا موسم بھی پیارا لگا	۱۹۹۶	گھونگھٹ	ن-م	امجد بوبی	ارشد محمود
گھڑی رات کا یک بجائے، اور جانو	۱۹۹۶	چور مچائے شور	ن-م	ایم ارشد	سائرہ نسیم، شازیہ منظور
بس بھئی بس زیادہ بات نہیں چیف	۱۹۹۶	چیف صاحب	ن-م	امجد بوبی	سجاد علی
سنو سنو، بولو بولو	۱۹۹۶	چیف صاحب	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور، وارث بیگ
کرے کچھ کچھ دل میرا	۱۹۹۶	چیف صاحب	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور

۱۹۹۷

آ پیار دل میں جگا	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	وارث بیگ/سائرہ نسیم
دل توڑ کر نہ جا	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	وارث بیگ
ساتھی میرے، تیرے بنا تھا خواب	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	وارث بیگ
سرمئی بادلوں کے پیچھے چھپ گیا	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	سائرہ نسیم
کیوں چپ ہو کیوں ہو کھوئے	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	سائرہ نسیم
دیکھ کر تجھ کو دل میرا دھڑکا	۱۹۹۷	سنگم	ریاض الرحمٰن ساغر	امجد بوبی	وارث بیگ/سائرہ نسیم
تو راجہ میرا میں رانی تیری	۱۹۹۷	ہم تمہارے ہیں	ن-م	آر، اے نجف	حمیرا چنا، وارث بیگ
تیری مست نگاہوں میں دل میر کھو	۱۹۹۷	ہم تمہارے ہیں	ن-م	آر، اے نجف	حمیرا چنا
دھڑکے دل میرا بھیگی راتوں میں	۱۹۹۷	ہم تمہارے ہیں	ن-م	آر، اے نجف	حمیرا چنا، وارث بیگ
پیار کا روگ لگایا تو نے مجھے	۱۹۹۷	ہم تمہارے ہیں	ن-م	آر، اے نجف	حمیرا چنا، وارث بیگ
بھول نہ جائیے گا اک ملاقات کے	۱۹۹۷	دل کسی کا دوست نہیں	ن-م	ایم ارشد	آصف مہدی
سجنا تو میرا سپنا	۱۹۹۷	دل کسی کا دوست نہیں	ن-م	ایم ارشد	حمیرا چنا
جب ظلم کے سائے بڑھتے ہیں	۱۹۹۷	عمر مختار	ن-م	ذوالفقار علی	انور رفیع
وہ اک ہے لاکھوں میں	۱۹۹۷	دیوانے تیرے پیار کے	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور
دیوانہ دیوانہ اک مَیں ہی نہیں	۱۹۹۷	دیوانے تیرے پیار کے	ن-م	امجد بوبی	تحسین جاوید
تو بادلوں سے اُترا اور مجھے ملنے آیا	۱۹۹۷	دیوانے تیرے پیار کے	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور، وارث بیگ
تیری زندگی کا ساتھی تیرے شہر میں آیا	۱۹۹۷	دیوانے تیرے پیار کے	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور

ہم نکل آئے آگے زمانہ پیچھے رہ گیا	۱۹۹۷	دیوانے تیرے پیار کے	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور

۱۹۹۸

ہو سکے تو میرا ایک کام کرو	۱۹۹۸	دوپٹہ جل رہا ہے	ن-م	ایم ارشد	ارشد محمود
ریشم کا کرتہ میرا جالی کی چنریا	۱۹۹۸	نکاح	ریاض الرحمٰن ساغر	ایم ارشد/رابن گھوش	ن-م
جی ٹی روڈ تے بریکاں لگیاں	۱۹۹۸	نکاح	ابرارالحق	ابرارالحق	ابرارالحق
یہ دل ہو دیوانہ تیرے پیار کا	۱۹۹۸	نکاح	ریاض الرحمٰن ساغر	ایم ارشد/رابن گھوش	اخلاق احمد

۱۹۹۹

کہاں تھا حسیں چہرہ	۱۹۹۹	انتہا	ن-م	امجد بوبی	وارث بیگ
دل تیرا ہوا	۱۹۹۹	انتہا	ن-م	امجد بوبی	وارث بیگ، شازیہ
اے میری آرزو	۱۹۹۹	انتہا	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور
تیری نظر یہ	۱۹۹۹	انتہا	ن-م	امجد بوبی	اے نیرّ
رُت مستانہ	۱۹۹۹	انتہا	ن-م	امجد بوبی	اے نیرّ

۲۰۰۰

بتیاں بجھائی رکھ دی	۲۰۰۰	گھر کب آؤ گے	ن-م	امجد بوبی	شازیہ منظور
تیرا نام ہتھیلی پر لکھ کر	۲۰۰۰	گھر کب آؤ گے	ن-م	امجد بوبی	اسالتا
نکلی گھر سے کر کے سنگار	۲۰۰۰	تیرے پیار میں	ن-م	امجد بوبی	سائرہ نسیم
سنگم ہوا، سنگم ہوا	۲۰۰۰	تیرے پیار میں	ن-م	امجد بوبی	اسالتا
ہاتھ سے ہاتھ کیا گیا	۲۰۰۰	تیرے پیار میں	ن-م	امجد بوبی	توصیف ڈار، اسالتا

۲۰۰۱

بن تیرے کیا ہے جینا	۲۰۰۱	موسیٰ خان	جواد احمد	جواد احمد	جواد احمد
مَیں تو پیا کی تھی، پیا کی رہوں گی	۲۰۰۱	موسیٰ خان	جواد احمد	جواد احمد	جواد احمد
مرشد میرا میرا ماہیا	۲۰۰۱	موسیٰ خان	جواد احمد	جواد احمد	جواد احمد
یہ پاگل جو دل ہے کچھ بھی کر	۲۰۰۱	موسیٰ خان	جواد احمد	جواد احمد	جواد احمد
لگی لگی رے لگی، دل میں ہے	۲۰۰۱	موسیٰ خان	جواد احمد	جواد احمد	نغمانہ جعفری
کھوئے ہو تم کہاں	۲۰۰۱	موسیٰ خان	زین	زین	ن-م

آنچل ہے کیوں ڈھلکا	۲۰۰۱	موسیٰ خان	زین	زین	اسما لتا
دور جانا نہ مجھ وے	۲۰۰۱	موسیٰ خان	زین	زین	ن۔م
۲۰۰۲					
یہ دل آپ کا ہوا	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	کمار سانو،کویتا کرشنا مورتی
وہ لڑکی ہے یا ہے جادو	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	سونم نگم
تم ملے جب سے موسم ہوا تب	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	کمار سانو،کویتا کرشنا مورتی
فلم سے ستارا، نظر سے نظارہ	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	کویتا کرشنا مورتی
گھر کے اندر جی گھبرائے	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	شیری
دل کو دلدار ملا، پیار کو پیار ملا	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	ویتا کرشنا مورتی
پہلے تو کبھی کبھی غم تھا	۲۰۰۲	یہ دل آپ کا ہوا	ندا	امجد بوبی	رحیم شاہ
کل شب دیکھا مَیں نے چاند جھروکے	۲۰۰۲	مجھے چاند چاہیے	ن۔م	رونق علی	وارث بیگاک
دلبر سے آنکھ	۲۰۰۲	مجھے چاند چاہیے	ن۔م	رونق علی	وارث بیگ
تجھے یاد کروں	۲۰۰۲	مجھے چاند چاہیے	ن۔م	رونق علی	وارث بیگ
۲۰۰۳					
تو ہے چاند رات	۲۰۰۳	شرارت	ن۔م	وجاہت عطرے	شبنم مجید، غلام عباس
ڈھولنا	۲۰۰۳	لاج	ن۔م	امجد بوبی	ن۔م
لیلہ میری لیلہ	۲۰۰۳	لاج	ن۔م	امجد بوبی	ن۔م
موہے آئے ہے لاج	۲۰۰۳	لاج	ن۔م	امجد بوبی	ن۔م
تیری سانسوں کی مہکار	۲۰۰۳	لاج	ن۔م	امجد بوبی	ن۔م
۲۰۰۴					
بارش میں ہم تم، دل سے پوچھو ہم کیا	۲۰۰۴	سلاخیں	ن۔م	ایم ارشد	ن۔م
او یار سنہری سی یہ شام مجھے دے دے	۲۰۰۴	سلاخیں	ن۔م	ایم ارشد	ن۔م
نیناں تیرے مستی بھرے	۲۰۰۴	سلاخیں	ن۔م	ایم ارشد	ن۔م
تنہائیاں، مدہوشیاں، چاروں طرف	۲۰۰۴	سلاخیں	ن۔م	ایم ارشد	ن۔م
۲۰۰۵					

وعدہ ہے میرا تجھ سے او جاناں	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	احمد عقیل روبی	امجد بوبی	الکا یاگنی، ادت نارائن
سوہنی سوہنی نہیں کوئی تیرے جئی ہونی	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	احمد عقیل روبی	امجد بوبی	الکا یاگنی، شریا گوشل
یہ میری آنکھیں جادو بھری	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	احمد عقیل روبی	امجد بوبی	شریا گوشل
کوئی تجھ سا کہاں	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	احمد عقیل روبی	امجد بوبی	ن-م

۲۰۰۶

خدا کے لئے	۲۰۰۶	خدا کے لئے	شعیب منصور	ن-م	عمار حسن
دُنیا ہو	۲۰۰۶	خدا کے لئے	شعیب منصور	ن-م	احمد جہانزیب
بندیا	۲۰۰۶	خدا کے لئے	شعیب منصور	ن-م	خاور جاوید
ماہی وے	۲۰۰۶	خدا کے لئے	شعیب منصور	ن-م	خاور جاوید، فزا مجاہد
ماریا تیری بے وفائیاں سانوں ماریا	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	امجد بوبی	احمد عقیل روبی	جسپندر نرولا
موسم نے لی انگڑائی آ جا کر لے پیار	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	امجد بوبی	احمد عقیل روبی	ابھیجیت، شریا گوشل
اک بے وفا نے کی، خوشیوں کو آگ	۲۰۰۵	کوئی تجھ سا کہاں	امجد بوبی	احمد عقیل روبی	جسپندر نرولا

۲۰۰۷

بندیا	۲۰۰۷	خدا کے لئے	ن-م	احمد جہانزیب/روحیل	خاور جاوید
ماہی وے	۲۰۰۷	خدا کے لئے	ن-م	احمد جہانزیب/روحیل	خاور جاوید، فذ مجاہد
خدا کے لئے	۲۰۰۷	خدا کے لئے	ن-م	احمد جہانزیب/روحیل	عمار حسن
دُنیا ہو	۲۰۰۷	خدا کے لئے	ن-م	احمد جہانزیب/روحیل احمد	جہانزیب، شجاع حیدر
چوڑیوں کی چھن چھن	۲۰۰۷	جھومر	ن-م	نجات علی	ن-م

۲۰۰۸

پھر وہی راستے پھر وہی راہ گزر	۲۰۰۸	رام چند پاکستانی	دیپا جویتی مشرا	انور مقصود	شفقت امانت علی خان

انٹرنیٹ ویب سائٹس:

http://www.mazhar.dk/film/history/40s/1947.htm

http://en.wikipedia.org/wiki/Sahir_Ludhianvi

http://mazhar.dk/film/magazine/DoD/lyricists.htm

http://.en.wikipedia.org/wiki/Sachin_Dev_Burman

http://.wikipedia.org/org/wiki/Filmare_Best_Lyricist_Award

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/k-l-saigal.html

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/kbegum-akhta.html

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/lata-mangeshkar.html

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/manna-dey.html

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/udit-narayan.html

http://.www.culturalindia.net/net/indian-music/indian-singers/alka-yagnik.html

http://www.indianetzone.com/2/commecial_cinema.htm

http://www.indianetzone.com/2/indian_artisitc_cinema.htm

http://www.indianetzone.com/34/classic_hindi_films_indian_movies.htm

http://www.downmelodylane.com/hasrat.html

http://www.downmelodylane.com/majrooh.html

http://mazhar.dk/film/history/

http://www.downmelodylane.com/shailendra.html

http://www.downmelodylane.com/rajinderkrishan.html

http://lyricists.weebly.com/gulzar.html

http://www.downmelodylane.com/gulzar.html

http://www.downmelodylane.com/dty1953.html

http://www.downmelodylane.com/dty1986.html

http://www.thehotspotonline.com/moviespot/bolly/reviews/d/_listD.htm

http://chandrakantha.com/biodata/lata_songs/lata_1940s.shtml

http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_1940s_film.html

http://chandrakantha.com/articles/indian_music/filmi_sangeet/film_song_2010_film.html

http://pakistanimovies.net/?tag=tanveer-naqvi

http://pakistanimovies.net/?tag=mala&paged=2

http://www.desimusic.com/